

کل بیت نہ اموح

بیت کریم میں غافل ہستہ مرندی
جیت پر کریم مرندی بیج دامن زندگی

صحیح دوامِ زندگی



سایت

اخاوف القاری مولانا فضل حسن قادری
علیٰ ذرا شکر و شفاف دار

البینک سیلز اور

کافی فہرست کتاب

موت کو سمجھیں غافل نہ رہتے تاہم زندگی
بی پیش مرنے کی وجہ سے دوام زندگی کی

صحیح دوام زندگی

سیف

احافظ العاری مولانا علام حسن قادری

مشتی دار ڈرامہ جزا بیان حافظ العاری

اکبر نسبت سیلز

نپنی شرپر ۳ اردو یادگار آپور
Ph: 37352022

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	صحیحِ دوامِ زندگی
مصنف	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحتفاف لاہور)
پروف ریڈنگ	ال الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامد ایم جزہ لاہور
صفحات	480
اشاعت	2010
تعداد	1100
کمپوزنگ	فرخ علی
ناشر	اکبر بیک سلرزا لاہور
قیمت	350/- روپے

اکبر بیک ناشر
سلرزا لاہور

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حمد باری تعالیٰ عز اشنا	۱۵	فرمت کے لحاظ کو نصیحت چانو اور نیکی کرنے	
نعت مصطفیٰ علیہ السلام	۲۳	میں جلدی کرو	۲۴
اسلام علی سید الانام علیہ التحیۃ والسلام	۲۵	آگے کیا بیچھا اور بیچھے کیا چھوڑا؟	۲۶
مناجاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ	۲۵	دیکھاے دل یہ دم قیمت ہے	۱۸
عرضِ احوال	۲۷	گیادوت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے	۱۹
موتِ نہبہی آئنے والی آئے گی	۲۸	وقت سے بھی زیادہ قیمتی ہے	
ہس وقت موت کی تیاری میں رہو	۳۹	نیک اعمال میں جلدی کرو!	
فرمان سیدنا صدیق اکبر	۳۰	وقت کی قدر کر بنوا لے لوگ	۳۱
کیسی کسی صورت میں جو پہاں ہو گئیں؟	۳۱	زندگی بے بندگی شرمدگی	۳۲
موت کے آنے اور قبر میں جانے پر اللہ کا شکر	۳۲	زندگی کے مشکل ترین لحاظ	
ادا کرو	۳۳	بوت انتقال بھی فتحی سائل	۳۴
جب بارگاہ خداوندی میں ہم سب کی حاضری ہو گئی		عمل کا وقت اے انساں تیری عمر روان	
آج جو کچھ بولے گا کاٹے گا کل	۳۴	تک ہے	۳۴
جان نہبہی جانے والی جائے گی	۳۴	موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے	۳۴
موت و حیات کے معانی	۳۴	تیراڑ کرتے کرتے جسے موت آگئی ہو	۳۵
موت سے فرار نہیں	۳۵	اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے	
دم دا نیک موسیں و کافر کا حال	۳۶	غرغہ اور نزع کی حالت میں تعلیم دینا	۳۷
موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم	۳۷	مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی طلاقات پر خوش ہوں	۳۹
سب سے بڑا حکم وہ ہے جو موت کو زیادہ میاد کر سخا لے؟	۳۹	امام ان جوزی کی اپنے بیٹے کو نصیحت	

عنوان	صفحہ	عنوان
امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ میں ملک الموت کی حاضری ۵۱	جو ان بیٹی کی وفات پر ۵۱	
کیسی آنکھ ہے خند سے بھرتی ہی نہیں ۵۲	کیسی آنکھ ہے خند سے بھرتی ہی نہیں ۵۲	
زہدی الدنیا کیا ہے اور دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ۵۳	زمین عرش میں سے ایک فرشتے کا حال ۵۰	
زندگی اور موت کو کیوں پیدا کیا گیا؟ ۵۲	زندگی اور موت کی تسبیح سن کر مرغ کا اذان دینا ۵۲	
دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری کے رعد فرشتے کا حال ۵۳	بارے میں دوخط ۵۴	
سات زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ ۵۵	سات زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ ۵۴	
مرنے کے بعد یک وبد دونوں نادم ہوں گے ۵۶	حجاج کرام کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بنایا گیا ۵۵	
سب سے پہلے کعبے کا طواف اور حج فرشتوں ملک الموت کا دروح قبض کرنا ۵۷	سب سے پہلے کعبے کا طواف اور حج فرشتوں ملک الموت کا اہل ایمان کے ساتھ شفقت و ۵۷	
محبت کا معاملہ ۵۸	فرشتے انسانوں سے حیاء کرتے ہیں ۵۸	
عزرا ایل علیہ السلام کے علم کی وسعت ۵۸	عزرا ایل علیہ السلام کے علم کی وسعت ۵۸	
محبوب خدا کے علم کی عظیں ۵۹	انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے ۵۹	
حدیث پاک کا مفہوم ۶۰	رحم مادر کا ساتھی فرشتہ ۶۰	
حضور علیہ السلام تو یہ بھی جانتے ہیں ۶۱	لوگوں کو تماز کی دعوت دینے والا فرشتہ ۶۱	
فرشتہ کا ساتھ کس کو نصیب نہیں ہوتا؟ ۶۲	ستہزار فرشتوں کا اجتماع ۶۲	
علم کے طالب کا اکرم کرنے والے فرشتے ۶۳	فرشتہ کے بارے میں حضور علیہ السلام ۶۳	
علماء شریف باندھنے والے فرشتے ۶۴	کے ارشادات ۶۴	
ابن آدم کو فرشتوں کا سلام ۶۵	جریل علیہ السلام کی ترمی اور میکائیل علیہ السلام ۶۵	
ہم سورہ ہے ہوتے ہیں اور فرشتہ ہماری حفاظت کی ختنی ۶۶	آسودہ حالی کیونکر ہو؟ ۶۵	
کر رہا ہوتا ہے ۶۷	عزرا ایل علیہ السلام کی ہر گھروں کو روزاں جنبیہ ۶۶	
مسلم شریف کے حوالے سے ۶۹	فرشتہ کا حاجیوں سے مصافی اور معافی ۶۷	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شہر مدینہ کے محافظ فرشتے.....	۸۹	اللہ کے سایہ رحمت میں زہنے والا شخص.....	۱۰۵
خاوند کو ناراض کرتی والی عورت پر لعنت کرتی والے قبر کے عذاب اور قتنہ دجال کو یہودی بھی مانتے ہیں.....	۹۰	فرشتے.....	۱۰۶
بیکھلی ہے فقط اس ذات مطلق کے لئے.....	۱۰۸	مرنے والے اور پس اندر گان کیلئے ایک فرشتے	۹۰
سوائے اس کے ہیں چودہ طبق فنا کے لئے	۹۱	کی ذیبوٹی	۹۱
قبر میں تکیرین کی آمد.....	۹۲	انجیاء کرام علیہم السلام کی رحلت.....	۱۰۹
تکیرین کے سوالات اور قبر والے کے جوابات وفات کے وقت حضور علیہ السلام کے جسدِ اقدس سے خوبیوکا آتا.....	۹۳	روزہ دار کے لئے دعا کرنے والے فرشتے ..	۹۰
عید کے دن فرشتوں کا راستوں پر کھڑے ہوتا ہے	۹۴	نبی اکرم ﷺ کی رحلت.....	۱۱۱
اپنی لخت جگر کو تسلی دینا.....	۹۵	ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان فرشتے کا	۱۱۲
فرط خوشی سے چہرہ انور چک انخا.....	۹۵	ایک لغم	۱۱۳
زندگی اور موت کی شکل و صورت	۹۷	آخری حکم عمل	۱۱۴
موت ہر ہڈی نفس کو آتی ہے	۹۸	ایک حقیقت جس کا کوئی بھی مکر نہیں	۱۱۵
انسان عالمی ہے وہ ہوشیار ہے	۹۹	موت کے بارے میں حضور علیہ السلام	۱۱۶
زندگی ایک نے پائی دھوکہ بہت ساروں نے کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا	۱۰۱	کھایا	۱۱۷
مجھے قلاں قلاں سورت نے بوڑھا کر دیا ہے	۱۰۲	دل کی کھنچ کا علاج یاد موت ہے	۱۱۸
فرمان شہری	۱۰۳	موس کے لئے اخروی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ موت اس سے بھی پہلے آجائے والی ہے	۱۰۴
دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے	۱۰۴	وقت کا بادشاہ موت کے خوف سے روئے لگا	۱۰۵
اساں خطا بتوا بھی اس پکڑ میں پڑا ہوا ہے	۱۰۵	چار تم کے لوگ	۱۰۶
ضرور پوچھا جائے گا	۱۰۶	قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں تم سے جس کوچ جانتا تھا وہ جھوٹ معلوم ہوئے لگا	۱۰۷
جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے	۱۰۷	کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے	۱۰۸
موت نے بڑے بڑے جاہروں کی گردنوں کو توڑ دیا	۱۰۸	جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے	۱۰۹

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے ۱۲۳	چوتھا خطبہ	موت سے پہلے توبہ اور مصروفیت سے پہلے یہکی ۱۲۴	حضرت عمر قاروقؓؑ کی شہادت
اعمال کرو ۱۲۵	خوف خدا کی وجہ سے حضرت عمرؓؑ کی حالت	قویت تو بکی چارش رانک ۱۲۶	حضرت عمرؓؑ نے اپنی شہادت کا اشارہ دیدیا ۱۲۷
حضرت ابو بکر صدیقؓؑ کا وصال با کمال ۱۲۷	حضرت عمرؓؑ نے اپنے قاتل کے بارے میں	صدیقؓؑ اکبر اور خوف خدا۔ اللہ اکبر ۱۲۸	بنا دیا ۱۲۹
حضرت صدیقؓؑ اکبر کو پڑھ جل گیا کہ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے ۱۲۹	حضرت عمرؓؑ کی شہادت کا واقعہ ۱۵۰	موم و حیات کی تکشیں میں بھی نماز ادا ہوتی رہی ۱۵۲	پہلوئے مصطفیٰ میں بن آپ کا مزار ۱۵۲
حضرت ابو بکر کی حضرت عمر کو وصیت ۱۳۰	ایمان خوف اور امید کی درمیانی حالت کا نام ہے ۱۳۱	ایمان خوف اور امید کی درمیانی حالت کا نام ہے ۱۳۱	آخری وقت آخری کلمات ۱۳۲
وصفات کے بعد کا حال اور عظمت و شان ۱۳۲	حضرت عائشہ صدیقؓؑؑ کا بیان ۱۳۲	اماں کا پیکر ہے صدیقؓؑ اکبرؓؑ ۱۳۲	وراثت و وصیت صدیقؓؑ اکبرؓؑ ۱۳۳
قابل رنگ موت ۱۳۵	حضرت عمرؓؑ کے دل میں خوف خدا کا عالم ۱۵۴	نبیوں کے بعد ہیں سب سے افضلؓؑ ۱۳۶	حضرت عمرؓؑ کا جنت میں عالیشان محل ۱۵۹
موت کے موضوع پر حضرت ابو بکرؓؑ کے چار خطبات ۱۳۷	امیر المؤمنین نے اپنے آپ کوہرا کے لئے پیش کر دیا ۱۴۰	وفات کے بعد کا حال ۱۳۸	وفات کے بعد کا حال ۱۴۰
چار خطبات ۱۳۹	حضرت عمرؓؑ کا غصہ قرآن کی تلاوت یا وادی	پہلا خطبہ ۱۴۱	اور خوف خدا سے شدنا ہو جانا ۱۴۱
جوت سے پہلے فوت ہو گئے ان سے عبرت حاصل کرو ۱۴۲	قیامت کے موافقے کا کھکھا ۱۴۲	دوسرा خطبہ ۱۴۳	بے رہا جن کے دل میں احساں حشر کا کھکھا ۱۴۳
دوسرा خطبہ ۱۴۴	حضرت امام حسنؓؑ کی گواہی ۱۴۴	تمرا خطبہ ۱۴۴	حضرت عمرؓؑ کی دنیا سے بے دشمنی ۱۴۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تمہارے والدیم برے والدے بہتر تھے ۱۶۵	حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ انکرم کی فکر آخوت کے بارے میں حضرت عمر بن جنید کے	عثمان	صلوٰ
شہادت ۱۸۵	اتوال زریں ۱۶۶	دوں کی موت کیا ہے؟ ۱۶۷	حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی اور شہادت علی کا پس منظر ۱۸۷
شہادت سے پہلے شہادت کا علم ۱۸۶	محابہ نفس اور خوف خدا کے موضوع پر حضرت عمر بن جنید کے خطبات کا خلاصہ ۱۶۸	مجھ شہادت ۱۸۹	وہ اللہ سے ذرتے ہیں اور لوگ ان سے ذرتے ہیں ۱۹۰
اپنے قائل کے بارے میں وصیت ۱۹۰	اپنے بیٹوں سے آخری نکلو ۱۹۱	فضیلت کا معیار تقویٰ ہے ۱۷۲	اپنے بیٹے اور افراد کو وصیت و نصیحت ... ۱۷۳
اپنے بیٹوں سے آخری نکلو ۱۹۱	وفات کے وقت آپ نے یہ وصیت لکھوائی .. ۱۹۲	حضرت عثمان غنی بن جنید کی شہادت ۱۷۴	بارگاہ رسالت میں مرتبہ و مقام ۱۹۳
وفات کے وقت آپ نے یہ وصیت لکھوائی .. ۱۹۲	ایل قبور سے خطاب ۱۹۵	حضرت عثمان بن جنید نے خود بتا دیا کہ میں آج شہید کر دیا جاؤں گا ۱۷۵	آج عمل کا موقع ہے ۱۹۴
ایل قبور سے خطاب ۱۹۵	قرآن پڑھتے ہوئے شہید کر دیئے گے ۱۷۶	آزمائشوں پر مبرکرنے والے حضرت عثمان بن جنید زہد و درع و قاععت کا بیکر، حضرت عثمان بن جنید ۱۷۶	حضرت علی المرتضی بن جنید کی شہادت ۱۹۳
آج عمل کا موقع ہے ۱۹۴	حضرت علی المرتضی بن جنید کے حکمت بھرے اتوال ۱۹۷	بازگارہ رسالت میں حضرت عثمان کا مقام ۱۷۸	کامل فقیری کی نشانی ۱۹۷
حضرت علی المرتضی بن جنید کے حکمت بھرے اتوال ۱۹۷	حضرت علی المرتضی بن جنید کی آخري وصیت ۱۷۹	حضرت علی المرتضی بن جنید کی آخري وصیت ۱۸۰	لقدیر کا مسئلہ ۱۹۸
کامل فقیری کی نشانی ۱۹۷	کرنے کی تائید فرمائی ۱۹۹	حضرت علی المرتضی بن جنید کے آخري وصیت ۱۸۱	حضرت علی المرتضی بن جنید کے آخري لمحات میں کیا پڑھ دے ہے تے ۲۰۱
لقدیر کا مسئلہ ۱۹۸	حضرت امام حسن بن جنید کو جن با اتوال پر عمل کرنے کی تائید فرمائی ۱۹۹	حضرت علی المرتضی بن جنید کے آخري وصیت ۱۸۲	فکر آخوت کے موضوع پر حضرت عثمان بن جنید کے خطبات ۲۰۲
حضرت امام حسن بن جنید کو جن با اتوال پر عمل کرنے کی تائید فرمائی ۱۹۹	موت موثر ترین مجرت ہے ۲۰۰	حضرت علی المرتضی بن جنید کے آخري وصیت ۱۸۳	فکر آخوت کے موضوع پر حضرت عثمان بن جنید کے خطبات ۲۰۳
موت موثر ترین مجرت ہے ۲۰۰	ہے جام موت مقدر ہر اک بشر کے لئے ۲۰۱	موت کے بارے میں غفلت سے کام نہ لو .. ۱۸۳	دنیا کی زندگی جسمیں دھو کے میں نہ اولاد دے ۲۰۲
ہے جام موت مقدر ہر اک بشر کے لئے ۲۰۱	فکر کی پکار ۲۰۲	حضرت علی المرتضی بن جنید کا آخری خطبہ ۱۸۳	میت دفن کرنے والوں کو حضرت علی المرتضی بن جنید
فکر کی پکار ۲۰۲	خطبات ۲۰۳		

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا خطاب.....	۲۰۶	موت سے پہلے پیغام موت.....	۲۳۰
لبی امیدیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔	۲۰۸	ساتھ سال تک مہلت.....	۲۳۱
جنگ نہروان کے بعد رقت انگیز خطبہ.....	۲۰۹	ملک الموت کا فرمان.....	۲۳۲
مال اور اولاد نیا کی اور اعمال صالح آخرت کی کھتی ہے.....	۲۱۱	ساری زندگی جو پیڑی میں ہی گزاروی.....	۲۳۳
اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے حرف حروف.....	۲۱۱	بھر تو مائل پر کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں.....	۲۳۴
غلپ خوف خدا میں اہل اللہ کا حال.....	۲۳۶	اگر میں موت کو ایک لمحے کے لئے بھی بھول.....	۲۳۵
فرائض کی ادائیگی کے متعلق ایک طویل خطبہ.....	۲۱۲	گیا.....	۲۳۷
کاش موت کے بعد میں دوبارہ نہ زندہ کیا موت، قبر اور قیامت کے بارے میں خطبہ ..	۲۱۲	کاش موت کے بعد میں دوبارہ نہ زندہ کیا.....	۲۳۸
غم اولاً دکوئی صاحب اولاً ہی جانے.....	۲۱۷	جاوں.....	۲۳۹
صحابی رسول ﷺ کی آہ و وزاری.....	۲۱۹	کوچ کانقارہ بیچ چکا ہے.....	۲۴۰
خوف آخرت سے سارے غلام آزاد کر دیے.....	۲۲۰	ایک پنجی کی موت کے ذرے آہ و وزاری.....	۲۴۱
حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے ہمارے میں پدایا۔	۲۲۱	ایک پنجی کی موت کے ذرے آہ و وزاری.....	۲۴۲
اہل حق کے معوالات مبارکہ.....	۲۲۲	گورزوں کو لکھارتے والے کی رب کی بارگاہ.....	۲۴۳
موت کا معاملہ بہت خطرناک ہے.....	۲۲۲	میں عاجزی.....	۲۴۴
سورج روزانہ اعلان کرتا ہے.....	۲۲۳	حاکم وقت میں اس قدر خوف خدا؟	۲۴۵
قبر اور مریت کے بارے ارشادات مصطفیٰ ﷺ.....	۲۲۳	ایک مکابر پادشاہ کی موت کا حال.....	۲۴۶
قبر کیا کہتی ہے؟	۲۲۵	ایک ویران محل کی داستان.....	۲۴۷
اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ مارے	۰	ملک الموت نے نجات نامہ لکھا ویا.....	۲۴۷
زیادہ مہربان ہے.....	۲۲۶	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی گری و وزاری ..	۲۴۸
امال صالح قبر کی وحشت کو دور کرتے ہیں ...	۲۲۷	موت محض فنا ہونے کا نام نہیں.....	۲۴۹
انہاں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزر ار رہے	۲۲۸	کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟	۲۵۰
نکارہ اور نکمی (ارذل العز) سے کیسے بچا جائے؟.....	۲۲۹	کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کہوں؟	۲۵۰
قبر والوں کا حال.....	۲۵۱	قبر والوں کا حال.....	۲۵۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عمل کم کیا اجربہت زیادہ مل گیا.....	۲۶۷	ایک کفن چور کا واقعہ.....	۲۵۲
چوک مرگ آید تسمیر لب اوست.....	۲۶۸	میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔	۲۵۲
مر جان خوش آمدید ان چہروں کے لئے جونہ	۲۶۹	اولاد کی وفات پر مشاہیر کے صابرائے جنطے۔	۲۵۳
انسان ہیں نہ جن.....	۲۷۰	ایک ہی دن میں دو بیٹوں اور شوہر کی موت پر	۲۵۴
اس عمر میں اس قدر محنت کیوں؟	۲۷۱	صبر کرنے والی عورت.....	۲۵۵
ایک مسئلہ جس سے اصلاح ہو جائے سوچ اور سوچاد سے بہتر ہے.....	۲۷۲	موت مومن کے لئے تحفہ ہے.....	۲۵۶
کاش میں غریبی کی حالت میں مرتا اور موت کے بغیر نہ وصال یار ہے نہ جنت کی بھار	۲۷۳	ان شہید ایں وفا کی بات کر.....	۲۵۷
قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرتا.....	۲۷۴	موت کو آتا دیکھ کر اللہ کیا کہتے رہے؟	۲۵۸
میں اللہ کے قاصد کی انتظار میں ہوں.....	۲۷۵	حضور علیہ السلام کے تمثیلات کفن میں رکھنے کی خواہش و دوستی	۲۵۹
ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے.....	۲۷۶	اے اللہ امیرے دل میں تیری محبت ہے.....	۲۶۰
میں کتنا خوش ہوں کہ کل محبوب خدا سے ملاقات ہوگی.....	۲۷۷	میں کتنا خوش ہوں کہ کل محبوب خدا سے ملاقات ہوگی.....	۲۶۱
حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور جان دے دی.....	۲۷۸	کاش ان صندوقوں میں اشرفوں کی جگہ پسیاں ہوںک	۲۶۲
پڑھنے والا حدث.....	۲۷۹	عظیم محمدؐ کے آخری الفاظ	۲۶۳
میرے گناہ تیرے غنوکے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں.....	۲۸۰	ہم اپنے آقا علیہ السلام کو کبھی دشمن کے حوالے نہ کریں گے.....	۲۶۴
تمیں برس سے روزانہ ایک قرآن مجید پورا	۲۸۱	اسلامی فوج کو شہید کا پینا محبت رسول ﷺ کی	۲۶۵
پڑھنے والا حدث.....	۲۸۲	حضردار علیہ السلام کو میر اسلام کہنا اور دعا کی	۲۸۳
درخواست کرنا شہید کی دوستی	۲۸۳	دیگر عبادی خلقاً کا حال.....	۲۸۴
اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو مجھی اس سے راضی ہو جا.....	۲۸۵	بائے رے یہ روح پر درا و جاں بخش لذتیں	۲۸۶
موت کی تکلیف.....	۲۸۶	راضی ہو جا.....	۲۸۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا واقعہ.....	۳۰۳	بیماری کا شکوہ کیوں کروں یہ تو میرے طبیب	۲۸۲
نوجوان نے ایک رات کی مہلت مانگ لی	۳۰۳	بی کی طرف سے ہے.....	۲۸۲
جانکنی کا وقت ہی تو دراصل حلاوت کا وقت یے ہے	۲۸۳	ایک گردہ جنت میں ہو گا اور دوسرا دروزخ	۲۸۳
میری بہی تھنا ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے اللہ	۲۰۶	میں.....	۲۰۶
کی معرفت نصیب ہو جائے.....	۲۸۳	خیر سے خالی لوگ ہی دروزخ میں جائیں گے	۳۰۷
ایک درویش کی موت کا حال.....	۲۸۳	موت انسان کا تعاقب کر رہی ہے.....	۳۰۷
تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو	۲۸۴	تم موت کے لئے پیدا کیے گئے اور دریانی	۲۸۴
محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں.....	۲۸۴	کے لئے تغیر کرتے ہو.....	۳۰۸
عاشقان اور خوبیاں خوب تر.....	۲۸۵	جو بوبیا ہے وہی کاشنا ہو گا.....	۳۰۹
ماں کے گستاخ کی زبان پکلہ جاری نہیں ہو رہا.....	۲۸۶	دو دنیا کی محبت میں جو جتنا پچھا ہو گا.....	۳۱۰
ایک عاشق صادق کی موت کا حال.....	۲۸۷	موت کی یاد پر تین انعامات اور اس کو بھلانے	۲۸۷
کشتگان بخجر تعلیم را.....	۲۸۹	پتمن مصائب.....	۳۱۱
شاید اللہ اس کو بھی بخش دے.....	۲۹۰	دین کی خاتمت کے لئے موت سے بہتر کوئی	۲۹۰
انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟.....	۲۹۱	چیز نہیں ہے.....	۳۱۲
موت کے بعد کی تکلیف موت کی تکلیف	۲۹۲	موتون کا فرقی بت کا غسل حال.....	۲۹۲
جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے.....	۲۹۳	سے زیادہ ہے.....	۳۱۳
عالم بالامیں پائیزہ روح کا استقبال.....	۲۹۳	اللہ تعالیٰ کے طم سے دو کرنے کھانا چاہے ...	۳۱۳
قبر میں مکر کیر کی آمد.....	۲۹۵	عمل کا سلسلہ موت پر ختم ہو جاتا ہے.....	۳۱۵
ملک الموت کی خدا کے دشمن کے پاس آمد ..	۲۹۷	موت کی یاد ٹکنی کی علامت ہے.....	۳۱۶
دشمن خدا کی قبر میں حالت زار.....	۲۹۸	موت اس سے بھی جلدی آسکتی ہے.....	۳۱۷
ایک ہائی شہزادے کا یہ انجام	۲۹۹	قبر و آخوند کو یاد رکھنے کے لئے اہل اللہ کیا	۳۱۸
نوجوان کی جیج نے شہزادے کی کایا پلٹ دی	۳۰۰	کرتے تھے؟.....	۳۱۸
ہائی شہزادے بے اختیار ہو کر جیتنے لگا.....	۳۰۲	ہماسا تکلی کا حق ادا کر دیا.....	۳۲۰
ایک عبادت گزار غلام کی موت کا واقعہ جس کی	۳۰۳	ہائی شہزادے کی دعا.....	۳۲۰
دعائے بارش ہونے لگی.....	۳۲۰	ایک نوجوان کو موت کے بعد جنمی محل ملے	۳۲۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ایک درویش کی رب سے ملاقات.....	۳۲۳	موت کی یاد کا عملی مظاہرہ کیا جائے نہ کہ	
بزرگی کا حق ادا کر دیا.....	۳۲۴	زبانی دعویٰ.....	۳۲۴
قب پر سال بھر خیمد لگائے رکھا.....	۳۲۵	اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو.....	۳۲۵
ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کر.....	۳۲۷	اپنی بیوی کے غم میں شاعر اہل بیت فرزدق	
زابد کون ہے اور زہدی الدین کیا ہے؟.....	۳۲۸	کے اشعار.....	۳۲۶
موت پر یقین اور پھر نہ نہ؟.....	۳۲۹	ظیفہ بارون الرشید کے جوان بیٹے کی موت	
قتنے کے وقت زندگی سے موت بہتر ہے گراس	۳۲۶	کاظمیل واقعہ.....	
تیرا بھی ایک دن جتازہ اٹھایا جائے گا.....	۳۲۸	کی تمنانہ کی جائے.....	۳۵۰
با شاہ کی بیٹے کی قبر پر حاضری.....	۳۳۱	یک اعمال والی بی بی عمر نیک بختنی ہے.....	۳۵۰
حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے		محکمہ اپنی ملاقات سے محروم نہ فرمائیں.....	۳۵۲
میں نصیحت.....	۳۳۲	اویاء اللہ کا وصال با غیان حق جیسا نہیں.....	۳۵۲
ٹے خاک میں اہل شاہ کیے کیے؟.....	۳۳۳	بزرگ کی گریہ وزاری.....	۳۵۳
ایک مرد صاحب کا سبق آموز واقعہ.....	۳۳۳	بزرگ اپنے خالق حقیقی سے جاتے.....	۳۵۳
موت کا شیر غنیر ب جملہ، ہونے والے	۳۳۶	بیٹے بزرگ فرماتے ہیں:.....	۳۳۵
بہر اگیز عربی اشعار بعد ترجیح.....	۳۳۷	بیٹے دادا کے دوست کی قبر ہے.....	۳۵۳
اللہ تعالیٰ کو راشی کرنے کا انوکھا طریقہ:.....	۳۳۷	مرنے والے میں کیا کس کے لیے ہے.....	۳۵۹
میت قبر پر آنے والے کو بختنی ہے:.....	۳۴۰	ایک عقل مندی کی بات.....	۳۶۰
ملک الموت کا اعلان:.....	۳۴۲	موت کی تختیاں:.....	۳۶۰
دہ راز، اک کملی دالے نے: تلا دیا چند اشاروں		تی اسرائیل کا ایک شخص موت کی شدت کو	
تی.....	۳۶۲	یا ان کرتا ہے.....	۳۶۲
جس کی موت جمال لکھی: دلگی وہ کہیں بھی: بوجا		اے موت کو بھول کر محل تحریر کرنے والے.....	۳۶۳
تو اس جگہ طرد پہنچا.....	۳۶۳	اسا براہم ا تو نے موت کو کیا بایا؟.....	۳۶۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نیند موت کی بہن ہے اسی لیے جنت میں نیند نہ ہوگی ۳۷۹	اچانک کی موت مومن کے لئے رحمت اور فاجر کے لئے رحمت ہے ۳۶۲	موت کے وقت مومن کو اعزاز کی خوشخبری اور کافر کو عذاب کی اطلاع ۳۸۰	ایک عورت کی اپنے باپ کی قبر کے پاس فریاد ۳۶۵
مومن کے مرنے پر زمین کارونا ۳۸۱	موت ہونے والوں کی زندگی کیسا تھا خواب میں ملاقات کے واقعات ۳۶۶	ایک شہزادہ کا ازالہ ۳۸۲	ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوا ۳۶۷
مومن کو موت کے وقت اللہ کا سلام ۳۸۳	ایک قدم پلصر اٹپ اور درود راجحت میں ۳۶۹	کا آتا ۳۸۳	کافر کے ساتھ موت کے بعد کیا معاملہ ہوتا ہے؟ ۳۸۴
قبر میں نیک اعمال بندہ مومن کا دفاع کریں گے ۳۸۶	مغفرت و بخشش کے واقعات بحث و جوہات ۳۷۱	موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے ۳۸۷	اہل اللہ کی وصال کے بعد ملاقاتیں ۳۷۲
عذاب قبر کے بارے میں احادیث مبارک ۳۸۸	اپنے مستقبل کو تم روشن کرو ۳۷۳	مومن و کافر کا قبر میں حال ۳۸۹	شیطان کو بچانے کے لئے دل میں ایمان کا نور چاہئے ۳۷۴
کافر پر قبر میں ننانوے اثر دے سلطان کر دیے جاتے ہیں ۳۹۰	چکنے کا آنسوؤں سے لوٹنے کا چہرہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کے واقعات ۳۷۵	جنت میں عموماً ساکین اور دوزخ میں عورتیں ویکھی گئیں ۳۹۱	نیند کی حالت میں ارواح کی آپس میں بھوکے ہوں گے؟ ۳۷۶
قیامت کے دن سب سے زیادہ کون لوگ ملات ۳۹۲	ملات ۳۷۸		

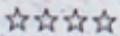
عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شہزادے کی موت کے منظر نے حضرت امتح پر سب سے پہلی مصیبت.....	۳۹۲	امتح پر سب سے پہلی مصیبت.....	۳۹۲
حسن بصری کی کایا پلٹ دی	۳۹۳	حسن بصری کی موت کا واقعہ	۳۹۳
آتش پرست کو ہدایت مل گئی	۳۹۴	مکبر جنت میں نہ جاسکے گا	۳۹۴
جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جم گئے	۳۹۶	ایک عورت دوزخ کا ذکر سن کر کاپ انہی اور ایک نوجوان ولی اللہ کی موت کا واقعہ	۳۹۶
ایماندار لوگوں کو فرشتوں کا سلام	۳۹۷	جس کے دل میں خوف خدا ہوگا	۳۹۹
جب ملک الموت اور خود موت کو بھی موت آئیمان کے لئے عکیرین کی آوازِ کنیتی عمدہ ہوگی؟	۴۰۰	جب ملک الموت اور خود موت کو بھی موت آجائے گی	۳۹۹
حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کی موت کے وقت آؤزاری	۴۰۰	حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کی موت کے وقت آؤزاری	۴۰۰
کاشِ مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اب جیکہ ہو شہید فی سبیل اللہ کے درجات	۴۰۱	کاشِ مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اب جیکہ ہو شہید کو موت کی کتنی تکلیف ہوتی ہے؟	۴۰۱
خدرات جن کے دل میں ہیں روز شمار کے .. شہید کے رعنی کے مناظر	۴۰۲	خدرات جن کے دل میں ہیں روز شمار کے .. شہید کے رعنی کے مناظر	۴۰۲
منڈلار ہاہے سر پر تیرے طاڑیا جل	۴۰۳	منڈلار ہاہے سر پر تیرے طاڑیا جل	۴۰۳
شہزادے کی ارواح جنت کی سیر کرتی ہیں	۴۰۵	شہزادے کی ارواح جنت کی سیر کرتی ہیں	۴۰۵
گمرا خرت رکھنے والا غلطیم حکر ان	۴۰۶	گمرا خرت رکھنے والا غلطیم حکر ان	۴۰۶
آپ پہلے بادشاہ ہیں جو مر نے والے ہیں .. شہید کے لئے چوتیں	۴۰۷	آپ پہلے بادشاہ ہیں جو مر نے والے ہیں .. شہید کے لئے چوتیں	۴۰۷
بیت المال قوم کی امانت ہے	۴۰۸	بیت المال قوم کی امانت ہے	۴۰۸
ہدیہ بھیجا ہوا سیب اپنے لیے رشت سمجھا ...	۴۰۹	ہدیہ بھیجا ہوا سیب اپنے لیے رشت سمجھا ...	۴۰۹
یہی عزیز تو ان کے تکرات نہ پوچھ	۴۱۰	یہی عزیز تو ان کے تکرات نہ پوچھ	۴۱۰
اباجان کیا آپ اس حقیقت سے بے خوف ہو گے	۴۱۱	اباجان کیا آپ اس حقیقت سے بے خوف ہو گے	۴۱۱
حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ السلام کا ایک خطبہ ...	۴۱۲	حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ السلام کا ایک خطبہ ...	۴۱۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کوئی ذلتِ انجام ہے گا کوئی انعام پائے گا..... ۳۵۱		مصعب بن عمسہ اور امیر حمزہ بن شہداد کی شہادت..... ۳۲۳	
نافرمانوں کا عبر تناک انجام..... ۳۵۲	۳۲۴	حضور علیہ السلام قیامت کے دن شہداء کی گواہی دیں گے ۳۲۳	
کافر کی روح کس طرح نکالی جاتی ہے؟ ۳۵۳		غزوہ موت کا آنکھوں دیکھا حال ۳۲۵	
خدا کی یاد کر۔ ہر دم جو آخر کام آتا ہے ۳۵۴	۳۲۴	شہداء کی نمازِ جنازہ ۳۲۵	
زیارت، قبور کا بیان ۳۵۵		اس پارے میں علماء کا اختلاف ۳۲۷	
کیا قبروں والے دیکھتے بھی ہیں؟ ۳۵۶		جن لوگوں کو شہادت کا ثواب ملے گا ۳۲۹	
ہزارہا ملائکہ کو ان کے سامنے صفت بڑے ۳۵۷		حضور علیہ السلام کی امت میں شہداء کی شرکت .. ۳۲۰	
تینیں ۳۵۸		یہ بھی شہید ہے وہ بھی شہید ہے ۳۲۱	
قبروں والے سنتے بھی ہیں ۳۵۹		جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ۳۲۱	
ایصالِ ثواب کا مسئلہ ۳۶۰		دنونے والا شہید ہے ۳۲۱	
اس مسئلہ میں پاکان امت کی آراء ۳۶۰		شہید کی موت اور عام انسان کی موت میں فرق ۳۲۲	
دنونے کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخري آیات پڑھنا ۳۶۱		سر آخرت کے پانچ مرحلے میں درود پاک ۳۲۳	
ہم تو نہیں بدلتے تم کیوں بدلتے ۳۶۲		کی برکات ۳۲۳	
ایک لاکھ پھر ہزار سو پہلے شریف کا ثواب ۳۶۳		موت کی یاد میں قصیدہ (۱) ۳۲۳	
جانکنی کا مرحلہ ۳۶۴		موت کی یاد میں قصیدہ (۲) ۳۲۳	
عالم برزخ کا مرحلہ اور درود پاک ۳۶۵		گناہوں سے مجھ کو بچایا اُنہی ۳۲۵	
درود پاک والا پڑا بھاری ہو گیا ۳۶۶		حضرت شریف کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت .. ۳۲۶	
پھر اطلاع کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت ۳۶۷		حساب و کتاب اور درود وسلام ۳۲۷	
ایک شب کا ازالہ ۳۶۸		درود پاک والا پڑا بھاری ہو گیا ۳۲۸	
		پھر اطلاع کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت ۳۲۹	
		ایک شب کا ازالہ ۳۵۰	

حمد باری تعالیٰ عَزَّ اسْمُهُ

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلمان کر دیا
 عشق سلطانِ جہاں سینہ میں پہاں کر دیا
 جلوہ زیبا نے آئینہ کو حیران کر ذیا
 مہرو مہ کوان کے تلووں سے پیشان کر دیا
 اے شہزادِ لولاک تیری آفرینش کے لئے
 حق نے لفظ "گن" سے پیدا ساز و سامان کر دیا
 کیا کشش تھی سرورِ عالم کے حسن پاک میں
 سینکڑوں کفار کو دم میں مسلمان کر دیا
 ہو گئی کافور ظلمت دل منور ہو گئے
 جس طرف بھی اس نے اپنا روتے تباہ کر دیا
 نعمتِ کوئی نہ دے کر ان کے دستِ پاک میں
 دونوں عالم کو خدا نے ان کا مہماں کر دیا
 یاد فرم اکبر قسمِ حق نے زمین پاک کی
 خاکِ فعلِ مصطفیٰ کو تاجِ شاہان کر دیا
 دور ہی سے سبز گنبد کی جھلک کو دیکھ کر
 عاشقتوں نے مکڑے مکڑے جیب و دامان کر دیا
 اس عرب کے چاند کا جلوہ مجھے درکار ہے
 جس نے ہر ذرے کو اپنے ماہ تباہ کر دیا

سینکڑوں مردہ دلوں کو روئے ایمان بخش کر
 زندہ جاوید اے عیسیٰ دوراں کر دیا
 گریہ و زاری نے راتوں کو تیری ابر کرم
 مثل گل صح قیامت ہم کو خداں کر دیا
 یا اَسْوْلَ اللَّهُ أَغْنِيَ وَقْتَ هَبَّ اِمَادَةً
 نفس کافر نے مجھے بے حد پریشان کر دیا
 تیری نصرت ایسے نازک وقت میں حامی رہے
 مکروں نے یا نبی لاکھوں کو شیطان کر دیا
 ہے جیل قادری پ فضل اللہ و رسول
 تیرا مرشد حضرت احمد رضا خاں کر دیا
 (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - سلی اللہ علیہ وسلم - رحمۃ اللہ علیہ)



نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام زینت عرش معلی الصلوٰۃ والسلام
 ربِ هبْدُلیْ ہُنّقی کہتے ہوئے پیدا ہوئے حق نے فرمایا کہ بخشش الصلوٰۃ والسلام
 کیوں نہ ہو پھر ورد اپنا الصلوٰۃ والسلام دست بستہ سب فرشتے پڑھتے ہیں ان پر صدد
 ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام مومنو! پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر درود
 بت شکن آیا یہ کہ سر کے بل بت گر گئے جھوم کر کہتا تھا کعبہ الصلوٰۃ والسلام
 سر جھکا کر با ادب عشق رسول اللہ میں کہہ رہا تھا ہر ستارہ الصلوٰۃ والسلام
 غنچے چنکے پھول مجسے چچہا میں بلبلیں گل کھلا باغِ احمد کا الصلوٰۃ والسلام
 میں وہ تُستی ہوں جیل قادری مرنے کے بعد
 میرا لاش بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆

السلام علی سید الانام علیہ التَّحْمِیة و السَّلَام

میرے آقا جان جاتاں السلام "سب" کہوا شاہ شاہیں السلام
 ساقی تسینم و کوثر السلام اے شفیع روزِ محشر السلام
 رفت دیں تاج والے السلام احمد و محمود نایِ السلام
 دونوں عالم کے سہارے السلام عرش کی آنکھوں کے تارے السلام
 پیش رب بخشانے والے السلام امتنی فرمانے والے السلام
 گورے گورے ہاتھوں والے السلام میرے والی میرے مولیِ السلام
 پیاری پیاری زلفوں والے السلام میرے وارث میرے آقا السلام
 (مولانا صوفی محمد جیل الرحمن خان قادری رضوی)

مناجاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

یا اللہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
 یا اللہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
 یا اللہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
 یا اللہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
 یا اللہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
 یا اللہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
 یا اللہی گرمی محشر سے جب بھر کیں بدن
 یا اللہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
 یا اللہی جب بیس آنکھیں حاب جرم میں
 یا اللہی جب حاب خندہ بے جار لائے
 یا اللہی رنگ لا ایں جب مری بے باکیاں
 یا اللہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
 یا اللہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
 یا اللہی جو دعائے نیک میں تجھے سے کروں
 یا اللہی جب رضا خواب گراں سے سر اخھائے
 دولت بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
 (صلی اللہ علیہ وسلم)

عرض احوال

کافی عرصہ سے یہ خیال ذہن میں انگڑائیاں لے رہا تھا کہ یادِ موت اور فکر آخوند کے موضوع پر ایک کتاب ترتیب دوں۔ الحمد للہ! وہ خیال پایہ تکمیل کو پہنچا اور بڑی خوبصورت ترتیب کے ساتھ کتاب معرض وجود میں آگئی جس میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین کے واقعات کو بڑی جانشناختی کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ خوبصورت اشعار سے بھی اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ جس طرحِ موت بلا امتیاز ہر کسی کو آ کر رہتی ہے اسی طرح میں نے بھی اس کتاب میں یہ فرق نہیں رکھا کہ اس موضوع پر یہ واقعہ یا یہ شعر کس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے بہ طابق حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم "حکمت کی باتِ مون کی گشیدہ پوچھی ہے جہاں سے بھی ملے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے" اس کے باوجود صرف وہی احادیث و واقعات اس میں جمع کئے ہیں جن کے ساتھ باقاعدہ اصل کتاب کا حوالہ موجود تھا، بے حوالہ کوئی واقعہ لکھنے سے عموماً اگر بیس کیا گیا ہے تاکہ بعد کی پریشانی سے بچا جاسکے اور یہ بھی یاد رہے کہ فتنی مسائل کو نہیں لکھا گیا اور نہ ہی پیماری اور عیادت وغیرہ کے احوال لکھے گئے ہیں کیونکہ اگر یہ بھی شامل کئے جاتے تو کتاب بہت طویل ہو جاتی، اسی طرح حشو نثر کے حالات بھی تفصیلاً نہیں لکھے گئے۔ اگرچہ اس موضوع پر اس سے پہلے کافی کتب دستیاب ہیں، تاہم قارئین کرام محسوس فرمائیں گے کہ اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں ایک نوکھا ہی رنگ ہو گا جو کہ اہل علم اور عوام کی دلچسپی کا باعث بنے گا۔ ویسے تو یہ

موضوع اتنا طویل ہے کہ اہل علم نے اس کی ایک ایک جزی پہ باقاعدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مثلاً علامات قیامت، حالات ما بعد الموت، حساب و کتاب، جنت و دوزخ، حوض کوثر و شفا عات وغیرہ ان میں سے ہر موضوع اپنی جگہ ایک پوری کتاب کا متناقض ہے لیکن میں نے ان میں سے کسی موضوع کو نہیں چھینا پھر بھی میری توقع سے زیادہ مواد جمع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میری اس کاوش کو اپنے دربار دُرِّ بار، گہر بار میں قبول و منظور فرمائی میری میرے والدین کی اور جمیع امت محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی بخشش فرمائے۔ آمين ثم آمين بحرمة سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتك يا ارحم الراحمین۔

غلام حسن قادری

۲۸-۳-۲۰۱۰

موت ٹھہری آنسو والی آئے گی

پہلو سے اٹھاتا بھی گوارا نہ جنمیں تھا

وہ دے گئے ایک ایک ہمیں داغِ جدائی

موت ایک ایسی اُٹھیت ہے کہ بڑے سے بڑا کافر بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا، ہر سفر موتی ہو سکتا ہے، میث ریز روکی ریز رورہ سکتی ہے، لیکن موت کا سفر ہر ایک کو کرنا ہی کرنا ہے۔ موت سے قارون کو اس کی دولت نہ بچا سکی، فرعون کو اس کی حکومت نہ بچا سکی، نمرود کو اس کی سرکشی نہ بچا سکی، رستم کو اس کی شہزادی نہ بچا سکی، جمشید کو اس کا جاہ و جلال نہ بچا سکا، ارسطو کو اس کی دانش نہ بچا سکی، حضرت لقمان کو ان کی حکمت نہ بچا سکی اور حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی طویل عمر نہ بچا سکی۔ یقیناً اگر موت سے کوئی بچ سکتا تو انیاء کرام علیہم السلام اس کے زیادہ حق دار تھے لیکن جب احمد رسول نہ رہے کون رہے گا؟ اگرچہ موت موت میں فرق ہوتا ہے اسی لیے قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے لئے میت کا لفظ الگ ذکر فرمایا اور دوسرے لوگوں کے ہے الگ۔ انک میت و انہم میتوں۔ اگر سب کی موت ایک ہی طرح کی ہوتی تو یوں فرمایا جاتا انک و انہم میتوں۔ امام قرطبی علیہ الرحمۃ سورہ زمر کی اس آیت سے پائی مسائل کا استنباط فرماتے ہیں۔

۱۔ ان یکون ذلك تحذیرا من الآخرة۔ اس میں آخرت کے رے میں ذرا یا گیا ہے۔

-۲- ان یذکرہ حثا علی العمل۔ نیک اعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔
 -۳- ان یذکرہ توطئۃ للبیوت۔ موت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔
 -۴- لئلا یختلفوا فی موتہ۔ حضور علیہ السلام پر یہ وعدہ الہی پورا ہونے کے بارے میں لوگ اختلاف میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (جو شیخ) میں جب یہ کہا: جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں میں اس کی گردان اڑا دوں گا۔ تو مرا جن شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (بعض روایات کے مطابق) یہی آیت پڑھ کر حضرت عمر کو مسئلہ سمجھادیا تو آپ کو مسئلہ سمجھ آ گیا۔ احتجاج ابو بکر بهذه الاية فامسك۔

-۵- لعلیہ ان اللہ تعالیٰ قد سوی فیہ بین خلقہ مع تقاضلہم فی غیرہ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمادے کہ موت کا وعدہ پورا ہونے کے بارے میں آپ بھی مخلوق کے ساتھ ہیں باوجود اس کے کہ آپ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ اور بالا والالا ہیں۔ (ج ۱۶ ص ۵۸۹۸)

اسی بنا پر تفسیر بحر الحجیط میں کہا گیا وہ الضمیر فی "انك" خطاب للرسول صلی اللہ علیہ وسلم وتدخل معه امته فی ذلك۔ "انك" کی ضمیر میں مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپ کے ساتھ آپ کی امت بھی شامل ہے۔
 ارشاد پاری تعالیٰ ہے:

☆ کل نفس ذاتقة الموت۔ ہر ذی روح کو ایک دن مرنا ہے اور ہر نفس کو موت کا مزہ پکھنا ہے۔ (آل عمران: ۱۸۵)

☆ کل شيء هالك الا وجھه۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شیء کو فقا ہوتا ہے۔ (آل عمران: ۸۸)

☆ کل من عليها فان ويبقى وجھه ربک ذو الجلال والاکرام۔

(الرِّجُل: ۲۶-۲۷) جو کچھ زمین پر ہے، سب فنا ہونے والا ہے صرف تیرے جاہ و
جلال اور عزت و عظمت والے رب کی ذات باقی رہنے والی ہے۔
۔ یہ دنیا ہے رہے گا کون باقی
خدا باقی ہے اور سب کو فنا ہے

ہمہ وقت موت کی تیاری میں رہو

جو جان چھڑکتے تھے تیرے نقش قدم پر

وہ دے گئے اک ایک تجھے داغِ جدائی

امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں:

اما بعده فجد یربن الموت مصرعه والتراپ مضجعه والدود
انیسہ و منکرو نکیر جلیسہ والقبر مقرہ وبطن الارض
مستقرہ والقيامة موعدہ والجنة او النار هورده ان لا یکون
له فکر الا فی الموت ولا ذکر الا لله ولا استعداد الا لاجله.

(احیاء العلوم، ج ۲، ص ۳۸۸)

جاننا چاہیے کہ جس شخص کا عنوان فراق موت ہو، فرش زمین خواب گاہ
حرثات الارض جلیس، منکر نکیر ساتھی، قبر مقام، حکم زمین جائے آرام،
میدان حشر مقام حساب، جنت یا جہنم وائی مستقر (آخری شکرانہ) ہو تو
اسے موت کے علاوہ کسی دوسری چیز کے فکر و ذکر میں جتنا نہ ہو، تاہم اسے اور
اسے ہمہ وقت موت کی تیاری میں منہماک رہنا چاہئے۔

اور حقیقت یہ ہے بان یعد نفسه من الموتی دیراها فی اصحاب
القبور کو وہ اپنی زندگی کو مردوں میں شمار کرے اور ساکنان قبور میں سے اپنے آپ
کو سمجھے۔ فان کل ماہوات قریب والبعید مالیس بات۔ جو چیز (موت)
آنے والی ہے وہ قریب تر ہے اور دور وہی ہے جو نہ آئے گی۔

۔ منزل ہے دور را و عدم کی ہے پر خطر

رخت سفر نہ ساتھ کوئی نمکسار ہے

☆ حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضری دیا کرتے تھے تو وہاں صرف دوزخ، آخرت اور موت ہی کا یتذکرہ ہوتا۔ حضرت حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں جس صاحب بصیرت سے ملا ہوں اسے موت سے لرزہ بر انداز پایا ہے۔

۔ کمال بجز کہ قبروں میں بولتے بھی نہیں

جہاں میں طرزِ عمل جن کا جابرانہ تھا

فرمانِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے: کہاں ہیں وہ لوگ جن کے چہروں کی چمک دمک پر لوگ رٹک کیا کرتے تھے اور جو اپنی بھرپور جوانی پر مغزور تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میدان جنگ میں بڑے بڑے محیرِ احتقال بہادری کے جو ہر دکھائے، زمانے نے ان کو پامال کر دیا اور وہ قبروں کے اندر ہمروں میں گم ہو گئے۔ لوگو! جلدی کرو، غفلت میں وقت ضائع نہ کرو، اپنے لیے نجات کی راہ تلاش کرو۔ (ادیاء العلوم، ج ۲، ص ۵۶)

فلک نما قصر میں بڑی تمکنت سے تھے جو مقیم کل تک

وہ آج دیکھو تو کس طرح قبر کے گڑھے میں اتر رہے ہیں!

☆ امام مالک بن دینار علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس حال میں صحیح کی؟ فرمایا: اس شخص کی صحیح کس حال میں ہوگی جو ایک گھر (دنیا) سے دوسرا (آخرت کے گھر) کی طرف جانے والا ہو اور کچھ پتہ بھی نہ ہو کہ ٹھکانہ دوزخ ہے یا جنت۔

(تعریف القرآن، ص ۵۶۶، مطبوعہ بیروت)

کیسی کیسی صورتیں وہ تھیں جو پہاں ہو گئیں؟

میں نے موت کے موضوع پر لکھنا شروع کیا ہے تو اپنی موت کے ساتھ ساتھ اپنے اعزہ میں سے کتنے ہی یاد آنے لگے ہیں جو میری آنکھوں کے سامنے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کی موت کے روح فرما مناظر سامنے آئے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ چل لکھا دل دھڑکنے لگا اور دماغ چکرانے لگا، گویا قلم ابھی سینہ قرطاس پر اپنا قدم نہیں رکھ پایا کہ جانے والوں میں سے ہر ایک کی روح زبان حال سے رہنے والوں کو کہہ رہی ہے اتنی ذاہب الی ربی و انتم تعجیؤں من بعدی۔ میں تو اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں اور تم بھی میرے بعد وہیں پر آ رہے ہو۔

ستارے آسمان پر جگنگائے نہیں احباب رفتہ یاد آئے
کوئی ایسا انسان ہوگا جس کے اعزہ میں سے کوئی نہ کوئی موت سے ہمکنار نہ ہوا
ہوگا؟ نہ معلوم کس نے اپنے کتنے احباب کے کتنے مناظرِ موت اپنی آنکھوں سے دیکھے
اور کتنے ہی لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنایا اور خود ان کے جسم خاکی کو کندھادے
کر قبرستان تک لے گئے اور ان پیاری پیاری صورتوں کو منوں مٹی تلے دبادیا۔

یہ کس کی یاد نے پھر چنگیاں لی ہیں مرے دل میں

مری آنکھوں سے آنسو بہہ گئے میل روں بن کر

موت کے آنے اور قبر میں جانے پر اللہ کا شکر ادا کرو

۱۴۔ ہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موت کے آنے اور قبر میں جانے کو بھی بطور احسان ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قتل الانسان ما اکفره ثم اماته فاقبره۔ (عیس)

انسان کا ستیاناس ہو یہ کتنا ناختر گزار ہے، دیکھتا نہیں ہے کہ اللہ نے اس کو کس

چیز سے بنایا، پانی کی ایک بوند سے پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر کا ٹھکانہ دیا۔
یقیناً اس میں انسان کی عزت ہے کہ مرنے کے بعد اس کو جانوروں کی طرح گھیث کر روزی پہ پھیک نہیں دیا جاتا بلکہ عزت و احترام کے ساتھ اس کو ٹھل دیا جاتا ہے، نیا لباس پہنایا جاتا ہے پھر کندھوں پر انخلیا جاتا ہے پھر اس کی نماز جنازہ ادا کر کے قبرستان لے جایا جاتا ہے اور دین کی تعلیمات کے مطابق اس کو قبر میں دفن کر کے اس دنیا سے الوداع کیا جاتا ہے۔

اس دارفانی سے چلے گئے کتنے یار و غنوار اپنے
ہم کتنے جگہ گوئے اپنے قبروں میں دبا کر آئے ہیں
وہ جو ہمارے ساتھ کھاتے پیتے اشتبہ بیٹھے تھے، کنی کنی گھنٹے ان کے ساتھ مجلسیں
ہوتی تھیں، جن کی لمحہ بھر جدا ہی میں گوارانہ تھی، وہ ہم سے جدا ہو گئے اور ہم ان سے تباہ
ہو گئے، وہ ہم سے اور ہم ان سے پھر گئے، آج نہ وہ ہماری صورت دیکھ سکتے ہیں نہ ہم
ان کی۔

تو جس کی جدا ہائی کو موت اپنی سمجھتا ہے
وہ تجھ سے جدا ہو گا تو اس سے جدا ہو گا
جب بارگاہ خداوندی میں ہم سب کی حاضری ہوگی

ابتدائی آیت کا آخری حصہ یہ ہے: ثم انکم یوم القيمة عند ربکم
تحصصون، پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کے پاس جھلکا کرو گے۔ حضرت اہن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت میں کم ضمیر سے مومن و کافر، ظالم و مظلوم سب مراد ہیں کہ یہ سب لوگ اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کی عدالت میں پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر حقدار کو اس کا حق دلوائے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس کے ذمے کسی کا حق ہے اس کو چاہئے کہ دنیا ہی میں ادا کر دے اور اگر ادا نہیں تو

معاف کروالے کیونکہ آخرت میں درہم و دینار نہ چلے گا بلکہ حق مارنے والوں کی نیکیاں حقداروں کو دے دی جائیں گی اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو حقداروں کے گناہ ان کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے (مفہوم حدیث) جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں حضور علیہ السلام نے مغلس کی بھی تعریف صحابہ کرام کو بتائی کہ مغلس وہ نہیں جس کے پاس درہم و دینار نہ ہو بلکہ مغلس تو وہ ہوگا جو بہت نیکیاں لے کر دربار خداوندی میں حاضر ہوگا لیکن دنیا میں کسی کو گامی دی ہوگی، کسی کا مال اونا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مارا پینا ہوگا۔ چنانچہ یہ سب مظلوموں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اوپر ہوتیاں مظلوم کا بدلہ طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ظالم کی نیکیاں مظلوموں میں باشندہ کا حکم دے گا اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال کر اس کو تحریک کر دو زخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (حدیث کامفہوم)

تو مال وزر کی طلب میں ہے جاں پر لب انسان

ملے نہ خاک بھی شاید ترے کفن کے لئے

مندرجہ بالا حائقہ سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ موت یقینی ہے اور اس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ کوئی گدا ہو کہ بادشاہ امیر ہو یا فقیر ہر کسی نے موت کو پاتا ہے یا ہر کسی کو موت نے پاتا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضری کے لئے ہم سب کو جانا ہے۔ الہذا اے انسان! اگر تیری کسی قبر پر نظر پڑے تو چاہئے کہ زبان قال یا حال سے تو یہ اشعار پڑے۔

یہ خاک گور غربیاں ہے اس کو غور سے دیکھے ہر اک ذرہ یہاں کا مقام عبرت ہے
ہم نے تو انہیں غور سے دیکھا ہی نہیں ہے عبرت کا موقع ہے مقابر کا نکارا
لاکھوں بھولی ہوئی یادوں نے پکارا ہم کو ہم اگر گاہے سر شہر خموشان گزرے
آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی مجلس میں تشریف فرمائے تو یوں فرمایا کرتے:

انکم فی میراللیل والنهار فی اجال منقصة واعمال محفوظة
والموت یاتی بفترة فمن یزرع خيراً یوشك ان یحصد رغبة ومن زرع
شرافیوشک ان یحصد ندامة ولکل زارع مثل الذی زرع (کتاب الہدی لعلام
احمد بن حبیل) تم اس کیفیت میں ہو کہ دن رات کا آنا جانا تمہارے لمحات حیات کم کر رہا
ہے اور تمہارے اعمال اللہ کے ہاں تحریر ہو رہے ہیں اور موت اچاک آ گھیرتی ہے۔
پس جس شخص نے نیکی بولی وہ اس کا شرف رفت سے کائے گا اور جس نے برائی بولی وہ
اس کا پہل ندامت و حرمت کی شکل میں حاصل کرے گا۔ ہر یونے والا اسی کا پھل
پائے گا جو اس نے بولیا ہو گا۔

نبیس یفطرت کہ بوئیں جو ہم اگیں مگر خوش ہائے گندم
بغیر اطاعت کے مغفرت کا رہے گا امیدوار کب تک
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلند وہ ہے جس نے برائی سے
اپنے نفس کو روکا اور موت کے بعد پیش آنے والے مرحل کے لئے تیاری میں مصروف
ہو گیا اور بے وقوف وہ ہے جو نیک عمل تو کرتا نہیں نفس کی ناجائز خواہشات کا غلام ہنا
ہوا ہے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے (یعنی اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ یونہی اس کی
سیاہ کاریوں کے ساتھ ہی بخیر تو پہ اور بغیر اصلاح احوال اس کو بخش دے گا)
(الترفیہ والترہیب)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنازے کے ساتھ جانے
والوں میں سے ایک شخص بنس رہا ہے۔ اس کو آپ نے (غمصہ میں آ کر) فرمایا:
تصحح فی جنازة لا کلیک ابدا۔ تو جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے بنس رہا ہے
میں تیرے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گا۔

پے کر ٹھل ایسے جہاں میں گز بجھے کچھ ہے شعور

موت جب آئے جہاں جس حال میں پنچھ ذرثہ ہو

جان بھری جانیوالی جائے گی

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: (جس کا ابتدائی حصہ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے)

کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون اجور کم یوم القيمة فین
ذخیر عن النار ودخل الجنة فقد فاز وما الحياة الدنيا
الامتناع الغرور۔ (آل عمران: ۸۵)

ہر جان موت کو چکنے والی ہے اور یقیناً تم پورے دبئے جاؤ گے اپنی اجرتیں
قیامت کے دن تو جو کوئی آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا
گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر دھوکے کا سامان۔
تفسیر روح المعانی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جب کل من علیها فان (الزم) آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا: موت تو صرف (علیها) زمین والوں کے لئے ہے لیکن جب کل نفس ذائقۃ الموت نازل ہوئی تو بولے: ہم پر بھی موت واقع ہو گی۔ معلوم ہوا: جان والے ہر جسم پر موت آ کر دہے گی خواہ کوئی انسان ہو یا جن یا فرشتہ یا کوئی اور مخلوق۔ نفس کا معنی دل، روح، ذات، خون، سانس بھی ہے لیکن یہاں مراد ہے جان والا بدن۔

موت و حیات کے معانی

موت و حیات کے مختلف معانی ہیں۔ موت کا ایک معنی ہے روح کا تعلق جسم سے کٹ جاتا، اس صورت میں ذائقہ کا معنی ہو گا نازل ہونا واقع ہوتا یعنی ہر بدن پر موت واقع ہو گی یعنی اسکا تعلق روح سے ٹوٹ جائے گا۔ اگر نفس سے مراد روح ہے تو ذائقہ کا معنی ہو گا چکنا، جو کہ سیر ہو کر کھانے کے مقابل ہے۔ اب معنی یہ ہو گا کہ روح کے ساتھ موت کا اتنا ہی تعلق ہو گا کہ روح کا رابطہ بدن سے ٹوٹ جائے گا لیکن روح میں زندگی ہر قرار ہے گی۔

اس طرح حیات کے بھی کئی معانی ہیں۔ ایک تو یہ کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ قائم رہتا۔ دوسرا زمین میں بنا تات اگانے کی صلاحیت کا پایا جانا۔ جیسا کہ فرمایا گیا: فاحیابہ الارض بعد موتها۔ اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ فرمایا۔ یہاں موت سے مراد ہے بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین کا بنا تات اگانے کی صلاحیت سے محروم ہو جانا اور حیات سے مراد ہے اس میں اس صلاحیت کا آجانا۔ موت و حیات کا تیرامیقی ایمان اور کفر ہے جیسا کہ وہایستوی الاحیاء ولا الاموات میں احیاء سے مراد ایماندار اور اموات سے مراد کفار ہیں۔ اسی طرح حیات کا معنی بیداری اور موت کا معنی نیند ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا: وہو الذي یتوفا کم بالیل۔ اللہ وہی ہے جو رات کو تمہاری ارواح قبض فرماتا ہے یعنی تم پر نیند طاری کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں حیات کا معنی بیداری ہو گا۔ حیات کا معنی مردہ دلوں کا زندہ کرنا اور موت کا معنی دلوں کا مردہ ہونا ہے۔ حیوة کا معنی عزت کی زندگی اور موت کا معنی ذلت و رسائی ہے۔ حیوة سے مراد شہادت ہے جو دنیا کی زندگی سے اعلیٰ زندگی دیتی ہے اور موت سے مراد دنیوی زندگی ہے جو نسبت شہادت کے گھٹیا ہوتی ہے۔ ان معانی پر قرآن مجید کی یہ آیت دلالت کر رہی ہے یا ایها الذين امنوا استجิبيوا لله وللنرسول اذا دعاكم لم يأعيبكم (۸-۲۳) حضرت قتادہ فرماتے ہیں: زندگی بلکشے والی چیز قرآن ہے کیونکہ اس میں دلوں کی زندگی ہے جبکہ محمد بن اسحاق نے اس سے چہار مراد لیا ہے۔ حیات کا ایک مطلب توجہ کرنا بھی آتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے اشارتاً معلوم ہو رہا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: مامن احد یسلم على الارد اللہ روحی حتى ارد علیہ السلام (مسند احمد ابوداؤد) جو شخص مجھ پر السلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے مشاہدہ میں مستقر ہوتے ہیں جب بھی کوئی اتنی سلام عرض کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

حال سے واپس تشریف لا کر خود نفس نہیں اپنے امتی کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ یہاں روح کے لوٹائے جانے سے حیات کا بھی مفہوم سمجھ میں آ رہا ہے۔

موت سے فرار ممکن نہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ان البوت الذی تفرون منه فانه ملاقيکم۔ فرمادیں وہ موت جس سے تم بچا گتے ہو وہ ضرور تمہیں ملنے لگی (البمد) دوسری جگہ فرمایا: این ہاتکو نوایدر کم البوت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔ جس جگہ بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی۔ اگرچہ تم مضبوط حالات میں ہو۔ (۷۸:۲)

قبوں سے اٹھیں گے جب اک حشر پا ہوگا

دیکھیں گی وہ آنکھیں جو کانوں نے نہ ہوگا

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نظرابن مطیع ذات یوم الی دارہ فاعجبہ حسنها ثم بکی
نقال، والله لولا البوت لکنت بل مسرورا ولولا مانصیرالیہ
من ضيق القبور لقررت بالدنیا اعيننا ثم بکی بكاء شدیدا
حتی ارتفع صوته

(احیاء اعلوم جلد ۲ ص ۲۵۲، اتحاد السادہ، المحتف ج ۱۲ ص ۳۲ مطبوعہ بیرون)

ابن مطیع نے ایک دن اپنے گھر کی طرف دیکھا تو انہیں اس کی خوبصورتی بہت پسند آئی پھر وہ روپڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو میں تیرے ساتھ خوش ہوتا اور اگر ہمارا نگہ و تاریک قبور میں جانا ضروری نہ ہوتا تو دنیا کے ساتھ ہماری آنکھیں خشنڈی ہوتیں (یہ کہہ کر) پھر روپڑے اور اس قد رشدت سے روئے کر ان کی آواز بلند ہو گئی۔

دم واپسیں مومن و کافر کا حال

۔ قبر میں جب تھجھ کو رکھ کر لوٹ آئیں گے سمجھی
کیا دہاں پیش آئے گا دل لرزہ بر انداز ہے

روی انه علیه السلام قال لعائشة اذا عاین المؤمن المنشکة
قالوا نرجعك الى دار الدنیا فیقول الى دار الهموم والاحزان لا
بل قدوما على الله واما الكافر فيقال له نرجعك فیقول
ارجعون فيقال له الى اي شيء ترغب الى جمع المال او غرس
الغراس او بناء البيان او شق الانهار؟ فیقول لعلی اعمل
صالحا فيما تركت فیقول الجبار کلا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲۲، ص ۱۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
جب مومن فرشتوں کو (موت کے وقت) دیکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کیا تجھے
دنیا کی طرف لوٹا دیں؟ تو وہ جوابا کہتا ہے رُخ غم کے گھر کی طرف؟ نہیں
نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو اور اسی طرح کافر کو کہا جاتا ہے کیا
تجھے (دنیا کی طرف) لوٹا دیں؟ وہ کہتا ہے لوٹا دو تو اسے کہا جاتا ہے تو کس
لیے لوٹا چاہتا ہے کیا تمیری خواہش ہے (پھر) مال جمع کیا جائے باغ
لگائے جائیں یا بڑے بڑے محلات تعمیر کئے جائیں اور نہیں جاری کی
جائیں تو وہ جواب دیتا ہے نہیں بلکہ میرا ارادہ ہے کہ میں نیک اعمال
کروں ان میں جو میں چھوڑ آیا ہوں۔ (فرشتہ جواب دیتا ہے اللہ تعالیٰ)
وہ جبار ارشاد فرماتا ہے۔ کہا اب ایسا ہر گز نہ ہوگا۔

۔ قیام حشر سے پہلے کنار مرقد میں
ثواب کی بھی جھلک ہے عذاب کی بھی جھلک

اٹھائیں نہ کبھی جن کو اپنے پہلو سے جنازے کس طرح ان کے اٹھائے جاتے ہیں وہ راہ جس سے گریزاں ہے زندگی عاجز۔ اسی کی سمت قدم ہم بڑھائے جاتے ہیں موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم دس آدمی تھے اور میں ان دس میں سے ایک ہوں کہ ایک مرتبی ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک انصاری نے سوال کیا: یا نبی اللہ من اکیس الناس واحرم الناس؟^{۱۴} سے اللہ کے نبی! سب سے زیادہ سمجھدار اور محظوظ شخص کون ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اکثر ہم ذکر الممات و اکثر ہم استعداد الممات۔ جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں۔ اولنک الکیاس ذہبوا بشرف الدنیا و کرامۃ الآخرۃ۔ یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے جاتے ہیں۔

(رواہ ابن ابی الدنيا و الطبرانی فی الصیر باشاد سن و رواہ ابن ماجہ مختصر ابن حییہ کذابی التزفیب و ذکر الرزیدی
طریق ادعیۃ)

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
سب سے بلا تکنی وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کر جیوالا ہے؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: الکیس من دان نفسہ و عمل لہا بعد الممات (ابن ماجہ) سب سے

زیاد، عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے پچھر جز کرتا رہا۔ اتحاف میں ہے کہ ایک جوان نے مجلس میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یار سو اللہ! اہل ایمان میں سے سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے والا اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لئے خوب تیاری کرنے والا۔ کیونکہ عقلمند نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ موت خود نصیحت کے لئے کافی ہے۔ کفی بالموت واعظاً (انریب ن^{۲۳}) تو موت کی داعمال صالحی کی ضامن اور خواہشات قبیحہ کا استیصال کرتی ہے۔

آہ اے انساں! نظر آتے نہیں وہ لوگ آج

لب یہ جن کے ذکر حق سینوں میں سوز و ساز تھا

فرصت کے لہات کو غیمت جانو اور نیکی کرنے میں جلدی کرو

روى عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس تو بوا إلى الله قبل أن تموتونا، بادروا بالاعمال الصالحة قبل أن تشغلوها وصلوا الذي بيدهم وبينكم بكثرة ذكر كم له وكثرة الصدقة في السر واللانية ترزقونا وتنصرونا (ابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! دربار خداوندی میں (اپنے گناہوں سے) توبہ کرو اس سے قبل کہ تمہیں موت آ گھیرے اور اعمال صالح کے لئے جلدی کرو اس سے پہلے کہ تم (کسی کام میں) مصروف ہو جاؤ۔ (قرآن مجید میں ہے: فاستبقوا الخيرات، ایقراہ۔ اور بھلاکوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو)۔ اپنے پروردگار سے اس کی کثرت ذکر کے ساتھ اور ظاہر و باطن کثیر صدقہ و خیرات کے ساتھ

تعلق پیدا کرلو (اس طرح) تمہیں رزق عطا کیا جائے گا اور (مصابب میں) تمہاری امداد بھی کی جائے گی۔

☆ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التؤدة فی کل شی

خیر الافی عمل الآخرة (ابوداؤذ حاکم تبیین والترفیع ج ۲، اس ۲۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کے کاموں میں تاخیر اور آخرت کے امور میں تعجل بہتر ہے (اس لیے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں) گناہ لہو و لعب میں تو اس کو اے انسان کہ نعمتوں میں ہے انہوں نعمت فرست

آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑ؟

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ یبلغ به النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ماتت الہیت قالت الملائکة ماقدم وقال بنو آدم مخالف (تبیین شعب الدیمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب مرنے والا مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا؟ یعنی کیا اعمال خیر کے اور اپنی آخرت کے لئے اللہ کے خزانے میں کیا سرمایہ بیج کیا اور عام انسان آپس میں کہتے ہیں یعنی ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس نے (اپنے پیچھے) کتنا مال چھوڑ؟

نمیاع وقت کا غم بھی نمیاع وقت ہی ہے

نمیاع وقت کا انجام ہے غم و حضرت

دیکھاے دل یہ دم غیمت ہے

گوہر سے گراں گراں ہیں جو بی عمر کے لمحات
ہمیاز کہ ہو جائیں نہ یہ نذر خرافات

کٹ جائے نہ غفلت ہی کے رستے میں یہ مہلت
لب پر نہ کہیں وقت اجل ہو ترے "صیحات"
انسان جس وقت جس حال میں ہے وہ وقت اور وہ حال اس کے لئے غیرمیت
ہے کیونکہ ممکن ہے آئندہ وہ وقت اور وہ حال بھی نہ رہے ساعت جاتی رہے بصارت
ختم ہو جائے قوت گویائی سب ہو جائے۔ اعضا جسم ساکت ہو جائیں نہ اصلاح
احوال کا وقت رہے نہ توبہ و استغفار کا اور یہ ممکن ہے الہذا توبہ و استغفار میں لمحہ بھر کے
لئے بھی تاخیر مناسب نہیں کیونکہ ممکن ہے پھر جنمیں لب کی بھی قوت نہ رہے۔

کیا خبر پھر نہ اُنہ کے پرده

دیکھ اے دل یہ دم غیرمیت ہے

☆ صحی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقت کا فوت ہو جانا موت
سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت فوت ہونے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ نہیں ہے اور
موت کے ذریعے مخلوق سے قطع تعلق ہوتا ہے۔

اگر ہم اپنی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر میں گزار
دیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذرہ برابر بھی حق ادا نہیں کر سکتے یہ تو اس کی مہربانی ہے
کہ وہ ہماری طرف سے معمولی کوشش پر بھی زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب سے نوازتا ہے
لیکن ہمیں زندگی کی اس مہلت سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ جب موت کا وقت آ
جائے گا تو عمر دراز بھی یوں محسوس ہو گی گویا کہ ایک خواب تھا۔

وہ لوگ منزل پر جا ہی پہنچ جو صبح دم چل پڑے تھے عاجز

رہے گا تو محظوظ غفلت ارے تناول شمار کب تک

☆ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ جا رہے تھے کہ کسی نے سرراہ بھرہ اکر مائل
بلکام کرنے کی کوشش کی تو آپ نے فرمایا: مجھے جانے دو میں اپنی عمر مستعار کو غیرمیت
سمجھ چکا ہوں۔

☆۔ حضرت حسن بصری اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے نیک اعمال کی بجا آوری میں جلدی کرو کیونکہ اگر زندگی کے یہ چند سانس رک گئے تو یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا حالانکہ اس سے تم قرب الہی جیسی نعمت حاصل گر سکتے ہو۔

(احیاء اطہوم نجف ۲۶۰ ص ۲۶)

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے

اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید کی مختلف آیات میں وقت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے سورۃ لیل، نیجی اور ا忽ر میں زمانے اور وقت کی قسم یاد فرمائی ہے (واللیل اذا یغشی والضھی واللیل اذا سخنی والعصر) اور کافر وں کی نعمت اس لیے بھی فرمائی: وہ وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ جب قیامت کے دن وہ جنہم میں چیخ و پکار کریں گے کہ ہمیں دنیا میں جانے کی دوبارہ مہلت دی جائے تاکہ ہم نیک اعمال کریں جو پہلے نہیں کر سکے تو انہیں فرمایا جائے گا اولم نعمبر کم ما یقند کوفیہ (سما) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی کہ جس میں بکھدار سمجھ لیتا۔ تو اگر کوئی مسلمان کہلا کر بھی اپنی زندگی کو بر باد کرتا پھرے اور فکر آخوت و یادِ الہی سے غافل رہے تو ایسے مسلمان پر بھی بتنا افسوس کیا جائے کم ہے کیونکہ اس نے اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کی جس میں اگر وہ چاہتا تو رضاۓ الہی حاصل کر سکتا تھا۔ اسی لیے کہا گیا وقت کا سیف ان لم تقطعه قطعک۔ وقتِ تکوار کی طرح ہے اس کو تم خ کا نہ کے لئے مفید کاموں میں نہ گزارو گے تو یہ تمہیں کاث دے گا اور پھر تم کفت افسوس ملنے رہو گے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے صوفیاء کرام کی تسبیحت اختیار کی تو ان کے دو جملوں سے بہت فاکدہ اٹھایا ایک تو یہی جملہ جو بھی گزرا اور دوسرا یہ نفسک ان شغلتها بالحق والا شغلتک بالباطل۔ اپنے نفس کو حق کے ساتھ مشغول کرو رہا وہ تمہیں باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔ کسی کا کتنا پیارا شعر ہے۔

جیع المصالح تنشاً من الوقت من اضاعه لم يستدرکه ابدا
تمام مصالح (بخلافیاں) وقت کی پیداوار ہیں جس سے اسے ضائع کر دیا وہ کسی
کامیاب شہوگا۔

دے رہا ہے ہر نفس پیغام موت تو بے اے انسان زیرِ دام موت
جلوہ محبوب ہے انعام موت کس قدر محبوب ہے انعام موت
موت سے کوئی بچا سکتا نہیں کوئی کام آتا نہیں ہنگام موت
رنج و غم کر دیں اگر جینا محال اس پر بھی جائز نہیں ماقبل امام موت
اٹھ رہے ہیں راہ پیری میں قدم ہو رہا ہے قلب پر الہام موت
جا رہی ہے ترکمکانی تجھ سے دور آئے ہے ہیں روپروہ کیام موت
مر پر بہ تیرے نہیں موئے سفید یہ سمجھ اب آ گئے احکام موت
سامنے ہے جس کے مظرا موت کا اس کی صبح زیست بھی ہے شام موت
موت سے پہلے ہی مر جائے بشر اس پر کھل جائیں اگر آلام موت
جس کا جتنا زندگی سے پیار ہے اتنا ہی روتا ہے وہ ہنگام موت
ان شہیدان وفا کی بات کر پی گئے جو بادہ گفnam موت
آ گیا ہے خانہ ہستی میں جو
جائے گا پی کر وہ آخر جام موت

وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے

وقت کے قدر دانوں نے کہا ہے: الوقت اثنين من الذهب وقت سونے سے
بھی زیادہ گراں قیمت ہے۔ اس کی وضاحت حضرت حدیث رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ
جمعہ سے بھی ہو سکتی ہے جو کہ الترغیب و التحکیم ج ۲۳ ص ۲۲۷ پر ہے۔

عن عبد الرحمن السلمي قال نزلنا من المدائن على فرسخ
فلما جاءت الجمعة حضرنا فخطبنا حذيفة فقال إن الله

عزوجل یقول اقتربت الساعۃ وانشق القمر الا وان الساعۃ مد
اقتربت الا وان القمر قد انشق الا وان الدنيا قد اذنت بفراری

الا وان اليوم المضمار وغدا السباق (الزفیر ج ۲۲ ص ۲۲۲)

عبد الرحمن سلی رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ ہم نے (سفر کے دوران) مدارس سے ایک میل کے فاصلے پر قیام کیا، جمعہ کا دن تھا تو حضرت حنفیہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت قریب آگئی اور چاند نکلے ہو گیا۔ فرمایا: خوب دار، قیامت قریب آگئی خبردار! چاند شق ہو گیا ہے۔ سنو! دنیا نے جا آئی کا اعلان کر دیا (یعنی تم ایک دن ضرور دنیا میں چھوڑ جاؤ گے) سنو! آج نسل کو دن ہے، کل جزا کا (یعنی آج دنیا میں جو عمل کرو گے کل آخرت میں اس کا صدر پاؤ گے لہذا عمر کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ کرو۔)

پہنچنا ہے تجھے منزل پر منزل دور ہے انسان

مشہل، اٹھ جاؤ اے محجہ جت دنیا

نیک اعمال میں جلدی کرلو!

عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
بادر وابالاعمال فتنا کقطع الدلیل البظلم یصبع الرجل سومنا
ویسی کافرا ویسی مومنا یصبح کافرا یبیم دینه بعرض
من الدنیا. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ - سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال صالح کے بعثت کرو (جلدی کرو) اس سے پہلے کہ اندر ہری رات کی طرح فتوں، ظہور شروع ہو جائے۔ صحیح لوئی، موسن ہو اور شام کو کافر، شام کو کوئی نہ ہو تو صحیح کافر اور وہ دنیا کے حقیر مال ہے

لائچ میں اپنے دین کو فروخت کر بیٹھے۔

دنیا آخرت کی کھتی ہے جو آج ہوتا ہے وہی کل کامنا ہے جو اپنی کھتی میں وقت پر ہل چلاتا، بیچ ہوتا، پانی دیتا ہے اور اس کی تغمیداشت کرتا ہے وہی اس کا پھل کھائے گا ورنہ محروم رہے گا اس طرح خدا کی اطاعت کرنے والا ہی آخر دنی نعمتوں سے مستفیض ہو سکے گا۔

نہ لالب پر کبھی اے دل سوال شروت دنیا
کہ شروت ساتھ لاتی ہے خیال عشرت دنیا

وقت کی قدر کر نیواں لے لوگ

ہمارے اسلاف وقت کی کتنی قدر کرتے تھے؟ اس پر چند حقائق ملاحظہ ہوں

(اس مضمون کے تمام حوالے قيمة الزمن عند العلماء ترجح وکیفیع مطلق عبدالجید خان میں دیکھے جاسکتے ہیں)

☆ حضرت عامر بن قیس (مشہور تابعی عابد و زاہد) سے ایک شخص نے عرض کی:

مجھ سے بات کیجئے۔ فرمایا: اہمک الشیس۔ سورج کو روکتا کر میں تجھ سے بات کروں ورنہ وقت کا گنوانا بہت بڑا خسارہ ہے اور اس کا بدل ناممکن ہے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں کسی چیز پر اتنا شرمندہ نہیں جتنا اس پر کہ کسی دن سورج غروب ہو جائے اور میں کوئی نمایاں کام نہ کر سکوں جس سے میرے (نیک) اعمال میں کوئی اضافہ نہ ہو سکے۔

کل پر نہ کوئی نیک عمل چھوڑ تو انسان
ممکن ہے اجل آئے تجھے شام سے پہلے

☆ امام حسن بصری نے فرمایا: اے اہن آدم تو ہی ایام ہے جب ایک دن گزر گیا تو بعض ایام (زندگی کا کچھ حصہ) گزر گیا (یعنی تو نے سمجھا ہو گا کہ تیری عمر زیادہ ہو سکھا لا تکہ درحقیقت تیری زندگی سے ایک دن کم ہو گیا) فرمایا: میں نے بعض قوموں کو اپنے اوقات پر اتنا حریص پایا ہے جتنا کہ تم درہم و دینار کے حریص نہیں ہو۔

☆ موسیٰ بن اسحاق علیہ السلام تجوذی کی فرماتے ہیں: اگر میں یہ کہوں کہ میں نے حماد، بن مسلم کو کبھی ہٹتے نہیں دیکھتا تو یقیناً میں نے حق کیا وہ ہر وقت قرآن و حدیث کی تلاوت و تعلیم یا تسبیح و نماز میں مشغول رہا کرتے تھے۔ دن رات کو انہوں نے انہی کاموں کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ یوں مودب کہتے ہیں کہ حضرت حماد کا وصال بھی حالت نماز میں ہوا۔

زندگی بے بندگی شرمندگی

کمال ہوش و خرد کی بیگی علامت ہے
ہورائیگاں نہ تری زندگی کی اک ساعت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَزُولْ قَدْمَاً أَبْنَاءِ أَهْلِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ حَتَّىٰ يَسْتَلِ عنْ خَمْسٍ۔ قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہٹ پائیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے گا۔

عن عبده فيما افناه وعن شبابه فيما ابلاد وعن ماله من اين
اكتتبه وفيما اتفقه وما ذاعobil فيما علم (ترمذی)
عمر کہاں اور کیسے گزاری جوانی کس طرح صرف کی مال کس طرح کمایا اور
کہاں خرچ کیا، علم پر کس حد تک عمل کیا۔

انسان اپنی زندگی جوانی، آمد و خرچ اور اپنے علم و عمل کا آپ ہی دنیا میں محاصرہ کر لے۔ جیسا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسبوا قبل ان تعاسبوا (النegrub)

اپنا حساب (اس دنیا میں) خود ہی کر لو اس سے قبل کہ آخرت میں تم سے حساب طلب کیا جائے۔

انسان ذرا سوچے اور غور و فکر کرے کہ سرمحشر جب مجھ سے یہ عالات کیے جائیں

گے تو میرا کیا حال ہوگا اور کیا جواب دوں گا دربارِ خداوندی میں؟ یاد رکھو! جس سے حساب طلب کر لیا گیا پھر اس کی خوبیں۔

بھی بس تجات کی صورت
حضر کے دن مرا حساب نہ ہو
اس روز قلت و رسولی سے وہی خوش نصیب محفوظ رہیں گے جو اس گھری اور اس امتحان گاہ میں پہنچنے سے پہلے اسی دنیا میں تیاری کر لیں گے اور زندگی اسی طرح گزاریں گے کہ اس محاسبہ اور اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔
کر لیا جس نے خود حساب اپنا
اس کا پھر احتساب کیا ہو گا؟

حضرت منذر فرماتے ہیں: میں نے حضرت مالک بن دینار کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو فرمائے تھے: ارے کجھت، عمل میں جلدی کر اس سے پہلے کہ تجھے موت آجائے اس جملہ کو انہوں نے ساختہ بار دہرایا۔ میں سن رہا تھا لیکن انہیں علم نہ تھا کہ میں سن رہا ہوں۔ (احیاء العلوم ن ۳۶۰ ص ۳۹۰)

ہائے یہ زندگی گھری بھر کی باعث صد ہزار کلفت ہے
موت ہے گھات میں تیری انساں ایک تو ہے کہ مخ غفلت ہے

زندگی کے مشکل ترین لمحات

حضرت علیل بن احمد زاہیدی بصری نہایت ہی ذکی عالم (المتومن ۷۰۰ھ)
فرماتے: ”میرے لیے سب سے مشکل لمحات وہ ہوتے ہیں جب میں کھانا کھاتا ہوں۔ مطلب یہ کہ کاش بھی وقت عبادت و ذکر وغیرہ میں صرف ہو جاتا اور مرنے کے بعد میرے کام آتا۔“

موت آ کر رہے گی تمہیں بے گمان آخوت کی گرو جلد تیاریاں
بے عمل غافلو! سب سودھر کے کام عیش و عشرت کی اڑ جائیں گی دھجیاں

موت کا دیکھو اعلان کرتا ہوا سوئے گور غریبان جنازہ چلا
کہتا ہے جام بستی کو جس نے پیا وہ بھی میری طرح قبر میں جائے گا
تم اے بیوی مسنو! نوجوانو سنو اے ضعیفو سنو! پہلوانو سنو!
موت کو ہر گھری سر پہ جانو سنو جلد توبہ کرو میری ماںو سنو!
جس نے دنیا میں خوشیوں کا پایا ہے سخ اور غلبت نے ہے ہر گھری نفہ سخ
موت کے بعد ہو گا اُسے سخت رنج اُس کو بزرگ میں رنج اُس کو دوزخ میں رنج
چھوڑو عادت گناہوں کی جاؤ سدھر ورنہ پھنس جاؤ گے قبر میں سر بر
اگر عذابوں کو دیکھو گے جاؤ گے ذر تم ہتاہ کہاں جاؤ گے بھاؤ کر
حوالہ رکھ کیوں مجرماً عطار ہے تو غلام شہنشاہ ابزار ہے
بوقت انتقال بھی فقہی مسائل

قضیٰ قضاء الدنیا امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ مرض الموت میں تھے کہ اپنے شاگرد
قضیٰ ابراہیم بن جراح کو فیث مصری کے ساتھ ایک مسئلہ میں بحث کر رہے تھے۔
انہوں نے عرض کیا: اس حالت میں بھی؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، ہو سکتا ہے اس کے
باعث نجات دینے والا ہمیں شجاعت دے دے اور وہ مسئلہ رہی جمار کا تھا کہ سوار ہو کر کی
جائے یا پیدل..... مسئلہ مکمل ہوا ابراہیم اٹھ کر ابھی اپنے گھر پہنچنے تھے کہ امام اپنے
معبور حقیقی سے جا ملے۔

گزرے گا باب موت سے ہر ایک جاندار

اعلان کر دیا ہے یہ پروردگار نے

☆ امام ابو یوسف الْمُتّی حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی درسگاہ میں سترہ یا
انہیں سال رہے اور اس پابندی کے ساتھ کے آپ کے ساتھ کبھی نماز فجر بھی فوت نہ
ہوئی سوائے مرض کے بلکہ عیدِ نین بھی آپ کے ساتھ ادا کرتے۔ محمد بن قدامہ فرماتے
ہیں: میں نے شجاع بن خلده سے سنا اور انہوں نے خود امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا

کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا اور میں اس کی تجدیب و تکفیل میں حاضر نہ ہو سکا اور اس کا معاملہ اپنے اعزہ اور پڑھیوں پر چھوڑ دیا صرف اس وجہ سے کہ امام صاحب کی محبت کی برکات سے محروم نہ ہو جاؤ۔

کرتا نہیں آغاز برے کام کا انسان

گر فکر ہو انجام کی انجام سے پہلے

عمل کا وقت اے انساں تیری عمر روائی تک ہے

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید امام محمد علیہ الرحمۃ (۱۳۲ھ - ۱۸۹ھ) رات کو بہت کم سوتے، اپنے پاس چند کتابیں رکھتے، ایک فن کی ایک کتاب سے اکتا ہے ہوتی تو دوسرے فن کی کتاب دیکھنے لگتے اور اپنی نیند کو یہ کہہ کر پانی سے دور کرتے کہ نیند حرارت ہے۔

☆ حضرت عصام بن یوسف بنی حنفی محدث بلخ (متوفی ۲۱۵) نے ایک دینار کا قلم صرف اس لیے خریدا تاکہ شیخ سے جو نیں فوراً لکھ لیں چونکہ عمر کم ہے اور علم زیادہ اور طالبعلم کے لئے مناسب ہے کہ آوقات و لمحات کو ضائع نہ کرے۔ شیوخ کی جلوت و خلوت کو غنیمت جانے اور ان سے استفادہ کرتا رہے کیونکہ فوت شدہ وقت کا مدارک ممکن نہیں۔

دم رحلت تو پچھتائے گا پھر حاصل نہ کجھ ہو گا

عمل کا وقت اے انساں تیری عمر روائی تک ہے

موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

فتح بن خاقان جو کہ ذیین و نظین شاعر و ادیب تھے سب سے عظیم خزان ان کے پاس کتب کا تھا۔ ۲۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ ہر وقت اپنی آسمیں میں کتاب رکھتے جب متول (شاہ وقت) کے سامنے سے معمولی کام مثلاً پیشاب کرنے یا نماز جنازہ ادا کرنے کا ازاواہ کرتے تو فوراً کتاب نکالتے اور آتے جاتے پڑھتے رہتے۔ اسی طرح

اگر کبھی کسی ضرورت کے تحت باادشاہ کے پاس کھڑے ہو تو اپنے تاتو کتاب نکال کر پڑتے رہتے۔

روز کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت موت کا حیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے جو بھی دنیا میں آتا ہے بشر یہ کہتی ہے قضا میں بھی چیچے چل آتی ہوں ذرا حیان رہے
 ☆ امام محمد بن سحون قیروانی مالکی (متوفی ۲۵۶ھ) کی باندی امداد کھانا لے کر حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اس وقت بہت مشغول ہوں جب رات کافی گزر گئی یہاں تک کہ اذ ان فجر ہو گئی تو فرمایا: کھانا لاو، اس نے عرض کیا: واللہ میں نے تو آپ کو کھانا لکھا بھی دیا ہے (یعنی باندی ان کے مند میں لئے ڈالتی رہی اور ان کو شعور تک نہ ہوا) فرمایا: مجھے تو پہنچ بھی نہ چلا، مصروفیت یہ تھی کہ آپ تالیف میں مشغول تھے۔ (اور بالعمل علماء اس کام میں اپنی آخرت کے لیے ہی مشغول رہتے ہیں) صید الخاطر ص ۲۰ پر این جزوی لکھتے ہیں: اوان یصنف کتاباً من العلم فان تصنیف العالم ولدہ المخلدوان یکوں عاملاً بالخیر عالمیافیہ فینقل من فعله ما یقتدى الغیر به فذلك الذي لم یمت قدمات القوم وهم في الناس احیاء۔

یادوں کوئی علمی کام کر گیا کتاب کی صورت میں عالم کی کتاب ہمیشہ اس کے لئے زندہ رہنے والے بیٹھنے کی طرح ہے بُشْرِ طَیْکَہ وہ خود نیک عمل کرنے والا ہواں کے کاموں کی دوسرے لوگ اقتداء کریں ایسا عالم دین اور مصنف نہیں مرتا، دوسرے لوگ مر جاتے ہیں مگر وہ زندہ جاوید رہتا ہے۔

گزر گئے ہیں زمانے مگر مہک ہے وہی

چمن میں میرے گھبٹ خرام کا ہے نشان

تیرا ذکر کرتے کرتے جسے موت آگئی ہو

حاکم نے کہا میں نے ابو القضل بن ابراہیم سے سنائیوں نے فرمایا: میں نے احمد

بن مسلم سے سنا کہ وہ نیشاپور سے لیٹھ اور بصرہ تک امام مسلم قشیری کے رفیق سفر تھے۔ فرماتے ہیں امام مسلم کو مجلس مذاکرہ کا رئیس ہنا دیا گیا اور ان کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی جسے وہ نہ جانتے تھے، گھر واپس لوٹے، رات کا وقت تھا، کھجوروں کی ایک نوکری ان کی خدمت میں پیش کی گئی حدیث تلاش کرتے رہے، کھجوریں کھاتے رہے، صح ہوئی تو حدیث بھی مل گئی، کھجوروں کی نوکری بھی ختم ہو گئی اور امام بھی واصل بحق ہو گئے۔

سپرد خاک ہوئے کتنے ہمراں حیات
تیرے لیے بھی وہی راستہ مقدر ہے

☆ نبوخت ادب اور حدیث و فرات کے امام احمد بن سعید شیبانی کو فی بغدادی علیہ الرحمۃ (۲۰۰ھ - ۲۹۱ھ) جس کتاب کا درس دیتے اسے اپنے پاس رکھتے اور اس شرط پر دعوت قبول کرتے کہ ان کے لئے کوئی ایسی چیز مہیا کی جائے گی جس پر کتابیں رکھ کروہ پڑھ سکیں۔

☆ حضرت ثعلب نبوخت علیہ الرحمۃ کی وفات کا سبب یہ بنا کہ جمعہ کے روزِ عصر کے بعد لکھ تو ہاتھ میں کتاب تھی جو چلتے ہوئے پڑھتے جا رہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے کمرا گیا، گرے سر پر کافی چوت آ گئی۔ اسی حالت میں گھر لے جایا گیا تو دوسرے دن انقاں فرمائے گئے۔

کھڑی ہے سر پر اجل زندگی ہے پاہ رکاب
نہ کوئی رخت سفر ہے نہ کوئی ہم ہے

☆ ابن جریر طبری نے اپنے شاگردوں کو ۲۳۳ھ سے لے کر ۲۳۹ھ تک اولاً تیس ہزار اور اُراق پر مشتمل قرآن پاک کی تفسیر املا کروانا چاہی پھر مختصر آنکھواہی اور اس کے بعد اتنے ہی اور اُراق پر مشتمل آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے دور تک تاریخ بھی آنکھواہی (آپ کی تفسیر تیس اجزاء میں اور تاریخ گیارہ اجزاء میں ضلع ہو چکی ہے)

آپ کی عمر چھیالیں برس تھی اور آپ نے اتنا لکھا کہ حساب لگایا گیا تو روزانہ کے چودہ صفات بنے۔ آپ نے اپنی وفات سے پہلے یہ الفاظ لکھے۔ یہ بعی للانسان ان لایدعاً اقباس العلم حتی السمات۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک علم سے استفادہ کرتا ہے۔

☆ ابو مکر خیاط تجویی امام محمد بن احمد بن منصور شمر قدمی (متوفی ۳۲۰ھ) ہر وقت درس دیتے رہتے یہاں تک کہ راہ چلتے بھی بسا اوقات (کتاب ینی میں مشغولیت کی وجہ سے) گڑھے میں گر جاتے یا جانور آپ کو پکل دیتا۔

بے سود ہے اس دم کسی نیکی کی تمنا
جب نطق واشارے کی بھی قوت نہیں رہتی

اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے

ابوالفضل قاضی وزیر محمد بن محمد بن احمد مروزی بھی حنفی حاکم شہید (المتومنی ۳۳۲ھ) دو شنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھتے، نماز تجدن نہ حضر میں چھوڑتے نہ سفر میں آپ بادشاہ کے وزیر تھے لیکن ہر وقت قلم دوات اپنے پاس رکھتے جب ذرا حکومتی ذمہ دار یوں سے فارغ ہوتے تو تصنیف میں مشغول ہو جاتے۔ ابو عباس بن جمیونے امیر وقت سے شکایت کی کہ ہم حاکم سے ملاقات کے لئے آتے ہیں لیکن وہ ہم سے بات تک نہیں کرتے اور نہ قلم اپنے ہاتھ سے رکھتے ہیں۔ صاحب مدرسہ ابو عبد اللہ حافظ کہتے ہیں جو کہ رات میں ابوالفضل کی مجلس املاع میں حاضر ہوا کہ ابو علی بن ابو مکر بن مظفر امیر بھی وہاں تشریف لائے اور ملاقات کے لئے کچھ دیر کھڑے رہے لیکن انہوں نے اپنی چکر سے حرکت تک نہ کی اور صرف اتنا کہا: اے امیر! آج تم سے بات کرنے کا موقع نہیں ہے۔

☆ محدث عراق حافظ امام ابو الحسن عمر بن احمد بن عثمان بغدادی عرف ابن شاہین (المتومنی ۳۸۵ھ) کے شاگرد ابو الحسن بن مہتمدی بالله کہتے ہیں کہ حضرت ابن

شاہین نے فرمایا: میری تین سو تیس تصانیف ہیں، ان میں ان شیر الکبیر کے ایک ہزار جز ہیں۔ المسند کے تیرہ سو اتارخ کے ایک سو پچاس اور الزہد کے سو جز ہیں۔ آپ نے سات سو درہم روشنائی خریدنے میں صرف کے۔

غرغڑہ اور نزع کی حالت میں تعلیم دینا

پاچ زبانوں (عربی، سریانی، ملکر، فارسی، ہندی) کے ماہر، فلکیات، ریاضی، ادب، لغت اور تاریخ وغیرہ میں ایک سو بیس کتابوں سے زائد کے مصنفوں اور بیان البرونی (متوفی ۴۳۰ھ) کے بارے میں مشہور مستشرق سارطون نے کہا: یہ ورنی اعظم علماء الاسلام تھے۔ آپ تحصیل علم میں ہر وقت منہج رہتے۔ آپ کے ہاتھ سے قلم بھی جدا نہ ہوتا۔ چھٹی کے دنوں میں بھی آپ کی نگاہیں کتب پا اور دل علمی فکر و خیال میں رہتا۔ ابو الحسن ولواجی کہتے ہیں: میں نے ان سے جانکنی کے عالم میں ملاقات کی حالانکہ ان کا سینہ بھگ ہو رہا تھا تو مجھے فرمائے گئے: کیا پوچھنا چاہیے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس حالت میں بھی؟ فرمایا: میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور مسئلہ جاتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے علم القراءض سمجھایا۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور ابھی راستے میں ہی تھا کہ ان کی وفات کی خبر سنی۔

فکر عقیلی کو نہ سمجھے کوئی فکر بے سود

فکر عقیلی تو سعادت کا نشان ہوتا ہے

☆ امام الحرمین ابوالعالی عبد الملک بن عبد اللہ جوینی (المتوفی ۴۷۸ھ) جن کے بارے میں عبدالغافر فارسی نے اپنی کتاب "سیاق نیشاپور" میں لکھا: "امام الحرمین فخر الاسلام امام الانہ علی الاطلاق حجر الشريعة کے مثل نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ ان کے بعد دیکھے میں گی" قرأتے ہیں: دو ران گنگوہیں نے ان سے نہ "عاویہ نہ میں سوتا ہوں اور نہ کھاتا ہوں رات ہو یادوں جب بھی مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے میں سو جاتا ہوں اور جب کھانے کی خواہش ہوتی ہے تو کھاتا ہوں ورن

کھانے کی لذت و پسندیدگی و سخت تو علمی مذاکرے ہی میں ہے۔“

مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی ملاقات پر خوش ہوں

☆ امام ابوالوفاء ابن عقیل ضبیلی بغدادی علیہ الرحمہ جو کہ بنی آدم کے اذکیاء میں سے تھے اور افضل العلماء تھے۔ ایک آنکھ سے معدود رہنے کے باوجود علم کی حرص ان میں بیس سال کے نوجوان کی طرح تھی۔ روٹی کی پر نسبت کیک اس لیے پسند فرماتے کہ اس کو چبانے میں وقت صرف نہیں ہوتا تھا۔ وہی وقت مطالعہ اور لکھنے میں صرف ہو جاتا۔ مختلف فنون پر آپ کی تقریباً میں کتب ہیں جن میں سے ایک کتاب الفنون کی آٹھ سو جلدیں ہیں۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے بڑی کوئی کتاب نہیں۔ اہن جزوی کہتے ہیں: جب ابن عقیل کی وفات کا وقت آیا اور کچھ عورتیں رو نے لگیں تو فرمایا: ”میں نے وہ فتاویٰ جن میں اللہ کے احکام بیان ہوئے ہیں، ان میں لوگوں کے معاملات و واقعات ہیں پچاس سال تک لکھے ہیں اور احکام الہیہ پر مہربست کرتا نیا پڑھنے والا نہ ہے لہذا مجھے چھوڑ دو میں اللہ کی ملاقات پر خوش ہوں۔“ اپنی کتابوں اور بدن کے کپڑوں کے سوادنیا کی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ وہ کپڑے اور کتابیں بھی اتنے پیسوں کی تھیں کہ تجھیز و تغذیہ اور ادائے قرض میں کام آ گئے۔

۔ سمجھتا ہے جو اپنا لمحہ قیمتی انسان
وہ کب بے فائدہ اشغال میں مشغول ہوتا ہے

امام ابن جوزی کی اپنے بیٹے کو نصیحت

ابن تیمیہ نے اجوہہ المصریہ میں لکھا کہ شیخ ابوالفرج ابن جوزی کی تصنیفات کو میں نے ایک ہزار سے زائد پایا۔ آپ اپنا ذرا بھی وقت شائع نہ کرتے اور ایک ایک دن میں چالیس کا پیاں لکھتے۔ تی نے اکنہ والا لقب میں لکھا کہ جن قلموں سے آپ احادیث لکھتے ان کے تراشے اتنے جمع ہو گئے کہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے انتقال کے بعد انہی تراشوں سے غسل کے لئے پانی گرم کیا گیا پانچ پانی گرم کرنے

کے بعد پھر بھی تراشے نجگے۔ لفتة الکید فی نصیحة الولد میں اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اے میرے بیٹے! ایام ساعتوں (لحات) سے ہیں اور ساعتیں انفاس سے اور ہر نفس خزانہ ہے۔ بغیر کسی (اخروی) کمالی کے نفس (سانس) نہ جائے کہ قیامت کے دن خزانہ خالی دیکھ کر نادم ہو؛ قبر کے صندوق میں وہ چیز بھیج جو تجھے وہاں خوش کرے۔“

یاد کچھ پتلہ آدم کو آپ جو ہمارے آپ کے ہیں سب کے باپ ہے یہی اے روح بس مرضی مری پتلہ آدم میں داخل ہوا بھی رہ گئی اندر اندر ہرگز کیوں کر رہ گئی داخل ہونے کو روح بشر کیوں کر رہ گئی اس میں میری زندگی عاجزی کی جس نے کی اور عرض کی کیونکر ہوگی اس میں گزر اک اندر ہرگز کیوں کر رہ گئی مختصر دے معافی مجھ کو تو اے ذوالمن روح کو پھر حکم عالی یہ ہوا مانا ہوگا تجھے کہنا مرا اور ڈر کر سہم کر پھر رہ گئی پھر ہوئی عرش معلی سے صدا روح پھر روتی ہوئی داخل ہوئی جس کو فرماتے ہیں ختم المرسلین راز اک قدرت کا ہے یہ بالقیں جس طرح مشکل میں یہ داخل ہوئی نزع میں بھی ہوگی بس مشکل وہی کاش یہ خوش خوش اگر جاتی وہاں نزع میں تکلیف کیوں ہوتی یہاں

☆ صاحب تفسیر کیرام امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ جو دسوکت کے مصنف ہیں، جن میں سے تفسیر کیر آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ جبکہ عمر آپ کی صرف تریٹھ

سال ہے (۱۹۶۵ء) فرمایا کرتے تھے: ”واللہ علم کی مشغولیت کی بجائے کھانے پینے میں جو میرا وقت صرف ہوتا ہے اس پر مجھے بہت افسوس ہوتا ہے یقیناً وقت بہت قیمتی چیز ہے۔ امام شمس الدین اصبهانی (المتومنی ۷۸۹ھ) کے بارے میں ابن حجر نے الدرالکامنہ میں اور شوکانی نے البدرا الطالع میں لکھا یقلل طعامہ لثلا یضیع الزمان بدخولہ و خروجہ آپ نے اپنا کھانا کم کر دیا تاکہ کھانے اور رفع حاجت میں وقت ضائع نہ ہو۔

جو ان بیٹی کی وفات پر

حافظ ابن منذری (امام حافظ عبدالعزیزم المتوفی ۶۵۶ھ) کے بارے میں امام نووی نے جن کی اپنی حالت یتھی کہ دن رات میں ایک بار کھانا کھاتے اور دو سال تک پہلو کوز میں سے نہ لگایا۔ ساڑھے چار سال میں التنبیہ حفظ کی اور المہد ب کاریع حصہ زبانی اپنے شیخ کو سنایا۔

گزار دے اسے اللہ کی اطاعت میں
گر ایک جنبشِ لب کی ملے تجھے مہلت

بستان العارفین میں لکھا ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے نوے جلدیں اور سات سو جز علوم حدیث کے بارے میں لکھے۔ آپ کے بارے میں بقیہ الحفاظ شیخ الانکہ والحمد میں مفتی ضیاء الدین ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ المرادی لکھتے ہیں کہ قاہرہ میں میرا گھران کے گھر کے اوپر تھا۔ میں نے دس سال میں سے کسی بھی رات ان کا چاغ گل نہیں دیکھا۔ جب بھی میں بیدار ہوا انہیں علم میں مشغول پایا کھانے کے دوران بھی علم میں مشغولیت رہتی۔ میں نے ان جیسا سختی نہ دیکھا نہ سن۔ اپنے مدرسہ سے صرف نماز جمعہ کے لئے نکلتے کسی خوشی میں شرکت نہ کرتے بلکہ ان کا جوان بیٹا فوت ہو گیا تو بھی فقط مدرسہ کے دروازے پر جا کر رخصت کر دیا اور فرمایا: ”اے میرے بیارے بیٹے! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں“ بیٹے کا نام تھا محمد جو کہ

فاضل، محدث ذہین و فطیں اور حافظ الحدیث تھا۔ (طبقات الشانعیہ الکبریٰ)

☆ حافظ عبدالغنی مقدسی (المتومنی ۲۰۰ھ) کی سوانح تذكرة الحفاظ میں ہے کہ آپ اپنا وقت بالکل صائم نہ کرتے تھے، آپ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن اور بسا اوقات حدیث کا درس دیتے پھر وضو کرتے اور ظہر سے پہلے تک سورۃ فاتحہ اور معوذۃ تمیں کے ساتھ تین سورات نماز ادا کرتے، پھر تھوڑا سو کرنماز ظہر ادا کرتے، ازان بعد مغرب تک ساعت حدیث اور تالیف میں مشغول رہتے، روزہ ہوتا تو افطاری کرتے اور بعد العشاء آدمی رات یا اس سے کم حصہ سو جاتے۔ پھر وضو کرنے کے نماز ادا کرتے جو قریب الفجر تک جاری رہتی۔ بسا اوقات سات مرتبہ یا اس سے بھی زائد بار وضو کرتے اور فرماتے: ”نماز میرے دل کو خوش رکھتی ہے جب تک میرے اعضاء تروتازہ رہتے ہیں۔“ پھر نماز فجر سے پہلے تھوڑا اساسو لیتے۔ اس کے باوجود آپ نے چالیس کتابوں سے زائد کتب لکھیں جن میں سے ایک نفاس الغواہ بھی ہے۔

کیسی آنکھ ہے نیند سے بھرتی ہی نہیں

نہ غرض کسی سے نہ واسطے مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری قلندر سے تیری یاد سے تیرے نام سے
بهجهة النفس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لئے آیا، وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے، وہ شخص انتظار میں بیٹھ گیا، جب نماز سے فارغ ہو گئے تو نوافل میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نوافل پڑھتے رہے، یہ شخص انتظار میں بیٹھا رہا۔ وہ نوافل سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے اور پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نوافل شروع کر دیئے، عشاء تک اس میں مشغول رہے۔ یہ بے چارہ انتظار میں بیٹھا رہا، عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نوافل کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے، پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اور ادو و طائف پڑھتے رہے، اسی دوران مصلیٰ پر

بیٹھے بیٹھے اچاک آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اسے استغفار و توبہ کرنے لگے (جیسے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے) اور یہ دعا پڑھی: اعوذ بالله من عین لَا تَشْبَهُ مِنَ النَّوْمِ (اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا سخن و سیم زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالی شاہ بھی بنایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زہد فی الدنیا کیا ہے اور دنیا کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: افضل الزهد فی الدنیا ذکر الموت و افضل العبادة التفکر فین اثقله ذکر الموت وجد قبرہ روضۃ من ریاض الجنة (کنز ح ۵۲۳ ص ۱۰) دنیا میں بہترین زہد موت کی یاد ہے اور بہترین عبادت تفکر ہے جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ اپنی قبر جنت کا باش پائے گا۔

عیش دنیل ہے سامنے تک موت کا سامنا نہیں ہوتا ہے
کشف الحجوب میں حضرت داتا سخن بخش علیہ الرحمۃ نے شیخ احمد حواری کا دنیا کی حقیقت کے بارے میں قول نقل فرمایا ہے:

دنیا کوڑے کر کٹ اور غلاظت سے اٹے ہوئے ایک ایسے ڈھیر کی مانند ہے
جہاں کتے جمع ہو جایا کرتے ہیں اور وہ شخص کتوں سے بھی بدتر ہے جو دنیا کے اس کوڑے کر کٹ پر گرا رہے۔ کیونکہ کتنا اگرچہ غلاظت کے ڈھیر پر گرتا ضرور ہے لیکن جب اپنی حاجت پوری کر چکتا ہے اور سیر ہولیتا ہے تو اسے چھوڑ بھی دیتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے لیکن دنیا کو دوست رکھنے والا دنیا کے اس ڈھیر کو تجھ کے جاتا ہے اور اسے

چھوڑنے کا نام تک نہیں لیتا لہذا ظاہر ہے کہ وہ کتنے سے بھی بدتر ہے کیونکہ کتاب تو پھر بھی غلطیت کے ذمہ سے پیٹ بھر کر اس سے الگ ہو جاتا ہے لیکن دنیا کے لامبے میں بتا ہونے والے مسلسل اس ذمہ (دنیا) کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور اسے جمع کرنے کے شوق میں وہیں پڑے رہتے ہیں (کشف الحجۃ بترجمہ زبانی صاحب صفحہ ۲۰۳)

بہت دلکش نہایتہ ہی حسیں ہے صورتِ دنیا

فساد و قتل و سخون، ظلم و ستم ہے یہ رتِ دنیا

نہ ملتا گھونٹ اک پانی کا اس دنیا میں کافروں کو

خدا کے ہاں جو ہوتی کچھ بھی قدر و قیمتِ دنیا

زندگی اور موت کو کیوں پیدا کیا گیا؟

حیات و ممات کی تخلیق کے مقصد کو قرآن مجید کی سورۃ ملک کی دوسری آیت میں

یوں بیان فرمایا گیا ہے: الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ إِيمَانَكُمْ أَهْسَنَ عَمَلًا۔ وَهُدًى ذَاتٍ جَسَنَ نَفْسَهُ مَوْتَهُ وَأَنْتُمْ زَنْدَةٌ كَوَافِرُ زَنْدَةٍ آزْمَاءَ كَمُلَّ كَلَّا
لما ظَاهَرَتْ تِلْمِيزَاتِكُمْ سَعَيْتُمْ مَعَنِّيَّتِكُمْ

یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا ذکر پہلے کیا اور زندگی کا بعد میں حالانکہ دیکھنے میں زندگی پہلے اور موت بعد میں ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ زندگی دراصل وہی ہے جو موت کو پیش نظر کر گزاری جائے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”اس سے مراد دنیا میں موت کو اور آخرت میں حیات کو پیدا فرمانا ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس سے مراد حیات فی الدنیا ہے تو موت پھر بھی مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے پیدا فرمایا ہے۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْبَبَّاَكُمْ (ابقر، ۱۷)

حضور علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو اس طرح نصیحت فرمائی۔

خذ من صحتك لستقمك ومن شبابك بهرمهك ومن فراغك لشغلك

و من حیاتک لموتک لاتدری ما اسیک غدا۔ اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے لئے، اپنی جوانی کی حالت میں بڑھا پے کے لئے اپنی فراغت کے لمحات سے مصروفیت کے لئے اور اپنی زندگی سے موت کے لئے ذخیرہ کر لے تو نہیں جانتا کل تیرا نام کیا ہوگا۔ (زندہ یا مردہ)

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہر سر افغانستانی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دنیا کی حقیقت اور آخرت کی تیاری کے بارے میں دو خط

کتبِ رجل الی اخ لہ اما بعد فان الدنیا حلم والا خرة
یقطنة والمتوسط بینهما الموت ونحن في اضغاث احلام۔

والسلام۔ (ادیاء العلوم ۳۲ ص ۴۵۵)

ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا یہیک دنیا ایک خواب ہے اور آخرت
بیداری اور ان دونوں کے درمیان موت ہے اور ہم پریشان خوابوں میں
بنتا ہیں۔ والسلام

من لے عاجز نہیں اس گلشن عالم کی حقیقت

انسان کے لئے خواب پریشان سے زیادہ

و کتب اخراجی اخ لہ ان الحزن على الدنيا طویل والموت
من الانسان قریب وللنقص فی کل یوم منه نصیب وللبلا
فی جسمه دبیب فبادر قبل ان تبادی بالرحیل۔ والسلام

(ادیاء العلوم ۳۲ ص ۴۵۵)

ایک اور شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ دنیا پر غم کرنا بہت طویل ہے (یعنی

دنیا کی نعمتوں کے حصول کی فکر یا ان کے چھن جانے کا غم ایک نہ ختم ہونے والا رنج ہے) اور موت انسان سے قریب ہے (اور زندگی سے) ہر روز کچھ نہ کچھ کم ہو رہا ہے اور جسم میں بلا (بیماری) ہشل رہی ہے (یعنی اس پر تسلط کے لئے پرتوں رہی ہے) اس سے پہلے کہ کوچ کا فارہ رنج جائے سفر آخترت کی تیاری کر لینی چاہئے۔

حیف چھاتا جا رہا ہے رہ گزاروں پر دھواں
ہائے ڈھلتا جا رہا ہے آفتاب زندگی

مرنے کے بعد نیک و بد دونوں نادم ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مامن احد یموت الاندھر۔ ہر شخص مرنے کے بعد نادم ہو گا۔ عرض کیا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: ان کان محسناً ندم ان لا یکون از دادوان کان میستا ندم ان لا یکون نذع۔ اگر نیکو کارہے تو اس بات پر ندامت ہو گی کہ کاش میں زیادہ نیکیاں کما لیتا اور اگر برآ ہے تو اس بات پر کہ کاش میں برائیاں نہ کرتا۔ (ترمذی)

رہ عشرت میں جس نے زندگی اپنی لٹاڑائی
ملے گا ہاتھ محشر میں ندامت سے تحریر سے

موت کے فرشتے

قرآن مجید میں جان نکالنے کی نسبت اللہ کی طرف عزراً تَل علیه السلام کی طرف اور دیگر فرشتوں کی طرف بھی کی گئی ہے۔ تینوں مقامات ملاحظہ ہوں۔ اللہ یتوفی الانفس حين موتها (۲۹/۳۹) قل یتوفا کم ملک البوت الذی دکل بکم (۱۱/۳۹) ان الذین تو فاہم الملائکة ظالمی افسهم (۱۱/۲۸) ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ اللہ حکم دیتا ہے عزراً تَل علیه السلام روح قبض کرتے ہیں اور باقی فرشتے معاون ہوتے ہیں۔ تفسیر روح العاقنی میں ہے روح فقط عزراً تَل قبض

کرتے ہیں البتہ چھ فرشتے ان کے معاون ہوتے ہیں ان میں سے تین فرشتے مومن کی روح کو قبض ہونے کے بعد اپنی تحولیں میں لے لیتے ہیں، تظییم و تحریر سے اس کو ریشمی کپڑے میں پیٹ کر علیمن میں پہنچا دیتے ہیں اور دوسرے تین فرشتے کفار کی روحوں کو ایک نات نما کپڑے میں پیٹ کر کجھن میں پہنچا دیتے ہیں۔

ایک روایت میں یہی کچھ بیان ہوا ہے۔ ان اعوانہ یعنی تزعیون الارواح من سائر الجد حتی اذا بلغت الحلقوم تناولها ملك الموت۔ عزراائل علی السلام کے مدگار فرشتے ارواح کو کچھنے ہیں جسموں سے اور جب روحیں طلق تک پہنچنے ہیں تو پھر عزراائل علی السلام نکال لیتے ہیں۔

ملک الموت کا روح قبض کرنا

قبض عزراائل کر سکتا نہیں مچھر کی روح

ہونہ جب تک اس کو حاصل حکم رب د جہاں

ابن کثیر نے ایک طویل حدیث ابن ابی حاتم کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ عزراائل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: اللہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوانی ان اقبض۔ روح بعوضۃ ما قدرت علی ذلك حتی یکون اللہ هو الامر بقبضها۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں ایک مچھر کی جان بھی اپنے ارادے سے نکالنا چاہوں تو نہیں نکال سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔

جس انسان کے ہاتھ میں نہ اس کی زندگی ہے نہ موت نہ وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا نہ اپنی مرضی سے رہا۔ یہی حال فرشتوں کا ہے کہ لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلن ما یؤمرون (اتریخ) وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے وہی کرتے ہیں جس کا ائمہ حکم ہوتا ہے۔

قیصر اور اسکندر و جم چل بے زال اور سہرا ب و رستم چل بے

کیے کیے شیر و ضیغ چل بے سب دکھا کر اپنا دم ثم چل بے
ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

ملک الموت کا اہل ایمان کے ساتھ شفقت و محبت کا معاملہ

☆ شرح الصدور میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب موت کا فرشتہ خدا کے نیک بندے کے پاس جاتا ہے تو پہلے اس کو ان الفاظ سے سلام کہتا ہے:

السلام عليك يا ولی اللہ۔ اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام ہو۔ پھر کہتا ہے
قم فاخر ج من دارک التي خربتها الی دارک التي عمر تھا۔ ائھاں گھر سے
نکل جس کو تو نے (خواہشات نفس کی قربانی دے کر) خراب کیا (اور تجھے اس جہاں
میں کوئی راحت نہ ملی) اور اس گھر کی طرف چل جس کو تو نے (دنیا میں عبادت و
ریاضت کر کے اور دین کی خاطر تکلیف پر صبر کر کے) آباد کیا ہے۔

لیتی ہے آنکھ لطف جمال و کمال دوست

نیرنگ فصل گل سے بھی جو رخاں سے بھی

عز را یل علیہ السلام کے علم کی وسعت

تفصیر روح المعانی میں حضرت جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے مردی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عبادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس شخص کے سر کے قریب ملک الموت نے عرض کیا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ میں ہر مومن کا رفیق ہوں۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ جان لیں کہ میں جب بھی کسی انسان کی روح قبض کرتا ہوں تو اس کے اہل و عیال روتے چلاتے ہیں تو میں اس گھر کے ایک کنارے پر کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی گناہ نہیں میں نے تو یہاں بار بار لوٹ کر آتا ہے تم ڈر کر رہو (یعنی موت کی تلحیثوں کی فکر کر

کے نیک اعمال کو شعار بنالو) ہر گھر میں اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق بھی ہو خواہ گھر پختہ ہو یا کچا یا خیمد کی شکل میں، خواہ خنکلی میں ہو یا تری میں، ہر دن اور رات میں پانچ مرتبہ ان میں غور و فکر کرتا ہوں۔ حتیٰ انی لا عرف بصفیر ہم و کبیر ہم منهم با نفهم۔ یہاں تک کہ میں ان کے ہر چھوٹے بڑے کو ان کی ذوات سے پہنچانا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی اے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں تو تب روح قبض کرتا ہوں جب مجھے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔

محبوب خدا کے علم کی وسعتیں

اس واقع سے معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام کو تمام مخلوق کی ذوات کا علم ہے تو پھر یقیناً حضور علیہ السلام کا علم اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ جمیع انبیاء کرام علیہم السلام جم جم ملائکہ سے افضل ہیں اور ہمارے نبی علیہ السلام تو پھر سید الانبیاء علیہ وسیطہم السلام ہیں پھر اس پر ایک حدیث بھی ملاحظہ ہو۔

”عن عبد الله بن عمرو قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي يديه كتاباً فقال أتدرون ما هذان؟ قلنا لا يارسول الله الا ان تخبرنا. فقال للذى في يده اليىنى هذا كتاب من رب العلبيين فيه اسماء اهل الجنة واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل على آخرهم فلا يزيد افادتهم ولا ينقص منهم ابدا ثم قال للذى في شأنه هذا كتاب من رب العلبيين فيه اسماء اهل النار واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل على آخرهم فلا يزيد افادتهم ولا ينقص منهم“ (مختصر حاصل باب ایمان بالقدر)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو آپ کے دو توں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے

عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! نہیں تو وہی علم ہوتا ہے جو آپ خبر دیتے ہیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ مبارک میں کتاب تھی اس کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا: یہ رب العلمین کی طرف سے کتاب ہے کتاب ہے جس میں تمام اہل جنت اور ان کے آباء اجداد کے نام ہیں اور ان کے قبائل کے نام ہیں پھر ان کے آخر میں ان کا مکمل میزان پیش کر دیا گیا ہے تو اس میں کبھی نہ کوئی زیادتی کی جائے گی اور نہ کمی۔ پھر آپ نے دوسری کتاب کے متعلق جو آپ کے بائیں ہاتھ مبارک میں تھی ارشاد فرمایا: یہ رب العلمین کی طرف سے کتاب ہے جس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے آباء اجداد اور ان کے قبائل کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں تمام کا مکمل میزان پیش کر دیا گیا ہے اس میں کوئی زیادتی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث پاک کا مفہوم

حدیث پاک میں کمی بیشی کے نہ ہونے کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ماضی، حال، استقبال کا کوئی فرق نہیں، سب حال ہی حال ہے اس لئے جس شخص نے ایمان لانا ہے یا کفر میں رہنا ہے یا العیاذ باللہ مرتد ہونا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

دوسری بات جو حدیث میں ذکر کی گئی ہے کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں کتابیں تھیں، وہ کتابیں کیسی تھیں؟ ان کے متعلق یہ بحث کی گئی ہے کہ واقعۃ وہ کتابیں تھیں جو محسوس ہو رہی تھیں جن میں یہ تذکرہ تھا اور آپ کو ہی ان کا علم عطا فرمانا مقصود تھا جب آپ کو علم عطا فرمادیا گیا تو پھر وہ کتابیں واپس لوٹا دی گئیں یا اس کا مقصد یہ ہو کہ آپ کو ان کے اور ان کے آباء اجداد اور ان کے قبائل کے ناموں کا علم عطا کر دیا گیا ہے اس طرح کہ جیسے کسی چیز کا علم کتابوں میں ہوتا ہے، چونکہ جنتیوں کے نامہ ہائے اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ہوتے ہیں اور دوزخیوں کے بائیں ہاتھ میں اور یوم میثاق

کو بھی آدم علیہ السلام کے سامنے جب آپ کی تمام اولاد کو پیش کیا گیا تو جنتی دائیں طرف تھے اور دوزخی بائیں طرف، اسی طرح آپ نے بھی یہ فرمایا ہو کہ وہ علم گویا کر ایک کتاب میں موجود ہونے کی صورت میں جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں تمام جنتیوں کا تذکرہ ہے اور دوسرے ہاتھ میں جو کتاب ہے اس میں دوزخیوں کا ذکر ہے اگرچہ وہ کتابیں تمہیں نہیں نظر آ رہی ہیں لیکن مجھے نظر آ رہی ہیں اس طرح ان کتابوں کا وجود حسی نہیں ہو گا عقلی ہو گا۔

لیکن زیادہ تر محدثین کی رائے میں پہلا قول زیادہ معتر ہے کیونکہ ان کی طرف "ہذا" سے اشارہ کیا گیا ہے اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس کا حقیقی معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز ظاہراً محسوس ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (موت کا منظر من احوال حشر و شر)

حضور علیہ السلام تو یہ بھی جانتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب کے بعد آخر میں جنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت میں جائے گا۔ اے اللہ تعالیٰ کے سامنے لا یا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں کے بارے میں باز پرس کرو۔

فِيَقَالُ لَهُ عَمَلْتُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتُ يَوْمَ كَذَا
وَكَذَا كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِعُ إِنْ يَنْكِرُ وَهُوَ مُشْفَقٌ
مِنْ كَبَارِ ذَنْبِهِ إِنْ تَعْرَضَ عَلَيْهِ فَيَقَالُ لَهُ إِنْ لَكَ مَكَانٌ كُلُّ
سَيِّئَةٍ حَسَنَةٍ فَيَقُولُ يَارَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْياءً لَا أَرَا هَا هَهُنَا قَالَ
فَلَقَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحْكًا حَتَّى
بَدَتْ نُواجِذهُ (تَفسِيرُ القَارِئِ جَلْدُ ۲۳ صَفَر٢۸۰)

چنانچہ اس سے سوال کیا جائے گا کہ فلاں دن تو نے فلاں کام کیا تھا فلاں دن فلاں گناہ کیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں (کیا تھا) کسی ایک گناہ کا بھی انکارت

کر سکے گا اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہ یاد کر کے ڈرے گا کہ وہ مجھ پر
پیش نہ کئے جائیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا تیرے ہر گناہ کے بدالے ہم
نے تجھے ایک نیکی دی۔ یہ سن کر وہ اس قدر رخوش ہو گا کہ کہہ اٹھے گا اے
میرے پروردگار! میں نے اور بھی ایسے بہت سے اعمال (گناہ) کے ہیں
جنہیں یہاں نہیں پار رہا۔ یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بنے کہ
آپ کی ڈاڑھیں دیکھی جانے لگیں۔

مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

فرشتون کا جہان

فرشتون کی مختلف اقسام ہیں اور ان کی مختلف صفات ہیں۔ ذیل میں ملائکہ کی
چند قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

جن فرشتوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ان میں سے ایک عرش کے انہائے
والے دوسرا عرش اعظم کے گرد گھونٹنے والے۔ تیرے جلیل القدر ملائکہ جیسے حضرت
جراءٰئل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام۔ چوتھے
جنت کے فرشتے، پانچویں جہنم کے جن کے سردار کا نام ”مالک“ ہے۔ اس کے علاوہ
دوسرا فرشتوں کا نام ”زبانیہ“ ہے۔ چھٹے وہ فرشتے جو انسانوں کی حفاظت کے لئے
مقرر کئے گئے ہیں۔ ساتویں نامہ ہائے اعمال لکھنے والے فرشتے جنہیں کراما کا تین
کہتے ہیں۔ آٹھویں وہ فرشتے جن کے سر دنیا کے انتظامات ہیں۔ پھر ان انتظامات
کرنے والوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض پانی بر سانے والے، بعض رحم (بچہ دانی)
میں بچہ بنانے والے، بعض مصیبت کے وقت انسانوں کی مدد کرنے والے وغیرہ
وغیرہ۔

اسی جگہ صاحب تفسیر کبیر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی
ہے کہ جو شخص کسی جنگل میں پھنس جائے تو اس طرح آواز دے ”اعینونی عباد اللہ“

یو حکم اللہ ” یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے بندے یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس مصیبت سے نجات دیتے ہیں۔ اسی طرح حسن حسین میں بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کا پکارنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

فرشتوں کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات

فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا يَعْلَمُ جنودِ رِبِّ الْاَهُوْ۔ تیرے رب کے شکر و کوسائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اس بارے میں حضور علیہ السلام کے چند ارشادات میں مراد موت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا:

خَلَقْتَ الْمَلَكَةَ مِنْ نُورٍ وَ خَلَقْتَ الْجَانَ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَ
خَلَقْتَ آدَمَ مِنْ مَهْأَوِي وَصْفَ لَكُمْ۔

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا۔ جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جس کی صفت اللہ عز و جل نے تمہیں یہاں فرمائی ہے (یعنی خاک سے) (مسلم شریف، منداحمد بن حبیل، ج ۲، ص ۱۵۳)

☆ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَنَهْرًا مَا يَدْخُلُهُ جَبْرِيلٌ مِنْ دَخْلَةٍ فَيَخْرُجُ
فَيَنْتَقْضِي الْأَخْلَقُ اللَّهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْهُ مَلْكًا۔

(تغیرات ان کیشون، ج ۲، ص ۲۲۹)

جنت میں ایک نہر ہے جبriel علیہ السلام جتنی مرتبہ بھی اس نہر میں داخل ہو کر

نکتے ہیں اور اپنے بدن کو جہازتے ہیں تو ان کے جسم سے گرنے والے ہر قطرے سے
اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرمادیتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا:

ان لله ملائكة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام
بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں
اور میری امت کا (دروود) سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

(نائل شریف، ج ۱ ص ۲۹۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الا خبر کم بافضل الملائكة جبریل
میں تم کو تہ بڑاؤں کے سب فرشتوں سے افضل حضرت جبرايل علیہ السلام
ہیں۔ (۱) مجموع اثر و ادب جلد ۳ صفحہ ۱۳۰ (۲) در منثور جلد ۱ صفحہ ۶۲

☆ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اطت النساء و حق لها ان تتط ما منها موضع اربع اصابع
الاوعلیہ ملک واضح حبہته
آسمان چرچاتا ہے اور اسے حق ہے کہ چرچائے اس میں چار انگلی کے
برابر جگہ بھی ایسی نہیں مگر اس پر کوئی تکوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے
موجود ہے (یعنی سجدے میں ہے)

(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۵ (۲) ابن ماجہ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵ (۳) مسلم احمد بن حبیل جلد ۵ صفحہ

جبرايل علیہ السلام کی نرمی اور میرايل علیہ السلام کی سختی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

ان فی السمااء ملکین احدهما یا مربا لشدة والآخر یامر باللین و کل مصیب جبریل و میکائیل و نبیان احدهما یا مرباین والاخریا مر بالشدة و کل مصیب و ذکر ابراہیم و نوحا ولی صاحبان احدهما یا مر باللین والاخر بالشدة و کل مصیب و ذکر ابا ابکر و عمر۔

آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک بختی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرا نرمی کا اور دونوں حق پر ہیں۔ ایک جبرائیل (علیہ السلام) ہیں دوسرے میکائیل (علیہ السلام) ہیں اور دونی ہیں جن میں سے ایک نرمی کا معاملہ فرماتے ہیں دوسرے بختی کا اور دونوں حق پر ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت نوح (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا اور میرے بھی دو دوست ہیں۔ ان میں سے ایک نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرے بختی کا اور یہ دونوں بھی حق پر ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (۱) مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۵ (۲) در منثور جلد ۱ صفحہ ۹۷

آخرت کی بخت دنیا کی بختیوں کی طرح نہیں ہے کہ آسانی سے سہی جائے اور پرواہ کیے بغیر زندگی گزار دی جائے۔ بے شک اس دنیا کے سخت سخت امراض کو تو سہہ گیا چارہ گر گو سخت جان بھی کہہ گیا کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا اک جہاں سیل فتا میں بہہ گیا ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آسودہ حالی کیونکر ہو؟

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

فرمایا:

كيف انعم وصاحب الصور قد التقم القرن وحق جبهته
واصفي سبعه ينتظر متى يومربه فینفخ قالوا فما نقول
يارسول الله؟ قال قولوا حسبنا الله ونعم الوكيل على الله
توكلنا.

میں کس طرح آسودہ حال ہو جاؤں جبکہ صور(پھونکنے) والے (فرشے)
نے سینگ کو منہ میں لیا ہوا ہے اور اپنے ماتھے پر مل ڈال دیا ہے اور اپنے
کان متوجہ کر دیئے ہیں اور انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے
تاکہ وہ صور پھونکنے تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم تو پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو میں اللہ
 تعالیٰ کافی ہے۔ وہی بہتر کارساز ہے، ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

(تندی ۱۳۹۱ء میں ماجھ ۲۴ میں ۵۸۰)

بزم عالم میں فتا کا دور ہے جائے عبرت ہے مقام غور ہے
تو ہے غافل یہ تیرا کیا طور ہے بس کوئی دن زندگانی اور ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عزراً تَلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْ هَرَگُرْهُ وَالْوَلُونَ كَوْرُوزَانَةَ تَعْبِيرَهِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا:

لورا یتم الاجل و مسیرہ لا بغضتم الامل و غرورہ وما من
اہل بیت الا و ملک الموت یتعاهدهم فی کل یوم مرتبین
فین وجده قد انقضی اجلہ قبض روحہ فاذا بکی اہله

وَجَزَّ عَوَا قَالَ لَهُ تَبْكُونَ وَلَمْ تَجْزِ عَوْنَوْنَ فَوَاللَّهِ مَا نَقْصَتْ لَكُمْ
عَدْرَا وَلَاحْبَسْتْ لَكُمْ رِزْقًا مَالِيْ ذَنْبٍ وَانْ لَيْ فِيْكُمْ لِعُودَةَ ثُمَّ
عُودَةَ ثُمَّ عُودَةَ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدًا.

(اے مسلمانو!) اگر تم سوت اور اس کا فیصلہ جان لو تو امید اور اس کے
دھوکے سے نفرت کرو کوئی بھی گھروالے ایسے نہیں مگر ہر روز ملک الموت ان
کو عنیہ کرتا ہے۔ جب کسی کی عمر پوری دیکھتا ہے تو اس کی روح قبض کر لیتا
ہے پھر جب اس کے رشتہ دار روتے ہیں تو وہ کہتا ہے تم کیوں روتے ہو؟
اللہ عز و جل کی قسم! نہ تو میں نے تمہاری عمر سے کچھ کم کیا ہے نہ تمہارے
رزق سے میرا کوئی قصور نہیں ہے، میں نے تم میں لوٹا ہے پھر لوٹا ہے پھر
لوٹا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

(کنز اعمال شریف)

س زور یہ تیرا نہ مل کام آئے گا اور نہ یہ طول ال کام آیا
کچھ نہ ہنگام اجل کام آئے گا ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عزرا تسلیل علیہ السلام کی موی علیہ السلام کے پاس حاضری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
پاک ہے:

ان ملک الموت کان یاتی الناس عیانا فاتی موسی فلطیبه فرقا
عینہ فاتی ربہ فقال يارب عبدك موسى فقا عینی ولو لا
كرامته عليك لشقت عليه قال له اذهب الي عبدی فقل له
فلومضم یدہ على جلد ثور فله بكل شعرة وارت یدہ سنۃ فاتاہ

فقال ما بعده هذا؟ قال الموت قال فالآن فشيه شبهة فقبض روحه ورد اللہ علیہ عینہ فکان بعد یاتی الناس فی خفیة ملک الموت لوگوں کے پاس کھلم کھلا (روح قبض کرنے) آ جاتے تھے اسی طرح وہ مویٰ (علیہ السلام) کے پاس بھی آ گئے تو حضرت مویٰ (علیہ السلام) نے انہیں تھپڑ رسید کر دیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ اپنے رب عزوجل کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے رب عزوجل! تیرے بندے مویٰ (علیہ السلام) نے میری آنکھ پھوڑ دی (یا اللہ عزوجل) اگر وہ تیرے نزدیک صاحب اکرام نہ ہوتے تو میں بھی بدلتا چکا دیتا۔ (اللہ عزوجل نے) حکم فرمایا تو میرے بندے کے پاس جا اور اسے کہہ کر وہ اپنا ہاتھ بٹل کے چڑے پر رکھ دے جتنے بالوں کو اس کا ہاتھ چھپا لے گا اتنے سال اس کو موت نہیں آئے گی تو وہ (فرشتہ) آیا (اور وہ سب کچھ عرض کر دیا) تو انہیوں (حضرت مویٰ علیہ السلام) نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہو گا؟ عرض کیا گیا: اس کے بعد موت ہو گی۔ مویٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: پھر تم ابھی روح قبض کر لوز رائیل علیہ السلام نے مویٰ علیہ السلام کو خوشبو سُنگھائی اور حضرت مویٰ علیہ السلام کی روح قبض کر لی اور اللہ عزوجل نے عزرا رائیل علیہ السلام کی آنکھ بھی درست کر دی۔ بس اس واقعہ کے بعد وہ لوگوں کے پاس چھپ کر (روح قبض کرنے کے لئے) آتا ہے۔

(۱) مبتدرک حاکم جلد ۲، صفحہ ۵۷۸ (۲) تاریخ کیرامہ بنواری جلد ۱، صفحہ ۳۳۳

کیسے کیسے گھر اجڑے موت نے کھیل کتوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا چھاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

مسلم شریف کے حوالے

مسلم شریف میں اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عزرا تسلیم علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے صکہ ففقا عینہ 'موسیٰ علیہ السلام' نے تھپٹ مارا تو ان کی آنکھ نکال دی۔ دوسری روایت میں ہے جاءہ ملک الموت الی موسیٰ علیہ السلام فقول اجب ربک فلطم موسیٰ علیہ السلام عین ملک الموت ففقا۔ جب عزرا تسلیم علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: اپنے رب کا حکم قبول کرو (اور اپنی جان میرے حوالے کر دو) تو موسیٰ علیہ السلام نے تھپٹ مارا جس سے ان کی آنکھ ضائع ہو گئی۔ عزرا تسلیم واپس اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "ارسلتنی الی عبدلا یربید الموت" مجھے تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے عزرا تسلیم علیہ السلام کو پھر آنکھ عطا فرمائی یعنی نظر لوٹا دی اور فرمایا: جاؤ میرے بندے کے پاس اس کو کہو اپنا ساتھ بھیجن ل کی پیشہ پر رکھے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال عمر بڑھا دوں گا۔ جب عزرا تسلیم علیہ السلام نے یہ کہا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے رب! پھر کیا ہو گا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آ جائے گی۔ آپ نے عرض کی: ابھی موت آ جائے ساتھ یہ سوال کیا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے بیت المقدس کی سر زمین پر پہنچا دینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو تمہیں سرخ ریت کے ٹیلوں کے پاس راستے کی ایک جانب موسیٰ علیہ السلام کی قبراب بھی دکھا سکتا ہوں۔

(مسلم شریف باب فضائل موسیٰ علیہ السلام)

معلوم ہوا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش اس لئے کی کہ وہ مقام انبیاء کرام علیہم السلام کے دفن ہونے کی وجہ سے مشرف تھا۔

آپ کی دعا سے واضح ہوا کہ فضیلت والے مقام میں صالحین کے قرب و جوار میں فن ہونا مستحب ہے۔ (نووی شرح مسلم)

مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ عزرا تسلیل علیہ السلام کو انبیاء کرام علیہم السلام پر کوئی تسلط نہیں۔ بعض انبیاء کرام علیہم السلام نے حکم باری تعالیٰ کو قبول کرتے ہوئے ابتداء ہی عزرا تسلیل علیہ السلام کو خوش آمدید کیا۔ بعض نے عزرا تسلیل کو انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بلا اجازت آنے پر تنقیب کی اور بتایا کہ عزرا تسلیل کو انبیاء کرام علیہم السلام پر کوئی تسلط حاصل نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو بھی ترجیح دی اور عمر کی مہلت ملنے کے باوجود قبول نہیں فرمایا تو واضح ہوا کہ غشاء عمر کا حصول نہیں تھا بلکہ شان انبیاء کرام علیہم السلام کو عوام الناس پر واضح کرنا مقصد عظیم تھا۔ (موت کا محرج احوال مژادہ)

امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ میں ملک الموت کی حاضری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو اور خبردار بغير اجازت کے داخل نہ ہونا اور بغیر آپ کی اجازت کے روح قبض نہ کرنا۔ تو قابض ارواح (روحوں کے قبض کرنے والے عزرا تسلیل علیہ السلام) نے دروازے کے باہر اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کیا: "السلام علیکم اهل بیت النبیو و معدن الرسالۃ و مختلف الہلائکہ"۔ اے معدن رسالت ملاکوکہ کے مقام آمدروفت اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو۔ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں داخل ہوں، تم پر خدا کی رحمت ہو۔ اس وقت سیدہ قاطمة الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے موجود تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریمؐ اپنے حال میں مشغول ہیں اس وقت ملاقات نہیں فرمائی۔ دوسری مرتبہ پھر اجازت مانگی چنانچہ جتنے صاحبان اس وقت گھر میں موجود تھے اس

آواز کی بیبیت سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئے اور آنکھ مبارک کھول کر فرمایا: کیا بات ہے؟ صورت حال عرض خدمت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ لذتوں کو توڑنے والا خواہشون اور تمناؤں کو کچھے والا، اجتماعی بندھوں کو کھونے والا، یہ بیویوں کو بیوہ کرنے والا اور بچیوں کو بیٹیم بنانے والا ہے۔ (مارن المودہ جلد ہانی)

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے تو شہ سفر ہونے کو ہے ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حالمین عرش میں سے ایک فرشتے کا حال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

اذن لی ان احادیث عن ملک من حبلة العرش رجاله في
الارض السفلى وعلى قرنه العرش وبين شعمة اذنه و عاتقه
خفقان الطير سبع هائنة عام يقول ذلك الملك سبحانه وَحْدَه
كنت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور شافع روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اجازت فرمائی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتے کے متعلق کچھ بتاؤں جو عرش کے اٹھانے والوں میں (شامل) ہے۔ اس کے پاؤں سب سے چلی زمین میں ہیں اس کے سینگ پر عرش ہے اور اس کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کافاصل سات سو سال تک پرندہ کے اڑنے کے برابر ہے۔ وہ فرشتے یہ کہہ رہا ہے: سبحانک حیث کنت

(تو پاک ہے جہاں بھی ہے)

(۱) ابو داؤد شریف جلد صفحہ (۲) مجمع الزوائد جلد ا، صفحہ ۸۰ (۳) البidayہ والجایہ جلد ا، صفحہ ۱۳) ابن عساکر

جلد ا، صفحہ ۲۳۲

فرشته کی تسبیح سن کر مرغ کا اذان دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

ان میا خلق اللہ دیکا برائنه علی الارض السابعة و عرفه
منطو تحت العرش قد احاط جناحہ بالافقین فاذا بقی ثلث
اللیل الآخر ضرب بجناحیه ثم قال سبحو الملك القدس
سبحان ربنا الملك القدس لا الله لنا غيره فيسعنها من بين
الخافقین الا الثقلین فیرون ان الدیکة انما تضرب باجنتهها
وتصرخ اذا سمعت ذلك.

اللہ عزوجل نے جو (کچھ) پیدا کیا ہے۔ اس میں سے ایک دیک
(فرشته) بھی ہے اس کے پنج ساتویں زمین پر ہیں اس کی کلفی عرش کے
نیچے گلی ہوتی ہے اس کے پروں نے دونوں اونچ کو سمیانا ہوا ہے۔ جب
رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے۔ پھر کہتا
ہے (اے مخلوقات) بادشاہ حقیقی (رب العالمین جل وعلا) جو ہر عیب سے
پاک ہے کی تسبیح بیان کرو۔ پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہے۔ ہمارا
اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس کی اس بات کو شرق و غرب کے درمیان
میں جن و انسان کی علاوہ سب سنتے ہیں یہ جو (لوگ) دیکھتے ہیں کہ مرغ
اپنے پر مارتے ہیں اور اذان دیتے ہیں یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ
(اس فرشته کی تسبیح) سنتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ا، صفحہ ۱۳)

مرغ تو اذان پڑھنے کی سعادت حاصل کر لے اور مسلمان انہجھ کر نماز بھی نہ پڑھ سکے تو کتنے افسوس کی بات ہے اور یہ نفس و شیطان کا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ اسے عاقل مسلمان:

— نفس اور شیطان ہیں تخبر در بغل وار ہونے کو ہے اسے عاقل سنبھل آنے جائے دین و ایمان میں خلل باز آ ہاں باز آ اے بعمل ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

رعد فرشتے کا حال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اقبلىت المھود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
اخبرنا ما هذا الرعد؟ قال ملك من ملائكة الله موكل
بالسحاب يمده محراق من نار يزجريه السحاب يسوقه
حيث امره اللہ قالوا فيما هذا الصوت الذي نسمع قال صوته
قالوا صدقتك.

کچھ یہودی حضور رحمت کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے
گئے ہیں جلائیے یہ رعد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل
کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو کہ بادلوں کا نگران ہے۔ اس کے ہاتھ
میں آگ کا کوڑا ہے۔ جس سے وہ بادلوں کو تنبیہ کرتا ہے اور جہاں اللہ عزوجل
نے حکم فرمایا ہے وہاں بادلوں کو لے جاتا ہے۔ انہوں نے کہا تو یہ آواز کیا ہے
جو ہم سنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس فرشتہ کی آواز ہے۔
انہوں نے کہا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے حق کہا۔

(۱) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ (۲) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ (۳) در منشور جلد ۲ صفحہ ۵۰

یہودی ہو کر حضور علیہ السلام کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اے غافل مسلمان! تو کس قدر عجیب ذہنیت کا مالک ہے کہ اپنے آقا علیہ السلام کے ارشادات غالیہ کو بھلا کر یہود و فصاری کی پیروی میں مصروف کارہے۔

۔ دفعہ سر پر جو آپنی اجل پھر کہاں تو اور کہاں دارالعمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سات زمینوں کو اٹھانے والا فرشتہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الارضين بين كل ارض والتي تليها مسيرة خمسة اعوام
وهي على ظهر حوت قد التقى طرفاه في السماء والحوت على
محرة والصخرة بيدي الملك.

(ساتوں زمینوں میں سے) ہر زمین اور اس سے ملی ہوئی زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور آخری زمین پھلی کی پشت پر ہے جس کے دونوں کنارے آسمان سے ملے ہوئے ہیں اور پھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔

(۱) انترنیٹ واٹریجیب جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ (۲) مدرسہ حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۹۳ (۳) در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۲۸
اے انسان! اپنے کمزور اور مختصر سے وجود کو دیکھو اور اللہ تعالیٰ کی توری تخلوق کی طاقت کو دیکھو اور سرکشی چھوڑ کر اللہ کی اطاعت میں زندگی گزار دنیا کی عیش و عشرت میں ہتلا ہو کر اپنے آپ کو دھوکہ نہ دے چند روزہ زندگی پر فریقت ہو کر آخرت کی فکر سے غفلت اختیار نہ کر۔

تھجھ کو غافل فکر عقبنی کچھ نہیں کھانہ دھوکہ عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حجاج کرام کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بنایا گیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

اذا كان يوم عرفة ينزل رب عزوجل الى السماء الدنيا
ليباھي بكم الملائكة فيقول انظروا الى عبادى اتونى شعثا
غبرا ضاجين من كل فج عميق اشهدكم انى قد غفرت لهم.
جب نوویں ذوالحجہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ عزوجل پہلے آسمان کی طرف (اپنی
شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے تاکہ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر بے
پھر فرشتوں کو فرماتے: میرے بندوں کو دیکھو (کس طرح سے) میرے
پاس (ج کرنے کے لئے) پر اگنڈہ غبار آلود بلند آواز سے تلبیہ کہتے
ہوئے دور دراز سے آئے ہیں؟ تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان سب کی
مغفرت فرمادی۔

(۱) سلمہ شریف (۲) شرح النبی جلد ۱ صفحہ ۱۹۵

دنیا کی چند روزہ زندگی میں خدا کو بھول جانے والا ان فرشتوں سے محروم ہے جو
فرشتوں کو گواہ بنائے کر اہل ایمان کو عطا کی جا رہی ہیں۔ ایسا شخص کل خدا کو کیا مند دکھائے
گا۔

ہے بھاں سے تھجھ کو جانا ایک دن قبر میں ہو گا ممکنا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن اب نہ غفلت میں گوناٹا ایک دن

ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

سب سے پہلے کعبے کا طواف اور حج فرشتوں نے کیا

☆ حضرت ابن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

دھیت الارض من مکہ و كانت الملائكة تطوف بالبيت فهى
اول من طاف به.

ساری زمین کو کہ سے پھیلا یا گیا جبکہ فرشتے (اس وقت) بیت اللہ شریف
کا طواف کرتے تھے اور یہی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کرنے والے
تھے۔

(۱) درمنثور جلد اصلی ۳۶ (۲) تفسیر ابن کثیر جلد اصلی ۱۰۰ (۳) تفسیر قرطبی جلد اصلی ۲۲۳

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کان موضع البيت فی زمان آدم (علیه السلام) شبرا او اکثر
علیما فکانت الملائكة تحج اليه قبیل آدم ثم حج آدم
فاستقبلته الملائكة قالوا یا آدم من این جئت؟ قال حججت
البيت فقالوا قد حجته الملائكة قبلك بالفی عام.

آدم علیہ السلام کے دور اقدس میں بیت اللہ شریف کی جگہ بطور علامت
ایک باشت برابر تھی یا اس سے کچھ زائد تھی۔ حضرت آدم (علیہ السلام)
سے قبل فرشتے اس کا حج کیا کرتے تھے پھر حضرت آدم (علیہ السلام) نے
حج کیا تو فرشتے ان کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا: اے آدم (علیہ
السلام) آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ فرمایا: بیت اللہ شریف کا حج کر کے
تو فرشتوں نے بتایا کہ (ہم) فرشتے آپ سے دو ہزار سال قبل اس کا حج

کر چکے ہیں۔ (درمنثور جلد اصل ف ۱۳۲)

فرشتے گناہوں سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے ہونے کے باوجود بیت اللہ شریف کا طواف اور حج ادا کر رہے ہیں اور اہل ایمان جب یہی کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہے کہ گویا آج ہی ان کی ماں نے ان کو جانا ہے۔ کیوں وہ لدتہ امہ۔ لہذا فنا کی وادی میں جانے سے پہلے یہ سعادت حاصل کر لی جائے۔

سب کے سب ہیں راہرو کوئے فنا جا رہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا
ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کی آسمان کے دروازوں پر صدائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ملکا بباب من ابواب السماء يقول من يقرض اليوم
يجد غدا و ملك بباب آخر ينادي اللهم اعط منافقا خلفا
و اعط منكما تلفا و ملك بباب آخر ينادي يا ايها الناس هليوا
الى ربكم هاقل وكفى خير مما كثروا به و ملك ينادي بباب
آخر يا بني آدم لدوا للمموت وابتوا للخراب.

آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو یہ کہتا ہے کوئی ہے جو آج (اللہ عزوجل کے نام پر) قرض (صدق و خیرات) دے اور کل (بروز قیامت اس کا اجر) وصول کرے اور ایک فرشتہ ایک اور دروازے پر ہے جو یہ دعا کرتا ہے اے اللہ عزوجل (اپنے نام پر) علم اور

دولت) خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا مال اور علم عطا فرمادا اور (علم و دولت کو) روکنے والے کو ضائع ہونے والا (مال و علم) عطا فرمادا۔ ایک اور فرشتہ ایک اور دروازے پر یہ لپکاتا ہے: اے لوگو! اپنے رب عز و جل کی طرف دوڑو۔ جو (رزق) کم لیکن با کفایت ہو وہ اس سے بہتر ہے جو بہت ہوا اور فضولیات میں خرچ ہو اور ایک فرشتہ ایک اور دروازہ پر یہ آواز دیتا ہے: اے اولاد آدم! مرنے کے لئے جتو اور ویران ہونے کے لئے تعمیرات کرو۔ (۱) محدث امام احمد بن حنبل جلد ۲، صفحہ ۵۰۴ (۲) ر منثور جلد ۱، صفحہ ۱۳۲

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بھار دل لگا اس سے نہ غافل زینبیا
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار ہوشیار اے محظوظ ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشے انسانوں سے حیاء کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

اذا اتی احد کم اهله فلیستیر فانہ اذا لم یستتر استحیت
الملانکۃ و خرجت و حضر الشیطان فاذَا کان بینہما ولد کان
للشیطان فیہ نصیب

تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے چاہئے کہ پرده
کرے۔ اگر وہ پرده نہیں رکھے گا تو فرشتے حیا کرتے ہیں اور (اس گھر
سے) نکل جاتے ہیں اور شیطان اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اگر
ان دونوں (میاں و بیوی) کے لئے (اس جماع کی وجہ سے) کوئی اولاد
لکھی ہے تو شیطان کا بھی ایک حصہ اس میں (اثرات شیطانی) شامل ہو

جاتا ہے۔

(۱) این ماج شریف (۲) تجمع اڑواں ک جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۳ (۳) شعب الایمان جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ (۴) طبرانی کیہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۶ (۵) نصب الایمان جلد ۲ صفحہ ۱۹۲

جب فرشتے انسان سے حیا کرتے ہیں تو انسان کو بھی چاہئے کہ اپنے رب سے حیا کرے اور اس دارفانی کی چند روزہ نعمتوں میں بدست ہو کر اپنے رب کو نہ بھول جائے۔

ب ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز ہے یہ دور جام و مینا چند روز دارفانی میں ہے رہنا چند روز اب تو کر لے کار عقبی چند روز ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

انسان کے ساتھ رہنے والے فرشتے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے (ہر انسان کے ساتھ رہنے والے ہیں فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں) ارشاد فرمایا:

ایک فرشتہ تیری دائیں طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور یہ بائیں طرف والے فرشتہ کا سردار ہے جب تو کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو تیرے لئے وہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا فرشتہ دائیں والے سے پوچھتا ہے کہ کیا میں (اس کا گناہ) لکھ دوں؟ تو وہ کہتا ہے نہیں۔ شاید یہ اللہ عزوجل سے استغفار (اپنے گناہ پر) کرے اور تو بہ کرے تو جب بائیں طرف والا فرشتہ تین مرتبہ گناہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو (دائیں طرف والا) کہتا ہے ہاں (اب لکھو) اللہ عزوجل نے ہمیں نجات پہنچائی ہے۔ یہ بر ارشت ہے اللہ عزوجل کی طرف کتنا کم حیا کرتا ہے۔ (جگہ) اللہ عزوجل فرماتا ہے کوئی لفظ منہ سے نہیں نکھنے پاتا

مگر اس کے پاس سے ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے اور دو فرشتے تیرے سامنے اور پیچے ہیں (ان کے بارے میں) اللہ عزوجل فرماتا ہے کچھ فرشتے اس کے آگے اور پکھواں کے پیچے بحکم خدا (بہت سی بلاوں سے) اس آدمی کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک فرشتے نے تیری پیشانی کو تھاما ہوا ہے جب تو اللہ عزوجل کے لئے اکساری اختیار کرتا ہے تو وہ تجھے تباہی میں ڈال دیتا ہے اور دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر (جاگرین) ہیں وہ تجھ پر کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے بس وہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (مسلمانوں کے) درود وسلام کی عجب داشت کرتے ہیں (کہ جب یہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے گا تو ہم اس کو وصول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائیں گے) اور ایک فرشتے تیرے منہ پر ہے جو سائب (اور دیگر چانوروں کو تیرے منہ میں نہیں گھسنے دیتا) اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر مقرر ہیں تو یہ ہر آدمی سے متعلق کل دن فرشتے ہوئے دن والے فرشتے پر رات والے فرشتے اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے دن والے فرشتوں سے الگ ہیں تو یہ ہر آدمی سے متعلق ہیں فرشتے ہوئے۔

(۱) تفسیر ابن شیر (۲) تفسیر درمنور جلد ۳ صفحہ ۱۸

یہ فرشتے جہاں انسان کی حفاظت کرتے ہیں وہاں اس کی کارگزاریوں پر گواہ بھی ہن جاتے ہیں لہذا اپنے مضبوط اور کشیر گواہوں کی موجودگی میں انسان کو دنیا کی چند روزہ زندگی میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے کیونکہ عشرت دنیاۓ فانی یقیں ہے پیش عیش جادو دانی یقیں ہے مٹنے والی شادمانی یقیں ہے چند روزہ زندگانی یقیں ہے ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

رحم مادر کا ساتھی فرشتہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ان الله تعالیٰ قد وکل بالرحمہ ملکا یقول ای رب نطفۃ ای
 رب علقة ای رب مضغۃ فاذ اراد اللہ ان یقضی خلقہا قال
 ای رب شفی او سعید ذکر او انشی فیما الرزق فیما الاجل
 فیکتب كذلك فی بطن امہ.

اللہ عزوجل نے (ہر) رحم پر ایک فرشتہ مقرر رکھا ہے جو (اللہ عزوجل
 سے) پوچھتا ہے یا رب عزوجل یہ قطرہ رہے گا یا جما ہوا خون بنے گا یا
 گوشت کی بوٹی بنے گی (یعنی اس کی تخلیق مکمل ہو گی یا نہیں یا مطلب یہ
 ہے کہ اے اللہ! یہ قطرہ ہے، اب جما ہوا خون بن گیا، اب لو تھرا بن گیا)
 جب اللہ عزوجل یہ ارادہ فرماتا ہے کہ اس نطفہ کی تخلیق مکمل فرمائے تو وہ
 فرشتہ عرض کرتا ہے بدجنت ہو گا یا سعادت مند مذکر ہو گا یا مؤنث اس
 کا رزق کیا اور کتنا ہو گا اس کی موت کب آئے گی یہ سب کچھ اس وقت لکھ
 دیا جاتا ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) کنز اہمال شریف جلد اصغر (۴) مسن داہم احمد بن حبل جلد ۲ صفحہ ۱۷۸
 برف کی طرح چکے چکے رفتہ رفتہ کم ہونے والی زندگی پر اللہ تعالیٰ نے کیسے ابتداء
 سے لے کر انتہاء تک فرشتوں کا پیرہ لگادیا ہے۔ لوگوں ان مستعار سانوں کی قدر کرو
 کیونکہ اچانک ایک دن یہ سانس رک جانے والا ہے۔

بہر ہوتی ہے عمر مثل برف کم چکے چکے رفتہ رفتہ دم بدم
 سانس ہے اک رہرو ملک عدم دفعہ اک روز یہ جائے گا کتم
 ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
 کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لُوگوں کو نماز کی دعوت دینے والا فرشتہ

حضرت اُس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 ان لِلّهِ ملکا یعنادی عند کل صلوٰۃ یا بُنی ادْمَ قوموا الی
 نیر انکمِ الٰتی اوقد تموها علی انفسکم فاطفوہا بالصلوٰۃ
 اللہ عزوجل جل کا ایک فرشتہ وہ ہے جو ہر نماز کے وقت یہ پکارتا ہے۔ اے
 اولاً آدم اپنی آگوں کی طرف اٹھو جن کو تم نے (گناہ کر کے) اپنے لئے
 جلا رکھا ہے ان کو نماز سے بجھاؤ۔

(۱) طبرانی صحیح جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ (۲) اتر تہذیب والتر تہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ (۳) در منثور جلد ۳ صفحہ ۳۵۵
 نماز کا فرشتہ کتنے حصے میں لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ نماز
 پڑھ کر اپنے حصے کی آگ بچالو کیونکہ زندگی آخوندگی اور قبر کے مرحلے کے
 بعد آخرا کار اپنے رب سے ملاقات ہونے والی ہے۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
 زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور۔ قبر میں میت اتنی ہے ضرور
 ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
 کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

ستہزار فرشتوں کا اجتماع

حضرت اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
 الْبَيْتُ الْمَعْوُرُ فِي السَّيَّاءِ السَّابِعَةِ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ الْفَ
 مِلْكٌ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ
 بَيْتُ الْمَعْوُرِ (فرشتوں کا قبلہ عبادت) ساتویں آسمان پر ہے جس میں
 روزانہ ستہزار فرشتے (حاضری دینے اور) داخل ہوتے ہیں۔ ان کو

قیامت تک دوبارہ اس کی طرف لوٹنے کا موقع نہیں ملے گا۔

(۱) مسند امام احمد بن حبیل جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ (۲) مسند حاکم جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ (۳) مجمع الفتاویٰ جلد ۷ صفحہ ۱۱۳

(۴) مسند الفردوس جلد ۲ صفحہ ۳۶ (۵) در منثور جلد ۶ صفحہ ۷۷

جب انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف الخلائقات بنا�ا ہے تو اس کو بھی چاہئے کہ فرشتوں سے بڑھ کر ذوق و شوق اور فناستیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تاکہ کل قیامت کو فرشتوں کے سامنے شرمندہ نہ ہو کیونکہ موت تو بہر حال آنی ہے اور انسان کی جان انہی فرشتوں نے ہی نکالنی ہے تو جب عبادت میں ان کے ذوق کی موافقت کرے گا تو آسانی پیدا ہوگی ورنہ

آنے والی کس سے ثالی جائے گی جان سخیری جانے والی جائے گی
روح رُگ رُگ سے نکالی جائے گی تجھ پاک دن خاک ڈالی جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کا ساتھ کس کو نصیب نہیں ہوتا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لاتصبح الملائکۃ رفقة فیها کلب والا جرس
فرشته ان لوگوں کے پاس نہیں رہے جس کے ہاں کتا اور سکھنی ہو۔ (ابوداؤ ذرت مدی
داری ۷۲ ص ۲۸۸) جب دنیا کا کتا جو بلا وجہ رکھا جائے اس قدر منہوں ہے تو نفس امارہ کا
کتا کتنا ناپاک ہو گا؟ ہاں اللہ کا ذکر و عبادت اور فکر آخوت کے ذریعے اس کو رام کیا جا
سکتا ہے۔ فنا ہونے والی زندگی کے ذریعے باقی رہنے والے جہاں کو اپنے اعمال سے
سچالو ورنہ پچھتا و گے۔

تو سن عمر رواں ہے تیز رو چھوڑ سب فکریں لگا مولی سے لو
گندم از گندم بروید جوز جو از مكافات عمل غافل مشو

ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

علم کے طالب کا اکرام کرنے والے فرشتے

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الملائکہ لتنضم اجنبحتها طالب العلم رضی بالطلب
بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھادیتے ہیں اس کی رضا کے
طالب بن کر۔ (ابوداؤد ابن ماجہ مسنداحمد ج ۳ ص ۲۳۹)

خدا کرے کہ سیم وزور کا طالب بننے کی بجائے خدا ہمیں مرتبے دم تک اپنی رضا
کی خاطر علم دین کا طالب بنا دے تاکہ مشائخ کے اس قول پر بھی عمل ہو جائے۔
اطلبوا العلم من المهدالی اللحد۔ گود سے گورنک علم حاصل کرتے رہو اور
فرشتوں کے اکرام کے مستحق بھی ہو جائیں ورنہ

لاکھ ہوں قبضہ میں تیرے سیم وزر لاکھ ہوں بالیں پر تیرے چارہ گر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر موت سے ہر گز نہیں کوئی مفر

ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(اطلبوا العلم حدیث نہیں جیسا کہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے بلکہ بعض
مشائخ کا قول ہے۔ ذیل الم موضوعات حافظ سیوطی ص ۲۰۲)

عمامہ شریف باندھنے والے فرشتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
رأیت اکثر من رایت من الملائکہ متعمدین

میں نے جن فرشتوں کو دیکھا ان میں سے اکثر نے عما مے باندھے ہوئے تھے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۲۲)

ہمیں بھی اپنے سروں سے سرکشی کو نکال دینا چاہئے اور آخربت میں ذلت و رسوائی کی وجہ سے سرگاؤ ہونے سے بچنے کے لئے اپنے پیارے نبی علیہ السلام اور خدا کے فرشتوں کی اس سنت کو زندہ کرنا چاہئے۔

سرکشی زیرِ قلل زیبا نہیں دیکھیج: جانا ہے تھے زیرِ میں جب تھے مرنا ہے اُک دن بالقین چھوڑ فکر این و آن کر فکر دیں ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابن آدم کو فرشتوں کا سلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اذا ولدت العجارة بعث اللہ اليها ملکا یزف البركة زفا
يقول ضعيفة خرجت من ضعيفة القيم عليها معان الى يوم
القيامة اذا ولد الغلام بعث اللہ اليه ملکا من النساء فقبل
بين عينيه وقال اللہ یقرئك السلام.

جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے جو اس پر بہت زیادہ برکت اتنا رتا اور کہتا ہے کمزور ہے اور کمزور سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی کفالت کرنے والے کی قیامت تک معاونت کی جاتی ہے اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل آسمان سے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے جو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے "اللہ عزوجل نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔"

(۱) مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۵۶ (۲) مسند الفردوس جلد ۱ صفحہ ۳۳۰

لڑکی کی پیدائش کو نجوس سمجھنے والے اپنے آقاعدیہ السلام کے اس فرمان عالی شان کو بار بار پڑھیں اور رب کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے غلط انظریے سے توبہ کر لیں کیونکہ جنت کا حصول اللہ کے محبوب کے نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے نہ کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم سے غافل ہو کر زندگی بر باد کرنے سے۔

بہر غفلت یہ تیری ہستی نہیں دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں راہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں جائے عیش و عشرت و مستی نہیں ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہم سور ہے ہوتے ہیں اور فرشتہ ہماری حفاظت کر رہا ہوتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا آوى الرجل الى فراشه اتاه ملك و شيطان فيقول الملك
اختم بخير و يقول الشيطان اختم بشر فإذا ذكر الله ثم نام
ذهب الشيطان و بات يكلاه الملك فإذا استيقظ ابتدره ملك
و شيطان قال املك افتح بخير وقال الشيطان افتح بشر.

جب کوئی شخص اپنے بستر پسونے لگتا ہے تو اس کے پاس ایک (محافظ) فرشتہ اور ایک شیطان آتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے (اپنایہ دن) خیر پر ختم کر اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کر۔ پس جب وہ (سونے والا) اللہ عزوجل کو یاد کرتا اور سو جاتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور فرشتہ ساری رات اس کی حفاظت میں لگا رہتا ہے۔ پھر جو نبی (انسان) بیدار ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس جا پہنچتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے خیر کے ساتھ (دن کا یا بیداری کا) افتتاح کر اور شیطان کہتا ہے (اپنایہ دن) شر سے شروع کر۔

(۱) اتر غیب والتر بیب جلد اصفہان ۳۱۵ (۲) موارد اطلس متفق ۲۳۶۲

یہ کس قدر ناشکری ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو ہمارے سوتے میں اپنے نوری فرشتے کے ذریعے ہماری حفاظت فرمائے اور ہم خواب غفلت میں ایسے سو جائیں کہ نماز تہجد تو کیا صحیح کی نماز بھی اللہ رسول کے حکم کے مطابق باجماعت ادا نہ کر پائیں۔ کیا ہم اپنی موت سے اتنے بے خبر ہو چکے ہیں

عیش کر غافل نہ تو آرام کر مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یاد حق دنیا میں صح و شام کر جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

النصاف پر مبنی فیصلہ کرنے والے کے رہنماء فرشتے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

فرمایا:

مامن قاض من قضاۃ المسلمين الا و معه ملکان یسددانہ الی
الحق مالم یردغیرہ فإذا اراد غيرہ وجار متعمدا تبرامنه
الملکان ووكلاه الی نفسه.

مسلمان قاضی (ج) کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو قاضی (ج) کو حق
کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک وہ خلاف حق کا ارادہ نہ کرے اور
اگر اس نے خلاف حق کا ارادہ کیا اور جان بوجہ کر کلم اور زیادتی کی تو اس
سے یہ دونوں فرشتے دور ہو جاتے ہیں اور اس جج کو اس کے نفس کے پردہ
کر جاتے ہیں۔ (۱) طبرانی کیبر جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۰ (۲) مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۹۳۔

ہر مسلمان کو اس حدیث کی روشنی میں اپنے بارے میں فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم اس
دنیا میں صرف مال و دولت کے انبار لگانے کے لئے بھیجے گئے ہیں یا رب تعالیٰ نے
ہمیں کسی اور کام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور پھر فیصلہ قرآن نے لے کر فرشتوں کی

رہنمائی کے متحقق ہو جائیں۔ قرآن فرماتا ہے: وَمَا خلقتُ الْجِنَّةِ وَالْأَنْسَى
الْأَلِيمُ بَعْدَهُمْ - میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا
ہے۔

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث رہگر کو گھر بنانا ہے عبث
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

فرشتوں کا حاجیوں سے مصافحہ اور معافہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الملانکة لتصافح رکبان الحجاج وتعتنق المشاة
جو لوگ سوار ہو کر حج کرنے جاتے ہیں ان سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں
اور جو لوگ پیدل حج کرنے جاتے ہیں ان سے فرشتے بغل گیر ہوتے
ہیں۔ (در منشور جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

یقیناً فرشتوں کا حاجیوں سے مصافحہ و معافہ نیک بخشی کی علامت ہے بشرطیکہ
مرتے دم تک حج پر قائم رہا جائے اور اگر حرم کعبہ میں لبیک کہتا رہا اور اپنے ملک
میں آ کر بلیک کرتا رہے، تیراں دنیا کی عیش و عشرت کو تیار کر کھا اور اگلی دنیا کی پرواہ نہ
کی تو یہ سعادت سے محرومی ہوگی۔

عیش و عشرت کے لئے انساں نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی بچھے شایاں نہیں بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

جس گھر میں قرآن پڑھا جائے وہاں فرشتے آتے ہیں

حضرت اُس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

البیت اذا قرئَ فیهِ الْقُرْآنَ حضرتَهُ الْمَلَائِکَةُ وَ تَنْكِبُتْ عَنْهُ الشَّیاطِینَ وَاتَّسَعَ عَلَیْهِ اهْلُهُ وَكَثُرَ خَیْرٌ وَقل شرہ وان البیت اذا لم یقرأ فیهِ الْقُرْآنَ حضرتَهُ الشَّیاطِینَ وَتَنْكِبُتْ عَنْهُ الْمَلَائِکَةُ وَضَاقَ عَلَیْهِ اهْلُهُ وَقل خَیْرٌ وَكَثُرَ شرہ۔

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اس گھر میں فرشتے آتے اور شیاطین دوڑ ہو جاتے ہیں۔ یہ گھر اپنے افراد کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں بھلائی کی کثرت اور شر کی قلت ہو جاتی ہے اور جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کی جائے اس میں شیاطین جمع ہو جاتے ہیں اور فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے بائیوں پر ٹک ہو جاتا ہے۔ خیر کم اور شر بہت بڑھ ہو جاتا ہے۔ (احیاء الطہ، جلد ۲، صفحہ ۳۶۶)

جب ایک مسلمان کا گھر قرآن کی تلاوت کی برکت سے فرشتوں کی جلوہ گاہ بن سکتا ہے تو یقیناً ایسے مسلمان کی قبر بھی فرشتوں کے نور سے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری سے باقاعدہ نور بنے گی مگر شرط یہ ہے۔

۔ کبھر وہیں کی یہ چنک اور یہ ملک دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک بھول کر بھی پاس نہ ان کے پچک ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

شہر مدینہ کے محافظ فرشتے

حضرت حجم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

ان طيبة المدينة و مابيit من ابياتها الا عليه ملك شاهر
سیفه لا يدخلها الدجال ابداً.

مدینہ شریف کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس پر کوئی فرشتہ اپنی
تموارثہ لہر اڑا ہوا اور مدینہ شریف میں شیطان بھی داخل نہ ہو سکے گا۔

(طباطبائی کیرج ۲۳ جمع اول، الحج ۳۰۹ ص ۲۰۹)

ان شاء اللہ جو مسلمان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سینے کو مدینہ بنالے گا
اس کے ایمان کی بھی فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی جائے گی اور جو حسن ظاہر کی بجائے
اپنے اندر حسن باطن پیدا کرے گا وجدال اس کے ایمان کی متاع کو لوٹ نہ سکے گا۔

حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا عالم فانی سے دھوکہ کھائے گا
یہ منتش سائب ہے ڈس جائے گا رہ نہ غافل یاد رکھ پچھائے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خاوند کو ناراض کرنیوالی عورت پر لعنت کرنیوالے فرشتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا باتت المرأة هاجرة فرش زوجها لعنتها البلانكة حتى

ترجمہ و فی لفظ حتی تصبح

جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر (نافرمانی کرتے ہوئے) الگ
سوئی ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ (اس کے بستر
پر) لوٹ آئے اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ اس عورت پر صحیح تک
فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۱) بنابری شریف (۲) مسلم شریف (۳) مسندا امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۸۶ (۴) داری شریف جلد ۲ صفحہ

(۵) شعب الدایمان جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ (۶) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۵۰

خاوند کو ناراض کر کے ایک رات گزارنے والی عورت خواہ کتنی بھی نیک ہو فرشتوں کی لعنت کی حقدار ہو جاتی ہے تو جو بندہ اپنے رب اور رسول کو ناراض کر کے ساری زندگی گزار دے اس کا کیا حال ہوگا؟ لہذا ہمیں یہ دنیا سنوارنے کے ساتھ ساتھ اللہ رسول کو راضی کر کے وہ دنیا (آخرت) کامیاب بنانے کی بھی فکر کرنی چاہئے۔

دارفانی کی سجاوٹ پر نہ جا نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا پھر وہاں بس چین کی بخشی بجا اُنہوں نے فاز فوزا من نجا

ایک دن مرتا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مرنے والے اور پسمندگان کے لئے ایک فرشتے کی ڈیوٹی

حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

ان مشیعی الجنائزہ قد و کل اللہ بهم مذکاوفهم مهتمون
محزونون حتی اذا اسلیوه فی ذلك القبر ورجعوا راجعين
اخذ کفاف من تراب فرمی به وہو یقول ارجعوا الی دنیا کم
انساکم اللہ موتاکم فینسون میتہم ویاخذذون فی شرائھم
ویبعیھم۔

ترجمہ: حضرت اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنازہ لے جانے والوں کے متعلق اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے یہ اہل میت ٹمکنیں اور رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن جب میت کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں تو یہ فرشتہ ایک مشت (میت کی قبر کی) مٹی سے اٹھا کر ان پر پھینکتا اور کہتا ہے ”تم اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ (اس کا غم نہ کرو) اللہ عزوجل تمہیں

تھمارے مرنے والے بھلا دے۔ تو یہ اپنی میت کو بھول جاتے ہیں اور
اپنی خرید و فروخت میں لگ جاتے ہیں۔ (مسنون الفردوس جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

خانہ نگیں ہے یہ دارِ جہاں طفیل ناداں بن کے دیکھ اس پر نہ ہاں
واہ تو نے دل لگایا ہے کہاں تمھ کو رہنا ہی ہے کتنے دن یہاں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قبر میں نکیرین کی آمد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے) ارشاد فرمایا:

كيف انت اذا رأيتم منكراً ونكيراً قال وما منكراً ونكيراً قال
فكان القبر اصواتهما كالرعد القاصف و ابصارهما كا لبرق
الخطاف يطان في اشغار هما ويحفران بانيابهما معهما عصا

من حديث لواجتمع عليها اهل مني لم يقلوها.
اس وقت تھماری کیا حالت ہوگی جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے؟ انہوں
نے عرض کیا یہ منکر اور نکیر کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قبر
میں امتحان لینے والے فرشتے ہیں۔ ان کی آوازیں کڑی گرج کی طرح
ہیں۔ ان کی آنکھیں چندھیاریئے والی بھلی کی طرح (چمکدار) ہیں۔ یہ
اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آنکھیں گے اور اپنے دانتوں سے قبر کو کھودیں
گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے پاس لوہے کا ایک گزر ہوتا
ہے، اگر اس گرز کے گرد سب اہل منی (جو لاکھوں کی تعداد میں دوران ج
 موجود ہوتے ہیں) جمع ہو جائیں تو اسے (گرز) کو نہ اٹھا سکیں۔

تو ہے اس عبرت کدھ میں بھی مگن گو ہے یہ دار الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن چھوڑ غفلت عاقبت اندریش بن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

نکیرین کے سوالات اور قبر والے کے جوابات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
گرامی ہے:

اذا قبر الیت اتاہ ملکان اذرقان یقال لاحد هما منکر
وللاخر نکیر فیقولان ماکنت تقول فی هذا الرجل فیقول
ماکان یقول هو عبد الله ورسوله فیقولان قد کنا نعلم انك
تقول بهذا ثم یفسخ له فی قبره سبعون ذراعا فی سبعين ثم
ینور له فیه فیقال له نم فیقول ارجع الی اهلي فاخبر هم
فیقول نم کنوم العروس الذی لا یوقظه الا احباب اهله الیه
حتی یبعثه الله من مضجعه ذلك فان کان منافقا قال سبعت
الناس یقولون فقدت مثله لا ادری فیقولون قد علمنا انك
تقول ذلك فیقال للارض التئی علیه فقتلتم علیه فتختلف
اضلاعه فلا یزال فیها معذبا حتی یبعثه الله من مضجعه
ذلك.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سرکار مدینہ راحت
قب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت قبر میں رکھ دی
جائی ہے تو اس کے پاس دو نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کا
نام منکر ہے اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ وہ میت کو کہتے ہیں ”تو اس

شخصیت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا کہتا ہے؟ تو وہ وہی کہتا ہے جو (دنیا میں) کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ عز وجل کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو یہی جواب دے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر ستر ہاتھ و سمع کر دی جاتی ہے اور اسے اس کے لئے نور سے منور کر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے (اب) سو جا تو وہ کہتا ہے میں اپنے متعلقین کے پاس لوٹا چاہتا ہوں تاکہ انہیں (اپنے انجام خیر کی) اطلاع کروں تو (ان میں سے ایک فرشتہ) کہتا ہے سو چاؤ جیسے دہن سوتی ہے جسے کوئی نہیں جگاتا سوائے اس کے جوان کے متعلقین میں سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ (یعنی اس کا خاوند) یہاں تک کہ اس کی جگہ سے اللہ عز وجل ہی اٹھائے گا اور اگر وہ (میت) منافق کی ہوتی ہے تو جواب دیتی ہے میں نے لوگوں سے سنا تھا جو وہ کہا کرتے تھے میں بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ میں (تمہارے سوال کا جواب) نہیں جانتا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی جانتے تھے تو یہی جواب دے گا پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر مل جاتو وہ اس پر مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں توڑ دیتی ہے۔ بس وہ اسی (قبر میں یا اسی حالت) میں عذاب میں رہتا ہے یہاں تک کہ عز وجل اسے اس کے اس شکار نے سے (بروز قیامت) اٹھائے گا۔

(۱) ترمذی شریف (۲) احیاء الحلوم جلد اصلی ۹ (۳) منداد امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۸ (۴) مدرسہ حاکم

جلد اصلی ۷

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھری پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

روزہ دار کے لئے دعا کرنے والے فرشتے

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الصائم اذا اکل عنده لم تزل تصلى عليه الملائكة حتى يفرغ من طعامه۔ (ترمذی ۱۰۲۶، نسائی شریف)

جب کسی روزہ دار کے سامنے کوئی کھاتا ہے تو جب تک وہ کھانے سے ذریغہ نہ ہو جائے فرشتے روزہ دار کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضور علیہ السلام کی امت پر کس قدر مہربان ہیں کہ اتنی سی بات یہ روزہ دار کو دعاؤں سے نواز رہے ہیں۔ کاش کہ ہم قبر میں آنے والے فرشتوں کا پیار حاصل کرنے کے لئے دنیا کی دولت پر پروانہ وار گرنے کی بجائے ایسے اعمال کریں کہ ہماری قبر فرشتوں کے نور سے چمک اٹھے اور ان کے سوالات کے جوابات ڈرڈر کر دینے کی بجائے خدہ پیشانی سے دیں اگر ایسا نہ ہو سکا تو دنیا میں ہماری چالاکی و ہوشیاری کس کام کی

گرتا ہے دنیا پر تو پروانہ وار گو تجھے مجھنا پڑے انجام کار پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار کیا ہیں ہے ہوشیاروں کا شعار ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عید کے دن فرشتوں کا راستوں پر کھڑے ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا كان يوم الفطر وقت الملائكة في أفواه الطرق فنادوا يا
معشر المسلمين اغدوا الى ربكم كريمه يمن بالخير ويشيت
عليهم الجزيل امرتم بقيام الليل فقيتم و اهربتم بصيام

النهار فصitem واطعتم ربكم فاقبضوا جوانز کم فاذا صلوا
العبيد نادى مناد من السماء ان ارجعوا الى منازلكم راشدين
فقد غفر لكم ذنوبكم ويسمى ذلك اليوم في السماء يوم

الجوانز

جب عيد الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے شروع راستوں میں کھڑے ہو کر نما
کرتے ہیں : اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی طرف جلدی سے نکلو وہ
بہترین احسان کرنے والا ہے اور بہت بڑا جر عطا کرنے والا ہے۔ تمہیں
رات میں نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے نماز تراویح پڑھی اور
تمہیں دن کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھا تم اپنے رب کی
اطاعت کے انعامات وصول کرو۔ جب وہ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو
آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اب اپنے گھروں کو خوشی سے لوٹ
جائے تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اس دن کا نام آسمان میں ”یوم
الجوائز“ (انعامات کا دن) رکھا گیا ہے۔

(۱) طبرانی کیبر جلد ا، صفحہ ۱۹۶ (۲) مجمع الزوائد، احمد جلد ۲، صفحہ ۲۰۱

یقیناً غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر و حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
دیدار تمام عیدوں سے بڑی عید ہوگی اور اس خوشی میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جن
انعامات سے نوازے گا اس کا اندازہ اسی دن ہو سکے گا بشرطیکہ ہم دنیا پر فریفتہ ہونے
کی بجائے آخرت کی بھی کچھ فکر کریں۔

حیف دنیا کا تو ہو پروانہ تو اور کرے عقیٰ کی کچھ پروانہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو اس پر بنتا ہے بڑا فرزانہ تو
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان فرشتے کا ایک لقمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لله عزوجل ملکا لوقیل له التقم السیوات السبع
والارضین بلقمة واحدة لفعل تسبيحه سبحانك حيث كنت.
الله عزوجل کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ تو سب آسمانوں
اور سب زمینوں کو ایک لقمہ کر لے تو وہ کر سکتا ہے اس کی تسبیح یہ ہے۔
”سبحانک حیث کنت“ ترجمہ: تو پاک ہے (الله عزوجل) جہاں بھی
ہے۔

(۱) طبرانی کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ (۲) مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۸۰ (۳) البدایہ والنہایہ جلد ۱ صفحہ ۳۳ (۴) تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۳

اللہ تعالیٰ کی اس قدر عظیم اشان مخلوق کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہے۔ ہاں مگر انسان ہی اشرف المخلوقات ہے۔ اگر سنور جائے تو یہی مخلوق اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمتگار بنا دی ہے۔ شرط یہ ہے کہ اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولے۔

وہن خود صدھا کیے زیر زمیں پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقین
تجھ سے بڑھ کر کوئی بھی غافل نہیں کچھ تو عبرت چاہیے نفس لعین
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زندگی اور موت کی شکل و صورت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

خلق الموت على صورة كبش اهلع لا يمر بشيء ولا يجد
ريحة شيء إلا مات و خلقت الحياة على صورة فرس بلقاء

وہی التي کان جبریل والانبیاء یرکبو نہا لا تبر بشیء ولا
بعذریحها شیء الاحمی وہی التي اخذ السامری قبضۃ من
اثرها فالقا هافی العجل فخار وحی. وقيل ان الموت صفة

وجودیہ مضارۃ للحياة (تقسیر العازن جلد ۴، صفحہ ۲۸۹)

موت سیاہ وسفید مینڈ ہے کی شکل میں پیدا کی گئی ہے اور وہ جب کسی کی
طرف سے گزرتا ہے اور وہ اس کی بوسنگھ لیتا ہے اسی وقت مر جاتا ہے اور
حیات گھوڑی کی صورت پر پیدا کی گئی ہے جس پر کہ حضرت جبریل علیہ
السلام اور انبیاء علیہم السلام سواری کرتے رہے ہیں جب یہ کسی چیز کی
طرف سے گزرتی ہے اور وہ اس کی بوسنگھ لیتی ہے تو فوراً زندہ ہو جاتی ہے
اور اس کے پاؤں کے نیچے سے سامری نے مشنی بھرنی لے کر (سونے
چاندی کے) پھرے کے پیٹ میں داخل کر دی تھی۔ پھر وہ بولنے اور
کوونے لگ گیا تھا اور کہا گیا ہے کہ حیات کے مقابلہ میں موت ایک
وجودی صفت ہے۔

موت ہر ذی نفس کو آنی ہے

مجہم کبیر طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس شخص کی
مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لو مژری کی سی ہے جس سے زمین اپنا قرآنہ طلب
کرنے لگی اور یہ اس سے بھاگنے لگی۔ بھاگتے بھاگتے جب تھک کر چور ہو گئی تو اپنے
بھٹ میں جا کھی زمین چوکنکہ وہاں بھی موجود تھی اس نے لو مژری سے کہا: لا میرا قرض تو
یہ وہاں سے پھر بھاگی سانس پھولا ہوا تھا حال بر اہورہ تھا۔ آخر یونہی بھاگتے بھاگتے
بے دم ہو کر مر گئی۔ الغرض جس طرح اس لو مژری کے لئے زمین سے بھاگنے کی سب
راہیں مسدود تھیں، اسی طرح انسان کے لئے موت سے بھاگنے کے سب راستے بند
ہیں۔ (این کشیر)

۔ موت ہر ذی نفس کو آنی ہے
کب کسی سے یہ وقت ملتا ہے

موت کے بارے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات

۔ نزع کے اضطراب سے بڑھ کر
زیست میں اضطراب کیا ہوگا

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں سکون کی زندگی کیسے گزاروں حالانکہ صور و اعلیٰ فرشتے نے صور منہ میں لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف کان لگائے ہوئے ہے پیشانی جھلی ہوئی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوا اور میں فوراً پھونک دوں۔ (ترمذی)
☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تہائی حصہ رات کا باقی رہ جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو پہلا صور پھونکا جانے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا پھونکا جائے گا، موت اپنی سختیاں لے کر آپنی موت اپنی سختیاں لے کر آپنی۔ (ترمذی)

۔ یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ آخترت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ موت کا ہر وقت استحضار رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کاش میں درخت ہوتا جو کاث کر پھینک دیا جاتا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے (میں دیکھ رہا ہوں کہ) آسمان (خوف خدا) سے چڑچڑ کی آواز نکال رہا ہے اور اس کو چاہئے بھی یہی کر ایسا کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبیلے میں میری جان ہے

آسمان میں چار انگل کے برابر بھی اسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ بجہہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تمہیں وہ چیزیں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو ضرور تم کم ہنسوار زیادہ روؤا اور پچھتوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو اور جنگلوں کو نکل جاؤ صرف اللہ سے ہی لوگاؤ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان کر کے فرماتے: یا یعنی کہت شجرة کاش میں (انسان کی بجائے) درخت ہوتا (جو کاث کر پھینک دیا جاتا) ترندی اہن ماج

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو زندگی کا جان حاصل موت کو رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجھے فلاں فلاں سورت نے بوڑھا کر دیا ہے، فرمان نبوی

حضرت ابو جیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر بڑھاپے کے آثار (ضعف، کمزوری) ظاہر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۃ ہود (اور اس جیسی دوسری سورتوں نے جن میں احوال قیامت اور عذابوں کا ذکر ہے) بوڑھا کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بوڑھے معلوم ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۃ ہود اور سورۃ واقعہ مرسلات، عمر یتساء لون، اذ الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ترندی) اللہ اکبر خوف خدا کا یہ عالم دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اچھی سے اچھی نماز پڑھا کرتے تھے مگر پھر بھی نماز فرض کے بعد تین مرتبہ استغفار اللہ کہا کرتے تھے (مسلم شریف)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت شریفہ والذین یوتوں ما اتو وقلوبهم وجلة انہم الی دیبھم

راجعون (یہ جو لوگ اللہ کی راہ میں جو کچھ دیتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے دل اس سے خوفزدہ ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں) کا مطلب دریافت کیا کہ اس میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کے دل خوفزدہ ہیں تو کیا اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی! ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں کہ قبول نہ ہوا ہو۔ یہ لوگ ہیں جو بھائیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

کرنے پیری میں تو غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خبر کی وحار کربس اب اپنے کومردوں میں شمار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرنے جو کرتا ہے آخر موت ہے

موت اس سے بھی پہلے آجائے والی ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ اپنا گھر لیپ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: اے عبد اللہ! یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور گھر درست کر رہے ہیں۔ فرمایا: موت اس سے بھی پہلے آئتی ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بول فرمائے کے فوراً بعد تمہم کر لیا۔ میں نے عرض کیا: حضور پانی تو قریب ہی ہے۔ فرمایا: کیا معلوم (ابھی کیا ہو جائے اور) شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں (شرح الحد) مطلب یہ ہے کہ کیا معلوم موت کب آ جائے۔ اللہ اکبر مون کو ہر وقت آخرت کے اعدال میں مشغول رہنا چاہئے۔ بڑی بڑی امیدیں لگا کر دنیا میں ول لگالیں ایک مسلمان کے لئے

ہر گز بہتر نہیں ہے۔

کل ہوں اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس ہے اور کیا زمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کچھے زندگی
اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے
ستے ہی عبرت یہ بولی اک تماشہ میں تجھے
چل دکھاؤں تو تو قید آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گور غربیاں کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤں ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
چٹائی پر سو گئے جب اٹھے تو جسم القدس پر چٹائی کے شناخت پڑے ہوئے تھے۔ میں
نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ فرمائیں تو ہم آپ کے لئے اچھا بستر نیار کریں اور
آرام دہ اشیاء مہیا کریں؟ فرمایا: مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی تو بس ایسی
مثال ہے جیسے کوئی مسافر راہ چلتے ہوئے کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کے لئے بیٹھے
جائے اور پھر اسے چھوڑ دے۔ (ابودرنی)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشا فرمایا: دنیا کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں (یعنی جس نے دنیا کو اپنا گھر بنا لیا
اے کہیں گھرنے ملا۔ کیونکہ دنیا کو تو چھوڑ کر چلا جائے گا اور آخرت کے لئے کوشش نہیں
کی جو وہاں مکان ملے) پھر فرمایا: دنیا اس کامال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کے

لئے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں۔ (امد و نیتی)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں اس طرح رہ جیسے تو پردیسی ہے یا جیسے توارستہ میں جا رہا ہے۔ (دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ) اپنے آپ کو تو مردوں میں شمار کر (یعنی یہ سمجھ کہ موت ابھی آنے والی ہے یا یہ سمجھ کہ میں مر چکا ہوں حساب کتاب درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حساب لینے سے پہلے خود اپنا حساب کر لے۔)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ کرو صبح ہو جائے تو شام کی انتظار مت کرو اور بیماری کے زمانہ کے لئے تندرتی کی حالات میں عمل کرو اور موت کے لئے اپنی زندگی میں عمل کر۔ (مکونہ)

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر ذکر و فکر "ہازم اللذات" کر ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اے اہن خطاب تو ابھی اس چکر میں پڑا ہوا ہے

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چٹائی پر لیئے ہوئے ہیں؟ جسم اقدس اور چٹائی کے درمیان کوئی کپڑا نہ تھا۔ جس کی وجہ سے جسم پر چٹائی کے نشان پڑ گئے اور آپ نے چڑے کے نیکے سے نیک لگار کھی نی جس میں سمجھو کر چھال بھری ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیں اللہ آپ کی امت کو بہت مال دے۔ دیکھیں تاں قارس اور روم کے لوگوں کے پس کتنی دولت ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ حضور علیہ السلام نے یہ سن کر

فرمایا: او فی هذا انت یا ابن الخطاب۔ اے خطاب کے بیٹے تو ابھی اس سوچ میں پڑا ہوا ہے۔ بھلا نہار اور ان کا کیا جوڑ، کیا تو اس پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا ملے اور تمیں آخرت؟

۔ یہ تیری پیرانہ مستی تاکے یہ تیری شہوت پرستی تاکے
۔ یہ تیرا گھر اور مستی تاکے تاکے یہ تیری ہستی تاکے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قيامت کے دن نعمتوں کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا

حضرت ابو عسیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کو (دولت کدہ) سے باہر تشریف لائے اور مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گھروں سے بلا کر ساتھ لیا، ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور ان سے (بے تکافی کی بنابر) فرمایا: تازہ سمجھو رسی لاو۔ وہ ایک خوش لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شختا پانی مخلوا کرنوش فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لتسالن عن هذا النعيم يوم القيمة

قيامت کے دن اس نعمت کا تم سے ضرور سوال کیا جائے گا۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوش اخفا کر زمین پر مارا جس کی وجہ سے سمجھو کے دانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کو بکھر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کم قیمت اور حقیر بنانے کے لئے زمین پر مارا اور پھر مرض کیا: قیامت کے دن ہم سے اس کا بھی سوال ہوگا؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہاں! سوائے تم نہیں کے (ہر چیز کا سوال ہوگا) اور وہ تمین چیزیں یہ ہیں:

- (۱) کپڑے کا اتنا چھوٹا سا گکڑا جس سے انسان اپنی شرم کی جگہ لپیٹ لے۔
- (۲) روپی کا گکڑا جس سے اس کی بھوک رک جائے۔
- (۳) اتنا چھوٹا سا بدل یعنی گھر جس میں گرمی اور سردی کی وجہ سے بمشکل داخل ہو سکے (احمد و تہمیق)

یہ تیری مجدوب حالت اور یہ سن ہوش میں آ! اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن کس کر در پیش ہے منزل کٹھن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرتا ہے آخر موت ہے

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے.....

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ انعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی:
فَنِ يَرَدَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشَرِّعُ ۝ صدرہ للإسلام۔ جس کو اللہ تعالیٰ، رایت دینے کا
ارادہ فرماتا ہے اسلام کے لئے اس کے بینے کو کھول دیتا ہے۔ پھر فرمایا (اسلام کا) نور
جب بینے میں داخل ہوتا ہے تو بینہ اس کے لئے مکمل جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: حضور! اس
کی کوئی علامت ہے؟ فرمایا: دھوکے کے گھر (دنیا) سے دوزی پیدا ہو جانا اور ہمیشہ
رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے اس کے
لئے تیاری (مکملوہ)

اللہ کے سایہِ رحمت میں رہنے والا شخص

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:
قبرستان جایا کرو اس سے تم کو آخرت یاد آئے گی مردوں کو قتل دیا کرو یہ (تکیوں
سے) خالی بدن کا علاج ہے اور اس سے بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے اور نماز جازہ
میں شرکت کیا کرو شاید اس سے تم میں کچھ رنج و غم پیدا ہو جائے کیونکہ (آخرت کا)
تمکین اللہ تعالیٰ کے سایہِ رحمت میں رہتا ہے اور ہر خیر کا طالب رہتا ہے۔ (زنیب)

چہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے مگر تجھ کو انداھا کیا رنگ و بونے کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تجھ اور بہت زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جن کو آخرت کے (سفر کے لئے) تو شہ تیار کر لینے کا حکم ملا ہوا ہے اور روائی عنقریب ہونے کا اعلان ہو چکا ہے پھر بھی یہ لوگ (دنیا کے) کھیل میں مشغول ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ کسی جنازہ کو دیکھتے تو ان کا ایسا حال رنج و غم سے ہوتا جیسا کہ ابھی اپنی ماں کو دفن کر کے آئے ہوں۔ (جعیۃ الغافلین)

قبر کے عذاب اور فتنہ دجال کو یہودی بھی مانتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت میرے دروازہ پر آئی اور بھیک مانگنے لگی کہ مجھے کچھ کھانے کو دیدو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو خبرالیا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس یہودی عورت نے (مذکورہ) دو باتیں کی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دجال کا فتنہ ایسا ہے کہ کوئی نبی پسلے انبیاء میں سے ایسے نہیں نظرے جنہوں نے اپنی امت کو اس کے فتنہ سے نذر ریا ہو لیکن میں اس کے متعلق ایک بات کہتا ہوں جواب تک کسی نبی نہیں کہی اور وہ یہ ہے کہ وہ کاتا ہے اور اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہو گا جس کو ہر موم پڑھ لیگا اور قبر کے فتنہ کی بات یہ ہے کہ جب کوئی نیک بندہ مرتا ہے تو فرنٹے اس کو قبر میں بخاتے ہیں وہ ایسی حالت میں بیٹھتا ہے کہ نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ اس پر کوئی غم مسلط ہوتا ہے۔ پھر اس سے اول تو دین اسے بھی متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس کے بارے میں کیا

جانتا ہے؟ اس کے بعد پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پاس سے ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے ہم نے ان سب کو سچا مانا۔ اس کے بعد اس کو اول وزن کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ دیکھتا ہے کہ آدمی ایک دوسرے پرٹوٹے پڑے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ کو دیکھ لے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس آفت سے نجات عطا فرمادی۔ اس کے بعد اس کو جنت کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ نہایت زیب و زینت دیکھتا ہے اور اس کے لطف کے مناظر دیکھتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ جگہ تیرے رہنے کی ہے (قیامت کے بعد تو یہاں لایا جائے گا) تو دنیا میں آخرت کا یقین کرنے والا تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر قیامت میں تو قبر سے اٹھایا جائے گا اور جب کوئی برا آدمی مرتا ہے تو اس کو قبر میں بھایا جاتا ہے وہ نہایت گھبراہٹ اور خوفزدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اس سے بھی وہی سوال ہوتا ہے جو پہلے گزراؤ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں لوگوں کو میں نے جو کہتے سن تھاوہی میں بھی کہہ دیتا تھا اس کے لئے اول جنت کا دروازہ کھول کر اس کو وہاں کی زیب و زینت اور جنتیں وہاں اس میں ہیں دکھائی جاتی ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہاں تیرا اصل مقام تھا مگر تجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر اس کو جہنم دکھائی جاتی ہے جہاں ایک پر دوسرا اگر رہا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ اب تیرا یہ نکال ہے تو دنیا میں نہ کے کے اندر زہا اسی پر مرا اسی پر قیامت کو اٹھایا جائے گا۔ (ترفیب)

ملے خاک میں اہل شاہ کیسے کیسے
لکھیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

بیشگی ہے فقط اس ذات مطلق کے لئے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جعلنا بشر من قبلك العبد، افان مت فهم الحالدون،

کل نفس ذاته الموت و نبلوكم بالشر والخير فتنۃ والینا

ترجمون (الانجیا: ۲۳-۲۵)

اور ہم نے (اے محبوب) آپ سے پہلے بھی کسی انسان کو ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بنایا تو کیا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو یہ (آپ کے مخالفین) ہمیشہ رہیں گے۔ ہر ذہنی روح کو موت چکھنے والی ہے اور (اے لوگو) ہم تمہیں آزماتے ہیں برائی اور بھلائی سے اور ہماری ہی طرف تم لوٹ کر آؤ گے۔

بیشگی ہے فقط اسی ذات مطلق کے لئے

سوائے اس کے ہیں جو دہ طبق فنا کے لئے

صاحب تفسیر کبیر امام رازی اپنی تفسیر میں حضرت مقاول کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال مقاول ان انا سا کانوا يقولون ان محمدا صلی اللہ

علیہ وسلم لا یموت فنزلت هذه الآية (جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۹)

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہیں پائیں گے ان کے اس خیال کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک مقام پر ہے جب ان پر ظاہر ہوا کہ آپ خاتم النبیین ہیں تو وہ سمجھ کر:

انہ لا یموت اذ لومات لغير شرعہ فنبهه اللہ تعالیٰ علی ان

حالہ کحال غیرہ من الانبیاء عليهم السلام في الموت

(تفسیر کبیر ۱۶۹ جلد ۲۲)

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوں گے۔ اگر آپ فوت ہوتے ہیں تو آپ کی شریعت بدیل جائے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ

آپ کا معاملہ بھی موت کے بارے میں دوسرے انبیاء کی طرح ہی ہے۔

سوائے اس کے ہیں چودہ طبق فنا کے لئے

قد خلت من قبلہ الرسل آپ سے پہلے جس قدر دنیا میں انبیاء و رسول آئے ان سب نے جامِ اجل پیا اور آپ بھی اسی طریق پر وفات پائیں گے یہ اللہ کا ایک ضابطہ ہے جس کا اطلاق ہر نفس پر یکساں ہے جیسا کہ اسی آیت کے بعد فرمایا: کل نفس ذاتِ الہ الموت ہر ذی روح کو موت کا ذاتِ الہ ضرور چکھنا ہے۔

نگاہ پیکِ اجل میں یکساں ہے شیخ ہو یا کہ شاب کوئی

یہ شارعِ موت ہے کہ جس سے نبی ولی سب گزر رہے ہیں

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

یا محمد عش ما شئت فانک میت واحبب من شئت فانک

مفارقه (منہجات ابن جبرو اتر غیرہ ج ۱ ص ۳۲۱)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جب تک چاہیں دنیا میں زندہ رہیں بالآخر

ایک دن موت ہے اور آپ جس سے چاہیں محبت کریں ایک دن اس

سے جداگانہ لازمی ہے۔

موت ہر ذی روح کو آئے گی کب کسی سے یہ وقت ملتا ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت

ہم اپنی کتاب "اخبار تقریریں" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بارے میں بہت کچھ لکھے چکے ہیں۔ اگرچہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بارے میں لکھتا چاہتا تھا اور قرآن مجید میں بالخصوص حضرت یعقوب علیہ السلام (ابقرہ ۱۳۳) حضرت یوسف علیہ السلام (المومن ۳۲) حضرت سلیمان علیہ السلام (سما ۱۳) اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت کا ذکر ہے۔ قرطبی میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: ان

جمیع الانبیاء قبض ارواحهم ملک الموت و هو الذی سیقبض روحی
(ج ۲۶ ص ۲۷۶)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام (وفات شدہ) کی ارواح ملک الموت نے قبض کیں اور وہی میری روح بھی قبض کرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قبضہ اللہ و ان راسہ بین سحری و نحری (بخاری ج ۹، ثالث ص ۲۶ مطبوعہ مصر) جب حضور علیہ السلام کی روح مبارک اللہ تعالیٰ نے قبض فرمائی تو اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا۔

وفات کے وقت حضور علیہ السلام کے جسدِ القدس سے خوشبو کا آنا

اس حدیث کے تحت ابن حجر لکھتے ہیں اور اس روایت کو امام احمد نے بھی اسناد کے ساتھ ہشام سے بواسطہ ہمام روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ فلمما خرجت نفسہ لم اجد ریحاط احسن منها (صحیح البخاری ج ۸ ص ۱۰۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بدن سے نکلی تو ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ میں نے ایسی عمدہ خوشبو کبھی نہ سوچھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک چادر اور موٹا تہبند دکھا کر فرمایا: قبض روز النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی هذین (بخاری ج ۲ ص ۸۶۵) ان دو (کپڑوں) میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔

چنانچہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی رحلت کا ذکر طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا ذکر اختصار کے ساتھ کر رہا ہوں کیونکہ آپ کا اپنا فرمان ہے حیاتی خیر لكم و مماتی خیر لكم۔ او کما قال علیہ السلام میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور وفات بھی۔ کیونکہ ان صلاتی و نسکی و محیا و مماتی للہ رب العالمین۔ حضور علیہ السلام کا سب کچھ (نماز، قربانی، جینا، مرنا) اللہ ہی کے لئے ہے۔ چونکہ شہید صرف اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے تو اس کو مردہ کہنے

سے منع کیا گیا بلکہ مردہ گمان کرنے سے بھی (البقرہ: ال عمران) تو جس کا سب کچھ ہی اللہ کے لئے ہواں کے بارے میں کیا خیال ہے لیکن چونکہ وعدہ الہی پورا ہوا لہذا اس کے پیش نظر اس پر کچھ لکھا جا رہا ہے ورنہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ اپنی جگہ اُنہیں ہے۔

امیناء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط ”آنی“ ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ انکا جسم پر نور بھی روحانی ہے
اور وہ کسی کی روکتی ہی لطیف ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پر رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ ہے جو فانی ہے
یہ ہیں حتیٰ ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت

حجج بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد بنوی شریف میں گئے لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا اور بغیر کچھ کہے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف لے گئے۔ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حمرہ کی چادر اڑھادی گئی تھی، آپ (رضی اللہ عنہ) نے چادر کا سراچہرہ مبارک سے ہٹا کر بے ساختہ بوسے لیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت نہ لائے گا جو موت آپ پر لکھ دی گئی تھی وہ آپ کو آچکی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ان ابا بکر خرج و عمر یکلم الناس وقال اجلس يا عمر

وقال ابو بکر اما بعد من کان یعبد محمدًا فان محمدًا
قدمات ومن کان یعبد الله فان الله حی لا یموت قال الله
تعالیٰ و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الى
قوله وسيجزی الله الشاکرین

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر مسجد میں تشریف لائے اور ذیکھا کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ خطبہ دے رہے ہیں، آپ نے ان سے فرمایا: خاموش ہو جاؤ (وہ خاموش ہوئے
تو) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
عبادت کرتا ہے وہ جان لے کر مصلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی
عبادت کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس پر کبھی موت واردنیں ہوں گی۔ پھر
آپ نے یہ آیت و ما محمد الا رسول آخر تک تلاوت فرمائی۔ لوگوں کو ایسا معلوم
ہونے لگا گویا یہ آیت اب اتری ہے۔ پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہ آیت آگئی اور لوگوں
نے یقین کر لیا کہ آپ وفات پا گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ آیت
سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تو گویا قدم لزکھرا گئے اور انہیں بھی یقین ہو گیا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی کو چھوڑ گئے۔

ہمارے دل میں جوبس جائے موت کی صورت

یقین جانتے ہو اور ضرورت ہو عبرت

اپنی لخت جگہ کو تسلی دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیاری
وفات میں آپ پر بار بار غشی کا دورہ پڑتا تھا، یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی
زبان سے شدت غم میں یہ لفظ نکل گیا کہ واکرب اباہ ہائے رے! میرے باپ کی
بے چینی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ پھر بھی
بے چین نہیں ہو گا۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۳، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے یک لگائے بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور بار بار آپ یہ پڑھتے رہے مع الذین انعم اللہ علیہم یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے اور بھی اللہ کے حضور یوں عرض کرتے: اللهم فی الرفیق الاعلیٰ خادوند! بڑے رفق میں اور لا الہ الا اللہ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ یہ تک موت کے لئے تختیاں ہیں۔ (غفاری ج ۲، س ۲۶۹)

۔ دولت ہو کہ اولاد ہو دل ہو کہ جگر ہو

عاجز کی ہر چیز ہے قربان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

فرط خوشی سے چہرہ انور چمک انہما

۔ فرط خوشی سے چہرہ انور چمک انہما

دیکھی جو محو و منہک امت نماز میں

۔ بے شک نماز دین تبی کا ستوں ہے حکم ہے دین حق کی عمارت نماز سے دوسری ربیع الاول دو شنبہ کے روز صحیح کی نماز صحابہ کرام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مجرے کا پردہ کھول کر لوگوں کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ٹھنے لگے اور خوشی کی وجہ سے صحابہ کرام کے دل نماز میں منتشر ہونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا اور اس کے بعد پھر باہر تشریف نہیں لائے۔

۔ ان کی محبت ان کی الماعت وجہ سرست باعث راحت

جنت عشرت کوچہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

حق کا دارا صدق کا دھارا آنکھ کا تارا دل کا سہارا

رشتوں میں پیارا روشنہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

جان محبت کان مروت بحر سخاوت فخر رسالت
 ختم نبوت عبدہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
 رہبر آدم محسن عالم ذات مکرم حسن مجسم
 نیراعظم چہرہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بہتر و برتر طاہر و اطہر ساقی کوثر شافع مبشر
 اللہ اکبر رتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 گھر کو جلانے زر کو لاناے جو بھی جائے مقصد پائے
 ہو کے فدائے جادہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

آخری حکم عمل

وفاتِ اقدس سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ تازہ مساوک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ مساوک کی خواہش ہے۔ انہوں نے فوراً ہی مساوک لے کر دانتوں سے زم کی اور دستِ اقدس میں دیدی اور آپ نے مساوک فرمائی۔ سہ پہر کا وقت تھا کہ سینہ اقدس میں سانس کی گھر گھرا ہٹ محسوس ہونے لگی۔ اتنے میں آپ کے مقدس ہونٹ بلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے: الصلوٰۃ وَمَا ملکتْ ایمانکم نماز اور لوتھی غلاموں کا خیال رکھو (مکملہ، جام ۲۹) پاس میں پانی کا ایک طشت تھا، اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرہ انور پر ملتے..... اور کلہ پڑھتے اور چادر مبارک کو بھی مونہنہ پڑالتے، کبھی بہنا لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سر اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھیں کہ اتنے میں آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ یہ فرمایا: بل الرفقی الاعلیٰ بلکہ وہ بزارِ رفق ہے۔
 یہی الفاظ زبانِ اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ یقچے تشریف لے آئے اور

جسم مقدس حالت سکون میں آ گیا اور آپ کی روح اقدس عالم اقدس میں پہنچ گئی اور آخری لفظ جوز بان اقدس سے ادا ہوا وہ۔**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْأَعْلَى**
(بخاری جلد ۲ ص ۶۳)

غینیت سمجھ زندگی اے فتنی
کہ تیر قضا چل چکا چل چکا
ادھر سانس دن گن رہے ہیں ترے اور قبر منہ اپنا پھاڑے ہوئے
مسافر ہے ملک عدم کا بشر اور اس پر تیرا حیف یہ کزوف
ذرا کوچ کا حال معلوم کر کہ آخر کو ہونا ہے زیر وزیر
وہ کیا شان ہوگی مسافر تری
گھڑی تجھ پہ جب آئے گی موت کی

ایک حقیقت جس کا کوئی بھی منکر نہیں

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں خدا تک کا انکار کیا جا رہا ہے اور منکریں ایک دو نہیں بلکہ کروڑوں ہیں لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ نہ آج تک کسی نے اس کا انکار کیا اور نہ ہی قیامت تک کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفْرُونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مَلْقِيْكُمْ (البقرة: ۸) کہہ دیجئے، وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے ملاقات کر کے رہے گی۔ سورہ نساء آیت ۷۸ میں فرمایا: اینما تکونوا يدرِكُمُ الْمَوْتَ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بِرٍ وَجَهَنَّمَ مشیدۃ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ محفوظ ہو جاؤ۔

موت سے ہے گریز ناممکن اس سے اک دن ضرور ملتا ہے جن لوگوں نے کرہ ارض کے چپے چپے کی کھون لگانے کی کوشش کی، سمندروں کی تہوں تک پہنچے اور چاند پر اپنے قدم جمائے موت کا کھلا انبیں بھی لگا رہا اور ان میں سے اکثر انہی کوششوں میں مرکھ گئے۔

دے رہے ہیں تھوڑا کو پیغام اجل موعے سفید اور تو ہے آج بھی مست شراب زندگی کھڑی ہے سر پر اجل زندگی ہے پا پر کاب نہ کوئی رخت سفر ہے نہ کوئی ہدم ہے افسوس ایک بوڑھا شخص جس کے بال سفید ہو چکے ہوں اور اسے کوچ کا پیغام مل چکا ہو اور آج یا کل قبر میں داخلہ کا پروانہ اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ اس حالت میں بھی دنیا کی محبت میں مستقر ہو اور دنیا کے نشیب و فراز سے پوری طرح واقفیت اور جہالت کی قدیم رسومات کا تختی سے پابند اور قبر و قیامت کی ختیوں اور وہاں کے حساب و کتاب سے قطعی ہے پرواد ہو۔ ہائے ایسا بوڑھا کس قدر بدجنت، کتنا ظالم اور کتنا بے وقوف ہے کہ اس نے اپنی تمام زندگی یونہی ضائع کر دی اور موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کے متعلق کبھی نہ سوچا اور محشر کے سخت ترین حساب کی کبھی فکر نہ کی۔

ہائے کہیں آجائے نہ وہ وقت اچاک
جس وقت کہ تو بے کی بھی مہلت نہیں رہتی

انسان عقائد ہے وہ ہوشیار ہے

حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد گرامی چند کتابوں کے حوالے سے گزر چکا۔ چند الفاظ کے فرق سے ایک بار پھر ملاحظہ ہو۔

ان رجلاً قال للنبي صلي الله عليه وسلم اي المؤمنين افضل؟

قال احسنهم خلقاً قال فاي المؤمنين اكيمis؟ قال اكفرهم

ذكر الموت واحسنهم لما بعده استعداداً او لئك الا كياس

(الترمذ)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مومنوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ان میں بلند اخلاق والا، پھر اس نے سوال کیا: مومنوں میں عقائد کون ہے؟ فرمایا: جوان میں موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اور ان میں سے وہ شخص بہتر ہے جو موت کے بعد کے لئے تیاری کرتا ہے، یہی لوگ عقائد ہیں۔

۔ ہر وقت جس کے سامنے موت و مزار ہے

انسان عقل مند ہے وہ ہوشیار ہے

زندگی ایک نے پائی، دھوکہ بہت ساروں نے کھایا

امام ابن الجوزی اپنی کتاب صید الغاطر میں فرماتے ہیں:

يجب على من لا يدرى متى بفتحه الموت أن يكون مستعداً

ولا يغتر بالشباب والصحة فأن أقل من يوم الشياخ

وأكثر من يوم الشيآن (صفر ۱۹۶)

جسے معلوم نہیں کہ موت کب آ کرے دبوچ لے اس پر واجب ہے کہ وہ

موت کے لیے ہر گھری تیار رہے اور اسے اپنی جوانی اور صحبت پر مغرور

نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بوڑھے کم مرتے ہیں اور جوان زیادہ۔

يَعْتَرُ وَاحِدٌ فِيغُرُّ قَوْمًا وَيَنْسُى هُنَّ يَوْمُ مِنَ الشَّيَّابِ
ایک کی درازی عمر سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں مگر بحال جوانی مرنے والوں
کی طرف تو چنہیں دیتے۔ (ایضاً)

کہیں وست ندامت اُختے اُختے در توبہ مغلل نہ ہو جائے
دل کی ختنی کا علاج یاد موت ہے

اس دور جوانی کوئی غفلت میں گزارو پیری میں عبادت کی بھی بہت نہیں رہتی

بے خود ہے اس دم کسی نیکی کی تھنا جب نطق واشارہ کی بھی قوت نہیں رہتی

یاد رہے: دل کی ختنی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے اور

جہنم سب سے بدترین جگہ ہے۔ اللہم انا نعوذ بک ممن عذاب جہنم۔

اے اللہ! اہم دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

زندگی دل اللہ پاک کی رحمت کی دلیل ہے، اللہ پاک کی رحمت کا سب جنت ہے

اور جنت سب سے بہترین مقام ہے۔ اللہم انا نستلک الجنۃ الفردوس اے

اللہ! ہم تجھ سے جنتِ الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: میرا دل بڑا سخت ہے اس کا علاج بتائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: موت کو یاد کیا کر اس سے دل نرم ہو جاتا ہے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا۔
(احیاء الاطمیع ج ۲ ص ۱۵)

رفت قلب کے لیے یارو
ذکر موت و مزار و محشر ہے

مومن کے لئے اخروی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ موت ہے

مومن کے لیے موت ہے اک نعمت خوش تر
ملتی ہے پس مرگ اسے جنتِ فردوس

دنیا و آخرت اور زمین و آسمان کی جتنی نعمتیں انسان کو حاصل ہیں، وہ سب اسی زندگی پر موقوف ہیں، زندگی نہ ہوتی کسی بھی نعمت سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

دنیا کی زندگی بھی اس لیے نعمت ہے کہ یہ آخرت کی غیر فانی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انسان اس دنیوی زندگی میں نیک اعمال کرتا ہے تو موت کے بعد آخرت کی زندگی میں اس کی جزا اتعاماتِ الہی کی صورت میں پاتا ہے لہذا زندگی کا نعمت ہونا تو ظاہر ہے قرآن پاک میں موت کو بھی نعمتوں کی فہرست میں اس لیے شمار کیا گیا ہے (ثُمَّ إِنَّمَا تَهْوِي فَاقِرَهُ) کہ یہ موت دروازہ ہے اس دائیٰ زندگی کا جس کے بعد موت نہیں اور موت کے دروازہ سے گزر کر ہی دائیٰ نعمتیں میر آئیں گی اس لحاظ سے موت بھی مومن کے لیے نعمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک صحابی کی عبادت اور حجاءہ نے کثرت کا ذکر ہوا تو آپ نے پوچھا وہ موت کو کتنا یاد کرتا ہے؟ عرض کیا گیا اس بارے میں تو ہم نے کچھ نہیں سن۔ فرمایا: پھر وہ اس درجہ کا نہیں ہے (جو تم سمجھ رہے ہو) حضرت براء

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے وہن میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر ایک قبر کے قریب تشریف رکھ کر اتنا روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر ارشاد فرمایا: بھائیو! اس چیز کے لیے (یعنی قبر میں جانے کے لیے) تیاری کرو۔ (ترغیب)

زمین کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا
ملوک و حضور و خداوند کیا کیا
وکھائے گا تو روز تا چند کیا کیا
اجل نے پچھاڑے تو مند کیا کیا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وقت کا بادشاہ موت کے خوف سے رونے لگا

۹۶ ه میں ولید کی وفات کے بعد خلیفہ مقرر ہونے والے سلیمان بن عبد الملک عبد الجبار بن عبد العزیز کو ابو حازم کے پاس پیدا ریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ موت کو ہم کیوں نہیں پسند کرتے؟ ابو حازم نے جواب دیا:

لَاكُمْ أخْرِبْتُمْ أخْرَتَكُمْ وَعَبْرَتْكُمْ دُنْيَا كَمْ فَانْتُمْ تَكْرُهُونَ إِنْ
تَنْقُلُوا مِنَ الْعِرَابِ إِلَى الْخَرَابِ قَالَ صَدَقْتَ فَكَيْفَ الْقَدْوَمُ
عَلَى اللَّهِ عَزَّ ذِيلُكُمْ قَالَ إِنَّمَا الْمُحْسِنَ فَكَا لَعَانِبَ يَقْدِيمَ عَلَى
أَهْلِهِ وَإِنَّمَا الْمُسْنَى فَكَلَابِقَ يَقْدِيمَ عَلَى مُولَاهُ فَبِكَا سَلِيمَانُ
وَقَالَ لَيْتَ شِعْرِي مَا لَنَا عِنْدَ اللَّهِ يَا أَبا حَازِمْ؟ قَالَ اعْرِضْ
نَفْسَكَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ ذِيلَكُمْ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَنَا عِنْدَ اللَّهِ قَالَ
يَا أَبا حَازِمْ وَإِنِّي أَصِيبُ ذَلِكَ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي
نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفَجَارَ لَفِي جَحِيمٍ قَالَ سَلِيمَانُ فَإِنِّي رَحِمَةُ اللَّهِ
قَالَ قَرِيبُ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (مذکورہ ج ۲ ص ۱۵۸)

اس لیے کہم نے اپنی آخرت خراب کر لی ہے اور اپنی دنیا آباد کر لی ہے

اسی لیے تم آبادی سے دیرانے کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتے (سلیمان نے کہا) آپ نے حج فرمایا (نیز یہ بھی فرمائیے) کہ اللہ عز وجل کے رو برو چیشی کا کیا مفہوم ہے (ابو حازم) نے فرمایا جس طرح نیک آدمی پر دلیس سے اپنے اہل و عیال کے پاس آتا ہے یا سرکش غلام بھاگا ہوا اپنے مالک کے پاس واپس آتا ہے (یہ سن کر) سلیمان بن عبد الملک رو پڑے اور کہا یا ابا حازم کاش ہم جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے رو برو چیشی کے وقت ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا (ابو حازم نے) کہا: اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تمہارے ساتھ کیا بتاؤ کریگا (یعنی اپنے اعمال پر کھلو تو سلیمان بن عبد الملک نے) کہا: میں یہ چیز کہاں سے حاصل کروں؟ (ابو حازم نے): اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ان الا برار لفی نعیم دان الفجار لفی جحیم (الانتصار ۱۳-۱۴) چیلک نیک لوگ نعمتوں (یعنی و آرام) میں ہوں گے اور بڑے لوگ جہنم میں سلیمان نے پھر سوال کیا اللہ کی رحمت کہاں ہے۔ ابو حازم نے جواب دیا تکی کرنے والے کے پاس۔

ابل نے نہ کسری ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فتح بھی ہارا ہر ایک لے کے کیا کیا نہ حضرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یونہی خانوادہ سارا جگہ بھی لگانے کی دنیا نہیں ہے رت کی جا بے تماشا نہیں ہے

چار قسم کے لوگ

علماء فرماتے ہیں لوگ چار طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک .. دنیا میں منہک ہیں اور موت کا ذکر بھی ان کو اس وجہ سے پسند نہیں ہے۔ اس سے دنیا کی ساری لذتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ ایسا شخص اگر موت کو یاد

کرتا بھی ہے تو برائی کے ساتھ کیونکہ اس کو دنیا کے چھوٹ جانے پا از حد افسوس ہوتا ہے۔

(۲) وہ شخص جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تو ہے مگر ابتدائی حالت میں ہے موت کے ذکر سے اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہوتا ہے اور اس سے توہہ میں پچھلی بھی ہوتی ہے۔ یہ شخص بھی موت سے ڈرتا ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ دنیا چھوٹ جائے گی بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی توبہ تام نہیں ہے۔ یہ بھی ابھی مرنا نہیں چاہتا تاکہ اپنے حال کی اصلاح کر لے اور اسی فکر میں لگا ہوا ہے تو یہ شخص موت کے ناپسند کرنے میں معدود ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں داخل نہ ہو گا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے اس لئے کہ یہ شخص حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے کراہت نہیں کرتا بلکہ اپنی تعمیر اور کوتاہی سے ڈرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو محبوب کی ملاقات کے لئے اس سے پہلے کچھ تیاری کرتا چاہتا ہوتا کہ محبوب کا دل خوش ہو جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ شخص اس کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہتا ہو۔ اس کے سوا کوئی دوسرا مشغله اس کا نہ ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ بھی پہلے ہی جیسا ہے یعنی یہ بھی دنیا میں منہمک ہی ہے۔

(۳) وہ شخص ہے جو عارف ہے اس کی توبہ کامل ہے یہ لوگ موت کو محبوب رکھتے ہیں اس کی تمنا میں کرتے ہیں اس لئے کہ محبت کے لئے محبوب کی ملاقات سے بڑھ کر اور کیا ہو گا؟ موت کا وقت ملاقات کا وقت ہے۔ عاشق کو دصل کے دعده کا وقت ہر لمحے خود ہی یاد رہا کرتا ہے اور وہ کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولتا۔ یہی لوگ ہیں جن کو موت کے جلدی آنے کی تمنا میں رہتی ہیں وہ اسی قلق میں رہتے ہیں کہ موت جلد آئے تاکہ معاسی کے گھر سے خلاصی ہو۔

(۴) جو ب سے اوپنجا درج ہے ان لوگوں کی سے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے

مقابلہ میں تنا بھی نہیں رکھتے وہ اپنی خواہش سے اپنے لئے نہ موت کو پسند کرتے ہیں
نہ زندگی کو یہ عشق کی انتہا میں رضا اور تسلیم کے درجے کو پہنچ ہوتے ہیں۔

یہاں پر خوشی ہے مبدل بصدغم جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہے ماتم
یہ سب بر طرف انقلابات عالم تری ذات ہی میں تغیر ہے ہر دم
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جس کوچ جانتا تھا وہ جھوٹ معلوم ہونے لگا

عربی کے مشہور شاعر متنبی کا شعر ہے:

مَنْ صَاحِبَ الدُّنْيَا طَوِيلًا تَقْلَبَتْ

عَلَى عَيْنِيهِ حَتَّى يُرَى صِدْقَهَا كَذِبًا

جو شخص دنیا میں زیادہ دیر تک زندہ رہے گا دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے ہی زیر و زبر ہو جائے گی۔ یہاں تک لہ جس چیز کو پہلے کوچ جانتا تھا وہ اب جھوٹ معلوم ہونے لگے گی۔ ایک اور عربی شاعر موت کے بارے میں کہتا ہے۔

مَنْ عَاشَ أَخْلَقَتِ الْأَيَّامُ جَدَّهُ وَخَانَهُ ثُقَّاهُ السَّمُّ وَالْبَصَرُ
جو شخص زندہ رہے گا (وہ دیکھ لے گا) کہ زمانے نے اس کی خدت و
شدت کو پرانا اور یوسیدہ کر دیا ہے اور اس کے سب سے بڑے دو شفے
(چیز) دوست پیانای اور شنوائی آنکھ اور کان بھی اس کے تابع فرمان نہ
رہیں گے۔

کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے

حضرت شیخ بن ابراہیم فرماتے ہیں: آدمی چار چیزوں میں زبان سے تو میری
موافق تکرتے ہیں اور عمل سے مخالف تکرتے ہیں۔ (۱) وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ
کے بندے (اور غلام) ہیں اور کام آزاد لوگوں کے سے کرتے ہیں (۲) وہ کہتے ہیں

کہ خدا تعالیٰ جل شانہٗ ہماری روزی کا ذمہ دار ہے لیکن ان کے دلوں کو (اس کی ذمہ داری پر) اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک دنیا کی کوئی چیزان کے پاس نہ ہو۔ (۳) وہ کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے افضل ہے لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ (۴) کہتے ہیں کہ موت یقینی چیز ہے آ کر رہی گئی لیکن اعمال ایسے لوگوں کے سے کرتے ہیں جن کو کبھی مرنا ہی نہ ہو۔

ابو حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرے اس کے اوپر تین چیزوں کا اکرام ہوتا ہے۔ (۱) توہ بے جلدی نصیب ہوتی ہے، (۲) ماں میں قاعات میں آتی ہے، (۳) عبادات میں نشاط اور دل بیگل پیدا ہوتی ہے اور جو شخص موت سے غافل رہتا ہے اس پر تین عذاب مسلط کئے جاتے ہیں۔ (۱) گناہ سے توہ میں تاخیر ہوتی رہتی ہے۔ (۲) آمدنی پر راضی نہیں ہوتا (اس کو کم ہی سمجھتا رہتا ہے چاہے کتنی ہی ہو جائے) (۳) عبادات میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ (حجۃ القائلین)

لے کتنا بے خوف ہے تو قبر کی اس منزل سے

جس کے حالات پر اسرار چلے آتے ہیں

موت نے بڑے بڑے جابرول کی گردنوں کو توڑ دیا

عدم! کہ جس کا سفر عنقریب ہے دریش

ہے زادراہ بھی ترے پاس اس سفر کے لئے

یہ حداثات زمانہ یہ گردش ایام!!

ہزار درس ہیں اک مرد دیدہ در کے لیے

ہے قلبِ عالم فانی میں ہر گھری سرشاد

عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام تعریفیں صرف اسی پاک ذات کے لئے

ہیں جس نے بڑے بڑے ظالم اور جابر لوگوں کی گرد نہیں موت کے وقت مرہ زدیں اور

اوپنے اوپنے بادشاہوں کی کمریں موت سے توڑ دیں اور بڑے بڑے خزانوں کے مالکوں کی امیدیں موت سے ختم کر دیں۔ یہ سب لوگ ایسے تھے جو موت کے ذکر سے بھی نفرت کرتے تھے لیکن اللہ کا جب وعدہ (موت کا وقت) آیا تو ان کو گزٹھے میں ڈال دیا اور اوپنے مخلوقوں سے زمین کے نیچے پہنچا دیا اور بجلی اور قسموں کی روشنی میں نرم بستروں سے قبر کے اندر ہیرے میں پہنچا دیا۔ غلاموں اور باندیوں سے کھلنے کی بجائے زمین کے کیڑوں میں پھنس گئے اور اچھے اچھے کھانے اور پینے میں لطف اڑانے کی بجائے خاک میں لوٹنے لگے اور دوستوں کی محلوں کی بجائے تمباکی کی وحشت میں گرفتار ہو گئے۔ پس کیا ان لوگوں نے کسی مضبوط قلعہ کے ذریعہ اپنی موت سے اپنی حفاظت کر لی یا اس سے بچنے کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کر لیا؟ پس وہ ذات پاک ہے جس کے قبہ اور غلبہ میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور ہمیشہ رہنے کے لئے صرف اسی کی تمباکیات ہے کوئی اس کا مشل نہیں۔

عمل کرے گا تو کب آخرت کے گھر کے لیے

پس جب موت ہر شخص کو پیش آنیوالی ہے اور مٹی میں جا کر ملتا ہے اور قبر کے کیڑوں کا ساتھی بنتا ہے اور منکر نکیر سے سابقہ پڑتا ہے اور زمین کے نیچے ڈتوں رہتا ہے اور وہی بہت طویل زمانہ تک ٹھکانا ہے اور پھر قیامت کا سخت منظر دیکھنا ہے اور اس کے بعد معلوم نہیں کہ جنت میں جانا ہے یا دوزخ ٹھکانا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ موت کی لگنگر ہر وقت آدمی پر سلطار ہے اسی کے ذکر کا مشغله رہے، اسی کی تیاری میں ہر وقت مشغول رہے، اسی کا اہتمام ہر چیز پر غالب رہے اور اس کی آمد کی ہر وقت انتظار رہے کہ اس کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ نہ معلوم کب آجائے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سمجھدار شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کام آنیوالی چیزوں میں مشغول رہے اور کسی کام کے لئے تیاری آس کے بغیر نہیں ہوتی کہ ہر وقت اس کا اہتمام رہے۔ اس کا تذکرہ رہے اس لئے کہ جو شخص

دنیا میں منہک ہے اور اس کے دھوکہ کی چیزوں میں پھنسا ہوا ہے اس کی شہوتوں پر فرینقت ہے اس کا دل موت سے بالکل غافل ہوتا ہے اور اگر موت کا ذکر بھی کیا جائے تو اس کی طبیعت کو اس سے تکدر اور کراہیت ہوتی ہے۔

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجتوں بنایا ہڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اہل تیرا کر دے گی بالکل صفائیا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشائیں نہیں ہے
موت سے پہلے توبہ اور مصروفیت سے پہلے نیک اعمال کرو
کیا مژدہ جاں بخش دیا تو نے الہی
وہل جاتی ہے توبہ سے گناہوں کی سہائی

روى عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا يهود الناس توبوا الى الله قبل ان تموتو ابادروا بالاعمال الصالحة قبل ان تشغلوا وصموا الذى بينكم و بين ربكم بكثرة ذكركم له وكثرة الصدقة في السر والعلانية ترزقونا نصرة (الترمذن ۲۵۷)

حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے پاس توبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے اور نیک اعمال کی بجا آ دری میں جلدی کرو اس سے قبل کہ تم (کسی کام میں) مشغول ہو جاؤ اور کثرت ذکر اور ظاہر و باطن صدق کے ساتھ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ درست کرلو تو تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی۔

وہ وقت آئے نہ آئے ہے کیا خبر غافل

برائے توبہ بڑا ہاپے کا انتظار نہ کر

التوبۃ عبادۃ من الندم علی مامضی والعزم علی التراضی

المستقبل (کبیر)

توبہ نام ہے گزشتہ گناہوں پر نادم ہونے کا اور آنکندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم
(موت کے وقت نہ توبہ قبول ہے نہ ایمان۔ قرآن مجید میں ہے ویسیت التوبۃ

..... انہا التوبۃ علی اللہ (التساءل ۱۸-۱۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا: یقین

توبہ العبد مالم یغفر غر (کبیر) حالت نزع شروع ہونے سے پہلے تک توبہ قبول
ہے۔ ولو قبل موتہ بفواق الناقۃ (حضرت عطا کا قول) اگرچہ موت سے پہلے

اونٹی دو بنے کے وقت کے برابر۔ حضرت حسن فرماتے ہیں شیطان جب زمین پر آتا را
گیا تو اس نے کہا جب تک انسان کے جسم میں روح رہے گی میں اسے گراہ کرتا رہوں
گا۔ اللہ نے فرمایا: وَعَزْتِي لَا اغلق علیه باب التوبۃ مالم یغفر غر (کبیر) مجھے

اپنی عزت کی قسم ہے میں حالت نزع تک اس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔

وحل جاتی ہے توبہ سے گناہوں کی سیاہی

توبہ ہو اگر نزع کے ہنگام سے پہلے

قبولیت توبہ کی چار شرائط

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۃ آفاق تفسیر میں فرماتے ہیں: قبولیت توبہ کی چار

شرطیں ہیں۔

(۱) الندم بالقلب (۲) وترك المعصية في الحال (۳) والعزم

على الابعدوالى مثلها (۴) وان يكون ذلك حياء من الله

تعانی لامن غیرہ

(۱) دل میں ندامت کا ہوتا (۲) اسی وقت گناہ پھیلوڑ دینا (۳) یہ پختہ

ارادہ کرتا کہ اس گناہ کی طرف پھر نہیں لوٹوں گا (۲) یہ صرف اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے کسی دوسرا کے لئے نہ ہو۔

اب ہم خلخائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام جمعین کے وصال کے بارے میں اختصار کے ساتھ کچھ لکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وَمَا تُوفِّيَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین رہنے لگے۔ آپ کے فراق کے قلق سے جسم اطہردم بدم صحیف و نزار رہنے لگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دو سال تین ماہ اور گیارہ روز دارفانی میں گزار کر سفر آختر پر چل دیے جیسا کہ ابن بشام کی روایت سے ظاہر ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حریرہ تختہ آیا تھا (جو کہ دودھ اور آٹے کا مرکب ہوتا ہے) اس میں زہر کی آمیزش تھی اور یہ حریرہ حارث بن کلدہ کے ہمراہ آپ تاول فرمائے تھے۔ حارث بن کلدہ عرب کے مشہور طبیب تھے۔ انہیں اشتباہ ہوا کہ حریرہ زہر آلوہ ہے چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متتبہ کیا اور دونوں دست کش ہو گئے لیکن اس کے بعد دونوں علیل رہنے لگ گئے۔ حکیم حارث بن کلدہ کے اندازے کے مطابق پورے ایک برس بعد اسی زہر کے اثر سے دونوں ایک ہی دن دارفانی سے کوچ کر گئے۔ اَنَّ اللَّهَ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

وقيل كان بده مرضه انه اغتسل في يوم بارد فحمد خمسة عشر يوماً.

کہا گیا ہے کہ ان کا مرض مختتمے دن غسل کرنے سے شروع ہوا اور پندرہ روز بخار رہا۔

وَعَنْ أَبِي سَفْرٍ قَالَ مَرْضٌ أَبُوبَكْرٌ فَعَادَهُ النَّاسُ فَقَالُوا إِلَّا نَدْعُوكَ الطَّبِيبَ قَالَ قَدْ رَأَيْتَ قَالُوا فَأَيْ شَيْءٍ قَالَ لَكَ قَالَ أَنِّي

فعال لہا ارید (منہ الصغیر ج ۱ ص ۲۶۲)

حضرت ابو سفر بیان کرتے ہیں: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے اور لوگ عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے کہا: آپ فرمائیں تو آپ کے لئے کسی طبیب کو بلا لیں؟ فرمایا: مجھے طبیب نے دیکھ لیا ہے۔ عرض کیا گیا: اس نے کیا بتایا ہے؟ فرمایا: اس نے فرمایا ہے میں جو چاہوں وہی کرتا ہوں۔

صدیق اکبر اور خوف خدا - اللہ اکبر

آپ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ کوئی چڑیا درخت پر اچھل کو دکر رہی ہے تو شنڈی آہ بھرتے اور فرماتے: اے چڑیا! تو تتنی خوش نصیب ہے جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے۔ درختوں سے میٹھے پھل کھاتی ہے۔ چشموں سے پیاس بھاتی ہے اور مرنے کے بعد تجھ سے ان نعمتوں کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہوگی لیکن ابو بکر کو خطرہ ہے کہ اس سے تمام نعمتوں کا حساب مانگا جائے گا۔ کبھی کسی درخت کو دیکھتے تو بے اختیار فرماتے: یا لیتني کنت شجرة تعصدا۔ کاش میں بھی ایک درخت ہوتا جو کاث دیا جاتا۔ کبھی فرماتے: وددت انى خضرۃ تاکلنی الدواب۔ کاش میں گھاس ہوتا مجھے چوپائے کھا جاتے۔ (ہرخ اخلاقنا۔ الاصفہان۔ ۱۹۸ ص ۳۲)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بھی تجھ کو دھن ہے رہوں سبی سے بالا ہو زینت زالی ہو فیشن نرالا
جیا کرنا ہے کیا یونہی مرنے والا تجھے سن ظاہرنے دھوکے میں ڈالا
مگر جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

کُلُّ اَمْرٍ مُّضْبِحٌ فِي اَهْلِهِ وَالْمَوْتُ اَدْنَى مِنْ شَرِّ الْكَعْلَهِ
ہر خپٹ اپنے گھر والوں میں صحیح کرتا ہے (لیکن اس کو معلوم نہیں کہ) موت
اس کے بجواتے کے تھے سے بھی اس کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت صدیق اکبر کو پتہ چل گیا کہ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انتقال کے دن آپ نے
پوچھا: ای یوم هذا؟ آج کون سادن ہے۔ ہم نے عرض کیا: یوم الاثین۔ آج
چھر کا دن ہے۔ فرمایا: فانی ارجو اما بینی و بین اللیل۔ مجھے امید ہے کہ میری
زندگی اور موت کے درمیان اس ایک رات کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی
ہیں: حالت نزع میں جب میں نے اپنے والد کو دیکھا تو میری زبان پر یہ شعر تھا۔

مَنْ لَا يَرَأُ دُفْعَةً مُّقْنَعًا فَإِنَّهُ لَا يُدَّ مَرَّةً مَدْفُوقٌ
جو آنسو ہمیشہ دامن ضبط میں رہے ایک دن وہ بھی بہہ جائیں گے
نقال ابو بکر رضی اللہ عنہ لیس کذالک ای بنیۃ ولکن
جلاءت سکرہ الموت بالحق ذالک ما کنست منه تحید

(الاصابع، ج ۳، ص ۱۹۸)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیاری بیٹی یہ بات نہیں بلکہ یوں کہو
کہ موت کی بے ہوشی اپنی سچائی کے ساتھ آ پہنچی یہی وہ حقیقت ہے جس
سے تو بدکشانیتا تھا۔

کفن کے بارے میں آپ کی وہیت

آپ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت فرمائی: مجھے میرے انہی دو کپڑوں میں
کفن دیا جائے جو اس وقت میں پہنے ہوئے ہوں (ان میں سے ایک کپڑا دھلا ہوا
تھا) آپ نے فرمایا: نئے کپڑوں کے ستح زندہ لوگ ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا فرماتی ہیں:

او صی ابوبکر رضی اللہ عنہ ان یکفن بثوابین علیہ کان
یلبسہما قال کفونی فیہما فان الحج افقہ الری الجدید من
البیت فکفن ابوبکر فی ثوابین احدهما غسل.

(الاضایع ۲۳ ص ۲۰۶)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی: انہیں انہی دو کپڑوں میں
کفن دیا جائے جو وہ پہنے ہوئے ہیں۔ فرمایا: مجھے انہی دونوں کپڑوں میں
کفن دینا اس لیے کہ زندہ شخص نے کپڑے کا مردے سے زیادہ حاجت
مند ہے۔ چنانچہ آپ کو انہی دو کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک
وھلا ہوا تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ دونوں کپڑے دھلے ہوئے تھے۔ اس روایت میں
یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: کفن کا کپڑا اقبر کی مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔ لہذا نے
کپڑے کی کیا ضرورت؟ مجھے انہی دو کپڑوں میں کفن دینا جن میں میں اس وقت نماز
ادا کرتا ہوں۔ (اسایع ۲۳ ص ۲۰۵)

حضرت ابو بکر کی حضرت عمر کو وصیت

عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سابط قال لما حضر ابا بکر
الصديق الموت دعا عمر عنتر فقال له اتق الله يا عمر واعلم ان
للہ عملا بالنهار لا يقبله بالليل و عملا بالليالی لا يقبله بالنهار
وانه لا يقبل نافلة حتى تودي فريضته.

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سابط سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا: اے عمر! خوب اچھی طرح جان
لے کر اللہ تعالیٰ کے لیے جو عمل (یعنی عبادت) دون کو مخصوص ہے وہ اے

رات کو قبول نہیں کرتا اور جو عبادت رات کے لئے منصص ہے وہ اسے دن کو
قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کسی نظری عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا جب تک کہ
پہلے فرض ادا نہ کیا جائے۔

ایمان خوف اور امید کی درمیانی حالت کا نام ہے

اور قیامت کے دن اسی کی میزان بھاری ہوگی جس نے دنیا میں حق کی پیروی کی
ہوگی اور اس روز اسکی میزان ہلکی ہوگی جس نے دنیا میں باطل کی اتباع کی ہوگی اور اللہ
نے اہل جنت کا ذکر کیا تو ان کے نیک اعمال کے ساتھ ان کا ذکر کیا اور ان کی خطائیں
معاف فرنا دیں اور آپ بھی جب ان کا ذکر کریں تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان
میں سے کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر کیا تو اس کے ساتھ ان کے برے
اعمال کا بھی تذکرہ کیا۔ آپ بھی جب ان کا ذکر کریں تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے
ان میں سے نہ کرے اس لیے کہ بندہ وہی اچھا ہے جو اللہ سے اس تجھی کی رحمت کا امیدوار
بھی ہے اور اس کے عذاب کا خوف بھی دل میں رکھتا ہے (اے عمر) اگر تو نے میری
وصیت محفوظ کر لی تو غیب چیزوں میں سے کوئی چیز بھی تیرے زد یک موت سے زیادہ
محبوب نہیں رہے گی جو کہ تجھے سے ملاقات کرنے والی ہے اور اگر میری وصیت کو تو نے
ضائع کر دیا تو پوشیدہ اشیاء میں سے موت سے زیادہ کوئی شیء تیرے زد یک مکروہ نہیں
رہے گی جو کہ تیرے پاس ایک دن آنے والی ہے جسے تو نال نہیں سکتا۔

(حدائق الحلوة، ص ۲۶۳)

وہ بے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی جہاں تک میں ہر گھری ہوا جل بھی
بس اب اپنے اس جل سے تو نکل بھی یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدلت بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان

از الٰۃ الخفاء، ج ۲ ص ۳۲ پر حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض وفات کے آخری دن بے ہوش ہو گئے تو میں نے روتے ہوئے کہا: ہمے میرے باپ پر عجیب سخت مرض کا حملہ ہو گیا۔ میرے یہ الفاظ سن کر آپ ہوش میں آگئے اور مجھ سے فرمایا: اے بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا: دو شنبہ کے دریں پوچھا: آج کون سادن ہے؟ میں نے کہا: دو شنبہ ہے تو فرمایا: میری موت آج ہی دن رات کے درمیان ہو گی۔ پھر فرمایا: بیٹی! میرے بدن پر بیماری کی حالات میں جو کپڑا رہا ہے اس میں زعفران کے کچھ داغ دھے ہیں اس کو دھولیتا اور دوسرے دو کپڑے اور ملا کر انہیں میں کپڑوں کو میرا کفن بنانا تو میں نے کہا یہ تو پرانا کپڑا ہے؟ فرمایا: نیا، کپڑا تو زندوں کا حق ہے کفن تو مردہ کے لفٹے سڑنے اور پیپ کے لئے ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی: میری بیوی اسما بنت عیسیٰ مجھے غسل دے اور میرے فرزند عبدالرحمٰن عسل دینے میں میری بیوی کی مدد کریں مجھے یہ منظور نہیں کہ ان دو کے سوا کوئی تیرا میرے ننگے بدن گود کیجے۔

اسے خلاش حق جو کرتا ہے اسے حق مل ہی جاتا ہے
امانت کا پیکر ہے صدقہ اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر بن حفص بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ لما حضر ابو بکر قلتَ كلمة من قول حاتم۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری لمحات میں تھے تو میں نے حاتم شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

لَعْنُكَ مَا يُغْنِي الشَّرَاءُ عَنِ الْفَقْتِ
إِذَا حَسْرَ جَثْ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا الصُّدُورُ

تیری عمر کی قسم! سرمایہ جو عالم شباب کو نفع بخش نہیں ہے جب روح حلق میں اونک
جائے اور سینہ اس سے ٹنگ ہو جائے۔

فنظر الیها کالغضبان ثم قال ليس كذلك يا امر المؤمنين ولكن
جاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحبیداً - حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف حسکلین تھا ہوں سے دیکھا کہ
اور فرمایا: اے ام المؤمنین! یہ بات نہیں بلکہ یوں کہو کہ موت کی بے ہوشی آپکی جن کے
سامنے حق سے تو بد کاتھا۔ (اس کے بعد فرمایا:)

انی قد کت نحلتك حانطا وان فی نفسی منه شیئا فردیه الی
البیراث قالت نعم فرددته فقال اما انا مند ولینا امر
ال المسلمين لم نأكل لهم دینارا ولادرهم و لكننا قد اكلنا من
جريش طعامهم فی بطوننا ولبسنا من خشين ثيابهم على
ظهورنا وليس عندنا من فی ء المسلمين قليل ولا كثير الا هذا
العبد الحبشي وهذا البعير الناضج وجود هذه القطيفة فادا
مت فابعثي بهن الی عمر وابری متهم ففعلت فلما جاء
الرسول عبد بکی حتى جعلت دموعه تسيل في الأرض
ويقول رحم الله ابا بکر لقد اتعب من بعده رحم الله
ابا بکر لقدر اتعب من بعده ياغلام ارفعهن فقال عبد الرحمن
بن عوف سبحان الله تسلب عيال ابي بکر عبد الحبشيما
وبعير انا ضعا وجرد قطيفة ثم خمسة الدراهم قال فما
تامر؟ قال تردهن على عياله فقال لا والدى بعث محمدا
بالحق او کما حلف لا يكون هذا في ولايتى ابدا ولا خرج
ابو بکر منهں عند الموت واردہن انا على عياله الموت

اقرب من ذلك.

وراثت و صیانت صدیق اکبر

میں نے جو تمہیں ایک باغ دیا تھا اس کے بارے میں متفکر ہوں۔ بہتر ہے کہ تم اسے مال میراث میں جمع کر ادا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بہت اچھا۔ چنانچہ اس باغ کو لوٹا دیا گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے ہم مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہوئے ہیں، ہم نے ان کے مال سے جو بھر بھی ناجائز نہیں کھایا بلکہ ہم تے ان کے کھانے میں سے نہایت معمولی کھانے سے اپنا پیٹ بھرا ہے اور معمولی لباس زیب تن کیا ہے اور ہمارے پاس مال غنیمت میں سے بھی کچھ نہیں مگر صراف یہ ایک جبشی غلام اور یہ اونٹ ہے ہم گھر بیلو ضرور قوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور معمولی کپڑے کا نکلا (جو جانوروں پر ڈالنے کے کام آتا ہے) میں جب فوت ہو جاؤں تو یہ سامان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیجھ کر سکدو ش ہو جائیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثالی) کے پاس یہ تمام اشیاء بیجھی گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر گرفتہ تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ جملہ تھا: اللہ ابو بکر پر حرم فرمائے، ابو بکر نے اپنے بعد آنے والے (خلفاء) کے لئے بہت مشکل پیدا کر دی۔ پھر فرمایا: اے غلام! ان چیزوں کو اٹھا لو۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (جو کہ قریب بیٹھتے تھے) کہنے لگے: سبحان اللہ! آپ ابو بکر کے اہل و عیال سے (ان کی ضرورت کا سامان) یہ جبشی غلام اور یہ ان کا بار بردار اونٹ اور یہ معمولی کپڑے کا نکلا جس کی قیمت پانچ درہم ہو گی، چھین رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے کہا: (یہ چیزیں) ان کے آپ اہل و عیال ہی کو لوٹا دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بیجھا ہے میری حکومت

میں ایسا ہر گز نہیں ہو گا اور یہ کبھی ممکن نہیں بجن اشیاء کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات کے وقت اپنے گھر سے نکال گئے ہیں اپنیں ان کے اہل و عیال کے پاس واپس بھیجوں۔ اس عمل سے موت زیادہ قریب ہے۔

(الاصابہ ج ۲ ص ۱۹۵ - ۱۹۶)

نہ دلدادہ شعر گولی رہے گا نہ گرویدہ شہر جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی نہ رہے گا تو ذکر بکوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی جینا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

قابلِ رشک ک مرمت

میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کو وصال باکمال اس لیے لکھا ہے کہ ایک توجہ آپ کا وصال ہوا تو قرآن پاک کی آیت آپ کی زبان پر جاری تھی جیسا کہ الاصابہ کی روایت میں گزر چکا اور دوسرا یہ کہ جب لوگ آپ کا مقدس جنازہ لے کر جگرہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا: السلام عليك يارسول الله هذا ابو بکر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابو بکر حاضر ہیں، یہ عرض کرتے ہی جگرہ مقدس کا بند دروازہ ایک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ نبی آواز سنی: ادخلوا الحبيب الى الحبيب یعنی عبیب کو جبیب کے دربار میں داخل کر دو۔ (تفسیر کیرم ۵ ص ۲۸)

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار

پہنچی وہاں پر خاک جہاں کا خیر تھا

چنانچہ آپ کی وفات ۲۲ جمادی الآخری ۴۳ھ منگل کی رات بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضت منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں آپ مدفون ہوئے۔ بعده بیت وفات

آپ کی عمر شریف تریس سال تھی۔ (تاریخ اخلفاء: ص ۲۰)

ب آج تیاری یہ کیا ہوتی ہے روح کیا تن سے جلد ہوتی ہے
کیا بس گھر یہ اجنے کو ہے جان قلب سے خا ہوتی ہے
اے بشر کوئی بھی حکیم نہ رہی آخری یہ بھی ادا ہوتی ہے
اب تری جان چلی اے انسان اب قیامتی سی بپا ہوتی ہے
اب تجھے دیکھنا ہوگا وہ گھر جس میں تھائی سوا ہوتی ہے
اب تجھے چھوڑنا ہوگا سب کچھ اب تیری جان فدا ہوتی ہے
اب تجھے روئیں گے رونے والے اب تیرے حق میں دعا ہوتی ہے
اب تجھے اس کی حضوری ہوگی آہ وال دیکھیے کیا ہوتی ہے

نبیوں کے بعد ہیں سب سے افضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالاتفاق نبیوں کے بعد سب سے افضل ہیں۔
حدیث کے مطابق آپ وہ ہیں کہ جن کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا اور
امت محمد یعنی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں سے آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل
ہوں گے۔ (مکتوٰۃ)

ان تمام فضیلتوں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ آخرت کے بارے میں بہت کفر
مندرجہ تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے ”کاش میں کسی مومن کا باال ہی ہوتا“
(تاریخ اخلفاء، عقیدے کا مسئلہ ہے الیأسُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ كُفْرٌ۔ اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے نا امید ہو جانا کفر ہے۔ الامنُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ كُفْرٌ۔ اللہ تعالیٰ کے
عذاب سے بے خوف ہو جانا بھی کفر ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے مغفرت
کی امید رکھے اور اس کے عذاب سے ذردار ہے۔ پاکان امت میں سے بعض پر امید
کاغذی رہا اور بعض پر خوف کا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان ہمتوں میں سے تھے جن پر خوف کا نہ پہنچتا۔ اس بارے میں یہاں صرف ایک واقعہ درج کیا جا رہا ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کا ایک غلام تھا جس سے آپ نے آمدی کی ایک خاص مقدار روزانہ کی مقرر کر رکھی تھی کہ مجھے کلا کڑاتی آمدی روپاں دے دیا کر۔ ایک روز ایسا ہوا کہ وہ غلام کچھ کھانا لے کر آیا اور اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ اس میں سے ابھی ایک ہی لقمہ کھانے پائے تھے کہ اس غلام نے عرض کیا: آپ روزانہ سوال فرمایا کرتے تھے: یہ چیز کس ذریعہ سے کمائی؟ مگر آپ نے آج کچھ بھی نہ پوچھا۔ ارشاد فرمایا: بھوک کی شدت کی وجہ سے معلوم کرنے کا دھیان نہیں رہا اب بتاؤ؟ اس پر اس نے عرض کیا: زمانہ جالمیت میں ایک قوم پر میرا گزر ہوا، ان کا کوئی شخص یہاں تھا میں نے کچھ منہر پڑھ کر دیا۔ انہوں نے (اس کے عوض) مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ آج جو میرا ادھر سے گزر ہوا تو چونکہ ان کے ہاں شادی تھی اس لیے انہوں نے بہت زیادہ کھانا پکار کھا تھا، اسی میں سے انہوں نے مجھے کچھ دیا جو اس وقت آپ کے سامنے حاضر ہے۔ آپ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: تو یہ تو مجھے برپا کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ اس کے بعد منہ میں انکلی ڈال کر تھے کرنے کی کوشش کی مگر وہ لفڑ (جو کہ سخت بھوک کی حالت میں کھایا گیا تھا) نہ لٹکا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا: پانی کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بہت بڑا پیالہ پانی لے بھرا ہوا منگوا کر اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی پی کرنے کرتے رہے حتیٰ کہ وہ لقمہ باہر نکل آیا۔ کسی نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر حرم فرمائے۔ آپ نے ایک لقمہ کی وجہ سے اتنی مشقت برداشت کی؟ فرمایا: اس لیے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لحم نبیت من السحت کانت النار اولی بہ۔ جو جسم حرام سے پرورش پائے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہی مناسب ہے۔ (رواه الدارمی والبیهقی فی شعب الایمان)

فرمایا: مجھے ڈر لگا کہ اس لئے سے میرے جسم کا کوئی حصہ پرورش نہ پا جائے۔
 صدیق کا لقب ملا جن کو حضور سے
 ان کی صداقتوں کا ہمیں کیوں نہ ہو یقین
 دنیا میں جنتی کی بشارت ملی انہیں
 فرماتے ”کاش ہوتا خس و خاشاک سرز میں“
 پورے عرب میں باعث تحریر ایکی ذات
 مانے ہوئے تھے ماہر انساب ہر کہیں
 ادنیٰ غلام بن کے رسالت مآب کے
 فردوس میں یہن اعلیٰ سدارج میں جا گزیں
 مجھ کو نیروزِ حرث ملے ان کی خاک پا
 سرمه لگاؤں آنکھ میں آلو دھے ہو جیں
 ذرّاتِ خاک پائے ابو بکر کے طفیل
 مجھ کو ملے شفاعت آقا بہ یوم دیں
 تو مدحِ خوان حضرت صدیق ہے رضا
 تجھ کو حضور پاک نوازیں گے بالیقین

(پروفیسر عارف رضا - فیصل آباد)

وفات کے بعد کا حال

امام غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم ج ۲، ص ۳۳۱ پر فرماتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: اس زبان نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں گرایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: میں نے اسی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تھا تو اسی

زبان نے مجھے جنت میں داخل کروادیا۔

جہاں میں کہیں شور ماتم پا ہے کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بقا ہے
کہیں شکوہ جور و گروہ دغا ہے غرض ہر طرف سے یہی بس صدای ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

موت کے موضوع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چار خطبات

اعتبروا یا عباد اللہ بین مات منکم۔ اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ان کی موت سے عبرت حاصل کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر متنکن ہوتے ہی مدینہ منورہ میں منادی کرادی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی قیادت میں جس غزوہ کے لئے تیاری شروع کر دی تھی اس کی سمجھیل کے لئے کل صحیح مدینہ سے باہر مقام جرف میں سب لوگ جمع ہو جائیں تاکہ وہاں سے اس مہم کے لئے لشکر روانہ کر دیا جائے۔

اگلے دن حسب اعلان مقام موعد پر اہل مدینہ کا اجتماع ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

پہلا خطبہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

ان الله اصطفى محمدا على العالمين وعصمه من الافات وانها
انا متبع ولست بسبتي دع فان استقيمت فبا يعونى وان زغت
لقومونى

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر فضیلت دی
ہے اور تمام آلامِ جہاں سے آپ کی حفاظت فرمائی ہے اور میں آپ کا

تالع فرمان ہوں۔ نافرمان نہیں ہوں اگر میں راہ راست پر رہا تو تم میری
اطاعت کرنا اور اگر میں صراط مستقیم سے بھک گیا تو تم مجھے سیدھے کر دینا
کرنا۔

لوگو! یہ شام و سحر کی گروہ تھیں موت کی اطلاع دے رہی ہے جو کہ تمہاری
آنکھوں سے غائب ہے۔ حتی الامکان لمحہ بھر ضائع کیے بغیر اعمال صالح میں مشغول ہو
جاوے اس سے قبل کہ تمہارے پاس موت آپنے۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھاؤ۔ نیک اعمال
بجالانے میں عجلت سے کام لو۔ جو لوگ موت کو بجول جاتے ہیں وہی اعمال صالح کی بجائے
آوری میں تاخیر کرتے ہیں۔

خبردار! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا۔ الجد الجد。 النجاة النجاة
کوشش کرو کوشش کہ نجات اسی میں ہے۔ (ان لیس للانسان الاما
سغی) (انسان کو اس کی کوشش (نجات) ہی کا پہل ملے گا)

پس پردو تمہارے اعمال پر ایک نگہبان ہے۔ احمدروا الموت واعتبروا بالا
باء والابناء والاخوان۔ موت سے ڈر اور اپنے آپاً اجداد اور اولاد اور بھائیوں
سے عبرت حاصل کرو (سوچو کہ وہ کہاں گئے) اللہ تعالیٰ وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو
صرف اس کی رضا کے لئے ہوتے ہیں۔ جن میں ریا کی آمیزش نہ ہو۔

جو تم سے پہلے فوت ہو گئے ان سے عبرت حاصل کرہ

اللہ کے بندو! جو تم سے پہلے فوت ہو گئے ان سے عبرت حاصل کرو تو فکر کرو
فین کان قبلکم این کانوا امس واپس هم الیوم این الجبارون الذین
کان لهم ذکر القتال والغلبة فی مواطن الحرب۔ اور فکر کرو ان لوگوں سے
بارے میں جو تم سے پہلے گزر گئے وہ کہاں تھے؟ اور وہ آج کہاں ہیں کہاں ہیں
تند خو، سخت دل جایر لوگ جن کے رعیب و بدپے سلطنت اور جلالت کا تذکرہ میدا
جگہ میں زیان زد خواص و عوام تھا..... دنیا نے ان کو پچھاڑ دیا اور پیوند خاک

گئے کہاں گئے وہ بڑے بڑے نامور سلاطین جنہوں نے زمین پر اپنے نشانات اس طرح چھوڑے کہ اس پر بڑے بڑے عظیم و عالی شان مخلات تعمیر کیے مگر بالآخر وہ منہدم ہو گئے اور ان کا تذکرہ بھی محو ہو گیا۔ وصاروا کلاشی۔ اور وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ بھی تھے ہی نہیں۔ الا ان اللہ قد اباقی۔ خبردار سن لو! اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ باقی رہے گا۔ فان نحن اعتبرنا بہم نجونا۔ اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کر لی تو نجات پا جائیں گے اور اگر ہم نے اس کی پرواہ نہ کی کہا مثلاً ہم تو ہم بھی ان ہی کی طرح نابود ہو جائیں گے۔ این الوضاءۃ الحسنة وجوہ ہم کہاں گئے وہ پیکر حسن و رعنائی جو اپنے شب پر اتراتے تھے۔ صاروا ترابا وہ مٹی ہو گئے اور جوانہوں نے آگے (آخرت میں) بھیجا (یعنی برائیاں) وہ ان کے لئے سامان حسرت بن گیا۔

کہاں گئے وہ لوگ؟ جنہوں نے دنیا میں عظیم سلطنتیں قائم کیں اور عظیم الشان شیر بسائے اور حیرت انگیز مضبوط قلعے تعمیر کیے اور ان کو بیش بہا سامان آرائش سے مزین کیا۔

آہ! وہ یہ سب کچھ اپنے بعد آنے والوں کے لئے چھوڑ گئے۔ دیکھو تو ان کے مخلات میں کس شان سے دوسرے لوگ آباد ہیں اور خود وہ (یہ مخلات تعمیر کرنے والے) قبروں کے اندر ہر دوں میں محصور ہیں۔

هل تحس منهم مِنْ أَحَدٍ أَوْ تسمِّ لَهُمْ رَكْزا (مریم: ۹۸)

کیا آپ ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہیں یا ان کی آہست آواز بھی سمعتے ہیں۔ (البداۃ وال النہایہ جلد ۶، صفحہ ۳۰۳)

دوسری خطیبی:

اے اللہ کے بندو! ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو تمہارے اجل بن چکے ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں غور کرو جو تم سے پہلے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ سرکش لوگ کہاں چلے گئے؟ وہ لوگ کہاں چلے گئے جن کے جگلی کار ناموں کا تذکرہ اور فتوحات

کے کارنا موں کی داستانیں زبانِ زویاں ہیں؟ وہ مشتِ استخوان بن گئے اور ان کی حقیقت افسانہ بن گئی اور بمصدق اوقی خبیث چیزیں خبیثوں کے لئے ہیں اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے اور وہ جلیل القدر اور جابر شہنشاہ جنہوں نے اس کرۂ ارض کو زیر نگمیں کرنے کے لئے پامال کر دیا، ان کا نہ صرف نام بلکہ ذکر تک باقی نہ رہا وہ حرف غلط کی طرح صفحہ، ہستی سے مٹ گئے اور ان کا انجام صاحبِ عقل و ہوش کے لئے ایک درسِ عبرت بن گیا۔ ان کی جگہ خدائے بزرگ و برتر نے دوسروں کو مسلط کر دیا اور ازال سے یہی قانونِ قادرست کاملہ ہے مقامِ غور و فکر ہے۔ اگر انہیں کاملاً لاحظہ عمل میں دین فطرت کے مطابق ہو تو وہ بھی لا زوال اور اس کے کارنامے بھی تائید زندہ و تائیدہ رہیں گے۔ حضرت آبرائیم علیہ السلام اور نمرود دونوں ہم عصر ہیں مگر نہ زد ایک سرکشی اور بے راہ روی کی علامت رہا ہے اور ہے گا مگر ایک دین فطرت اور صداقت کا علمبردار یہیں وقت تا جیں حیات ایک سرپٹھمہ رشد و بدایت رہا اور رہے گا۔

بیٹک اللہ پاک نے ان پر انجام بدو باتی رکھا اور ان سے خواہشات کث گئیں وہ چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا عمل بھی گیا۔ ان کی دنیا دوسروں کی دنیا ہو گئی اور ہم ان کے بعد میں آنے والے باقی ہیں۔ اگر ہم نے ان کے انجام سے عبرت پکڑی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر دھوکہ میں پڑ گئے تو انہیں جیسے ہو جائیں گے۔ کہاں گئے وہ خوب صورت چہرے جو اپنی جوانی پر ناز کرتے تھے؟ آہ سب مٹی میں مل گئے اور دنیا میں جو زیادتیاں اور بد عنوانیاں انہوں نے کی تھیں اب وہ سب ان کے لئے سرمایہ ہستہ بن گئیں۔ وہ لوگ کہاں چلے گئے جنہوں نے بڑے بڑے شہروں کی تعمیر کی اور چهار دیواری کے ذریعہ ان کی احاطہ بندی کی اور ان شہروں میں تحریخ اور حیرت انگیز ایجادات کیں وہ سب اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ گئے۔ یہ ان کی بستیاں و آبادیاں ہیں جو ویران و سنان گری پڑی ہیں اور وہ خود قبر کی تاریکیوں میں لئے ہوئے ہیں۔ کہاں چلے گئے وہ تمہارے بھائی اور بیٹے جن کو تم پہچانتے تھے؟ ان کی عمریں قائم

ہو گئیں وہ اس گھاٹ پر اتر آئے جس کو پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ اس میں سا گئے اور خبر گئے۔ سرنے کے بعد مقامِ سعادت میں یا مقامِ شقاوت میں۔ سن لوال اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کا اس کی خلوق میں سے کسی سے کوئی رشتہ ناطق نہیں جس کی وجہ سے اس کو بھلائی دے بے یا اس سے کسی برائی کو روکے مگر یہ کام اللہ کی عبادت نے ہوتا ہے اور اس کے احکام کو ماننے سے جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ بغیر اسکی اطاعت کے حاصل نہیں کی جاسکتی۔

سن لو کہ وہ اچھائی اچھائی نہیں جس کے بعد آگ ہو اور وہ شر شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ (تاریخ طبری)

تیراخطبہ

موی بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ میں فرمائے تھے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی بے شک وہ فلاج پا گیا اور جس نے ان دلوں کی تافرمانی کی وہ کھلا گراہ ہے۔ اپنے آپ کو ایماع خواہشات نفس سے بچاؤ۔ میٹک وہ شخص کامیاب ہوا جو لاج اور خواہش اور غصے سے بچایا گیا اور تم اپنے آپ کو خروہ نہاز سے بچاؤ۔ اس آدمی کے لئے خرگی کون ہی بات ہے جو منی سے پیدا کیا گیا ہے اور پھر منی ہی کی طرف لوئے گا۔ پھر اسے کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔ جیسا کہ سورہ طا میں ارشاد فرمایا:

منها جلتنا کم و نیہا نعید کم و منها نحر جکم قارة اخري

(ط ۵۵)

ہم نے تمہیں اس (منی) سے پیدا کیا اور اسی (منی) میں اوتا میں گے اور پھر (قیامت کے دن) اسی (منی) سے دوبارہ نکالیں گے۔ اسے بندہ خاکی! آج تو زندہ ہے اور کل مردہ ہو گا۔ لہذا زندگی کو غیبت سمجھو اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہو۔ مظلوم کی بد دعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں

میں شمار کرو۔ (ابن الہیانی کتاب الحمد و ابن عساکر)

چوتھا خطبہ

یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: قیامت کے روز ایک ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لا کر کھڑا کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور رزق میں وسعت دی اور اس کے بدن کو تندرتی عطا کی لیکن اس نے اپنے رب کے ان انعامات کی (اس کی نافرمانی کی صورت میں) ناشکری کی۔ اس سے پوچھا جائے گا تو نے اپنے اس دن کے لئے کیا عمل کیا تھا؟ وہ جب کوئی نیک اپنے نامہ اعمال میں نہ پائے گا تو روشن اشروع کردے گا یہاں تک کہ اس کے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر اس کو عارداری جائے گی اور رسول کیا جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ بیش قیمت عمر غفلت میں ضائع کر دی بنو کہ اسے عبادت کے لئے عطا کی گئی تھی۔

بعد ازاں وہ خون کے آنسو بھائے گا اس کے بعد پھر اسے عارداری جائے گی اور رسول کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ حالت تاسف میں اپنی انگلیاں اپنے دانتوں میں چباؤالے گا پھر اسے عارداری جائے گی اور رسول کیا جائے گا اس معاملہ میں جو اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کیا تھا تو وہ حق مار کر اتنا راوے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کے دنتوں رخساروں پر گزراں ہیں گی۔ ہر ایک پتلی کی لمبائی پھر زائد تین میل ہو گی۔ اس کے بعد پھر اسے عارداری جائے گی اور رسول کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ نکھے گا اے میرے رب مجھے جہنم میں بھیج دے اور مجھے اس مقام پر کھڑا رکھنے سے معاف فرم۔

قرآن مجید میں ہے:

إِنَّهُ مِنْ يَحَادُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّهُ نَارٌ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَالِكَ

الْعَزِيزُ الْعَظِيمُ (اتوپہ ۶۳)

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے ورزخ کی

آگ ہے اس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا یہ بڑی رسالتی ہے۔

(حیات الصحابہ)

صدیق صدق ملت بینا کے ہیں امیں
صدیق راہ حق کے مسافر ہیں اولیں
صدیق غار ثور میں ساتھی حضور کے
صدیق جانثار نبوت پناہ دیں
سرمایہ ڈھیر کر دیا قدموں میں آپ کے
چھوڑی ہے گھر میں الفت محبوب عالمین
احسان پکا دیے سبھی کے حضور نے
بوکر کو ملے گا صدی یوم آخریں
وہ کوہ سار داش و حکمت فدائے حق
خاتم حضور ہیں تو ابوکر ہیں نہیں
اک ذرہ دیں میں ڈھیل گوار نہیں اسے
ہو ارادو یا ہو زکوٰۃ ستون دیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ احمد پیہاڑ پر جلوہ گر ہوئے تو احمد پیہاڑ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نہ لزوم کا بوسہ لے کر وجد میں آ کر) بلٹے لگا تو آپ نے فرمایا: اثابت احمد فانہا علیک نبی و صدیق و شہیدان اے احمد! خبر جا کیونکہ تجھ پر ایک تبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری ن ۲۴۰۰ مطبوعہ مصر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہما مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت خصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کو یہ دعا کرتے ہوئے ساکرتی

تحمی۔

اللهم ارزقنى تخلافی سبیلک ووفاة فی بلد نبیک قال قلت وانی
ذلك؟ قال ان الله یاتی با میرہ انی شاء

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرم اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقدس شہر میں وفات دے۔ میں نے کہا: یہ کس طرح ممکن ہے؟
فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنا حکم جس طرح چاہتا ہے جاری کرتا ہے۔

عن زید بن اسلم ان عمر بن الخطاب کاں یقول فی دعائے

اللهم انی استلک شهادة فی سبیلک ووفاة ببلدة رسولک

(اطبقات ابن سعدج ص ۲۳۱)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں مجھ سے تیرے راستے میں
شہادت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں
وفات کا متممی ہوں۔

خوف خدا کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر خوف خدا کا اس قدر غالب تھا کہ قرآن مجید کی
آیت سن کر بے ہوش ہو جاتے اور کئی کئی دنوں تک ان پر غشی کا دورہ پڑتا رہتا تھا یہاں تک
کہ لوگ ان کی عیادت (بیمار پری) کے لیے جایا کرتے تھے۔

ایک دن آپ نے ایک سکھ ہاتھ میں لے کر فرمایا: کاش میں بجائے عمر ہونے کے یہ
سکھ ہوتا۔ کبھی فرماتے: کاش میں کوئی قابل ذکر شخصیت نہ ہوتا۔ کبھی یہ کہتے: کاش عمر کی ماں
عمر کو ن جنتی۔ ایک مرتبہ خود ہی آپ نے سورۃ اذ الْقُسْس کی حمادوت کی اور جب وَإِذَا
الصُّحْفُ نُشَرَّثَ کی آیت پر پہنچے۔ یعنی جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے۔ تو
اس کو پڑھتے ہی ان پر اس قدر خوف الہی طاری ہو گیا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

ایک دن آپ گدھے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے اور کوئی آدمی اپنے گھر میں سورہ الطور پڑھ رہا تھا جب آپ نے ان عذاب رتبکَ توقع۔ کی آیت سنی تو گدھے سے اتر کر ایک دیوار سے تیک لگا کر دری تک بیٹھے رہے پھر گھر آ کر ایک مہینہ بیمار رہے اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے جاتے رہے گرنسی کو آپ کی بیماری کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۹۰)

مختلف آیات کے حوالے سے نماز کی حالت میں مختلف آیات پڑھ کر آپ کے بے ہوش ہونے یا قرات موقوف کر دینے کے بہت واقعات ہیں۔ جن میں سے کچھ آگے آئیں گے۔

بڑھاپے سے پا کر پیام فضا بھی نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی کوئی تیری غفلت کی ہے انجا بھی جوں تاکہ ہوش میں اپنے آ بھی جگہ بھی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

عبداللہ بن میثی کا بیان ہے کان فی وجہ عمر خطاط اسودان من البکاء خوف خدا سے روئے کے سب سے حضرت عمر کے چہرے (رخاروں) پر دوسیاہ لکھریں پڑھی تھیں (صلفۃ الصنوفۃ ج ۱ ص ۲۸۶) حضرت کعب اخبار نے حضرت عمر سے کہا ہم دنیا کے بادشاہ کے لئے آسان کے بادشاہ کی طرف سے (سخت محابہ) کا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: الامن حاسب نفسه۔ ہاں مگر جو اپنے آپ کا خود محابہ کرے (کیا اس کے لئے بھی؟) حضرت کعب نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تورات میں اس آیت کے بعد یہی آیت ہے فکبر عمر ثم خرساجدا۔ حضرت عمر نے عجیب کی اور سجدے میں گر گئے۔ (کنز ۱۲ ص ۵۴۵)

کر لیا جس نے خود حساب اپنا
اس کا پھر احساب کیا ہوگا

حضرت عمر نے اپنی شہادت کا اشارہ دے دیا

حضرت سعید بن ابی ہلال فرماتے ہیں: انہیں یہ خبر طی کہ حضرت عمر نے خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اما بعده ايها الناس اني اريت رويا لا اراها الا لحضور اجل
رایت ان دیکا احمد بن قرنی نقرتین فحد ثتها اسماء بنت
عبيس فحدثتني انه يقتلنى رجل من الاعاجم

(ابن معدن ۴۳۵ ص)

اے لوگو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت
قریب آگئی ہے۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مرد رنگ مرغ
نے (میرے شکم میں) دو چونچیں ماریں۔ میں نے اپنا یہ خواب اسماء بنت
عیسیٰ سے بیان کیا تو اس نے کہا: آپ کو عجمی شخص قتل کر دے گا۔

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ارکان حج سے فارغ ہو کر واپسی پکے مکرمه کے قریب مقام اٹھ میں مخہرے۔ یہ جگہ
شیب میں مکہ مکرمہ اور منی کے تقریباً درمیان ہے اسے محسب بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ
آپ نے اپنے اونٹ کو بھایا اور اپنی چادر بچھا کر اس پر خود بیٹھ گئے اور اونٹ کی پشت
سے ٹیک لگا کر آسان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا کی۔

اللهم كبرت سنى وضعفت قوتى وانتشرت رعيمتى فاقبضنى
اليك غير مضيم ولا مفر

اے اللہ! میں یوڑھا ہو گیا ہوں اور میں اب کمزور ہو گیا ہوں اور میری
رعیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اس سے قبل کہ مجھ سے فرائض خلافت میں قصور
ہو مجھے دنیا سے اٹھائے۔

قال سعید فما انسلاخ ذوالحجۃ حتی طعن۔ حضرت سعید فرماتے ہیں: آپ کی

یہ دعا قول ہوئی اور ابھی ماؤذ والجھ فتح بمحی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔

(تاریخ اخْلَفَاءُ میں ۲۱۰، بحوالہ حاکم و طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۲۲)

معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کے لئے کسی ولی عبد کا تقرر کروں تو یاد رکو: اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اس امر خلافت کو کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ موت تو میرے ساتھ ہے مگر دین خلافت کے ساتھ نہیں ہے۔ میرے بعد خلیفہ کا انتخاب ان چھ افراد کے مشورے سے ہونا چاہئے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رضا مند رہتے ہوئے جنت الفردوس تشریف لے گئے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۲۵ و تاریخ اخْلَفَاءُ میں ص ۲۱)

وہ چھ افراد یہ ہیں: حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین (امداد رک للحاکم ج ۲ ص ۹۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل کے بارے میں بتا دیا

زہری بیان کرتے ہیں: حضرت عمر نے فرمان جاری کیا ہوا تھا کہ باہر سے کوئی مشرک مدینہ میں داخل نہ ہونے پائے۔ ایک بار حاکم کو فحضت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا: یہاں ایک بہت ہی ہوشیار اور صنعتکار لڑکا موجود ہے جو کہ بڑھی لوبہار اور نقاش وغیرہ کے ہنس سے خوب واقف ہے اگر آپ فرمائیں تو میں اسے مدینہ شریف بھیج دوں تاکہ اہل مدینہ اس سے مستفید ہوں۔ آپ نے اسے مدینہ شریف آنے کی اجازت دیتے ہوئے لکھ بھیجا کہ اس کو یہاں بھیج دو۔ اس لڑکے کا نام فیروز اور کنیت ابوالولو لوٹھی جو کہ جموی تھا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دو درست روزانہ خراج (نیکس) عائد کر رکھا تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ انہوں نے مجھ پر بہت نیکس لگا رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کس قدر نیکس ہے؟ فیروز نے

جواب دیا: دو درہم روزانہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: تمہارا پیشہ کیا ہے؟ فیروز نے جواب دیا: تجارتی آہن گیری اور تراشی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان صنعتوں پر یہ نیکس زیادہ نہیں ہے۔ فیروز یہ جواب سن کر غصہ سے تملماً اٹھا اور دانت پیتا ہوا لوٹ آیا۔ چند روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیروز کو پھر بیلبا اور فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تم اسی چکی تیار کرتے ہو جو ہوا سے چلتی ہے؟ فیروز نے خمینی ٹوڑے جواب دیا: میں آپ کے لئے اسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو حضرت عمر نے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: پھر اسے گرفتار کر لینا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: قبل از وقت جرم کی نزاکتی ممکن ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

یہ لڑکا (ابولولو) دودھارا خبر (جس کا قبضہ درمیان میں تھا) آئیں میں چھپا کر صح سویرے مسجد کے ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ صیفی درست کرنے پر مامور تھے۔ جب صیفی سیدھی ہو جاتیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لاتے اور امامت فرماتے۔ حضرت عمر حسب معمول نماز کے لئے لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ وکان اذا دخل المسجد قام بين الصوف ثم قال استووا، فاذا استود اتقده فكبیر فلما كبر طعن۔ آپ کی عادت تھی کہ مسجد میں داخل ہو کر صنوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے: صیفی درست کرلو؛ صیفی برادر کر او۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھتے (مسئلے پر آ جاتے) چنانچہ حسب دستور آپ نے (اس روز بھی یہی عمل کیا اور اس کے بعد) اللہ اکابر کہہ کر نماز شروع کی ہی تھی کہ ابولولو جوئی دفعہ گھات سے نکلا اور آپ کے جسم مبارک پر پے در پے تین وار کیے ایک دار تاف کے پیچے پڑا۔ (بلقات ابن سعد ج ۳)

اس جان لیواز خم اور کربناک حالت میں آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو

امامت کے لئے ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں سے بٹھاں ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت عمر سامنے تڑپ رہے تھے۔ عمر و بن میمون انصاری کا بیان ہے کہ ابوالولو حضرت مخیرہ بن شعبہ کا غلام تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دو دھارے خبر سے شہید کیا۔ صفووں میں سے نکلتے بھاگتے ہوئے اس نے بارہ مرید افراد کو زخمی کر دیا۔ ان مجرموں میں سے چھ افراد انتقال کر گئے۔ اس حال میں کہ وہ اپنے اردو گرد افراد کو زخمی کر رہا تھا تو عبداللہ بن عوف نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور وہ کپڑے میں الجھ گیا۔ جب اس نے اپنے آپ کو محصور پایا تو خود کشی کر لی۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد میں مرقوم ہے:

فَاخْذَا بِاَلْوَلَوَةِ رُهْطَ مِنْ قَرِيْشَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْفٍ وَ الزَّهْرِي
وَهَاشِمٌ بْنُ عَتَّبَةَ بْنَ ابِي وَقَاصٍ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ فَطَرَح
عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْفٍ خَبِيْصَةً كَانَتْ عَلَيْهِ فَانْتَحَر
بِالْخَنْجَرِ حِينَ اَخْذَ (الطبقات لابن سعد ۴۲ ص ۳۴۷)

ابوالولو کو قریش کے ایک گروہ نے قابو کر لیا جن میں عبداللہ بن عوف زہری باشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور ایک شخص بنی سہم میں سے تھا۔ عبداللہ بن عوف نے اپنی چادر اس پر ڈال دی وہ اس میں الجھ گیا۔ جب اس نے محبوس کیا کہ میں محصور ہو گیا ہوں تو اپنے خبر سے خود کشی کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں اٹھا کر ان کی رہائش گاہ پر لا یا گیا۔ آپ نے مکان پر پہنچ کر سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ: میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا فیروز بھوی! آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور کہا: الحمد للہ میرا قاتل مسلمان نہیں ہے۔ طبیب بلا یا گیا اس نے نیند پلانی وہ زخموں کی راہ سے باہر نکل گئی۔ پھر دوبارہ پلانی وہ بھی اسی طرح خارج ہو گئی تو یہ حال دیکھ کر صحابہ کرام افسرده اور مایوس ہو گئے اور سمجھ گئے کہ آپ جانپرہ ہو سکیں گے۔

موت و حیات کی کلکش میں بھی نماز ادا ہوتی رہی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ موت و حیات کی کلکش میں خود بھی نماز ادا فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں: اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کر دی..... جیسا کہ ابن کثیر البدایہ میں رقمطراز ہے۔

فجعل يفيق ثم يغمى عليه ثم يذكرونه بالصلوة فيفيق
ويقول نعم ولا حظ في الإسلام لمن تركها ثم صلى في الوقت

(ابدایہ ۷ ص ۱۳۷)

آپ کبھی بے ہوش ہو جاتے تو کبھی ہوش میں آ جاتے۔ آپ کو ذرا ہوش آیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز یاد دلائی۔ فرمایا: ہاں! جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی کرہنا ک حالت میں اسی وقت نماز ادا فرمائی۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار

حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو اپنے قرض کی ادائیگی کی وصیت کے بعد فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور یہ نہ کہنا کہ امیر المؤمنین نے سلام کہا ہے کیونکہ اس دن میں امیر المؤمنین نہیں ہوں گا اور کہنا کہ عمر کی خواہش ہے کہ آپ اسے ان کے دو ساتھیوں (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ سلام عرض کیا اور پھر کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے اپنے دور فیقوں کے پاس (یعنی جبڑہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں) دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم! میں یہ مقام مقدس اپنے

لیے چاہتی تھی لیکن میں آج اپنے نفس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغام لے کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے پاس آئے تو قریب بیٹھے ہوئے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کے بیٹے عبداللہ آگے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھا لیا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا خبر لائے ہو؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے (آپ کی خواہش کی تکمیل ہو گئی ہے)

پہلوئے مصطفیٰ میں دفن ہونا میرے لیے سب سے اہم ہے

یہ خوشخبری بن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ میرے نزدیک کوئی چیز اہم نہ تھی۔ پھر فرمایا: بیٹے عبداللہ! خیال رکھنا جب میں فوت ہو جاؤں تو میری چار پائی اٹھا کر (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) دروازے پر لے جاتا (اور دوبارہ پھر عرض کرنا) کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تو مجھے اندر (روضہ رسول میں دفن کرنے کے لئے) داخل کر دیں اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو پھر مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ شاید خلافت کے رب کے سبب پہلے انہوں نے اجازت دے دی ہواں لیے اپنے صاحزادے کو وصیت فرمائی: مرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اجازت لی جائے۔ اگر اذن ہو تو خیر و نہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اس طرح وفات کے بعد بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ذرع و تقویٰ کا بدیع المثال نمونہ پیش کیا، پھر جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا، وہ وقت الہ اسلام کے لئے نہایت کر بنا ک تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے حسب وعدہ اپنے جھرے اور پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

خوش قسمت ملی فاروق کو وہ جا پس رحلت

جہاں اللہ کے محبوب حمو استراحت ہیں

آخری وقت، آخری کلمات

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آخری وقت حضرت عمر کے پاس تھا۔ آپ کا سر انور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی گود میں تھا اور آپ اس کو فرمائے تھے۔

ضم خدی بالارض قال فهل خدی والارض الاسواء؟ قال ضم
خدی لام لك فی الثانيه او فی الثالثه ثم شبک بین رجلیه
فسمعته يقول ویلی و ویل امی ان لم یغفر اللہ لی حتی
فاختت نفسه (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۰)

میرا چہرہ زمین پر رکھ دو آپ کے بیٹے نے کہا: کیا میری ران اور زمین برادر نہیں ہیں؟ فرمایا: تیری ماں نہ ہوتی میرا چہرہ زمین پر رکھ دے یہ آپ نے دوسروں یا تیسری بار فرمایا: پھر اپنے دونوں پاؤں آپس میں ملا لیئے۔ اس وقت میں نے سنا کہ آپ فرم رہے تھے: اے افسوس! ہائے افسوس! مجھ پر اور میری ماں پر اگر اللہ تعالیٰ نے میری بخشش نہ فرمائی، اسی حالت میں آپ کی روح پر واڑ کر گئی۔

غورو و فخر علامات ہیں جہالت کی

نشان بزرگی و عزت کا خاکساری ہے

وفات کے وقت آپ کی عمر تریس سال تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں: ۲۳ھ بروز بدھ ماہ ذی الحجه ہونے میں چاروں بائی تھے جب آپ کو زخمی کیا گیا اور ۲۴ھ کیم محرم الحرام بروز اتوار صح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔

(ملک اصلوہ ج ۱ ص ۲۹۱)

طبری کی روایت کے مطابق حضرت عمر بدھ کی رات فوت ہوئے جبکہ ذی الحجه کی

تمن راتیں باتی تھیں اور اگلے دن صبح کے وقت حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (ج ۵ ص ۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ بالصواب۔

جب اس بزم سے انٹھ گئے دوست اکثر اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے مظہر یہاں پر تیرا دل بھلتا ہے کیونکہ جگہ بھی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وفات کے بعد کا حال اور عظمت و شان

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری بڑی تمنا تھی کہ میں حضرت عمر کو خواب میں دیکھوں چنانچہ ایک سال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پہنچے صاف کرتے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں نے پوچھا: اے امیر المؤمنین آپ کا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے: میں نے ابھی ابھی حساب سے فرصت پائی ہے اور اگر میں نے اپنے رب کو رُف و رحیم ت پایا ہوتا تو میرے قدم ڈگمگا جاتے۔

(احیاء الاطمیع ج ۲ ص ۲۲۳)

یہ وہ عمر ہیں کہ جن کے بازے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: لوکاں بعدی نبی لکاں عمر ابن الخطاب (حاکم ن ۸۵ ص ۲۳) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ اللهم اشد الاسلام بعمر بن الخطاب (کنز ن ۱۲ ص ۵۲۸) اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ مضبوط کر دے۔ عقیل بن ابی طالب کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا: ان غضبک عزو رضاک حکم۔ تیری نار اُنکی عزت اور تیری رضا مندی حکم ہے۔ (ایمان ۳ ص ۵۵۵) جس کے اسلام لانے پر جریل ایمن نازل ہوئے اور عرض کیا: یا محمد استبشر اهل السماء بالسلام عمر (صلی اللہ علیہ وسلم) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عمر کے اسلام لانے پر اہل فلق خوشیاں منارتے ہیں۔ قال المشرکون الیوم انتصف القوم هنا۔ (مسدیک الحکیم)

ج ۲۳ ص ۸۵) مشرکین نے کہا: عمر کے اسلام لاتے کی وجہ سے ہماری جماعت (قوت) آدمی رہ گئی ہے۔ ابن مسعود نے کہا: ما زلنا اعزہ منذ اسلام عمر (بخاری) حضرت عمر اسلام لائے تو ہماری عزت بڑھ گئی۔ و قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم اشد امتی فی دین اللہ عمر۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری امت میں دین کے معاملہ میں سب سے ختم عمر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے زمین میں وزیر ہیں۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کے نزدیک ساعت و بصارت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان لی وزیران من اهل السباء و وزیران من اهل الارض فویزیر ای من اهل السباء جبریل و میکائیل و وزیرائی من اهل الارض ابو بکر و عمر و انہما السم و البصر۔ وقال ان الشیطان یفرق من عمر۔ حضرت عمر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (البداية والنهاية ج ۱ ص ۱۳۲)

جو اس امت کے محدث ہیں (بخاری عن ابن هریرہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا: من ابغض عمر فابغضتی ومن احب عمر فاحببنا۔ (کنز حرج ۱۵ ص ۵۹۶) جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے عمر سے بعض رکھا اس نے مجھ سے بعض رکھا۔ (تاریخ اخلاقنا للسیفی طبع اردو ص ۱۹۳)

وہ خوش قسمت ہے جسے فاروق اعظم سے محبت ہے

محبت اس سے ہے اللہ کی اس کے پیغمبر کی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: والله ان عمر لاحب الناس الی۔ اللہ کی قسم! عمر مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (کنز حرج ۱۲ ص ۵۹۵)

وہ عمر جس کے اعداء پر شید استقر

عن ابن مسعود قال ان اسلام عمر کان عزا و ان هجرته

کانت فتحا و نصرا و امارته كانت رحمة والله ما استطعنا ان

نصیح حول الیت ظاہرین حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر
قاتلهم حتی صلینا وانی لاحسب بین عینی عمر ملکا یسده
وانی لاحسب الشیطون یفرقه۔ (کنز ج ۱۲ ص ۵۹۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
اسلام لانا باعثِ عزت اور آپ کی (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) بھرت فتح
ونصرت کا سبب اور آپ کی خلافت نشان رحمت تھی۔ خدا کی قسم! ہم کھلم
کھلا بیت اللہ میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو
اللہ نے کفار کو ذلیل کر دیا اور ہم بیت اللہ میں نمازیں پڑھنے لگ گئے اور
میرا خیال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے سامنے
فرشتہ ہوتا تھا جو کہ ان کی رہنمائی کرتا اور میرا یہ بھی گمان ہے کہ شیطان
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

حضرت عمر کے دل میں خوف خدا کا عالم

عن انس بن مالک قال سمعت عمر بن الخطاب يوما
وخرجت معه حتى دخل حانطا فسعته يقول وبينه وبينه
جد اروهو في جوف الحائط امير المؤمنين والله لتنقين
الله اولى بعد بنك (کنز ج ۱۲ ص ۶۱۸)

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
ساتھ ایک باغ میں داخل ہوا، وہاں ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ ہمارے
درمیان ایک دیوار آگئی۔ دیوار کی دوسری طرف سے میں نے ناکہ امیر
المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے اس طرح مخاطب ہیں۔
اے عمر (رضی اللہ عنہ) تو اللہ سے ڈر جاورہ وہ تجھے عذاب میں گرفتار کر

دے گا۔

حضرت محمد بن متکل فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی میں یہ الفاظ نقش تھے۔ کفی بالموت داعطا یا عمر۔ اے عمر! موت ایک مکمل داعظ ہے۔ (کنز ۱۵، ص ۵۸۵) اسی کتاب کی ج ۱۲ ص ۲۲۰ پر حضرت عمر فاروق کی امید و رجا کی حالت کو یوں بیان کیا گیا۔ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ”اگر کوئی آسمان سے پکارے کہ اے لوگو! تم سب لوگوں میں سے صرف ایک شخص جنت میں جائے گا باقی سب دوزخ میں جائیں گے تو میں اللہ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا اور اگر یہ آواز آئے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوئے ایک کے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کو نماز تجد کے لئے اخْلایا کرتے تھے پھر یہ آیت تلاوت کرتے: وامر اهلك

بالصلوٰۃ واصطبر علیہا (ظ ۱۳۲ موطی امام بالک ما جاء فی صلوٰۃ ایل)

نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ رو تے رو تے پھکی بندھ جاتی۔ حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں یا وجود یک دُخْلِ خری صفت میں ہوتا تھا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت انہا اشکوا بشی وحزنی الی اللہ (یوسف ۸۶) میں اپنے غم و الم کی شکایت بس اپنے اللہ ہی سے کر رہا ہوں پڑھ کر اس قدر زور سے رو تے کہ میں رو نے کی آواز سنتا تھا (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا کبی الامام فی صلوٰۃ)

کنز العمال میں یہ روایت اس طرح ہے:

عن عبد الله بن شداد ابن الہاد قال سمعت نشیج عموانا فی
آخر الصفوف فی صلاة الصبح وهو يقرأ سورة يوسف حين
بلغ انما اشکوبشی وحزنی الی اللہ

(سورہ یوسف: ۸۶ کنز العمال جلد ۱ ص ۲۲۰)

حضرت عبد اللہ بن شداد بن الہاد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آخری صفحہ میں سنی جبکہ آپ نے صحیح کی نماز میں سورہ یوسف تلاوت فرمائی اور اس آیت پر پہنچے (انہا اشکوا بثی وحزنی الی اللہ)

ایک مرتبہ نماز جمعہ میں سورہ حکویر شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے علمت نفس ما احضرت۔ ہر کوئی جان لے گا جو اس نے آگے کے لئے بھیجا تو (شدت غم سے) قرات ختم کر دی۔ (کنز ج ۱۲ ص ۶۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں عالیشان محل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا حضور! آپ نے شبِ معراج جنت میں کیا دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر!

”لولیشت فیکم ما لبیث نوح فی قومه الف سنة (الاخسین عاما) احمد ثکم عبارایت فی العجنة لما فرغت منه“

اگر میں حضرت نوح کی طرح (چپاں کم) ہزار سال تم میں مقیم رہ کرو وہ بیان کروں جو جنت میں میں نے دیکھا ہے، تو اس سے فراغت نہیں ہو سکتی، لیکن اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے اصرار پر میں پکھ باتا ہوں۔ میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کی بنیاد جنت میں اور چوٹی عرشِ معلیٰ کے ساتھ ہے میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ درجہ خوبصورت محل جو آفتاب کی طرح روشن ہے کس کے لئے ہے اور اس میں کون مقیم ہو گا؟ ”قال یسكنها ويصيير اليها من يقول الحق ويهدى الى الحق واذ قيل له الحق لم يفصب ومات على الحق“ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اس قصر میں وہ شخص سکونت پذیر ہو گا جو ہمیشہ حق بوتا ہے اور حق پر چلتا ہے، اور جب حق نایا جاتا ہے وہ ناراض نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر جبریل سے دریافت فرمایا کہ ایسا خوش قسمت کون ہے؟ ”قال عمر بن الخطاب،

فشنق عمر شہقة فخر مغشیاً عليه الى الغد من تلك الساعة"۔ جریل
نے کہا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے متعلق یہ کلمات بشارت سن
کر زمین پر بے ہوش گزپڑے اور دوسرے روز تک بے ہوش ہو کر رہے۔

(کنز حج اس ۵۹۰-۵۹۱)

امیر المؤمنین نے اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کر دیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فکر آخرت کا ایک واقعہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ
ایک روز آپ راستے میں جا رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سر را ایک عورت سے
باتیں کر رہا تھا۔ آپ نے (یہ سمجھ کر یہ غیر عورت سے باتیں کر رہا ہے) اس کے ایک
درہ مار دیا۔ اس نے کہا: حضرت یہ تو میری بیوی ہے۔ اس سے باتیں کرنے پر آپ
نے مجھے کیوں سزا دی؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی ہی ہے مگر تم راستے میں کھڑے ہو
کر کیوں باتیں کر رہے ہو؟ جس سے مسلمان تمہاری طرف سے بے گمانی میں جتنا ہو
کر غنیمت کریں گے۔ اس نے کہا: ہم دونوں باہر سے آئے ہیں اور ابھی ابھی شہر میں
داخل ہوئے ہیں اور یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں قیام کریں؟

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس کو جو درہ مارا تھا
اس پر پیشہ ان ہوئے اور آخرت کے بدالے سے بچنے کے لئے اس سے کہا: اچھا تم اپنا
بدلے لو۔ اس نے کہا: میں نے معاف کیا۔ آپ نے بدله لینے پر اصرار کیا تو اس
نے پھر کہا: میں نے معاف کیا یہاں تک کہ جب تین بار اس نے معاف کر دیا ہے
آپ کا دو مطمئن ہوا اور آپ نے اسے جزاک اللہ کی دعا دی۔ (سیرت غفارانے راشدین)
ایسا کیوں نہ ہو؟

حضرت عمر کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب کعب پر جا کر مل جاتا ہے اس پر سب
کا اجماع ہے کہ سب سے پہلے امیر المؤمنین آپ ہی کھلائے۔ کثرت علم و فور داشت
تو قوی و تواضع، زہد و قاعات، حق گوئی و حق پرستی، عدل و انصاف، مسلمانوں پر لطف و کرم

اور ایک سنت میں آپ درجہ متاز رکھتے تھے..... آپ کے دستخوان پر ایک وقت دو سالن نہیں ہوتے تھے۔ خصہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف مختدرا شور باڑھایا اور اس کے اوپر روغن زینتون ڈال دیا تو فرمایا: ایک برتن دوسالن؟ لہذا میں نہیں کھاؤں گا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے کرتہ میں چودہ پیوند ہیں، آپ کے تہبند میں چڑے کا ایک پیوند تھا۔ آپ کی دعا تھی کہ اے اللہ! تو مجھے شہادت نصیب فرم اور اپنے صیب پاک کے شہر میں وفات عطا فرم اچنا پچھ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی، آپ کو شرف شہادت بھی ملا اور سید کوئین کے شہر میں وفات ہوئی۔ مزید یہ کہ آپ حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں آسوہ خاک ہوئے۔

خود سر اپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام
تجھ کو اس ظلت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے
حق نے کر دیں دھری دھری خدمتیں تیرے پر د
خود ترپنا ہی نہیں اور وہ کو ترپانا بھی ہے

حضرت عمر کا غصہ، قرآن کی تلاوت، یادِ الہی اور خوف خدا سے محندا ہوجتا

☆ عن اسلم قال بلال یا اسلم کیف تجدون عمر؟ فقلت
خیر الناس الا انه اذا غصب فهوامر عظيم فقال بلال لو كنت
عندك اذا غصب قرات عليه القران حتى يذهب غضبه

(کنز ۱۲ ص ۶۳۳)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہیں؟ اسلم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ لوگوں میں بہت اچھے ہیں لیکن جب غضبناک ہوتے ہیں تو اس وقت بہت عظیم معاملہ بن جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جس وقت آپ کے پاس ہوتا ہوں اور آپ کو غصہ آتا ہے تو میں قرآن

پڑھنا شروع کر دیتا ہوں آپ کا غصہ مختندا ہو جاتا ہے۔

☆ عن ابن عمر قال مارايت عمر غصب قط فذكر الله عنده او خوف او قرا عنده انسان اية من القرآن الاوقف عما كان
یورید (ابن سعد ج ۳ ص ۳۰۹)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کسی معاملہ میں جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طیش آیا اور کسی نے ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا یا انہیں (اللہ سے) ڈرایا گیا یا کسی آدمی نے اس وقت قرآن سے کوئی آیت تلاوت کر دی۔ بس اسی وقت آپ رُک جاتے اور آپ کا غصہ مختندا ہو جاتا۔

☆ عن عبید بن عمر قال صلی بنا عمر الخطاب سورة صلاة الفجر فافتتح سورة یوسف فقرأها حتى اذا بلغ وايضاً عيناه من الحزن فهو كظيم. بکی حتى انقطع فركم
(کنز الحجاج ص ۵۸۹)

عبدیں بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں صحیح کی نماز پڑھائی۔ آپ نے سورہ یوسف کی تلاوت شروع کی جس وقت یہاں پہنچے وایضاً عیناه من الحزن فهو كظيم۔ تو بے اختیار روپڑے اور اس قدر روئے کہ قرات ختم کر کے مجبوراً رکوع میں چلے گئے۔

قیامت کے مواخذے کا کھنکا

☆ عن عبد الله بن عمر قال كان عمر بن الخطاب يقول لومات جدي بطفل الفرات لخشيته ان يحاسب الله به عمر عبد الله بن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر بکری کا ایک بچہ فرات کے کنارے مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ عمر سے کرے۔

☆ و عن عبد الله بن عامر قال رأيتم عبد بن الخطاب أخذت بنة من الأرض فقال ليتنى لم أخلق لبيت امى لم تلدنى ليتنى لم اكن شيئاً ليتنى كنت نسياً منسياً

(صلوات الصفاۃ علیہما السلام ص ۲۸۵)

عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمین سے ایک سنکھ اٹھایا اور فرمایا: اے کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ بختی۔ میں کوئی چیز نہ ہوتا۔ کاش میں بھول بھلا دیا جاتا۔

ہے رہتا جن کے دل میں احتساب حشر کا کھکھا

عن عروة عن عامل لعمر کان على اذرءات قال قدم علينا عمر بن الخطاب اذا عليه قبص من كربليس فاعطانيه فقال اغسله وارقه فغسلته ورقعته ثم قطعت عليه قبصاً قبطياً فاتيته بهما فقلت هذا قبصك وهذا قبص قطعته عليه لتلبسه فبسه فوجده لينا فقال لاحاجة لنا فيه هذا انشف للعرق منه (کنز ج ۱۴۲ ص ۶۲۳)

حضرت عروہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کھیتوں پر عامل مقرر تھے بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے سوت کا قبص پہننا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے وہ قبص دھونے اور پیوند لگانے کے لیے دیا تو میں نے اسے دھو دیا اور پیوند لگادیا۔ پھر میں نے ان کیلئے قبطی کپڑے کا قبص بنایا اور دونوں ان کے پاس لے کر آیا۔ میں نے

عرض کی: یہ تو آپ کا سابق قیص ہے لیکن یہ قیص میں نے اس قیص کے مطابق بنایا ہے تاکہ آپ پہنیں۔ آپ نے اس کو ہاتھ لگایا تو نرم تھا۔ فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ میرا یہ پہلا قیص اس دوسرے قیص کی نسبت زیادہ پسند جذب کرنے والا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی گواہی

عن الحسن رضی اللہ عنہ ان عمر دخل علی رجل فاستسقاء
وهو عطشان فاتاہ بعل فقال ما هذا؟ قال عسل قال والله
لاریكون فيما احاسب به يوم القيمة (کنزج ۱۲ ص ۲۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے اور آپ اس وقت پیا سے تھے۔ اس سے پانی طلب کیا تو اس نے شہد پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم میں ایسی چیز استعمال نہیں کروں گا کہ قیامت کے دن مجھے اس کا حساب دینا پڑے۔

پہنچتے ہیں بہت اچھانے کھاتے ہیں بہت اچھا
ہے رہتا جن کے دل میں احساب حشر کا کھکھا!

حضرت عمر کی دنیا سے بے رغبتی

آپ نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب کیا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا۔ فرمایا: بے شک یہ عده چیز ہے لیکن میں چونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگوں کے متعلق دل چاہی چیزوں میں پڑنے کی نہ مت پڑھ چکا ہوں (اس لیے) اس کو نہیں پیئں گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها

(پ ۶۶ الاحقاف)

تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو اپنے کام میں لا چکے۔

لہذا مجھے اس بات کا ذر ہے کہ کہیں اس کے پینے سے آخرت کی لذتوں سے محروم نہ کر دیا جاؤں اور دنیا میں جو نیکیاں کی جیں ان کے بدلتے میں بھی دنیا کی لذتیں مل جائیں اور آخرت میں محرومی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا اور ہرگز نہ پیا۔ (مک浩ۃ الشرف)

تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے والد (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے والد صاحب نے تمہارے والد صاحب سے یہ کہا تھا کہ ”اے ابو موسیٰ! کیا یہ بات تم کو پسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارا مسلمان ہوتا اور آپ کے ساتھ ہجرت اور جہاد کرتا اور ان کے علاوہ اور بھی جو سارے عمل ہم نے کئے ان - ب کا ثواب تو ہم کوں جائے اور جو عمل ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئے ہیں ان پر کوئی اجر نہ ملے نہ کپڑا ہو؟“ یہ سن کر تمہارے والد (حضرت ابو موسیٰ نے) میرے والد صاحب سے کہا: تمہاری یہ بات مجھے تو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کئے ہیں اور غمازیں پڑھی ہیں اور روزے رنگے ہیں اور بہت سارے نیک عمل کئے ہیں، ہمارے ہاتھوں پر بکثرت لوگ ایمان لائے ہیں اور یقیناً ہم ان سب اعمال کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

یہ سن کر میرے والد صاحب نے اپنے متعلق فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے

قبضے میں میری جان ہے میں تو اس پر خوش ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے اعمال کا تو ہم کو اجر مل جائے اور جو اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان پر کپڑا بھی نہ ہو اور اجر بھی نہ ملے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم! تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے کہ اپنے اعمال کو کھوٹا سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے تھے اور ان پر ثواب ملنے کی تو کیا امید رکھتے اس کو ہی بہت غنیمت سمجھ رہے تھے کہ ان پر گرفت ہی نہ رہو۔ (بخاری شریف)

فلکِ آخرت کے بارے میں حضرت عمر کے اقوالِ زریں

ودایعہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لاتكلم فيما لا يعنیك واعرف عدوك واحذر صديقك الا
الامين والامين يخشى الله ولا تاش مع الفاجر فيعملك من
فجوره ولا يطلعه على سرك ولا تشاور في امرك الا الذين

يخشون الله عزوجل (منہ: الملوکہ ۱، ص ۲۸۶-۲۸۷)

ایسا کلام نہ کر جس کا تجھے فائدہ نہ ہو اپنے دشمن کو پچھاں اور دوست سے احتیاط رکھ مگر وہ جو امین ہے اور امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور فاجر (خدا کے نافرمان) سے میل جوں نہ رکھ کیونکہ وہ اپنا فجور تمہیں سکھا دے گا (اور تو بھی اس کی طرح اللہ کا نافرمان ہو جائے گا) اسے اپنے راز سے آگاہ نہ کرنا ہی اپنے کسی کام میں اس سے مشورہ لے ہاں مگر وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں (ان سے مشورہ لے)۔

ایک فاجر سے محبت تیری
دونوں عالم میں ہے ذلت تیری

☆ عن ثابت بن الحجاج قال قال عبد الله سبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسكم قبل ان توزنوا فانه اهون عليكم في الحساب غدا ان تحاسبوا انفسكم اليوم تزيينو للعرض الاكبر يومئذ تعرضون لا تحفي منكم خافية

(الحادي عشر)

ثابت بن جحاج سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرمایا کرتے: تم حساب ہونے سے قبل اپنا حساب کرلو اور وزن ہونے سے پہلے اپنا وزن کرلو۔ کل (قیامت کے دن) حساب ہونے سے پہلے آج اپنا خود حساب کرنا زیادہ آسان ہے۔ (محشر میں) بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلو جس دن تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔

دل کی موت کیا ہے؟

عن الاحنف قال لى عبد بن الخطاب يا احنف من كثـر ضـحـكـه قـلـتـ هـيـبـتـه وـمـنـ مـزـعـ استـخـفـ بـه وـمـنـ كـثـرـ منـ شـءـ عـرـفـ بـه وـمـنـ كـثـرـ كـلامـه كـثـرـ سـقطـه وـمـنـ كـثـرـ سـقطـه قـلـ حـيـاـهـ وـمـنـ قـلـ حـيـاـهـ قـلـ وـرـعـهـ وـمـنـ قـلـ وـرـعـهـ مـاتـ قـلـهـ حضرت احنف رضي اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر رضي اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا: جوزیادہ ہوتا ہے اس کا رب کم ہو جاتا ہے اور جس میں جو وصف زیادہ ہوتا ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے اور کوئی جس قدر کلام کرتا ہے اسی قدر اغلاط زیادہ کرتا ہے اور اس کی حیا کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کا تقوی کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقوی کم ہو جاتا ہے اس کا دل مر جاتا ہے۔

روتا خوف خدا سے بہتر ہے
ہنسا کشش سے موت ہے دل کی

☆ قال عمر رضي الله عنه البحور اربعه الهوي بحر
الذنوب والنفس بحر الشهوات والموت بحر الاعمار والقبر
بحر الندامت (منهاج)

حضرت عمر رضي الله عنہ فرماتے ہیں: سمندر چار ہیں۔ (۱) خواہش نفس گناہوں کا
سمندر ہے۔ (۲) نفس انسانی خواہشات کا سمندر ہے۔ (۳) موت زندگیوں کا سمندر
ہے۔ (۴) اور قبر پیمانتوں کا سمندر ہے۔

موت اعمار کا سمندر ہے قبر دریائے حضرت و افسوس

محاسبہ نفس اور خوف خدا کے موضوع پر حضرت عمر کے خطبات کا خلاصہ

حضرت سیف بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضي الله عنہ نے جابیہ میں ایک بلغ
اور طویل خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کرو تھہار اخاہر تھیک
ہو جائے گا۔ تم آخرت کے لئے عمل کرو یہ تمہارے دنیا کے کاموں کے لئے کافی ہو
جائے گا اور تم چانلو کہ کسی شخص اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی باپ زندہ
نہیں رہا اور نہ کسی انسان اور اللہ کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ
اسے جنت کا راست مل جائے اسے چاہئے کہ جماعت کو لازم پکڑ لے اس لیے کہ
شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے۔ البتہ دو سے (یعنی جماعت سے) دور ہوتا ہے اور
کوئی شخص کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تہائی میں نہ بیٹھے اس لیے کہ ان دو کے ساتھ
تیرا شیطان لگا ہوا ہے اور جس شخص کو اس کا بھلا کام اچھا لگے اور برآ کام اسے تکلیف
دے تو وہ مومن ہے۔

☆ تاریخ ابن جریر میں ہے کہ حضرت عمر رضي الله عنہ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ
کی حمد و شا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! بعض لاچ

میں جگلی ہے اور بعض ناامیدی دولت اور بیشک تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھاتے نہیں اور ان چیزوں کی امید کرتے ہو جن کو پاتے نہیں اور تم اس حیات تاپائیدار کے فریب میں مدت مقررہ تک بتلا رہ سکتے ہو اے لوگو! اپنی عاقبت سنوارلو۔ اپنے اعمال کی اصلاح کرو اور اللہ سے ڈر جو تمہارا رب ہے..... اور اپنی عورتوں کو قیاطی کپڑا نہ پہناؤ (یہ سفید باریک ملک کی قسم کا کپڑا ہے) اگرچہ اس سے جسم صاف ظاہر نہیں ہوتا لیکن یہ جسم کا وصف ضرور بیان کر دیتا ہے۔ اے لوگو! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں برادر سرا برنجات پا جاؤں۔ نہ اس (خلافت) سے میرے لیے نفع ہو اور نہ مجھے کوئی اس سے نقصان پہنچے شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔

(تاریخ طبری ج ۴، ص ۲۸۲)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں بیان فرماتے ہیں: تم میں سے وہ آدمی نجات پا گیا جو خواہش اور غصہ اور لالج سے محفوظ رہا اور راست گوئی سے کام لیا۔ بیشک صحائی بھلانی کی طرف لے جانے والی ہے اور جھوٹ بولنے والا آدمی فاجر ہے اور فاجر آدمی ضرور ہلاک ہو کر رہے گا۔ تم اپنے آپ کو فنور سے بچاؤ۔ اس انسان کے لئے فنور مناسب نہیں جو خاک سے پیدا کیا گیا اور خاک میں ہتھی مل جائے گا وہ آج اگر زندہ ہے تو کل مردہ ہو گا ہر روز کا عمل اسی روز کرو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ (بیانی)

☆ حضرت ابن زیبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اپنے خطبہ میں دہراتے ہیں "جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا"۔ (مسند احمد)

☆ حضرت سلیمان بن یاسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نقطہ سالی کے زمانے میں (جیسے رہا کہتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا: اے لوگو! اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر و اور اس چیز میں اللہ پاک سے ڈر جو لوگوں پر

تمہارے بارے میں پوچشیدہ ہے، مراد اعمال باطن ہیں۔ (نیت و ارادہ قلبی) میںک مجھے تمہارے ساتھ آزمایا گیا ہے اور تمہیں میرے ساتھ آزمایا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مجھ پر ہے تم پر نہیں یا تم پر ہے۔ مجھ پر نہیں یا ہم دونوں پر ہے۔ آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی اصلاح فرمائے اور ہم پر رحم فرمائے اور اس قحط سالی کے عذاب کو ہم سے اٹھا لے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آج کے دن دیکھا گیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اونچا کئے ہوئے تھے اور اللہ سے دعا کر رہے تھے اور لوگوں نے بھی اللہ سے دعا کی۔ تھوڑی دیر تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی روئے اور لوگ بھی روئے اس کے بعد منبر سے اتر آئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

☆ حضرت دینوری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! لوگ تجھے تیرے نفس سے بے پرواہ نہ کریں اس لیے کہ تیرے عمل کا انجام تیری ہی طرف لوٹے گا لوگوں کی طرف نہیں اور اپنے شب و روز لہو و لعب یعنی غفلت میں ضائع نہ کرو اس لیے کہ تو جو بھی عمل کرتا ہے وہ لکھا جا رہا ہے اور چب کوئی تجھ سے برائی ہو جائے تو فوراً نیکی بھی کر لے۔ میں کوئی کام بھی جلدی اور زیادہ ضروری نہیں سمجھتا جتنا کہ جدید نیکی کو سمجھتا ہوں جو کہ قدیم گناہ کے بعد کی جائے۔ (الاصابہ ن ۲۶۲ ص ۲۶۲)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جس سے تجھے تکلیف پہنچے اس سے الگ ہو جا اور اپنے نیک آدمی کی قربت حاصل کرو اور بھلے دوست کو تو کم پائے گا اور اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کا مشورہ لیا کر۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۲۰۸)

☆ حضرت سعید بن میتب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو تہمت کے لئے پیش کیا اگر کوئی اس کے ساتھ بدگمانی کرے تو رنج نہیں ہوتا چاہئے۔ سچے بھائیوں کی رفاقت نہ چھوڑ۔ اور ان کی محافظت کرو، آسانی کے وقت وہ تیری زیست ہوں گے اور مصیبت کے وقت وہ تیرے

کام آئیں گے تو سچائی کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ جو چیز ممکن نہیں اس کا سوال نہ کر۔ اس لیے کہ جو موجود ہے مشغله کے لئے وہی کافی ہے اس چیز سے جو نہیں ہے اور اس آدمی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کر جو تیری کامیابی کو پسند نہیں کرتا۔ فیرو فساق کے ساتھ اتحاد بیٹھنا ترک کر دے اس لیے کہ ان سے تو برے کام سکھے گا۔ جھوٹی قسموں کو معمولی نہ سمجھا اس لیے کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دیگا اور اپنے دشمن سے دور رہ اور اپنے دوست سے ڈرتا رہ مگر امین یعنی دیانت دار دوست سے امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور قبروں کے نزدیک خشوٰع اختیار کر اور عبادت کے وقت ذلت اختیار کر اور معصیت کے وقت اللہ سے پناہ طلب کر اور اپنے کام میں ان لوگوں سے مشورہ حاصل کر جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما يخشى الله من عباده العلماء (فاطر ۲۸)

الله کے بندوں میں سے اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور لوگ ان سے ڈرتے ہیں

فاروق اعظم نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ہیں جو باطل کو منادیتے ہیں اس طرح پر کہ باطل بات کو چھوڑ دیتے ہیں اور حق کو زندہ کرتے ہیں اس کا تذکرہ کر کے اللہ کی طرف راغب ہیں تو لوگ ان کی طرف راغب کئے گئے۔ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تو لوگ ان سے ڈرتے ہیں۔ وہ یقین کے ساتھ وہ باتیں دیکھ لیتے ہیں جس کو انہوں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے اور اس کو ایسی چیز کے ساتھ مر بوط کر لیتے ہیں جس کو وہ بھولتے ہیں۔ اللہ کے ڈرنے انہیں ہر کام سے چھڑا لیا ہے۔ پس ان لوگوں نے ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جوان سے کٹ جانے والی ہے اس چیز کے لئے جوان کے لئے باقی رہنے والی ہے۔ زندگی ان کے لئے نعمت ہے اور موت ان کے لئے کرامت ہے۔ حوریمیں ان کی حلقہِ زوجیت میں آچکی ہے اور ہمیشہ رہنے والے غلاموں (یعنی جنت کے غلام) کو اپنا خادم بنالیا ہے۔ (حدیۃ الہلیاء: ۵۵)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کتابوں کا مخزن ہن جاؤ اور علوم کا معدن! اور اللہ سے ہر دن کے رزق کا سوال ہر دن کر لیا کرو اور فرمایا: توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو اس لیے کہ ان کے دل ہر چیز سے نرم ہیں۔ (کنز ج ۸ ص ۱۵)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا وہ اللہ کی ناراضی سے بچ جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ جس (ناپسندیدہ) چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے ڈر کی وجہ سے نہیں کرتا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جیسا تو دیکھ رہا ہے اس کے خلاف ہوتا۔ (کنز اعمال ج ۸ ص ۲۳۵)

☆ خرائطی وغیرہ کی روایت میں (آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد) ہے کہ جس نے لوگوں کے لئے اپنے نفس سے بدلتا ہوا اپنے کام میں کامیاب ہوا۔ عبادت میں تواضع اختیار کرنا بھلائی سے زیادہ قریب ہے یہ نسبت اس عزت کے جو معصیت کے ذریعہ حاصل ہو۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

فضیلت کا معیار تقویٰ ہے

مالک سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے (جو فرمان فاروق عظیم ہے) آدمی کا کرم اس کا تقویٰ ہے اور آدمی کا دین اس کے لئے حسب اور اس کے لئے مردود ہے اور بہادری و بزدیلی آدمیوں میں طبعی ہاتھی ہیں۔ لہذا بہادر آدمی ہر اس شخص کی جانب سے لڑتا ہے جس کو وہ جانتا ہے اور جس کو نہیں جانتا ہے اور بزدیل آدمی اپنے ماں باپ کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے تو فارسی اور بھی اور بسطی سے زیادہ بھلانہیں ہو سکتے مگر تقویٰ کے ذریعہ۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

☆ حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو تکھا کہ فہم و دانائی کا سن و سال کی کمی و بیشی سے تعلق نہیں یہ اللہ کا عطیہ ہے جسے مناسب سمجھتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اپنے آپ کو تم کہنے کاموں اور برے اخلاق سے بچاؤ۔ (کنز ج ۸ ص ۲۳۵)

اپنے بیٹے اور افراد کو وصیت و نصیحت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اما بعد! میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص اللہ سے ڈرا اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی اور جس نے اللہ پر بخوبی کیا اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور جس نے اللہ کے ساتھ قرض کا معاملہ کیا (یعنی اس کی عبادت کی) اللہ اس کو جزا دے گا اور جس نے شکر کیا اللہ اسے زیادہ دے گا۔ تقویٰ تمہاری زندگانی کا نصب امین ہونا چاہئے اور تمہارے اعمال کا ستون اور تمہارے دل کے لئے اجالاً بیٹک اس شخص کا عمل مقبول نہیں جس کے لئے نیت نہیں اور اس شخص کے لئے مال نہیں جس کے لئے نرمی نہیں اور اس شخص کے لئے نیا نہیں جس کے لئے پرانا نہیں۔ (اسے نئے کی کیا قدر جس نے پرانا پہنچاہی نہ ہو) (کنز الصیہن ۲۰۸)

جعفر بن زرقلان بیان کرتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت عمل کی طرف لکھا "آسانی کے وقت اپنے نفس کا ماحاسبہ کیا کرو؛ اس سے پہلے کوئی کوئی کے ساتھ حساب لیا جائے اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا حساب کیا اس سے پہلے کہ حساب کی کوئی میں بتلا کیا جائے اسے خوشنودی باری تعالیٰ کی نعمت غیر مرقبہ نصیب ہوگی اور لوگ اس پر بیٹک کریں گے اور جس شخص کو اس کی زندگی نے لیہوا لعب میں بتلا کر دیا اور وہ اپنے معاصی میں گرفتار رہا اس کا آخری انجام ندامت و حرست ہو گا۔ تجھے جس چیز کے ساتھ نصیحت کی جا رہی ہے اس سے نصیحت پکڑتا کہ تو اس چیز سے رک جائے جس سے تجھے روکا جا رہا ہے۔

(کنز الصیہن ۲۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت قیادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احمد پہاڑ پر جلوہ گرتے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم

بھی تھے یا کہ احمد پیارہ کا پنچے لگا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اسکن احد اظنه ضربہ بر جلدہ فلیس علیک اللائی و صدیق

(وشهیدان) (بخاری کتاب الصاقب)

اے احد! تھہر جا، حضرت اُس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنا قدم مبارک احد پر مارا (اور فرمایا) تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید (حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما)

کو و احد تھہر تھہر جنیش سے اجتناب

صدیق و دو شہید ہیں ہمراہ مصطفیٰ

(صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہما)

☆ دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان کو اس طرح جنت کی

بشارت دی کہ فرمایا: من یحفر بذر و مدة فللہ الجنة۔ جو بزر رومہ کا کنوں
خودے اس کے لئے جنت ہے۔ فحفرہا عثمان حضرت عثمان نے کھدا دیا۔
مجھز جیش العسرا۔ جو شگفتہ فوج کا (غزوہ توبک کے لئے) سامان تیار
کرے اس کے لئے جنت ہے۔ مجھزہ عثمان حضرت عثمان نے یہ کام بھی کر دیا۔
(بخاری کتاب الصاقب)

☆ حضرت اُس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: من وسع لنا فی

مسجدنا هذا بنى الله له بيتا في الجنة فاشترى عثمان فوسع به في
المسجد۔ جس نے ہمارے لیے اس مسجد (نبوی) کی توسعہ کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے
جنت میں محل بنائے گا؟ چنانچہ حضرت عثمان نے جگہ خرید کر مسجد نبوی کو توسعہ کر دیا۔

(کنز ۱۳ ص ۶۲)

حضرت عثمان نے خود بتاویا کہ میں آج شہید کر دیا جاؤں گا

حضرت بشیر بن حملت فرماتے ہیں: (شہادت کے دن میں حضرت عثمان رضی اللہ

عنه کے پاس آیا تو آپ نے مجھے فرمایا:

الا اراني الامقتو لا في يومي هذا فقلت له قيل لك فيه بشيء؟
قال ولكن سهرت هذه الليلة فلما كان عند الصبح رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر فقال نبي الله
صلى الله عليه وسلم الحقنا ولا تحبسنا فانا ننتظرك فقتل
من يومه ذلك (کنز جلد ۲ ص ۸۳)

آج میں شہید کر دیا جاؤں گا، میں نے کہا: آپ کو اس بارے میں کچھ معلوم ہوا
ہے؟ فرمایا: میں آج رات بحر بیدار ہا، صبح کے وقت نیند آگئی تو خواب میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم سے آملاوب رکونیں! ہم تمہاری انتظار کر رہے ہیں۔
چنانچہ آپ اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

☆ عن ابن عمران عثمان اشرف عليهم فقال إنني رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال يا عثمان
إنك تفتر عنينا الليلة فاصب صائمًا وقت من يومه (ابن عثيمين)
ابن عمر رضي الله عنهم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضي الله عنہ نے
(بحالت محاصرہ آخری روز) ان (محاصرین) کی طرف جھائٹا اور
فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے
اور آپ نے مجھے فرمایا: اے عثمان! تم آج رات ہمارے پاس روزہ
افطار کرو گے۔ چنانچہ آپ اس روز روزے سے تھے اور اسی روز شہید
ہو گئے۔

بحال روزہ تھے اور قرآن کی تلاوت میں منہک تھے
عطای کیا خلعت شہادت خدا نے اس پیکر خیا کو

قرآن پڑھتے ہوئے شہید کر دیئے گئے

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان تقتل و انت مظلوم و ت قطر قطرا من دملک علی فسیکفیکهم اللہ قال فانها الی الساعة لفی المصحف
(اسد الغاب فی مرآۃ الصحابة ج ۳ ص ۲۸۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تمہیں مظلوم قتل کیا جائے گا اور تمہارے خون کے قطرات اس آیت پر گریں گے (جس کا ترجمہ یہ ہے پس اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہے ان سے یعنی تیرے و شنون سے اللہ خود ہی نمٹ لے گا) راوی کہتے ہیں کہ خون کے نشان اب تک اس قرآن کریم پر موجود ہیں (جو آپ اس وقت حلاوت فرمائے تھے)

فسیکفیکهم اللہ زبان پر آیا اللہ اللہ ای آیت پر گرا خون شہید

آزمائشوں پر صبر کرنے والے حضرت عثمان

عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذك

ستبقلی بعدي فلا تقاتلن (کنز ۱۲ ص ۱۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم میرے بعد عنقریب آزمائش میں جتنا کے جاؤ گے (صبر سے کام لینا) (باغیوں سے) مقابلہ نہیں کرنا۔

ابو سہلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں:

قتلت لعثمان یوم الدیار قاتل یا امیر المؤمنین قال لا والله لا
قاتل قد وعدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصرافاً فاما

صابر علیہ (ایتا)

میں نے محاصرے کے دن حضرت عثمان سے عرض کیا: آپ باغیوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: خدا کی قسم! میں ان سے نہیں لڑوں گا اس لیے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعدہ لیا ہے میں اس پر صبر کروں گا۔

زہد و روع و قناعت کا پیکر، حضرت عثمان

عن یونس ان الحسن سئل عن القائلین فی المسجد فقال رأیت عثمان ابن عفان یقیل فی المسجد وهو یومئذ خلیفة و یقوم واثر الحصی بجنبه قال فنقول هذا امیر المؤمنین هذا امیر المؤمنین (رواہ اندر)

حضرت یونس سے روایت ہے کہ مسجد میں دو پہر کو سونے والوں یعنی قیلول کرنے والوں کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گی تو آپ نے بتایا کہ میں نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلول فرماتے تھے اور وہ اس وقت خلیفہ تھے اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو آپ کے پہلو پر (مسجد کی) کنکریوں کے نشان ہوتے ہم آپس میں کہتے یہ امیر المؤمنین ہیں دیکھو یہ امیر المؤمنین ہیں۔

☆ وعنه قال رأیت عثمان قائنا فی المسجد درداء ه تحت راسه فيجيء الرجل فيجلس اليه ثم يجيء الرجل فيجلس اليه كأنه احدهم

اور انہیں (یونس) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا (بجائے تکلیف) آپ کے سر کے نیچے آپ کی چادر رکھی ہوئی تھی اس حال میں ایک شخص آتا ہے اور آپ کے قریب میٹھے جاتا

ہے پھر دوسرا آتا ہے تو وہ بھی آپ کے پاس بیٹھ جاتا ہے (اس قدر بے تکلفی) گویا کہ آپ انہیں میں سے ایک شخص تھے۔

☆ عن شرجیل بن مسلم ان عثمان کان یطعم الناس طعام الامارة ويدخل بيته فيأكل الخل والزيت
شرجیل بن مسلم بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو دارالامارت سے (بہترین) کھانا کھلاتے اور اپنے گھر جا کر خود سرکہ اور زیتون تناول فرماتے۔

بارگاہ رسالت میں حضرت عثمان کا مقام

عن علی قال سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول لو كان لي أربعون بنتاً لزوجت عثمان واحدة بعد واحدة حتى لا تبقى منهن واحدة (کنز حکایت ۲۲ ص ۶۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں ایک کے بعد دوسروی کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی لڑکی باقی نہ رہتی۔

جن کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ن سے فرشتے ہیا کرتے ہیں، جنہیں بارہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سے نوازا اور جنہیں آپ نے فرمایا: ان اللہ کسکا یوما سر بالا فان ارادک المนาقوں علی خلعہ فلا تخلعه لظالم (ابن حماد حکایت ۲۲ ص ۶۲) اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قیص پہنائے گا۔ منافقین اسے اتارنے کی کوشش کریں گے تو تم اسے کسی ظالم کے لئے ہرگز نہ اتارنا۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان ان اللہ مقیصک قیصما فان ارادک

المنفقوں علی خلعه فلا تخلعه (المدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۰۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قیص (خلافت) پہنانے والا ہے۔ اگر منافقین اسے اتارنا چاہیں تو تم ہر گز نہ اتارنا۔

بشرہ بالجنة وعدہ من اہل الجنۃ و شهد له بالشهادۃ وقال
لکل نبی رفیق و رفیقی فی الجنة عثمان (۳۶۲ مص ۲۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی اور انہیں اہل جنت میں شمار کیا اور فرمایا: ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی جنت میں عثمان ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت

اور یہ وصیت آپ کی شہادت کے بعد ایک مغلول صندوق سے برآمد ہوئی جس میں لکھا ہوا تھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بے شک جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو (قیامت کے دن) ان کی قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ کا بھی خلاف نہیں کرے گا۔ اسی (عقیدہ) پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے اور اسی پر قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ انشاء اللہ

عن العلی بن الفضل بن ابی سوید عن ابیه قال اخبرت انهم لما قتلوا عثمان بن عفان فتشوا خزانته فوجدوا فيها صندوقاً مغلولاً ففتحوه فوجدو فيه حقة فيها ورقة مكتوب فيها هذه وصیة عثمان، بسم الله الرحمن الرحيم، عثمان بن عفان يشهدان لا إله إلا الله وحده لا شريك له وإن محمداً عبده

و رسوله و ان الجنة حق و ان النار حق و ان الله يبعث من في
القبور ليوم لاريب فيه و ان الله لا يخلف الميعاد عليها نعمي
و عليها نموت و عليها نبعث ان شاء الله۔ (کنز ج ۱۳ ص ۱۰۲)

علی بن فضل بن ابی سوید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی
ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا انہوں نے آپ
کے خزانہ کی حلاشی لی تو انہیں اس میں ایک متفق صندوق ملا جب اسے
کھولا تو اس میں ایک ششی کا خول ملا جس میں ایک ورق تھا اس پر لکھا ہوا
تھا۔ یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے وصیت ہے۔ بسم اللہ الرحمن
الرحیم: عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے
لاائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے
شک جنت اور جہنم حق ہیں (یعنی موجود ہیں) اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل
قبوں کو ان کی قبروں سے قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے گا اور بے
شک اللہ تعالیٰ (اپنا یہ وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اسی (عقیدے)
پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے اور اسی پر انشاء اللہ قیامت کے دن
قبوں سے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خون آسود کپڑوں میں دفن کر دیا گیا اور آپ کی
تماز جنازہ حضرت زبیر یا حکیم بن حرام یا جبیر بن معظم نے پڑھائی۔
یہ دنیاۓ فانی ہے محبوب تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجدوب تجھ کو سمجھ لینا اب چانے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان کی آہ وزاری

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ ان کی مبارک داڑھی تر ہو جاتی تھی کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ دوزخ و جنت کے تذکرے سے اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے کیوں روتے ہیں؟ تو اس پر حضرت عثمان غنی نے جواب میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے تو اگر قبر کی مصیبت سے (کسی نے) نجات پائی تو اس کے بعد کی سب منزلیں (حشر، حساب، پلصر اط) سب آسان ہیں اور اگر اس کی مصیبت سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی سب منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے زیادہ برآ اور مصیبت والا منظر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ (ترمذی ابن ماجہ، مذکورہ ص ۲۶)

حضرت عثمان زندگی کے آخری لمحات میں کیا پڑھ رہے تھے

جب مصر کے باغیوں نے مکان کے پیچھے سے مکان کے اندر داخل ہو کر رات کو حلاوت کرتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا تو حضرت ضتبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ خون کی دھار آپ کی مقدس داڑھی پر بہہ رہی ہے اور آپ یہ پڑھ رہے ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَبِّحْنَكَ أَنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ اللَّهُمَّ أَنِّي
أَسْعَدْتِكَ عَلَيْهِمْ وَاسْتَعِنْكَ عَلَى جِيمِ امْرِي وَاسْتَلِكَ الصَّبْرُ
عَلَى مَا أَبْتَلَيْتَنِي

اے اللہ! کوئی معبود نہیں مگر تو ہی، تو پاک ہے پیشک میں گنہگاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں ان لوگوں کے مقابلہ میں تیرے انتقام کا طلبگار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تیری مدد کا خواستگار ہوں اور جس بلا میں تو نے مجھے جلا فرمادیا ہے اس پر صبر کا میں تجھی سے سوال کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی اور آپ مسلمانوں کے قبرستان جنہے الجبع میں مدفن ہوئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف اسی یا یہاںی بر س کی تھی۔ ۱۸ والجھہ ۳۵ جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

(امال فی اماء الرجال، ص ۲۰۲ و احیاء اطہوم، ج ۲، ص ۲۰)

نکار آخوند کے موضوع پر حضرت عثمان کے خطبات

بدر بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب اہل شوریٰ نے حضور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت لے لی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کو خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و شنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: انکم فی دار قلعہ و فی بقیة اعیار فیا دروا اجالکم بخیر ما تقدرون علیه فلقد اتیتم

صبحتُمْ أَوْهَسِيَّتُمْ الْأَوَانَ الدُّنْيَا طَوِيلَتْ عَلَى الْغَرُورِ (طریق ناس صفحہ ۳۳)

تم ایک ایسی جگہ ہو جہاں سے تمہیں لازماً منتقل کر دیا جائے گا۔ اپنی باقی ماندہ زندگی میں موت سے پہلے پہلے نیکیاں جمع کرلو۔ یاد رکھو! موت صبح و شام تمہارے پاس آنے والی ہے۔ سن لو! یہ دنیا چیزیں گئی ہے دھوکہ پر

فَلَا تَغُرَّنُكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنُكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ (لقان ۲۲)

پس دینوی زندگی کہیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ کہیں وہ بڑا فریب کا۔ تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ میں رکھے۔

جودنیا سے کوچ کر گئے ان سے عبرت پکڑو۔ سعی پیغم کرو، غفلت نہ کرو، تم سے بھی غفلت نہ کی جائے گی۔ کہاں چلے گئے وہ دنیا کے بیٹے اور دنیا کے بھائی جنہوں نے ساری دنیا چھان ماری اور اسے آباد کیا اور ایک طویل مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا۔ کیا دنیا نے انہیں پچھاڑنیں دیا؟ تم دنیا سے محبت نہ کرو اس لیے کہ اللہ نے اس سے محبت نہیں کی اور آخوند کی خواہش کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک

مثاں بیان فرمائی۔ واصرب لهم مثل الحياة الدنيا (الکف ۲۴-۲۵)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دینوی زندگی کی حالت بیان کیجئے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعے سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہو پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے کہ ہوا اسے اڑائے پھرے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ مال اور اولاد دینوی زندگی کی ایک رونق ہیں اور باقی رہ جانے والے اعمال صالح آپ کے پروردگار کے پاس ثواب کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر۔ اور لوگ آپ سے بیعت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ (تاریخ طبری الجمیل مس ۲۲)

موت کے بارے میں غفلت سے کام نہ لو

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: اے ابن آدم! تو یہ اچھی طرح لذشین کر لے کہ موت کا جو فرشتہ تجوہ پر مقرر ہے وہ وقت مقررہ پر تھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی روح قبض نہیں کرے گا۔ اللہ سے ڈر، تقویٰ اختیار کر، موت کے لئے تیاری کر، تو اگرچہ اس سے غافل ہے مگر وہ تجوہ سے غافل نہیں۔ اے ابن آدم یاد رکھ: اس سلسلہ میں اگر تو نے غفلت کی اور تیاری نہ کی تو تیری جگہ کوئی دوسرا تیاری نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات لازمی ہے۔ لہذا تو اپنے نفس کے لئے نیک عمل کرو اور اپنے نفس کو غیر کے پروردہ کرو۔ والسلام

(ابن عساکر، کنز العمال ج ۸ ص ۱۰۹)

حضرت عتبہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لینے کے بعد خطبہ دیا تو فرمایا: اما بعد۔ بے شک میں نے یہ بوجہ اٹھالیا اور قبول کر لیا اور بے شک میں مقیح ہوں اور موجود نہیں۔ سن لو! تمہارے لیے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اور جی مصلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بعد تم بن باتمیں ہیں۔ (۱) ان لوگوں کی پیروی

کرنا جو مجھ سے پہلے تھے ان باتوں میں جن میں تمہارا اتفاق ہو گیا ہے اور تم نے ایک طریقہ جاری کر دیا ہے۔ (۲) اور اس جماعت میں سے اہل خیر کے اس طریقے پر عمل کرنا ہے جس کے لئے کوئی طریقہ تم نے مقرر نہیں کیا ہے (۳) اور تم سے میرے لیے رکنا ہے مگر اس معاملے میں جس کو تم واجب کرو۔

الا و ان الدنیا خضرۃ قد شہمت الی الناس و مال اليها کثیر
منهم فلا ترکنوا الی الدنيا ولا تشقوا بها فانها ليست بشقة
واعلیوا انها غير تارکها الا من تركها۔

(تاریخ طبری الجزء اول بیس ص ۱۳۹)

اور بے شک دنیا سر بزرو شاداب ہے لوگوں کو بڑی مرغوب ہے اور بہت سے لوگ دنیا کی طرف مائل ہوئے ہیں تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا نہ اس پر بھروسہ کرنا، یہ اعتماد کے قابل نہیں اور تمہیں معلوم ہوتا چاہئے کہ دنیا چھوڑنے والی نہیں مگر یہ کوئی خودا سے چھوڑ دے۔

بہت دلکش نہایت ہی سیس ہے صورت دنیا
فساد و قتل و خون و ظلم و ستم ہے فطرت دنیا

حضرت عثمان غنی کا آخری خطبہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب سے آخری خطبہ جوارشاو فرمایا اس میں یہ بھی ہے: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا محض اس لئے عطا فرمائی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کی تیاری کرو اور اس لئے عطا نہیں فرمائی: تم اسی کے ہو کر رہ جاؤ۔“ بے شک دنیا محض فانی اور آخرت باقی ہے۔ تمہیں فانی (دنیا) کہیں بہکا کر باقی (آخرت) سے غافل نہ کر دے۔ فتا ہو جانے والی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح نہ دو کیونکہ دنیا منقطع ہونے والی ہے اور بے شک اللہ عزوجل کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ عزوجل سے ڈر دیکونک اس کا ذرا اس کے عذاب کے لئے (روک اور) ڈھال اور

اس عز و جل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ (احیاء الطوم)

ہے یہ دنیا بے وفا آخر فنا
نہ رہا اس میں گدا نہ بادشاہ

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ۳۵ھ میں شہادت کے بعد حضرت علی المرتضی مسند خلافت متمکن ہوئے اور تین دن کم پانچ سال خلافت کے فرائض انجام دے کر عبدالرحمٰن بن مُجمَع کے ہاتھ سے کوفہ میں جام شہادت نوش فرمایا اور کوفہ کے قریب نجف میں دفن کئے گئے۔

جب عبدالرحمٰن بن مُجمَع خارجی نے آپ کے سر مبارک پر تکوار ماری اور آپ کی مقدس پیشانی اور چہرہ انور پر شدید رُخْم لگا تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ فزت برب الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم امیں تو کامیاب ہو گیا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کر کے کچھ ویتیں فرمائیں پھر اس کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا کوئی دوسرا لفظ آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلا اور کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کی روح القدس عالم قدس کو روانہ ہو گئی۔ (انا لله وانا اليه راجعون)

بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسی سال کی تھی۔ آپ کے صاحبزادگان نے آپ کو غسل دیا اور بڑے صاحبزادوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۲۰ رمضان ۴۷ھ جمعہ کی رات میں آپ رُثی ہوئے اور دودان زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ رُثی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب کیشنب میں آپ کی وفات ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(امال فی اسلام الرجال ص ۶۰۳ و احیاء العلوم ص ۲۳۰ و تاریخ اخلاقنا و فیروہ)

شہادت سے پہلے شہادت کا علم

بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی الرضا رضی اللہ عنہ کو آنے والے حادثے کا احساس ہو گیا تھا۔ جب آپ ابن مکحوم کی طرف دیکھتے تو محبوس فرماتے کہ اس کے ہاتھ خون سے نگین ہونے والے ہیں۔ آپ کی کنیز امام جعفر کہتی ہیں کہ شہادت سے چند دن پہلے میں آپ کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ آپ نے سر اٹھایا، واڑھی مبارک ہاتھ میں لی اور فرمایا: حیف تجھ پر تو خون سے رنگی جائے گی (ابن سعد) اس سلسلہ میں تین روایات ملاحظہ ہوں۔ پہلی روایت زید بن وہب سے ہے وہ کہتے ہیں:

☆ قدم علی علی قوم من اهل بصرة من الخوارج فيهم
رجل يقال له الجعد بن بعجة فقال له اتق الله يا على فأنك
ميت فقال له على رضي الله عنه بل مقتول ضربة على هذا
تخصب هذه يعني لحيته من رأسه عهد معهود و قضاء
مقضى وقد خاب من افترى.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ کے کچھ خارجی لوگ آئے ان میں ایک شخص جعد بن بعجه بھی تھا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر! آپ عنقریب فوت ہونے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بلکہ میں قتل ہونے والا ہوں اس پر ضرب لگائی جائے گی لیکن سر سے ڈاڑھی تک (چہرہ) خون آلو دکیا جائے گا۔ یہ ایک مضبوط عہد ہے اور ایک (اللہ کا) اٹل فیصلہ ہے۔ وہ ذیل ہوا جس نے جھوٹ باندھا۔

☆ وعن أبي الطفيلي قال دعا على الناس إلى البيت فجاء
عبدالرحمن بن ملجم المرادي فرده مرتبين ثم أتاها فقال
ما يحسن إشقاها؟ لتعذيبهن أو لتصنيبن ما يحسن هذه يعني لحيته من

راسہ ثم تمثیل بهذین البيتين.

ابو طفیل نے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلا یا، عبدالرحمن بن ملجم آیا اور آپ نے اسے دو مرتبہ لوٹا دیا، وہ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ بد بخت آدمی کو کون سی بات روک رہی ہے۔ واللہ یہ چیز (اپنی ذاہی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ضرور رنگ جانے والی ہے۔ پھر جن کا ترجیح یہ ہے دو شعر آپ نے پڑھے۔

موت کے لئے کر کس لے، موت تجھ سے ضرور ملاقات کرنیوالی ہے
موت سے نہ گھبرا، اگر وہ تیرے ہاں نازل ہو جائے۔

☆ ابی حیلز سے روایت ہے کہ ایک دن قبیلہ مراد کا ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا فرمارہے تھے۔ اس نے عرض کیا: آپ اپنی حفاظت فرمائیں کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان مع کل رجل ملکان یحفظانہ میالم یقدر علیہ فاذا جاء القدر خلیا
بینه و بینه و ان الاجل جنة حصينة (محدث الصنفۃ، ج ۱ ص ۳۲۲)

هر شخص کی حفاظت کے لئے دو فرشتے ہیں۔ جب تک کہ تقدیر کا لکھا ہوا اس پر وارثیں ہوتا اور جب تقدیر آ جاتی ہے تو دونوں فرشتے تقدیر اور اس بندے سے جدا ہو جاتے ہیں اور موت کا وقت خود ایک محفوظ قلعہ ہے۔

حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی اور شہادت علی کا پس منظر

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! پہلوں میں سب سے زیادہ بد بخت وہ شخص تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اوثقی کے پاؤں کاٹ دیئے تھے اور پچھلوں میں سب سے زیادہ شقی وہ آدمی ہے جو تمہاری ریش تمہارے سر کے خون سے رنگیں کرے گا۔

جنگ نہروان کے بعد تمدن خارجی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے۔ عبدالرحمن بن ملجم

المرادی، برک بن عبد اللہ الحنفی، عمرو بن ابی بکر الحنفی۔ ان تینوں میں باہم یہ معاہدہ ہوا کہ مندرجہ ذیل تین شخصوں کو ایک ہی دن قتل کر دینا چاہئے (۱) علی رضی اللہ عنہ بن ابی طائب (۲) معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (۳) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تاکہ روز روز کا خلف شارخ تم ہو جائے اور لوگوں کو اس و مکون میرا جائے۔

چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برک بن عبد اللہ الحنفی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن بکر الحنفی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر عہد کیا۔ اس طرح کہ ان تینوں کو ایک ہی رات میں ۱۱ یا ۱۲ رمضان المبارک کو قتل کر دیں گے اور یہ تینوں شفیق القلب تینوں مقامات کی طرف چل دیئے جہاں جہاں ان کو اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان سب سے پہلے عبدالرحمن بن ملجم کو فوج پہنچا۔ اس نے وہاں پہنچ کر دوسرا خوارج سے رابطہ قائم کیا لیکن اپنا ارادہ ان پر ظاہر نہیں کیا کہ وہ ۱۲ رمضان المبارک ۴۰ھ جمع کی شب (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے گا۔ عبدالرحمن بن ملجم کی ایک دن تیم الرباب کے لوگوں سے ملاقات ہوئی، ان میں ایک حسین عورت قظام بنت شجۃ تھی۔ عبدالرحمن نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ غزوہ نہر وان میں حضرت علی کے ہاتھوں اس عورت کا ایک بھائی اور باپ قتل ہو گئے تھے۔ لہذا اس کے دل میں حضرت علی سے عداوت تھی۔ قظام بنت شجۃ نے عبدالرحمن سے کہا: اگر تم میری شروط پوری کر دو تو میں تم سے نکاح کرلوں گی۔

فقال لا تستلینی شيئاً الا اعطيتك فقالت ثلاثة الايف وقتل على

بن ابی طالب فقال والله ما جاء بی الى هذا المصرا الا قتل

على بن ابی طالب وقد اتيتك الامساالت (طبقات ابن حذفہ ۳۶ ص ۳۶)

عبدالرحمن بن ملجم نے جواب دیا: تیرا ہر سوال میں پورا کروں گا۔ وہ کہنے

گئی: (نکاح کے لئے میری شرط) تین ہزار دینار اور علی بن ابی طالب کا

قتل ہے۔ عبدالرحمن نے کہا: خدا کی قسم! میں علی بن ابی طالب کے ارادہ

قتل ہی سے تو اس شہر میں آیا ہوں، تم فکر نہ کرو میں تمہارا سوال پورا کروں گا۔

القدام قتل جمع کے دن نماز بھر کے وقت ہوا۔ رات بھرا بن ملجم اشعث بن قیس کندی کی مسجد میں اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اس نے کوفہ میں شبیب بن بجزہ نامی ایک اور خارجی کو اپنا شریک کار بنا لیا تھا۔ دونوں تکوار سے مسلح ہو کر چلے اور اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے۔ الٰتی یخرج منها علی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ لگا کر تے تھے۔ (ابن سعد ایضاً)

صحیح شہادت

۷ ارمضان المبارک ۴۰ھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رات میں نے خواب میں رسول اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ کجر وی اختیار کر لی ہے اور اس نے سخت نزاں برپا کر دیا ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں مجھے فرمایا: تم اللہ سے دعا کرو۔ چنانچہ میں نے بارگا و رب کائنات میں اس طرح دعا کی: الٰہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میری بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بدتر ہو۔ ابھی آپ یہ فرمایی رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباج مؤذن نے آ کر آواز دی اصلوۃ۔ اصلوۃ۔ نماز۔ نماز۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راتے میں آپ حب معمول لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے تشریف لے جا رہے تھے کہ اتنے میں ابن جنم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تکوار کا بھر پورا کیا جو اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک کنپتی تک کٹ گئی اور تکوار دماغ پر جا کر نہہری۔ رُخْم کھاتے ہی آپ نے بآواز بلند فرمایا: فزت برب الکعبۃ۔ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ (ابی العلوم ن ۳۶)

نیز پکارے: قاتل جانے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے نوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن

بن جم نے تکوار گھانا شروع کر دی اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب تھا کہ ہاتھ سے نکل جائے۔ مخیرہ بن نواف نے بھاری کپڑا اس پر ڈال دیا اور زمین پر دے مارا۔
(کامل)

اپنے قاتل کے بارے میں وصیت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے قاتل عباد الرحمن ابن ملجم کے بارے میں فرمایا: یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرو، اچھا کھانا کھلاو، نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا۔ اگر مر جاؤں تو میرے بعد اسے بھی میری طرح قتل کر دینا اور میں اللہ کے حضور اس سے جواب طلب کروں گا۔

اے بنی عبدالمطلب! ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی خون ریزی شروع کر دو اور کہو کہ امیر المؤمنین قتل ہو گئے۔ خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرا قتل نہ کیا جائے۔ اے حسن رضی اللہ عنہ! اگر میں اس کی ضرب سے مر جاؤں تو اسی ہی ضرب سے اسے بھی مارنا، اس کے تاک کاٹ کر لاش خراب نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نا ہے کہ خبردار! تاک کاٹ نہ کافو۔ اگر چہ وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اگر تم قصاص لینے ہی پر اصرار کرو تو چاہئے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا لیکن اگر معاف کر دو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے
(کامل) دیکھو زیادتی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۵)

پھر آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو جنبد بن عبد اللہ نے حاضر ہو کر کہا: اگر خدا نخواستہ ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا ہم حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں، اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو۔

اپنے بیٹوں سے آخری گفتگو

پھر اپنے صاحبزادوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میں تم دونوں کو تقویٰ اور دنیا سے اعراض کی وصیت کرتا ہوں۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے اس پر نہ کڑھنا، ہمیشہ حق بولوا، یتیم پر رحم کھانا، بیکس کی مدد کرنا۔ آخرت کے لئے عمل کرنا، ظالم کے دشمن بننا مظلوم کی مدد کرنا۔ کتاب اللہ پر چلنا، خدا کے بارے ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کرنا۔

پھر آپ نے تیرے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو نصیحت میں نے تیرے بھائیوں کو کی تو نے حفظ کر لی؟ انہوں نے عرض کی: ”بھی ہاں“ فرمایا: میں تجھے بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھتا، ان کی اطاعت کرنا، بغیر ان کی رائے کے کوئی کام نہ کرنا..... پھر امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو باپ اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر امام حسن سے فرمایا: بیٹا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خوف خدا کی۔ اپنے اوقات میں نماز قائم کرنے کی۔ معیاد پر زکوٰۃ ادا کرنے کی، ٹھیک ٹھیک وضو کرنے کی کیونکہ نماز بغیر طہارت مقبول نہیں اور مانع زکوٰۃ کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ نیز وصیت کرتا ہوں لوگوں کی خطا میں معاف کرنے کی، دین میں عقل و دلنش کی، ہر معاملہ میں تحقیق کی، پڑوی سے حسن سلوک کی؛ امر بالمعروف و نهى عن المنکر کی، فواحش سے اجتناب کی۔ (طبی، ص ۸۵)

پھر اپنی تمام اولاد کو مخاطب کر کے فرمایا: خدا سے ڈرتے رہو اس کی اطاعت کرو جو تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے اس کا غم نہ کرو اللہ کی عبادت پر کربستہ رہو، چست و چالاک بذوست نہ بنو ذلت قبول نہ کرو، خدا یا ہم سب کو ہدایت پر جمع فرماء، ہمیں اور انہیں دنیا سے بے رغبت کر دے۔ ہمارے اور ان کے لئے آخرت اول سے بہتر کر

دے۔ (ابدہ و ملیا س)

وفات کے وقت آپ نے یہ وصیت لکھوائی

یہ علی بن ابی طالب کی وصیت ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحده لا شریک له کے سوا کوئی معبد نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمان بردار ہوں۔ پھر اسے حسن رضی اللہ عنہ! میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب تمہاری موت آئے تو اسلام ہی پر آئے۔ سب مل کر اللہ کی ری کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں پیوٹ نہ ڈالو کیونکہ میں نے ابو القاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے تھا ہے کہ آپس کا ملاپ قائم رکھنا، روزے نماز سے بھی افضل ہے اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو ان سے بھلانی کرہ خدا تم پر حساب آسان کر دے گا اور باں بیتیم! بیتیم! تھیوں کا خیال رکھو ان کے منہ میں خاک مت ڈالو وہ تمہاری موجودگی میں ضائع نہ ہونے پائیں اور دیکھو تمہارے پڑوی! اپنے پڑویوں کا خیال رکھو کیونکہ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑویوں کے حق میں وصیت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے شاید انہیں ورش میں شریک کر دیں گے اور دیکھو قرآن! قرآن! ایسا نہ ہو کہ قرآن پر عمل کرنے سے کوئی تم پر بازی لے جائے۔ اور نماز! نماز! کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور جہاد فی سبیل اللہ! اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے رہو۔ زکوٰۃ، زکوٰۃ، زکوٰۃ پروڈگار کا غصہ خندانا کر دیتی ہے اور ہاں تمہارے نبی کے ذی! (عنی وہ غیر مسلم جو تمہارے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں) ایسا نہ ہو کہ ان پر تمہارے سامنے ظلم کیا جائے اور تمہارے نبی کے صحابی! تمہارے نبی کے صحابی! یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں کے حق میں وصیت فرمائی ہے اور فقراء و مساکین! فقراء و مساکین!

انہیں اپنی روزی میں شریک کرو اور تمہارے غلام! تمہارے غلاموں کا خیال رکھنا، خدا کے باب میں اگر کسی کی بھی پرواہ کرو گے تو خدا تمہارے دشمنوں سے تمہیں محفوظ کر دے گا۔ خدا کے تمام بندوں پر شفقت کرو، میشی بات کرو ایسا ہی خدا نے حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نبی عن المکر نہ چھوڑنا ورنہ تمہارے اشرار تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر قبول نہ ہوں گی۔ باہم ملے جلے رہو۔ بے تکلف اور سادگی پسند رہو۔ خبردار ایک دوسرے سے نہ کتنا اور نہ آپس میں پھوٹ ڈالنا۔ نیکی اور تقویٰ پر باہم مدد و گار رہو مگر گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔ خدا سے ڈر و کوئنکہ اس کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اے اہل بیت! خدا تمہیں محفوظ رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم رکھے۔ میں تمہیں خدا ہی کے سپرد کرتا ہوں۔ تمہارے لیے سلامتی اور برکت چاہتا ہوں، اس کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ انا لله وانا اليه راجعون

(انسانیت موت کے دروازے پر اذایوا کلام، بحوالہ طبری، ص ۲۳۶)

بارگاہِ رسالت میں مرتبہ و مقام

قال النبي لعلى انت مني وانا منك وقال عمر توفى رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو عنده راض (بعارى كتاب الناقب)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم مجھ سے ہوئیں
جس سے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس حال میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
خوش تھے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے خیر
کے موقع پر فرمایا:

لا دقعن الرایۃ الی رجل یحب اللہ ورسوله و یحبه اللہ

درسوله و یفتح علیه قال قال عمر فیا احبابیت الامارة قبل
یومئذ فطاولت لها و استشرفت رجاء ان یدفعها الى فلما کان
الغددا علیا ڈفعها اليه فقال قائل ولا تلتفت حتى یفتح الله
فسار قریبا ثم نادی یارسول الله علام اقاتل قال حتى
یشهدوا ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله فاذا فعلوا
ذالک فقد منعوا منی دماء هم و اموالهم الا بحقها و حسابهم

الى الله (ابن ماجہ ۲۰۰ ص ۱۱۰)

میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محظوظ رکھتا ہے اور
اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر خیرخ
ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے قبل میں نے کبھی
امارت پسند نہیں کی تھی اور یہ انتشار کا وقت مجھ پر بہت گراں ہو گیا اور میں
امید کر رہا تھا کہ جھنڈا مجھے عنایت ہو گا لیکن دوسرا دن آیا تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا یا اور جھنڈا انہیں عطا فرمایا اور
ارشاد فرمایا: لڑتے رہنا یہاں تک کہ اللہ تمہیں فتح یا ب کرے۔ حضرت علی
رضی اللہ عنہ تھوڑی دور چل کر واپس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم! کب تک لڑتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ
لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ
سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے (مگر حق کے ساتھ) اور ان کا حساب
اللہ تعالیٰ پر ہے (یعنی وہ مسلمان ہونے کے بعد اگر کوئی جرم کریں گے تو
اس کی سزا انہیں وی جائے گی)

حضرت علی الرضاؑ اور فکر آخوت

حضرت علی الرضاؑ کرم اللہ وجہ جب قبرستان تشریف لے جاتے تو بڑی دیر تک

وہاں پھرے رہتے کسی نے جب اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں قبروں والوں کو بہترین اور سچا پڑو سی پاتا ہوں کیونکہ وہ زبانوں کو ہمیشہ (بد گوئی) سے روکے رہتے ہیں اور آخرت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: "میں نے کبھی قبر سے بڑھ کر کوئی خوفناک منظر نہیں دیکھا۔" (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۱۶)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: الناس نیام فاذاما توا

انتہوا

لوگ سورہ ہے ہیں جب موت آئے گی اس وقت جائیں گے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: اگر جنت اور دوزخ میرے سامنے رکھ دی جائے تو حق ہونے کا جتنا یقین مجھے اب بغیر دیکھے ہے، دیکھ کر بھی اسی قدر یقین رہے گا۔ یہ نہیں کہ اب جنت و دوزخ کا یقین کم ہو اور دیکھنے سے زیادہ ہو جائے۔ دیوان علی کے نام سے جو ایک کتاب مشہور ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے جس سے ان کی فکر آخرت کا پڑھتا ہے۔

لَيَتَ أَقْمَنْ لَهُ تَلَدُّنِي لَيَتَنْهَى كُنْتُ صَبِيًّا
لَيَتَنْهَى كُنْتُ حَشِيشًا أَكَلَنْتُنِي الْبَهْمُ نَجَّا

ترجمہ: کاش میری والدہ مجھے نہ جفٹی۔ کاش! میں بچہ ہی ہوتا اور بچپن ہی میں اس دنیا سے چلا جاتا تاکہ حساب و کتاب سے نفع جاتا۔ کاش! میں گھاس ہوتا جسے جانور کھا جاتے۔

اہل قبور سے خطاب

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مقبرہ والو! اے یوسیدگی والو! اے وحشت اور تہائی والو! کہو کیا خبر ہے؟ کیا حال ہے؟ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے جانے کے بعد ماں تقسیم کر لیے گئے اور اولاد میں بتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاؤند کر لیے۔ یہ تو

ہماری خبر ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ کمیل نامی ایک شخص تھا۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت علی نے مجھے فرمایا: اگر ان کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ جواب دیتے کہ بہترین سامان پر ہیزگاری ہے۔ یہ فرمائ کر حضرت علی المرتضیؑ رونے لگے اور فرمایا: اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہو جائے گی۔ (تحفہ کنز)

آج عمل کا موقع ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیؑ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک مرتبہ کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بے شک تمہارے بارے میں مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں تم لمبی لمبی امیدیں نہ باندھ بیٹھو اور خواہشات کی بیروی میں نہ لگ جاؤ یاد رکھو! لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خبردار! نفسانی خواہشات کی بیروی راہ حق سے بھکڑا دیتی ہے۔ خبردار! دینیا عنقریب پیشہ پھیرنے والی اور آخرت جلد آنے والی ہے۔ آج عمل کا دن ہے۔ حساب کا نہیں اور کل حساب کا دن ہو گا عمل کا نہیں۔

(ایجاد اطہوم ج ۳ ص ۲۸۳ و درائلکتب العلمیہ ہدت)

☆ ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجرکی نماز پڑھ کر بے قراری کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے مسجد سے باہر نکلے اور فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو جس حال میں دیکھا ہے آج میں کسی آدمی میں ان کی مشاہبت کا اثر نہیں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام رات بھر جاگ کر نمازوں میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ صبح کو ان کے بال پر آنکھ دھوکہ اور چہرہ زرد و کھائی دیتا تھا اور وہ ڈالگاتے ہوئے چلا کرتے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہا کرتی تھیں اور آج لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہر طرف لوگ غفلت اور بے خوبی کے ساتھ ادھر ادھر پھر رہے ہیں کسی کے چہرے پر خوف خداوندی کا اثر نظر ہی نہیں آتا آپ نے جس دن یہ فرمایا اس کے بعد پھر کسی نے کبھی آپ کو پہنچتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن جعفر خارجی نے آپ کو شہید کر دیا۔ (ایجاد اطہوم ج ۳ ص ۱۶۰)

حضرت علی المرتضیؑ کے حکمت بھرے اقوال

فرمایا: محبت دور کے لوگوں کو قریب اور عداوت قریب کے لوگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ہاتھ جسم سے بہت قریب ہے لیکن گل سڑ جانے کے بعد کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو داغنا پڑتا ہے۔ (ابو نعیم) ہماری یہ پائچ باتیں یاد رکھو! کوئی شخص گناہ کے سوا کسی چیز سے خوف زدہ نہ ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ سے امید ہیں اور آرزوئیں وابستہ رکھو۔ کسی چیز کے سکھنے میں شرم محسوس نہ کرو۔ عالم کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے پر (جبکہ وہ اس سے کما حق واقف نہ ہو) یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم جیسی ہے۔ جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے جب سرکث جاتا ہے تو بدن کی تمام قوت اسی وقت سلب ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن مسعود)

کامل فقیہ کی نشانی

کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مالیوں نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل بھی نہ دے نیز انہیں عذابِ اللہ سے محفوظ ہونے کا اطمینان نہ دلائے۔ لوگوں کو حلاوتِ قرآن حکیم کی طرف مائل کرے۔ یاد رکھو! جس عبادت کی عبادت گزار کو خیر نہ ہو اس میں کبھی خیر نہیں۔ وہ علم نہیں جس کو اچھی طرح سمجھا نہ گیا یہ پڑھنا نہیں کہلاتا..... جب مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے تو میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں پھر اس وقت میرے دل کو محنّد کر پہنچتی ہے اور میرا یہ جواب مجھے بے حد مرغوب اور پسند ہے۔ جو شخص لوگوں میں انساف کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جودہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔ (ابن حسان)

☆ آپ نے فرمایا: سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں (شیطانی حرکات ہیں) بہت زیادہ غصہ، زیادہ پیاس، جلد جلد جہاں کا آتا، قے آتا، نکسیر پھونٹا،

بول و برآزیاد الہی میں نیند کا غالبہ۔

☆ فرمایا: انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہئے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے کیونکہ یہ مقوی معدہ ہے۔

☆ فرمایا: عالم کے سامنے تیرا پڑھنا اور عالم کا تیرے رو برو پڑھنا برا بر ہے۔
(ماکم)

☆ فرمایا: لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن آدمی کو غلام سے بھی زیادہ ذہل سمجھا جائے گا۔ (تاریخ انقلاب ملکی مترجم ۲۲۵-۲۲۶)

☆ فرمایا کرتے: قیامت میں آدمی کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ وہ خود کر جائے گا۔ اور اس کا حشر نہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔ کوئی عمل اخلاص اور تقویٰ کے بغیر قبول نہیں ہوتا..... اے عالم قرآن عالیٰ قرآن بھی بن عالم وہی ہے جس نے تعلیم قرآن پر عمل کیا اور علم و عمل میں موافقت پیدا کی۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علماء کے علم اور عمل میں خخت اختلاف ہوگا، وہ لوگ حلقة باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مبارکات کریں گے۔ یاد رکھو! اعمال حلقة و مجلس سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کا تعلق ذاتِ الہی سے ہے۔ حسن خلق آدمی کا جو ہر عقل اس کی مددگار اور ادب اس کی میراث ہے۔ وحشت غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔

قدریہ کا مسئلہ

ایک شخص نے حضرت علیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے مسئلہ قدری سمجھا دیں، آپ نے فرمایا: اندھیرا راستہ ہے نہ پوچھ، اس نے پھر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: وہ بھر عیق بے اس میں عوط مارنے کی کوشش نہ کر۔ اس نے پھر وہی عرض کیا: آپ نے پھر فرمایا: یہ خدا کا بھید ہے تجھ سے پوچیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفییش نہ کر۔ اس نے پھر وہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اچھا یہ بتا کہ خدا تعالیٰ نے تجھے اپنی مرضی کے مطابق ہنایا ہے یا تیری فرماں ش کے موافق؟ اس نے جواب دیا مجھے خدا نے اپنی مرضی کے موافق

پیدا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بس پھر وہ جس طرح چاہے تجھے استعمال کرے تجھے اس میں کیا اعتراض ہے؟ ہر مصیبت کی ایک انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو وہ اپنی انتہا تک پہنچ کر رہتا ہے۔ عاقل کو چاہئے کہ جب وہ مصیبت میں گرفتار ہو تو وادیلانہ کرے اور بھلکانا پھر لے بلکہ مرضی مولا پر راضی رہے۔ مانگنے پر کسی کو کچھ دینا تو بخشش ہے اور بغیر مانگے دینا سخاوت ہے۔ عبادت میں سستی کا پیدا ہونا معیشت میں ملگی پیدا ہوتا ہے۔ لذتوں میں کمی آ جانا، گناہوں کی سزا ہے۔ یاد رکھو! کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی چیز سے نذر ندا چاہئے، سوائے خدا کے اور کسی سے امید نہ رکھی چاہئے۔ (تاریخ اسلام اکبر نجیب آہادی)

حضرت امام حسن کو جن باتوں پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی

عقبہ بن ابو صہبہ بیان کرتے ہیں: ابن مطہم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا تو آپ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: میرے پیارے بیٹے تمہیں کس چیز نے رو لایا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں کس طرح نہ روؤں جبکہ آپ آخرت کے پہلے دن میں اور دنیا کے آخری دن میں ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے، چار باتوں کو یاد کر لے اور جو چار باتیں ان کے علاوہ ہیں انہیں بھی یاد کر لے تو ان پر جب تک عمل کرتا رہے گا یہ تجھے نقصان نہ پہنچائیں گی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے ابا جان! وہ کیا ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام دوافٹ سے زیادہ بے پرواہ کرنے والی دولت عقل ہے اور سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے اور سب سے زیادہ وحشت کی چیز خود بینی ہے اور سب سے بڑی منزلت کی چیز اچھے اخلاق ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اے ابا جان! یہ چار باتیں ہوئیں۔ اب آپ دوسری چار بھی بتا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحق کی دوستی سے دور رہ۔ اس لیے کہ وہ

تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کریگا اور تجھے بلا قصد نقصان پہنچادے گا اور تو جھوٹوں کی دوستی سے بھی دور رہ۔ جھوٹا نادانوں کو تیرا دوست بنادے گا اور داناوں کو تجھے سے دور کر دے گا اور بخیل کی دوستی سے بھی دور رہ۔ اس لیے کہ بخیل آدمی تجھے سے اس چیز کو دور کر دے گا جس کا تو زیادہ محتاج ہے اور اپنے آپ کو فاسق و فاجر کی صحبت سے بچا اس لیے کہ وہ تجھے معمولی چیز کے عوض بچ کھائے گا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ کثرت مال اور کثرت اولاد سماں ناہز نہیں بلکہ کثرت و دفور علم اور عبادات کا اہتمام مایہ افتخار ہیں۔ (کنز ج ۸)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: توفیق الہی بہترین رہنماء ہے اور اچھی خصلت بہترین ساتھی ہے اور عقل افضل ترین دوست ہے اور ادب عمدہ میراث ہے اور خود پسندی سے زیادہ کوئی وحشت انگیز چیز نہیں۔ (کنز ج ۸ ص ۳۳۶)

موت مؤثر ترین عبرت ہے

☆ عن علی رضی اللہ عنہ ان من نعیم الدنیا يکفیك
الاسلام نعمة وان من الشغل يکفیك الطاعة شغلا وان من
العبرة يکفیك الموت عبرة (منیبات)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دنیا کی نعمتوں میں سے تیرے لیے نعمت اسلام کافی ہے اور تمام شغلوں سے اللہ کی اطاعت تیرے لئے بہترین شغل ہے اور تمام عبرتوں سے تیرے یہ مؤثر ترین عبرت موت ہے (یعنی کسی کی موت سے نصیحت حاصل کر)

عن علی رضی اللہ عنہ انه قال من اشتاق الى الجنة سارع الى
الخيرات ومن اشتق من النار انتهي عن الشهوات ومن
تيقن بالموت انهدمت عليه المذات من عرف الدنيا هانت
عليه المصيبات (منیبات)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص جنت کا طالب ہے، وہ نیک اعمال میں سبقت کرے اور جو جنم سے ڈرتا ہے، وہ ثبوた (گناہوں سے) رک جائے اور جسے موت کا یقین ہے، دنیا کی لذتیں اس کے پاس پہنچنے نہیں پاتیں اور جس نے دنیا کی حقیقت پہچان لی، میں بیتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اس کی طرف نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے، بلکہ اس کی طرف دیکھو جو کہا گیا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر دوستی بالا خرائیک دن ثوٹ جائے گی مگر وہ دوستی باقی رہے گی جس کی بنا کسی حرص ولاجع پر نہ ہو۔ (کنز جلد ۸ ص ۲۳۶)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کریں تو امید کو کم کیجئے اور پیٹ بھر کر نہ کھائیے اور تہبند اور چار کھائے اور کرتے پر پوند لگائیے اور چپل کا تسدیق کر جائے تو اسے خود ہی درست کیجئے تو آپ ان دونوں حضرات سے مل جائیں گے۔ (کنز جلد ۸ ص ۲۱۹)

بہت ہنسنا بہت رونا، بہت کھانا بہت سونا
نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا نہیں اچھا

بے جام موت مقدر ہر اک بشر کے لئے

عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده ان علیا رضی اللہ عنہ شیع جنازة فلما وضع في لحدها عج اهلها و بکوها فقال ما تکون اما والله لوعا يتو ما عاين میتہم لاذھلتهم معايینتهم عن میتہم وان له فیهم لعودۃ ثم عودۃ حتى لا یبقى

منهم احداً (علیہ السلام) اسے۔ مثلاً (الحمد لله) (۳۷)

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں شریک تھے جس وقت میت لحد میں اتار دی گئی تو (یہ منظر دیکھ کر) اس کے رشتہ دار رونے 'چلانے لگے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم روتے کیوں ہو؟ خبردار! سنوا! خدا کی قسم اگر وہ منظر جو میت دیکھتی ہے میت کے لواحقین دیکھ لیں تو ان کے ہوش و حواس زائل ہو جائیں (اور میت کے باقی زندہ اقربا کی طرف) عزرا مکمل علیہ السلام پھر آئے گا اس کے بعد پھر آئے گا یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو (زندہ) نہیں چھوڑے گا۔ (بلکہ سب کو جامِ اجل پلا کر رہے گا)۔

دوامِ کس کو ہے دنیا نے دوں میں اے انساں
ہے جامِ موت مقدر ہر اک بشر کے لئے

فکر آختر پر حضرت علی المرتضیؑ کے خطبات

☆ حضرت علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہما عیان کرتے ہیں کہ منصب خلافت سنیا لتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی کتاب (قرآن حکیم) اتاری ہے جو بدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس میں بھلائی اور برائی دنوں کی وضاحت کر دی ہے۔ تم بھلائی کو اختیار کرو اور برائی کو چھوڑو اور فرائض کو اللہ کا حکم سمجھ کر ادا کرو وہ تمہیں جنت عطا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سرزی میں حرم کو اپنی مرضی سے حرم قرار دیا ہے۔ یاد رکھو! مسلمان کی عزت و منزلت حرم کی حرمت سے بھی زیادہ ہے۔ مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر کسی بدله کے معاملہ میں۔ مسلمان کو ستاناً حلال نہیں مگر اسی کی مقدار جو ضروری ہے (مثلاً حد وغیرہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک توحید و اخلاق کا

معاملہ بڑا سخت ہے (لہذا اس کا دھیان رہے) عام لوگوں کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرو۔ (اپنی فکر کرو) آخر تم میں سے ہر ایک کو ایک دن مرنا ہے۔ کچھ لوگ تم سے آگے جا پکھے اور جو لوگ اس وقت تمہارے پیچے ہیں وہ تمہیں پیام الوداع کہہ رہے ہیں۔ بلکہ پھلکے ہو جاؤ یعنی دنیا کا سامان کم سے کم لو..... اللہ کے بندوں کے بارے میں اور شہر کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم سے پوچھا جائے گا یہاں تک کہ زمین اور جانوروں کے بارے میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمہیں کوئی خیر نظر آئے اسے لے لو اور جب شر کو دیکھو تو اسے ترک کر دو۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری تعداد قلیل تھی اور زمین پر تمہیں کمزور سمجھا جاتا تھا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۷)

قبر کی پکار

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کے لئے تیاری کی تب بھی وہ تمہیں ضرور آ ملے گی اور اگر تم نے اس سے بھاگنے کی کوشش کی پھر بھی وہ تمہیں آ پکڑے گی۔ فلاں دفوز ڈھونڈو اور اس میں عجلت کرو۔ جلدی کرو بہت جلدی۔ تمہاری تاک میں کوئی لگا ہوا ہے جو تیزی سے تمہارے قریب آ رہا ہے اور وہ قبر ہے۔ قبر کے اندر ہیرے اور اس کی ٹھنکی اور اس کی وحشت سے ڈرو۔ سن لو! بے شک قبر یا توجنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ سن لو! بے شک قبر ہر روز تین مرتبہ پکارتی ہے کہ میں اندر ہیرے کا گھر ہوں۔ میں وحشت کا گھر ہوں۔ میں کیزوں کا گھر ہوں۔ سن لو! اس کے بعد ایک سخت چیز یعنی آگ ہے جس کی حرارت نہایت شدید ہوگی اور اس کا گڑھا نہایت گہرا ہوگا، اس کا زیورِ اوہا ہوگا، اس کا گھران مالک (فرشتہ) ہوگا۔ جہنم میں کوئی رحمت نہیں بلکہ وہ قہر خداوندی کا ہولناک مظہر ہے۔ سن لو! قبروں سے اتنے کے بعد ایسی جنت ہوگی جس کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمین

کے برابر ہے اور وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے اللہ ہم سب کو پرہیزگاروں میں سے بنائے اور دردناک عذاب جہنم سے پناہ دے۔ (کنزہ العمال، ج ۸)

☆ اسخ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن ممبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی خدموشاکے بعد موت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: سن لو! ایک دن ایسا آئے گا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بڑے حواس باختہ! اور ہر حمل والی اپنے حمل کو ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ مست ہیں۔ حالانکہ وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔ یہ فرمایا کہ حضرت علی خود بھی روپڑے اور جو آپ کے آس پاس مسلمان تھے وہ بھی روئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۶)

دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے

صالح جلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا: اللہ کے بندو! خبردار! کہیں یہ دینوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ یہ دنیا ایسا گھر ہے جو گونا گوں بلاوں سے گمراہوا ہے اور فنا ہونے کے لئے مشہور ہے۔ اس کی تعریف غداری کے ساتھ کی گئی ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب کا سب ضائع ہونے کے لئے ہے اور یہ دنیا اہل دنیا کے لئے چھوٹا بڑا ذول ہے جس کو لوگ باری باری بھرتے ہیں جو اس میں اترادہ اس کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکا۔ اس دنیا کے رہنے والے عیش و عشرت میں مگن ہوتے ہیں کہ اچاک اس دنیا کے مصائب و آلام میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس دنیا میں عیش و عشرت اچھی چیز نہیں اور اس دنیا میں فراغی باقی رہنے والی نہیں۔ بے شک اہل دنیا دنیا میں وہ نشانہ ہیں جس پر تیر مارا جاتا ہے۔ دنیا ان پر اپنا تیر مارتی ہے اور موت ان کے گلے کر دیتی ہے۔ اللہ کے بندو! یہ دنیا تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گی جو تم سے پہلے لوگوں کے ساتھ کیا جن کی عمریں تم سے زیادہ طویل تھیں اور طاقت میں وہ تم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کئے۔ اوپنجی اور پنجی عمارتیں بنائیں آج ان کی آوازیں مائل بہ سکوت ہیں یا دھیمی

پڑ گئی ہیں۔ امتداد روزگار سے ان کے جسم بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ ان کے شہر خالی پڑے ہیں۔ ان کی علاستیں مٹ پچکی ہیں۔ مضبوط محلات اور تختوں کے بدالے اور قیمتی تکنیکیوں کی جگہ ان کی قبروں میں کنکرا اور پتھر لگے ہوئے ہیں جو منی سے ملی ہوئی ہیں اور روز میں میں دھنسی ہوئی ہیں۔ ان کے فتا ہونے کو ان کی بر بادی نے ظاہر کر دیا اور ان کی بنیادیں منی میں مل گئیں۔ پس مقام قبر ایک دوسرے سے مل جانے والا ہے۔ اور اس میں رہنے والے دور دور ہیں کچھ ان میں سے وحشت ناک ہیں۔ کچھ ان میں سے اپنے انعام کا رہا میں مشغول ہیں..... آبادی کے ساتھ انہیں محبت نہیں رہی اور ان کی ہمسائیگی کا معاملہ ختم ہو چکا باوجود دیکھ دنیا میں ایک دوسرے کے ہمسایہ تھے اور ان کے مکان ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ اب ان کے درمیان تعلق کیسے رہ سکتا ہے؟ ان کو بلااؤں نے ہلاک کر دیا اور پتھر اور منی ان کو کھا گئی۔ وہ زندگی کے بعد مردہ ہو چکے اور پریش زندگی کے بعد بوسیدہ ہڈی ہو گئے۔ ان کے احباب رنجیدہ ہوئے اور منی میں جا بے اور اس طرح کوچ کر گئے کہاں دوبارہ کبھی لوٹا نہیں ہے۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس سن لو! یہ ایک مغلدہ ہے جسے کہنے والے نے کہا اور ان کے آگے ایک عالم بروز خ ہے۔ قیامت تک کے لئے جب کہ یہ اخھائے جائیں گے گویا کہ تم بھی اسی طرف گئے جس طرف یہ پہلے لوگ لوٹ گئے یعنی تہائی اور بوسیدگی کی طرف قبرستانوں میں اور تم لوگ بھی قبروں کے سپرد ہو گئے اور تم بھی اس امانت کی جگہ پہنچ گئے۔ تمہارا کیا حال ہو گا جب تمام امور حیات ختم ہو جائیں گے اور مردے قبروں سے اخھائے جائیں گے اور جو کچھ سینوں میں ہے واضح کر دیا جائے گا اور تمہیں جزا اوسرا کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اپنے کئے ہوئے گناہوں کے ڈر سے اس وقت دل دھڑک رہے ہوں گے۔ تمہارے پردے پھاڑ دیئے جائیں گے اور تمہارے کھلے اور چھپے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔ اس وقت ہر نفس کو اس نکے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لیجزی الذین اسأء وَا بِمَا عَبَلُوا وَيَجزی الذین احسنوا
بالحسنى (انجم ۳)

تاکہ اللہ پاک انہیں بدله دے جنہوں نے برے کام کئے اور اللہ پاک ان
لوگوں کو جنہوں نے اچھے کام کئے اچھا بدله دے گا۔

اور اعمال نامے سامنے لائے جائیں گے۔ پس تو دیکھے گا کہ مجرمین اس چیز سے
ڈر رہے ہوں گے جو نامہ اعمال میں ہے اور پکار رہے ہوں گے ہائے افسوس یہ کس قسم
کی کتاب ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ بڑا اگر ان سب کو شمار کر کھا
ہے اور جو کچھ لوگوں نے کیا ہے وہ سب کچھ اپنے نامہ اعمال میں درج پائیں گے اور
تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کتاب پر عمل کی توفیق عطا
فرمائے اور اپنے اولیاء کا اتباع فصیب کرے یہاں تک کہ ہمیں دارالقامت (جنت)
میں خیراً ہے، بیشک اللہ ہی تعریف کے لائق ہے۔ (کنز اعمال ج ۸ ص ۷۹)

میت دفن کرنے والوں کو حضرت علی الرضا کا خطاب

جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور ان کے باپ جعفر کے دادا سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ جب میت کو محل میں رکھا گیا
تو لوگ پاؤ اواز بلند رونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: سن لو! خدا کی
قlem! اگر لوگ اس منظر کو دیکھ لیں جس کو یہ میت دیکھ رہی ہے تو وہ اپنی میت کو بھول
جائیں اور پیشک موت ہر انسان سے ملاقات کرے گی یہاں تک کہ وہ کسی کو نہیں
چھوڑے گی۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس
اللہ کے بارے میں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لیے بہترین تمثیلیں
(اپنے کلام میں) بیان کیں اور تمہارے لیے موت کا وقت مقرر کیا اور تمہارے لیے
کان ہنائے تاکہ وہ کان اس چیز کو محفوظ کریں جو در پیش ہو اور آنکھیں ہنا کمیں تاکہ وہ
ان چیزوں کو دیکھیں جو خوبی تھیں اور دل ہنائے تاکہ وہ اچھائی اور برائی کو سمجھیں اور نفع و

نڪان میں تمیز کریں۔ پس پیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ صیحت اور خیرخواہی میں اس نے تم سے کمی نہیں کی بلکہ، بہترین نعمتوں کے ساتھ تمہارا اکرم کیا ہے اور تمہیں زیادہ سے زیادہ عطیات سے نوازا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پورے طور پر احاطہ اور شمار کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری نیکی و بدی کی جزا اور ضرور دے گا۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ذروا اور نیکی میں کمال طلب کرنے میں کوشش کرو اور خواہشات کو منقطع کر دینے اور لذتوں کو توڑ دینے والی موت سے پہلے حسن عمل کا سرمایہ فراہم کر لؤ دنیا کی فعیسی ہمیشہ رہنے والی نہیں اور اس کی ہونا کیوں سے کوئی مغرنیہیں۔ یہ ایک دھوکہ ہے جس میں انسان بتلا ہے اور یہ بہت کمزور خیالی تصویر ہے اور اپنی شہوتوں کا تابع ہے جو ناپائیدار ہے یہ آفت جان نزاکت کے ساتھ گزر رہی ہے اور اپنی شہوتوں کا تابع ہنا کر اپنے بچپنے آنے والوں کو ہلاک کر رہی ہے۔ اے اللہ کے بندو! عبرت کے نشانات سے صیحت پکڑو اور قرآن و سنت کے احکام کی اطاعت کرو۔ ڈرانے سے رک جاؤ اور پر حکمت و عظوں سے نفع اٹھاؤ۔ گویا تم موت کے شکنجے میں بچنے ہوئے ہو اور تم کوئی کے گھرنے بلایا ہے۔ گھبراہٹ میں ڈال دینے والی مصیبتوں نے جو صور کے پھوٹکے جانے سے اور قبروں سے مردے اٹھائے جانے سے اور میدان محشر کی طرف چلائے جانے سے اور حساب و کتاب کے لئے کھڑا کئے جانے سے پیش آنے والی ہیں۔ خداۓ جبار کی قدرت نے گھیر لیا ہے۔ ہنس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہے جو اس کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گا اور ایک گواہ ہے جو اس نفس پر اس کے عمل کی گواہی دے گا اور تمام روئے زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے اور اعمال نامے رکھے جائیں گے۔ انبیاء اور شہداء کو لایا جائے گا اور ان سب کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ ہو گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس دن بستیاں لرزائیں گی اور پکارتے والا پکارے گا یہ اللہ سے ملنے کا دن ہے۔ سورج بے نور ہو جائے گا۔ وحشی جا نور اٹھائے جائیں گے اور چھپے ہوئے بھید ظاہر ہو جائیں گے اور شریر ہلاک ہو جائیں گے، دل

کانپ رہے ہوں گے اہل جہنم پر اللہ کی جانب سے ہلاک کر دینے والا رب نازل گا اور دردناک سزا اور دردناک عذاب ان پر مسلط ہو گا۔ جہنم ظاہر کی جائے گی۔ اس کے لئے آنکھے ہوں گے اور ہلکی آواز بھی ہو گی اور ڈراونی کڑک جیسی آواز بھی ہو گی۔ غصہ بھی ہو گا اور حمکلی بھی۔ اس کی لپٹیں بجزک رہی ہوں گی اس کے گرم شعلے بلند ہو رہے ہوں گے اور اس کی گرم ہوا آگ لگا رہی ہو گی۔ اس میں رہنے والا خوشیش نہ ہو گا۔ اس کی حرمتیں ختم نہ ہوں گی اور اس کا رنج تمام نہ ہو گا۔ جہنمیوں کے ساتھ ملائکہ ہوں گے جو جہنمیوں کو گرم پانی پلاتے جانے کی بشارت دیں گے اور دیکھتی ہوئی آگ میں جھوٹکے جانے کی خبر دیں گے۔ یہ لوگ اللہ پاک کی زیارت سے روک دیئے جائیں گے اور اللہ کے اولیاء کو چھوڑنے والے ہوں گے اور جہنم کی طرف جانے والے..... اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ اس شخص کی طرح نہ ڈرتا جو اللہ کے سامنے بظاہر ڈلت و خضوع اختیار کرتا ہے (مگر اس کی نافرمانی سے بازنہیں آتا) اس شخص کی طرح ڈرو جو اس سے ڈر کر گناہوں سے بھاگتا ہے اور پر ہیزگاری اور دانتائی حاصل کرتا ہے۔ اس شخص کی طرح ڈرو جس نے اس کی نافرمانی سے بھاگ کرنجات حاصل کر لی ہو اور آخرت کے لئے تو شہ مہیا کر لیا ہو اور اس تو شہ سے پشت پناہی حاصل کر لی ہو اور اللہ تعالیٰ بدله لینے کے لئے کافی ہے اور علیم و خیر ہے اور اللہ کی کتاب دعویٰ اور جنت کے لئے کافی ہے اور جہنم سزا اور بمال کے لئے..... میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ (مدد الادیل: جلد اسٹرنچے)

لبی امید یہ آخرت سے غافل کر دیتی ہیں

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: پیشک دنیا نے پیچھے پھیسری اور کوچ کی اطلاع دے دی اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور اس نے اطلاع کے لئے جماں کا ہے۔ یہ دنیا آج تکیاں کمانے کا مقام ہے اور قیامت کل ان کے بدله کی جگہ ہو گی۔ سن لو تم آرزوؤں اور ارمانوں میں گھرے ہوئے

ہو جو شخص خواہشوں اور تمناؤں میں ڈوب گیا وہ خسارے میں رہا۔ سن لو! اللہ کی رضا کے لئے رغبت کے ساتھ عمل کرو جس طرح کہ تم اللہ کے لئے ذر کے ساتھ عمل کرتے ہو، سن لو! پیشک میں نے جنت جیسی کوئی جگہ نہیں دیکھی کہ اس کا طلبگار اس کے لئے سو رہا ہو اور جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کو اس سے بھاگنا چاہئے تھا وہ سورہ ہے سن لو جس آدمی کو حق نے نفع نہیں دیا اسے باطل ضرور فقصان دے گا اور جس نے ہدایت سے درستگی حاصل نہیں کی اس پر گمراہی ضرور غالب آئے گی..... سن لو! تم کو کوچ کرنے کا حکمل چکا ہے اور تو شد آخرت کے لئے تم کو لا عجہ عمل بتلا دیا گیا ہے اے لوگو! سن لو: دنیا ایک موجودہ سامان ہے جس سے بھلا اور برا بھی کھاتا ہے اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں بڑی قدرت رکھنے والا بادشاہ حکمرانی کرے گا۔ سن لو! شیطان تم کو فقر سے ڈراتا ہے اور سکھلے گناہوں کا حکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی طرف سے بخشنش اور فضیلت کا وعدہ دیتا ہے۔ اللہ بڑی قدرت والا اور جانے والا ہے۔ اے لوگو! اپنی عمر میں بخلائی کما و تمہاری آخرت میں حفاظت کی جائے گی۔ پیشک جس نے اللہ پاک کی اطاعت کی اللہ پاک نے اس سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی۔ اس کو اس نے جہنم کی دھمکی دی ہے۔ جہنم ایسی آگ ہے اس کی شدت میں کمی نہ ہوگی۔ اس کا قیدی رہائی نہ پائے گا۔ اس کی حرارت سخت ہے اور اس کا گزر حانہ ہیات گہرا ہے۔ اس کا پانی پیپ ہے۔ پیشک وہ خطرناک چیز جس کا میں تم پر خوف کرتا ہوں۔ خواہشات کی اتنا جائے اور امید کالا اتنا ہی سلسلہ ہے۔ (کنز حکیم ص ۲۲۸) ایک روایت میں یہ خطبہ طویل ہے اور بعض روایات میں آخری الفاظ یہ ہیں۔ خواہشات کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور بھی امیدیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔

(ابدیہ و النبایہ ج ۸ ص ۷)

جنگ نہروان کے بعد رفت انگلیز خطبہ

زیاد (اعربی) بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عن جنگ نہروان اور وقت

کے بعد منبر پر تشریف لائے۔ اللہ کی تحریف کی آثار عبرت دنیا نے ان کی آواز گلے میں روک دی تو حضرت علی روئے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس پر آنسو بننے لگے۔ انہوں نے اپنی ڈاڑھی جھاڑی اس سے پٹے ہوئے قطرے کچھ لوگوں پر پڑے گئے تو ہم یہ کہا کرتے تھے کہ جس کسی پر ان کے آنسوؤں کا قطرہ پڑا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کر دے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت کی امید کرتے ہیں اور آرزوؤں کے طویل ہونے کی وجہ سے توہہ میں تاخیر کرتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں زاہدوں جیسی باتیں کہتے ہیں لیکن دنیا میں وہ لوگ دنیا کی طرف رغبت کرنے والوں جیسے اعمال کرتے ہیں۔ اگر دنیا سے انہیں کچھ دیا جاتا ہے تو شکر نہیں کرتے اور اگر ان سے دنیا روک لی جاتی ہے تو صبراً اور قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اس کے شکر سے عاجز ہیں اور باقی کے لئے مزید اضافہ کے متلاشی ہیں۔ لوگوں کو جن باتوں کا حکم دیتے ہیں ان پر خود عمل نہیں کرتے۔ اور وہ کو جن باتوں سے منع کرتے ہیں وہی خود کرتے ہیں۔ صلحاء سے دوستی کا دم بھرتے ہیں اور ان جیسا عمل نہیں کرتے۔ ظالمین سے بعض کا اظہار کرتے ہیں مگر خود دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کے نفسوں پر ان کے توبہات غالب ہیں اور جو چیزیں یقینی ہیں ان پر ان کے نفس کو قابو نہیں۔ اگر انہیں بے پرواہی ملتی ہے تو فتنہ اٹھاتے ہیں اور اگر مریض ہوتے ہیں تو کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں اگر محتاج ہوتے ہیں تو رحمت سے نامید ہو جاتے ہیں۔ پس ایسا شخص نعمت و عافیت دیا جاتا ہے تو شکر نہیں کرتا، آزمایا جاتا ہے تو صبراً نہیں کرتا۔ گویا کہ اس کے مساوا کو موت سے ڈرایا گیا ہے اسے نہیں۔ اے تمہہ! اجل بننے والو! اے چند موت کے اسیرو! اے جھتوں کے وقت گوئے بن جانے والو! اور اے وہ شخص جس کی سادگی پر کاری ہے اور اے وہ شخص جس کے اور عبرتوں کے حاصل کرنے کے درمیان کوئی چیز حاصل ہو گئی ہے۔ میں ایک حق بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب کسی نے نجات پائی

ہے اس نے اپنے آپ کو سمجھنے سے نجات پائی ہے اور جب کوئی ہلاک ہوا ہے اپنے ہاتھوں کی بدولت ہلاک ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تو انفسکم و اهليکم نارا (التحریر آیت ۶)

تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جنہوں نے وعدنا اور قبول کر لیا۔ عمل کی طرف بلا یا گیا تو فوراً عمل شروع کر دیا۔ (کنز الدہمال ج ۸ ص ۲۲۰)

مال اور اولاد دنیا کی اور اعمال صالحہ آخرت کی کیفیت ہے

حضرت مسیح بن یعنی بن میر بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: جو لوگ تم سے پہلے ہلاک ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ نہ تو انہیں ان کے شیوخ نے منع کیا اور نہ علماء نے! اللہ تعالیٰ نے ان سب پر عذاب بھیج دیا..... سن لو! تم نیک کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو اس سے قبل کہ تم پر وہ عذاب اتر آئے جو تم سے پہلے ان لوگوں پر اترا اور تمہیں جان لینا چاہئے کہ امر بالمعروف اور نبی عن المکر نہ تو روزی کاٹتی ہے اور نہ موت قریب کرتی ہے۔ آسمان سے حکم اس طرح اترتا ہے جیسے پارش کا قطرہ! ہر نفس کی طرف وہی حکم اترتا ہے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اہل اور مال اور نفس میں کی یا زیادتی کا..... جب تم میں سے کسی کو اس کے مال اور اہل اور نفس میں کوئی نقصان معلوم ہو اور یہ چیز اپنے علاوہ کسی دوسرے میں نہ پائے تو یہ بات اسے فتنہ میں نہ ڈال دے بلکہ اللہ کی حکمت اور اس کی رضا پر راضی رہے۔ کھیتیاں دو قسم کی ہیں۔ مال اور اولاد یہ دنیا کی کیفیت ہے۔ البتہ عمل صالح آخرت کی کیفیت ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لئے یہ دونوں کھیتیاں جمع کر دیتا ہے۔ (ابن الہ دنیا و ابن عمار)

اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے حرف حروف

ابو اہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیا

”اے لوگو! جس نے مبتلا جگلی اختیار کی وہ محتاج ہو گیا اور جس کو عمر دی گئی وہ آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور جس نے مصیبتوں کے لئے تیاری نہیں کی جب مبتلا کیا جائے گا صبر نہ کر سکے گا اور جو آدمی مشورہ نہیں لیتا ہے پشیان ہوتا ہے اور اس کلام کے بعد فرمایا کرتے تھے: وہ زمانہ قریب ہے کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے فقط حروف رہ جائیں گے اور فرمایا کرتے تھے: سن لو! آدمی کو علم حاصل کرنے سے حیاء نہیں کرنی چاہئے اور جس آدمی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اسے معلوم نہ ہو تو وہ کہہ دے مجھے اس کا علم نہیں، تمہاری مسجد یہ ان دنوں مزین ہوں گی مگر تمہارے دل اور بدن ہدایت سے محروم ہوں گے، آسمان کے سایہ کے نیچے سب سے زیادہ شریر تمہارے علماء (سوہ) ہوں گے، نہیں سے فتنہ کا ظہور ہو گا اور انہیں میں فتنہ لوئے گا۔ مجلس میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا: ”اے امیر المؤمنین ایسا وقت کب ہو گا؟ فرمایا: جب دین کی سمجھ بوجوچہ تمہارے رذیلوں میں چلی جائے اور فخش تمہارے پسندیدہ لوگوں میں آجائے اور حکومت تمہارے ذیل لوگوں میں چلی جائے۔ پس اس وقت قیامت قائم ہو گی۔ (سن ابی جعفر)

فرائض کی ادائیگی کے متعلق ایک طویل خطبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: ہر حکم کی تعریف و توصیف کے لائق وہ ذات مقدس ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور اندر حیری رات کے بعد حکمر کا اجالا پیدا فرمایا، وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ یقین وہ عمل جو کہ انسان کے بطور وسیلہ کام آئے گا، ایمان ہے۔ راہ خدا میں جہاد کرنا کلمہ اخلاص ہے۔ کلمہ اخلاق فطرت ہے۔ (یعنی اصل دین) اور نماز قائم کرنا کیونکہ نماز دین کا ستون ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا اس لیے کہ زکوٰۃ فرضہ دینی ہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا اس لیے کہ یہ

اللہ کے عذاب سے ڈھال ہیں اور بیت اللہ کا حج کرنا اس لیے کہ یہ فقیری کو دور کرنے والا اور گناہوں کو منانے والا ہے اور صلہ رحمی کرنا اس لیے کہ یہ مال میں زیادتی اور عمر میں برکت کرنے والا ہے اور آپس میں محبت کا ذریعہ ہے اور چھپ کر صدقہ دینا کہ یہ گناہوں کا گفارہ اللہ کے غصہ کو خنثا کرنے والا ہے اور بھلے کام کرنا یہ بڑے طریقہ پر مرنے سے بچاتا ہے اور خوفناک چیزوں کے حملہ سے خافت کرتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے زبان ترکھوئی بہترین مشغله ہے اور اس چیز کی رغبت کرو جس کا مقصدین سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ عام و عدوں سے سچا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو اس لیے کہ سنت محمد یہ کا ایجاد، دوسرے انبیاء کی سنتوں سے افضل ہے۔ اللہ کی کتاب کو یک یحییہ تمام بالتوں سے افضل ہے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو یہ چیزوں کے لئے تازگی ہے۔ کتاب اللہ کے نور سے شفا حاصل کرو اس میں ان امراض کے لئے شفا ہے جو سینوں میں مخفی ہیں اس کی تلاوت اچھے طریقے پر کرو اس شاید تم پر حرم کیا جائے اور جب تم پر قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو یہ کہ یہ احسن فصل ہے اور جب تم کو اس کی تعلیم کے مطابق چلایا جائے تو تم چلو جہاں شاید تم پر حرم کیا جائے اور جانتے ہو شاید کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ پیش وہ عالم جو اپنے علم سکن قرآن کو سمجھتے اور جانتے ہو شاید کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جسکی پر نہیں آتا بلکہ یہ خلاف عمل کرتا ہے وہ ایسے خالم کی طرح ہے جو اپنی جہالت سے درستگی پر نہیں آتا بلکہ میں سمجھتا ہوں ایسے عالم پر جو اپنے علم کے خلاف چلتا ہے۔ جنت اور بھی عظیم ہو جاتی ہے اور اس کے لئے دائیٰ حسرت و ندامت ہے۔ پنست اس جاہل کے جو اپنی جہالت میں حیران ہے اور یہ دونوں گمراہ اور ہلاک کئے جائیں گے اور تم فریب کی باتیں نہ کیا کرو۔ ورنہ شک میں پڑ جاؤ گے اور شک نہ کیا کرو ورنہ کفر میں جتنا ہو جاؤ گے اور رخصت پر عمل نہ کیا کرو اس لیے کہ سنت پڑ جاؤ گے اور حق میں سنت نہ بنو اس لیے کہ خسارہ میں پڑ جاؤ گے..... سن لو! احتیاط کی بات یہ ہے کہ اپنے اوپر اعتماد پیدا کرو اور اعتماد کی بات یہ ہے کہ دھوکہ میں نہ پڑو اور تم میں سے اپنے آپ کو زیادہ

صیحت کرنے والا اپنے رب کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور جس نے اپنے آپ کو نہ پیچانا وہ اپنے رب کا زیادہ ت Afran بنا۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے بے خوف رہتا ہے وہ بشارتوں کا مستحق نہ سمجھتا ہے جو اللہ کی تافرمانی کرتا ہے، ذرتا ہے اور پچھاتا ہے تم اللہ تعالیٰ سے یقین کا سوال کرو اور اللہ پاک سے عافیت طلب کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تمام باتوں سے افضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر ہے اور بدترین کاموں میں نئے کام ہیں، ہر نی رسم بدعت ہے اور ہر نی رسم کا بانی مبتدع ہے جس نے بدعت کی وہ بلاک ہو گیا۔ جب کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی تو اس کی وجہ سے ایک سنت ضرور مت روک ہوئی۔ ریا کاری شرک میں سے ہے اور اخلاق عمل اور ایمان میں سے ہے۔ کھیل کی جگہ میں قرآن کو بھلا دیتی ہیں۔ ان میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور وہ گمراہی کی طرف بلاتے ہیں۔ عورتوں کے پاس بیٹھنا دلوں میں کجی پیدا کرتا ہے اور ایسے شخص کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں۔ عورتوں کے پاس بیٹھنا شیطان کے دام تزویر میں آتا ہے۔ اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرو۔ اللہ پاک صداقت شعاروں کے ساتھ ہے۔ جھوٹ سے بچوں کے لیے کہ جھوٹ ایمان کے مقابل ہے۔ سن لو! سچائی ایسے نیلے پر ہے جو نجات دینے والا اور کرامت والا ہے اور جھوٹ ایسے نیلے پر ہے جو تباہ و بلاک کرنے والا ہے۔ لوگوں جن کہا کرو اس سے معرفت پیدا ہو گی۔ حق پر عمل کرو تم اہل حق سے ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں کی امانتیں ادا کرو جن کے تم امین ہو۔ تم ان رشتہ داروں سے صدر جی کرو جو تم سے قطع تعلق کرتے ہیں اور ان لوگوں سے احسان کرتے رہو جو تمہیں محروم رکھتے ہیں۔ جب تم وعدہ کرو تو اسے وفا کیا کرو اور جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کیا کرو۔ باپ دادوں کے کارنا موں پر فخر نہ کرو۔ کسی کو برے لقب سے ہرگز نہ پکارو۔ آپس میں بھی مذاق نہ کرو اور باہم عداوت نہ رکھو۔ ضعیف، مظلوم، مقریب، مجہد اور مسافر کی امداد کرو اور غلاموں کو آزاد کرانے میں ان کی اعانت کرو۔ بیواؤں اور قیموں پر رحم کرو اور ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو।

ورسلام کرنے والے کو اس جیسا یا اس سے اچھا جواب دو۔ بھلے اور تقویٰ کے کام پر ایک دوسرا کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کے مددگار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ پیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ مہمان کا اکرام کرو پڑو سیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ مریضوں کی عیادت کرو۔ جنمازے کو کندھا دو اور تم اللہ کے بندے اور بھائی بھائی ہو جاؤ۔ اما بعد پیشک دنیا نے رخ پھیر لیا ہے اور رخصت ہونے کی اطلاع دے دی ہے اور پیشک آخرت نے سایہ ڈال دیا ہے اور اطلاع کے لئے جماعت کا ہے اور بے شک آج کے دن شرط لگانا (عمل کرنا) ہے اور کل (قيامت) کے دن (جز اپنا) سبقت لے جانا ہے اور بے شک جنت کی طرف سبقت کرنی ہے اور جہنم سے بھاگنا ہے۔ سن لو! تم اب مہلت کے زمانہ میں ہو۔ اس کے پیچھے موت ہے جس کا ذائقہ جلدی چکھتا ہے جس نے اپنے عمل کو اس مہلت کے زمانہ میں اللہ کے لئے موت کے حاضر ہونے سے قبل خالص کر لیا۔ اس کا کام اچھا ہو گیا اور اسے کامیابی کی امید ہو گی اور جس نے اس میں کو تباہی کی اس کا عمل خسارے میں پڑ گیا اور اسے کامیابی کی امید نہیں رہی۔ رغبت اور ڈر دنوں حالتوں میں عمل کرو۔ اگر تمہیں تمہاری مرغوب چیزیں حاصل ہوں تو اللہ کا شکر کرو اور اس کے ساتھ اللہ کے خوف کو بھی شامل کرو اور اگر تم پر خوف و دهشت کی چیزیں نازل ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف رغبت کو جمع کرو۔ اس لیے کہ اللہ پاک نے اس کے بدله میں اپنے بندوں کو بہترین اجر کی خوشخبری دی ہے اور جس نے شکر کیا اللہ نے اس کے لئے نعمتوں میں اضافہ کیا اور میں نے جنت جسمی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سورہ ہے۔ (اس کے لئے یہ اعمال کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہا) اور میں نے آگ (جہنم) جسمی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کو اس سے بھاگنا تھا وہ سورہ ہے (برے اعمال کر کے اس میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے) جس آدمی کو حق نفع نہیں دے گا اس کو باطل ضرور نقصان دے گا اور جس کے لئے ہدایت کا رگر نہ ہو گی اسے گمراہی اپنی طرف کھینچ لے گی اور

جس کو یقین نہ دے گا شک اس کو تقصیان پہنچا کر رہے گا۔ بیشک تم لوگوں کو کوچ کا حکم لے چکا ہے۔ تمہیں راستے کے لئے تو شہ مبیا کرنے کی تلقین کر دی گئی ہے۔ سن لو! زیادہ خوف کی چیز جس کا میں تم پر خوف کرتا ہوں دو باتیں ہیں لبی لبی امیدیں باندھنا اور خواہشات کا اتباع۔ امیدوں کا طویل کرنا آختر کو بھلا دیتا ہے اور خواہشات کا اتباع حق سے دور کر دیتا ہے۔ سن لو! دنیا نے منہ موڑ کر قصہ سفر کر لیا ہے اور آختر کی منزلیں قریب آ رہی ہیں۔

(البداية والنهائية ج ۲ ص ۳۰۷)

لھ لھ ہو رہے ہیں زندگی سے دور ہم
لھ لھ موت کی جانب بڑھے جاتے ہیں ہم

موت، قبر اور قیامت کے بارے میں خطبہ

واعلموا انکم میتون و مبعوثون من بعد الموت و موقوفون
علی اعمالکم و مجزیون بھا فلا یغرنکم الحیوة الدنيا فانها
دار بالبلاء محفوفة وبالفناء معروفة و بالغدر موصوفة و كل
ما فيها الى زوال

اے لوگو! جان لو کہ تم سب مرنے والے ہو اور موت کے بعد تمہیں پھر زندہ کیا جائے گا۔ (عدالت خداوندی میں) تمہارتے اعمال ناٹے تمہارے سامنے لائے جائیں گے اور تمہارتے اعمال کی جزا تمہیں دی جائے گی خبردار! دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ زوال دے دنیا ایسا مقام ہے جو کہ آفات سے لبریز ہے اور اس کا فنا ہونا یقینی ہے اور اس کا دھوکا دینا اس کی صفت ہے اور جو کچھ بھی اس میں موجود ہے وہ زوال پذیر ہے۔

اس دنیا کی کوئی بھی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی اور اس کے چاہئے والے اس

کے فتنے سے محفوظ نہیں رہتے۔

بینا اهلہا منہا فی رخاء و سرور اذا هم منہا فی بلاء و غرور
بظاہر پسکون نظر آتے ہیں مگر دفعۃ آلام و مصائب میں گرفتار ہو جاتے
ہیں۔

اس کا عیش و نشاط ذلت آمیز اور اس کی آسودگی کے لئے نہ قیام ہے نہ دوام۔
اللہ کے بندو! تم دنیا کی جس رونق پر فریفہ ہوئی ہمیشہ اسی طرح نہیں رہے گی۔ تم
سے قبل بڑی بُری عمروں والے یہاں سے کوچ کر گئے۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔
انہوں نے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے۔ شہر آباد کئے ان کے انتقال کے بعد ان کی
بڑی بڑی مضبوط عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ اب ان کے نام و نشان تک باقی نہیں رہے
اور خود ان کے جسم بھی قبروں میں خاک درخاک ہو گئے۔ ایک وقت آئے گا کہ مردوں
کو زندہ کر کے میدان محشر میں لا یا جائے گا۔ رب ارض و سما کی عدالت ہو گی اور اس کا
بندہ اس کے سامنے دم بخود کھڑا ہو گا۔ (اس حال میں کہ معبد و عبد کے درمیان نہ کوئی
پرده ہو گا نہ ترجمان) (مد: الصفاۃ، ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۵)

غم اولاد کوئی صاحب اولاد ہی جانے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا فرزند وفات پا
جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: کیا تم نے میرے بندے کے فرزند کو
وفات دے دی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم نے
اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس
وقت میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور انا
للہ وَا ایلٰہ رَبُّ الْجَمِيعِ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کے لیے جنت میں
ایک گھر بنادو اور ان گھر کا نام ”بیت الحمد“ (حمد کا گھر) رکھ دو۔

(مکملۃ الجواہر، ج ۱ ص ۱۵۱، ترجمہ ن)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت آپ کے ہمراہ گئے تو صاحبزادہ کی جائیگی کا مظہر دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ رورہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے؟ میرا یہ آنسو بہانا شفقت ہے۔ پھر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بینے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان العین تدمع والقلب تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضي ربنا وانا بفرالق يا ابراهيم لمحزون آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غلیجن ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جداں پر غلیجن ہیں۔ (مکملۃ ج اص ۱۵۰، بخاری و مسلم)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ و معاذ بن جبل و أبي بن كعب و زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے تو پچھا اس وقت آپ کی گود میں دیا گیا جب کہ وہ جائیگی کے عالم میں ترپ رہا تھا آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت سعد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں ڈال دی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (مکملۃ ج اص ۱۵۰، بخاری و مسلم)

☆ ایک صحابی ہمیشہ اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں آیا کرتے تھے ایک بار وہ تباہ آئے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پوچھا کہ تمہارا بچہ کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا: وہ تو مر گیا۔ یا رسول اللہ! تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس پھانک پر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا بچہ تمہارا ناظر کر رہا ہو گا۔ (مکملۃ ج اص ۱۵۳)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آنہم وزاری

حضرت عبداللہ بن رواحد رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر پٹکے لیٹھے ہوئے تھے کہ لیٹھے ہی لیٹھے رونے لگے۔ ان کا روتا دیکھ کر بیوی بھی رونے لگیں۔ بیوی سے دریافت فرمایا: تم کیوں روئی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی روئے گلی۔ حضرت عبداللہ رواحد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کافرمان: و ان منکم الا واردها (اور تم میں سے کوئی جبھی ایسا نہیں جس کا دوزخ پر گزرنا ہو) یاد آ گیا جس میں پل صراط پر سے گزرنے کی خبر دی ہے۔ اب میں یہ سوچ کر رورہا ہوں کہ معلوم نہیں پل صراط کو عبور کر کے جنت میں چلا جاؤں گا یا دوزخ میں گر جاؤں گا۔

(منڈحکم)

شانِ صحابیت دیکھئے اور پھر ان حضرات کا خوف خدا و فکر آ خرت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی فرماتی ہیں: میں نے حضرت ابو درداء سے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا کہ دنیا کا مال اس طرح حاصل نہیں کرتے جس طرح کہ فلاں شخص حاصل کرتا ہے اس پر انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے: امام کم عقبۃ کوؤدۃ لا یجوز لها المثقلون۔ تمہارے آگے (مرنے کے بعد) ایک سخت گھٹائی آ رہی ہے جس کو (دنیا کے مال کا) بوجھ اٹھانے والے عبور نہ کر سکیں گے لہذا میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس گھٹائی کے لئے بلکا ہو کر رہوں۔ (مکتوہ)

ہو گئی افسوس سب ترکی تمام ہائے دنیا ہائے یہ تیرا مقام جی کی جی میں رہ گئی افسوس ہے تھا کوئی شی، وہ نہیں اب کوئی شی پچھے کی اپنی نہ اوروں کی سنی پڑی وہ جھیل لی پچھے چکے جو پڑی داغ فرقہ ایسا اپنوں کو دیا ہائے تو نے آہ تک من سے نہ کی ہے یہا افسوس کیسی جان دی

خوف آخرت سے سارے غلام آزاد کر دیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آبیکر بینٹھ گیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بلاشبہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں (یا ان کی طرف سے ہے) اور (میری طرف سے یہ ہے کہ) ان کو گالیاں دیتا ہوں اور سزا بھی۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ (آخرت میں) میرا اور ان کا کیا معاملہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو تیرے غلاموں کی خیانت اور نافرمانی اور تجھے سے ان کے جھوٹ بولنے اور تیرے سزادینے کا حساب ہوگا۔ اگر تیری سزا ان کے قصوروں کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر ہے گا۔ نہ تجھے کچھ ان کی طرف سے ملے گا، نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑے گا اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے کم ہوگی تو ان کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئیں گی اور تجھے ان سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ارشادِ نبوی سن کرو وہ شخص روتا اور جتنا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو اللہ تعالیٰ کا ارشادِ نبیں پڑھتا (جس میں تیرا معاملہ صاف صاف مذکور ہے) ارشاد باری یہ ہے:

ونضم الْمُواذِينَ الْقَسْط لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تَظْلِمْ نَفْسَ شَيْئًا وَان

كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَسِيبًا

(پ ۷ الانبیاء، ۵۸)

اور ہم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ تو کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر (کوئی) رائی کے داد کے برابر (بھی عمل) ہوگا تو ہم اسے حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنے سے جدا کر دوں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (مکتوہ: شریف عن اتریقی باب الحساب والقصاص)

کیا اندر ہیری قبر روشن ہو گئی کیسی اس پر رحمت باری ہوئی
نیکیاں جن کے لئے کی تحسیں یہاں قبر میں جا کر ہوئیں وہ سب عیاں
کس اڑی مشکل میں وہ آئی ہیں کام آگ کی چڑھنے کو تھی منہ پر بلگام
کھڑکیاں دوزخ کی کھل جاتیں ابھی وہ تو یوں کہیے کہ رحمت ہو گئی
نیکیاں بندے کے آگے آ گئیں اس پر بس چاروں طرف سے چھا گئیں

حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں بدایات

احیاء العلوم میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ ایک صحابی کو حضور علیہ السلام نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا: موت کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کر دیا یہ تمہیں دوسرا چیزوں کی رغبت سے ہٹا دے گا۔ مزید فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا دل کو زندہ کرتا ہے اور ایسے شخص پر موت آسان ہو جاتی ہے ایک صحابی نے عرض کی: حضور! مجھے موت سے محبت نہیں ہے کیا علاج کرو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آگے چلاتا کر دو۔ آدمی کا دل مال سے لگا رہتا ہے۔ جب اس کو آگے بیجھ دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب بیجھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب دو تھائی رات گزر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرلو! اللہ کو یاد کرلو۔ غنقریب قیامت کا زلزال پھر صور پھونکنے کا وقت آ رہا ہے اور (هر شخص کی) موت اپنی ساری خوبیوں سمیت آ رہی ہے۔ (مکتوہ)

اہل حق کے معمولات مبارکہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو باتے جو موت کا اور قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتنے جیسا کہ جنائزہ سامنے رکھا ہو۔ ابراہیم تھی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا۔ ایک موت نے دوسرے قیامت میں اللہ تعالیٰ شانہ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتوں آسان ہیں۔ اشاعت کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی حاضر ہوتے جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی قیادت کی شکایت کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو۔ دل نرم ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ (احیاء)

موت کا معاملہ بہت خطرناک ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موت کا معاملہ نہایت خطرناک ہے اور لوگ اس سے بہت غافل ہیں۔ اول تو اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو بھی چونکہ دل دوسری طرف مشغول ہوتا ہے اس لئے محض زبانی تذکرہ منفید نہیں ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب کی طرف سے بالکل فارغ کر کے اس کو اس طرح سوچے کہ گویا وہ سامنے ہی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور چانپوں اے احباب کا حال سوچے کہ کیونکر ان کو چار پائی پر لے جا کر منی کے نیچے دبا دیا گیا۔ ان کی صورتوں کا، ان کے اعلیٰ منصبوں کا خیال کرے اور یہ غور کرے کہ اب منی نے کس طرح ان کی اچھی صورتوں کو پلٹ دیا ہو گا۔ ان کے بدن کے نکڑے نکڑے الگ الگ ہو گئے ہوں گے۔ کس طرح پھر کوئی تمیم یہوی کو یہوہ اور

عزیز و اقارب کو روتا چھوڑ کر چل دیئے۔ ان کے سامان، ان کے مال، ان کے کپڑے پڑے رہ گئے۔ یہی حشر ایک دن میرا بھی ہو گا۔ کس طرح وہ مخلوں میں بیٹھ کر قبیلے لگاتے تھے آج خاموش پڑے ہیں۔ کس طرح دنیا کی لذتوں میں مشغول تھے۔ آج منی میں ملے پڑے ہیں۔ کیسا موت کو بھلا رکھا تھا آج اس کے شکار ہو گئے۔ کس طرح جوانی کے نشہ میں تھے، آج کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔ کیسے دنیا کے دھندوں میں ہر وقت مشغول رہتے تھے، آج ہاتھ الگ پڑا ہے، پاؤں الگ ہے، زبان کو کیڑے چھٹ رہے ہیں، بدن میں کیڑے پڑ گئے ہوں گے، کیسا کھل کھلا کر ہنتے تھے، آج دانت گرے پڑے ہوں گے۔ کیسی کسی تدبیر میں سوچتے تھے، برسوں کے انتظام سوچتے تھے حالانکہ موت سر پر تھی، مرنے کا دن قریب تھا مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ آج رات کو میں نہیں ہوں گا، یہی حال میرا ہے آج میں اتنے انتظامات کر رہا ہوں کل کی خبر نہیں کیا ہو گا۔ (ایجاد)

۔ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سلطان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں

سورج روزانہ اعلان کرتا ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزانہ ہمیشہ جب آفتاب نکتا ہے تو وہ اعلان کرتا ہے کہ جو نیک کام کرنا ہے کر لے، آج کا دن تیری عمر میں پھر بھی نہیں آئے گا۔ (اس نے اس دن میں تیری جو نیکیاں لکھی جا سکتی ہوں لکھوا لے) اور دو فرشتے آسمان سے اعلان کرتے ہیں، ایک ان میں سے کہتا ہے: اے نیکی کے طلب کرنیوالے خوبخبری لے (اور آگے بڑھ) اور دوسرا کہتا ہے: اے برائی کے کرنیوالے بس کر اور رک جا (اپنی بلاکت کا سامان اکٹھانے کر) اور دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جن میں سے ایک کہتا ہے: یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال کو روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔ عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک فہرست دیدی

جاتی ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان سب کی اس سال میں روح قبض کر لی جائے۔ یہاں ایک آدمی فرش فروش میں لگا ہوا ہے نکاح کرنے میں مشغول ہے مکان کی تعمیر کراہا ہے اور وہاں مردوں کی فہرست میں آ گیا۔ (درمنثور)

کاش فقط و فنور چھوڑیں ہم اور معاصی سے منہ موڑیں ہم
رشیۃِ معصیت کو توڑیں ہم کاش مولا بے ربط جوڑیں ہم
کاش عقبی کی او گئے ہم کو کاش دنیا سے ہم کو نفرت ہو
قبر اور میت کے بارے ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (مکتوۃ بن حمادہ اتریذی) یعنی نیک شخص کی قبر زبان حال سے یہ کہہ کر اس کا استقبال کرتی ہے:

کیوں نہ ہو جاؤں میں باغ اس کے لئے خلد کے بس ہیں چدائیں اس کے لئے
نیک دنیا میں رہا بندا اس کو رحمت کا یاں نہیں مندا
نور ہوتا ہے پھر بدن اس کا روح ہوتی ہے آسمان کو ہوا
☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مردی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: مؤمن کو ہر تکلیف میں توبہ ملتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت جو اس کو
تکلیف پہنچتی ہے اس پر بھی (اہن ماب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ آخری تکلیف جو مومن کو پہنچتی ہے وہ موت کی تکلیف ہے۔ (بیانیٰ نعلیٰ الادیاء)

☆ کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس میت کو اچھا بتایا تو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وجہت واجب ہو گئی پھر ایک دوسرا جنازہ گزراتو
لوگوں نے اس میت کو برآتا یا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وجہت واجب ہو
گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا چیز واجب ہو گئی یا رسول اللہ! تو آپ نے

فرمایا: ایک جنازہ کی میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور دوسرے جنازے کی میت کو تم لوگوں نے برابتایا تو اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی کیونکہ تم (مومنین صالحین) روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو تو جس میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا شہر اور جس میت کو تم لوگوں نے برابتایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی برقرار رپایا۔ (مکملہ نامہ ص ۱۳۵)

☆ حضرت ابو قاتلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مستریح او مستراح منه (یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے آرام مل گیا ہے) تو لوگوں نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور علیہ اصلہ و السلام نے فرمایا: مومن بندہ (جو نیک ہو) وہ توفقات پا کر دنیا کی ایذاوں اور مصیبتوں سے آرام پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے اور بدکار بندہ (جب مر جاتا ہے) تو اس سے تمام بندے تمام شہر یہاں تک کہ تمام درخت اور تمام چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔ (مکملہ نامہ ص ۱۳۹)

قبر کیا کہتی ہے؟

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قبر میں مردہ رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے: اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا؟ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں فتنہ کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، میں تباہی کا گھر ہوں، میں کیزوں کا گھر ہوں تو کس گھمنڈ میں تھا جب تو لوگوں کو دیکھے دیتا ہو امیرے اوپر سے گزرتا تھا؟ تو اگر مردہ نیک و صالح ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے، اے قبرا! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بری بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔ یہ سن کر قبر کہتی ہے: اگر ایسا ہی تھا تو اب میں اس کے پاس ہر یا لی لااؤں گی اور اس کا بدن نور ہو کر دوبارہ مجھ سے نکلے گا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے دربار رحمت تک رسائی حاصل کرے گی۔ (احیاء الحلوم جلد ۳ ص ۸۲۲)

☆ عبید بن عمر لشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: میت سے بوقت دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تھائی کا گھر ہوں۔ میں بے کسی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان برادر تھا تو آج میں تیرے لیے رحمت ہن جاؤں گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب ہن جاؤں گی۔ میں وہ جگہ ہوں کہ خدا کے فرمان بردار بندے مجھے میں داخل ہونے کے بعد سرور ہو کر نکلتے ہیں اور خدا کے نافرمان بندے مجھے میں داخل ہو کر رنجیدہ و غمزدہ ہو کر نکلتے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۲۲)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ماں سے زیادہ مہربان ہے

حمدید سے روایت ہے کہ میرا ایک بھاجنا نافرمان تھا وہ یہاڑ ہو گیا تو اس کی ماں نے مجھے بلوا بھیجا، جب میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی ماں سرہانے کھڑی رو رہی ہے۔ اس لڑکے نے مجھ سے دریافت کیا: اے ماموں جان! یہ کیوں رو رہی ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ تمہاری براٹیوں کی وجہ سے رو رہی ہے۔ لڑکے نے کہا: کیا میری ماں مجھ پر رحم نہ کرتی تھی؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا۔ جب ہم نے اس پر ایٹھیں رکھیں تو میں نے جھاٹک کر قبر میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حد نگاہ تک وسیع کر دی گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم نے بھی یہی دیکھا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: باں! تو میں سمجھ گیا کہ یہ

اسی کلمہ کی وجہ سے ہے جو اس نے مرتے وقت کہا تھا۔ (ابن القیامی، تہذیب)

الہذا بندے کو اپنے رب کے بارے میں اچھا ہی گمان رکھتا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تین دن پہلے ارشاد فرمایا: لا یموت نَ اَحْدَكُمُ الْاَوْهُ يَحْسِنُ الظُّنُونَ بِاللَّهِ۔ تم میں کسی کو موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔ (مسلم شریف من جایز رضی اللہ عنہ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کیونکہ یہی جنت کی قیمت ہے۔
(ابن عساکر)

☆ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بزرگان دین جب کسی کے پاس نزع کے وقت جاتے تو اس کے اچھے کام یاد دلاتے تاکہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھے۔ (ابن القیم)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم کسی شخص کو نزع میں دیکھو تو اسے بتاؤ کہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے اور جب کسی زندہ کو دیکھو تو اسے عذاب الہی سے ڈراو۔ (ابن مبارک)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سن کہ اللہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں تو وہ جیسا گمان چاہے میرے ساتھ رکھے۔ (مسند امام احمد)

☆ محمد بن صالح علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو دوسرا مردے اس سے کہتے ہیں: اے شخص! کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت نہیں حاصل کی؟ ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے لیکن تو تو زندہ تھا اور تجھ کو کافی مہلت ملی تھیں تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔ اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے! تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء و احباب لوگوں کو اس منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔ (ایضاً، المعلوم ج ۲ ص ۳۲۲)

اعمال صالحہ قبر کی وحشت کو دور کرتے ہیں

حضرت کعب علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتے ہے تو بہت گھبراتا ہے اس وقت اس کے اعمال صالحہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد

صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آ کر کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے ہنوم کچھ نہیں کر سکتے اس نے نمازوں میں بہت لمبا مقام کیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ ہنوم ہمیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا کیونکہ اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لئے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں باسمیں سے آنا چاہتے ہیں تو حج و چادر راستہ روک لیتے ہیں کہ اس نے خدا کے لئے اپنے بدن کو بڑی تحریک میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے آ جاتے ہیں اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے چڑی کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر میں ایک قدیم جلا دی جاتی ہے جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔ (ایاد، الحلم جلد ۷ ص ۳۳۳، ۳۳۴)

انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہے

منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی بزرگ کے پاس جا کر اپنی غربی اور مغلی کی شکایت کی تو انہوں نے اس شخص سے کہا: تم چاہتے ہو کہ تمہاری ایک آنکھ بند ہو جائے اور تم کو دس ہزار درہ بھل جائیں؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: کان ہاتھ پاؤں کے عوض اتنی ہی رقم تم کو دے دی جائے (ان کو بیچتے ہو) اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا اتنی ہی رقم کے عوض اپنی عقل کو بیچتے ہو؟ اس نے کہا: یہ بھی میری مرضی نہیں ہے۔ تب انہوں نے کہا: اس صورت میں پچاس ہزار درہ بھل کمال تو تمہارے پاس موجود ہے اور اس پر بھی تم اپنی مغلی کی شکایت کر رہے ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ تم اگر ان سے کہو کہ اپنی حالت کو دوسرے کی حالت سے بدل لیں تو وہ اس پر راضی نہیں ہوں گے۔ پس وہ نعمت جو اس کو ملی ہے دوسرے کو نہیں دی

گئی لہذا یہ محل شکر ادا کرنے کا ہوا۔

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہار کے لئے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل کا ہوتا ہے۔ البتہ مرض اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ محض مرض کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا۔ ہاں بحالت صحت جو اعمال وہ کرتا تھا اور اب یہاری کی وجہ سے نہیں کر رہا جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر وہ تند رست ہوتا تو ضرور کرتا۔ لہذا ان اعمال کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے اور یہاری گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جبکہ ان سے تو بھی کر لے۔ اگر جی میں یہی ہے کہ اچھا ہو کر پھر اسی طرح گناہ کیا کروں گا تو اس صورت میں یہاری گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔ (حجیہ الغاظلین)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ جس بندے کے گناہ بہت ہوں اور اس کی کوئی عبادت ایسی نہ ہو جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا غم دیتا ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (کیاۓ سعادت)

ناکارہ اور نکمی (ارذل العمر) سے کیسے بچا جائے؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من قراء القرآن لم يردا لى ارذل العبر لكيلا يعلم بعد علم شيئاً۔
جس نے قرآن پڑھا وہ رذیل عمر کی طرف نہیں لوٹتا کہ جانے کے بعد اس کو کچھ یاد نہ رہے۔ وذلک قوله عزوجل ثم رددنه اسفل ساقلين الا الذين امنوا قال و
(عملوا الصالحة يعني) الا الذين قرؤ القرآن۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ”بیٹک ہم انسان کو پست کر دیتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے یعنی قرآن پڑھتے رہے (السر ک لکھا کمن ۵۲۸) یہ مشاہدہ بھی ہے کہ علماء حق کے حواس آخوند سلامت رہتے ہیں اس مسئلے میں ایک دعا بھی یاد رکھنے اور پڑھتے رہنے پر روت ہے اور وہ یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور کہتے تھے: رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتے تھے اور وہ کلمات یہ ہیں:

اللهم انی اعوذ بک من الجین واعوذ بک من البخل واعوذ
بک من ارذل العبر واعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعداہ القبر.

(بخاری مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

اے اللہ! میں بزدیلی، بخیلی (سنجوی) عکسِ عمر دنیا کے فتنے اور عذاب قبر
سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

☆ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے دریافت فرمایا: تیرے پاس کوئی ایسا قاصد نہیں کہ کسی کی روح قبض کرنے سے پہلے اس کے پاس بحیث دیا کرے تاکہ وہ اسے مطلع کرے کہ تیرے سفر آخرت کا وقت آ گیا ہے اور اپنی تیاری کر لے (تاکہ وہ گناہوں سے توبہ کر کے موت سے قبل اپنی اصلاح کر لے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے)

موت سے پہلے پیغام موت

ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: بہت سے پیغام رسال ہیں جو کہ مرنے والے کے پاس پہنچتے ہیں اور اسے پیغام رحلت دیتے ہیں مثلاً پیرانہ سالی ضعف قوت گویائی، ضعف بینائی وغیرہ جب ان چیزوں سے لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے تو میں متذہب کرتا ہوں۔ کہ ابے عنقریب ساغر موت نوش کرنے والے شخص کیا تیرے پاس کیے بعد دیگرے پیغام نہیں پہنچ گرفتے کسی پیغام کو درخواست اتنا نہیں سمجھا، اب میں خود آ رہا ہوں اور اس کے بعد تمام سلسلہ پیغامات مقتفل کر دیئے جائیں گے۔

☆ حلیہ الاولیاء میں حضرت چاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت منقول ہے کہ جب کوئی شخص بیماری میں بچلا ہوتا ہے تو وہ بیماری دراصل ملک الموت کا قاصد ہوتا ہے جو

اسے موت سے باخبر کرتا ہے جب اس کی بیماری اپنی انجما کو پہنچ جاتی ہے تو ملک الموت آ کر فرماتے ہیں: اے انسان! تیرے پاس کتنے ہی قاصد پے در پے آتے رہے لیکن تو نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی، اب تیرے پاس ایسا قاصد آیا ہے جو تیرے نشان کو بھی مٹا دیے گا۔ (شرح السدود، ص ۳۲-۳۳)

ضعف دل ضعف نظر ضعف ساعت انسان
یہ تیری موت کے آثار چلے آتے ہیں

سائبھ سال تک مہلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اعذر اللہ الی امراء اخراجلہ حتی بلغ ستین سنۃ (بناری)

جب انسان کی عمر سائبھ سال ہو جاتی ہے تو اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں یعنی اگر کوئی شخص سائبھ سال تک بھی اپنے آپ کو سنوار کر اللہ اور اس کے رسول کا تابع دار تھیں بن سکا تو اب انتظار کی گڑیاں ختم، کیونکہ سائبھ سال کی عمر ایک طویل زمانہ ہے۔ ایسا شخص مرنے کے بعد تمنا کرے گا کہ کچھ اور مہلت مل جائے تاکہ میں اپنی اصلاح کر لوں لیکن اب اسی تمنا فضول ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: وی بعض انعامله علی فقد ما کان متینکنابہ۔ پھر وہ (حضرت کے ساتھ) اپنی انگلیوں کو کاٹئے گا۔ اس وقت کے گزر نے پر جس کو اس نے اپنے اختیار سے ضائع کر دیا۔ (تفیر کیزین ۲۹ ص ۱۹) کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے ایک لمحہ بھی آگے چیچھے نہیں ہو سکتی۔ ولن یو خر اللہ نفاسا اذا جاء اجلها۔ النافتون (اکن لیے حکم ہوا و انفقوا میار زقناکم النافتون: ۱۰)

اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اسے (راہ غدایں) خرچ کرو۔ اس سے قبل کرم میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو پھر وہ کہنے لگے: میرے پروردگار! مجھے اور کچھ مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات دے لیتا

اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔

ملک الموت کا فرمان

منقول ہے کہ ملک الموت حضرت سیدنا عزرا نسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی شخص کی روح قبض کرنے تشریف لائے تو اس نے پوچھا نہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: "میرا وہ ہوں جو پادشاہوں سے نہیں ڈرتا، محالات (کے مسلح چوکیدار) جس کو روک نہیں پاتے اور جو رشومیں قبول نہیں کرتا"۔ اس شخص نے کہا: جب تو آپ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ افسوس! میں نے تو (ابھی) موت اور اس کے بعد والے معاملات کی تیاری نہیں کی۔ فرمایا: اے شخص! تیرافلان ہمایہ کہاں ہے؟ تیرافلان قرابت دار کدھر گیا؟ عرض کیا: وہ مر پکے۔ فرمایا: کیا تیرے لئے ان کی موت میں کوئی عبرت نہ تھی کہ (فصحت حاصل کر کے) آخرت کی تیاری کرتا؟ پھر اس کی روح قبض فرمائی۔

(المعرفت، ج ۲، ص ۲۷۸، دار المکتبیہ بہوت)

☆ حضرت سیدنا یزید رقاشی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ہم عامر بن عبد اللہ علیہ رحمۃ اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو روئے کہ روتے ان کی ہنچکیاں بندھی ہوئی تھیں، ہم نے سبب گریہ (دریافت کیا تو فرمانے لگے: مجھے اس (طویل ترین) رات کا خوف رلا رہا ہے جس کی صبح یوم قیامت ہے یعنی قبر کی رات کے ہوش برآ تصور نے تربا کھا ہے۔

(الجواب، ج ۱، ص ۱۹۹، دار المکتب العلیہ بہوت)

آپ سے جب کوئی حال پوچھتا تو فرمایا کرتے: موت جس کا موعد (یعنی وعدے کا وقت) زمین کے نیچے جس کا ممکان، قبر جس کا گھر، کیڑے جس کے انہیں (یعنی ساتھی) ہوں اور ساتھ ساتھ اسے الفرزع الاعکبر (بڑی گبرا ہٹ یعنی قیامت) کا بھی انتظار ہو اس کا حال کیا ہو گا؟ یہ فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر رفت طاری ہو جاتی تھی کہ روتے روئے بیہوٹ ہو جاتے۔ (المعرفت، ج ۲، ص ۲۷۸)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

معمول مبارک تھا کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ اٹھتے اور فرماتے: یا ایسا
الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاء اک الراجفة تتبعها الرادفة جاء
الموت بما فيه جاء الموت بما فيه (ترمذی)

اے لوگو! اللہ کو یاد کرو اللہ کو یاد کرو بلا دینے والی قریب آگئی ہے۔ یعنی
نحو، اولیٰ اور اس کے پیچے آ رہی ہے پیچے آنیوالی یعنی نجٹھی ٹانی موت ان
تمام احوال کو ساتھ لے کر سر پا آ چکی ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی راتوں کو عبادت الہی کے نور سے روشن رکھتے
ہیں اور اس شعر کے مصدقہ کامل بن جاتے ہیں۔

وہ شب مری قسمت کی سیاہی کی ایسی ہے
جس شب مری پلکوں پر چہ اغاں نہیں ہوتا

ساری زندگی جھونپڑی میں ہی گزار دی

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ایک بانس کی سادہ سی جھونپڑی میں رہا شہ
رکھی ہوئی تھی۔ عرض کیا گیا: آپ کوئی عمدہ مکان ہی تعمیر کر لیتے تو فرمایا: فنا ہونے
والے کے لئے سبی بہت ہے۔ (امد الفردی ج ۳ ص ۱۳۶ اور احیاء الترات العربی بہوت)

☆ حضرت ابو ذکر یا تیمگی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مسجد
حرام میں موجود تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر کوئی تحریر کندہ تھی، اس نے
ایسے غصہ کو بلانے کا کہا جو اس کو پڑھ سکے۔ چنانچہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا
وہب بن منبه رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور اسے پڑھا، اس میں لکھا تھا: 'اے ابن
آدم! اگر تو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان تھے تو لمبی لمبی امیدوں سے کنارہ کشی
اختیار کر کے اپنے یہ عمل میں زیادتی کا سامان کرے اور حرس ولائچ اور دنیا کمانے
کی تدبیریں کم کر دے۔ (یاد رکھو!) اگر تمہرے قدم پھسل گئے تو روز قیامت تھے
نمادمت کا سامنا ہو گا۔ تیرے اہل و عیال تجھے سے بے زار ہو جائیں گے اور تجھے تکایف

میں بتلا چھوڑ دیں گے تیرے ماں باپ اور عزیز و احباب بھی تجھ سے جدا ہو جائیں گے تیری اولاد اور قریبی رشتے دار تیر اساتھ نہ دیں گے پھر تو لوت کر دنیا میں آئے گا نہ ہی نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا۔ پس اس حسرت و ندامت کی ساعت سے پہلے آخرت کے لئے عمل کر لے۔ (زم الہبی باب ۵۸ ص ۳۹۸ دارالکتب الحسینیہ جریدت)

عزیز احباب، ساتھی دم کے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں

جہاں یہ تاریخ نہ سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

ہم تو مائل پر کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

ایے لوگوں کو ہی خوبخبری سنائی جاتی ہے لاتقسطوا من رحمة اللہ۔ اتنا ہی کافی تھا اس پر کرم بالائے کرم یہ کہ فرمادیا ان اللہ یغفر الذنوب جنیعا۔ سبحان اللہ۔ حضرت علی فرماتے ہیں: ما فی القرآن اوسع من هذه الآية (ترمی) قرآن میں (رحمت کے لحاظ سے) اس سے زیادہ وسیع کوئی آیت نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: و هذه ارجح آیة فی القرآن یہ آیت سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو ان ربک لذو مغفرة للناس علی ظلمہم کو اس سے بھی اوسع و ارجح و افضل قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ظلم اور گناہوں کے باوجود بھی معاف کرنے والا ہے۔ سورہ انعام میں فرمایا: کتب علی نفسہ الرحمة تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ (۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

المستغفر من الذنب وهو هقيم عليه كالستهزى بربه

(الترفیب ن ۲۱ ص ۷۹)

گناہ سے توبہ اور گناہ پر اصرار کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو (نوعہ باللہ)

اپنے پروردگار سے مذاق جکر رہا ہو۔

گناہ سے کوئی انساں بھی پاک و صاف نہیں
گناہ کوئی بھی لیکن تو بار بار نہ کر
قویت تو پر کی شرط اولیں دل کی ندامت ہے۔ رحمت الہی بخش کے لئے بہانہ
چاہتی ہے۔ استغفار سے بھی پہلے ندامت قلب کے ساتھ ہی غفو معصیت کی خوبخبری و
ضمانت دے دی جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما علم الله من عبد ندامة على ذنب لا يغفر له

قبل ان يستغفر منه (الترغيب في حفظ المسنون ۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو جب بھی کسی بندے کی طرف سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اسے اپنے گناہ پر ندامت ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ گناہ اس کے
استغفار کرنے سے قبل ہی معاف فرمادیتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: التائب من الذنب كمن لا ذنب له
گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

گناہ سے دل میں ندامت زبان سے استغفار اور عزم مصمم کر کے پھر اس گناہ کا
امداد نہیں کروں گا اس سے یہی نہیں کہ گناہگار کے صحیفہ اعمال سے وہ گناہ مٹا دیا جاتا
ہے بلکہ اس کی جگہ تسلی لکھ دی جاتی ہے جیسا کہ رحیم و کریم مولیٰ کا فرمان ہے۔

الامن تاب و امن و عمل عملا صالحًا فاولئك يبدل الله
سياتهم حسنة و كان الله غفوراً رحيمًا۔ (الفرقان ۷۰)

محرجز نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک اعمال کیے یہ لوگ ہیں
جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں سے بدلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

رحم کرنے والا ہے۔ (ان خوشخبریوں کے باوجود اہل اللہ پر خوف خدا کا اس قدر غالب ہوتا چند واقعات ملاحظہ ہوں)

غلبہ خوف خدا میں اہل اللہ کا حال

☆ حضرت ابو عبید اللہ بن الجراح صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قاتح شام رضی اللہ عنہ بکثرت فرمایا کرتے کہ میری تو یہ تمنا ہے کہ میں بجائے ابو عبیدہ کے ایک مینڈھ ہوتا جس کو لوگ ذبح کر کے پکاتے اور اس کا گوشت کھا کر شور باپی لیتے۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۶۰)

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ عظیم الشان صحابی ہونے کے باوجود کہا کرتے تھے۔ کاش میں آدمی نہ ہوتا بلکہ راکھ ہوتا جو ہواؤں میں اڑا دیا جاتا۔

(احیاء العلوم ص ۱۶۰)

☆ مشہور صحابی حضرت مسروں بن حمزہ رضی اللہ عنہ پر خوف الہی کا ایسا غلبہ تھا کہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ اگر کبھی کوئی آیت سن لیتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور کئی دن بے ہوش رہا کرتے تھے۔ ایک دن قبلہ جہنم کا ایک قاری آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کر دی۔ یوم نحضر المتلقین الی الترحم و فداء دنسوق المجرمین الی جہنم و دردنا (پ ۱۱ سورہ مریم آیت ۸۶) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم قیامت کے دن متقی لوگوں کو مہمانوں کی صورت میں رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے اور مجرموں کو ہاک کر جہنم کی طرف پیاسا لے جائیں گے۔ آیت سن کر آپ نے فرمایا: میں تو متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں بلکہ میں تو مجرمین میں سے ہوں۔ اے قاری! اس آیت کو پھر پڑھ۔ چنانچہ قاری نے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو آپ نے زور سے ایک چیخ ماری اور فوراً آپ کی وفات ہو گئی۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۶۰)

☆ حضرت داؤود طائی علیہ الرحمۃ نماز کے لئے تیزی سے جا رہے تھے کہ لوگوں نے کہا: نماز کے لئے تو ابھی کافی وقت ہے آپ اس طرح عجلت میں کیوں ہیں۔

فرمایا: اہل قبور میری پیشوائی کے لئے شہر کے دروازے پر منتظر ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مقدم فریضے کو ادا کرلوں۔ کہیں ایسا نہ ہو موت آ جائے اور میری تمثیل قتفا ہو جائے۔ (کہیے سعادت للامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضرت ابن زہیر سے مردی ہے کہ امام محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ کی حالت یہ تھی کہ اذا ذکر الموت مات کل عضولہ علی حدته (کتاب الزہد ابن حبیل ص ۳۰۸) جب موت کا ذکر کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ (شدت خوف سے) ان کے جسم کے ہر عضو پر موت مسلط ہے۔

☆ حضرت امام حسن سے کسی نے حال پوچھا تو فرمایا: وما حال من اصبح و امسی یانتظر الموت لا يدری ما يفعل الله به۔ (ایضاً ص ۲۹۶) اس کا کیا حال ہو گا جو صبح و شام موت کا انتظار کر رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

اگر میں موت کو ایک لمحہ کے لئے بھی بھول گیا.....

حضرت رشیق بن خیثم علیہ الرحمۃ نے اپنے گھر میں ایک قبر تیار کر کی تھی اور روزانہ اس میں کئی بار لینا کرتے تاکہ موت کسی وقت بھولنے نہ پائے اور فرمایا کرتے کہ اگر میں ایک لمحہ کے لئے بھی موت کو بھول گیا تو خطرہ ہے کسی گناہ میں بتلا ہو جاؤں گا۔ (کہیے سعادت للامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

انہی کے بارے میں ہے:

کان الربيع بن خیثم اذا کان اللیل وجد غفلة الناس خرج
الى المقابر فجول فى المقابر يقول يا اهل القبور کنتم وکنا
فاما اصبح کانه نشر من اهل القبور

(کتاب الزہد احمد بن حبیل رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۳۳)

رات کو جب لوگوں کو خوب خواب پاتے تو قبرستان کی طرف تکل جاتے وہاں

پہنچ کر پکارتے: اے اہل قبور! تم اور ہم سب ایک ہی ہیں (یعنی ہم بھی عقریب تم سے ملنے والے ہیں) اور جب صحیح ہوتی تو وہ ایسے معلوم ہوتے کہ قبر سے نکل کر آئے ہیں (یعنی سخت پریشان حال ہوتے)

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب بھی نماز کے لیے وضو کرتے تو خوف خداوندی سے آپ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا، گردالوں نے پوچھا کہ آپ کی یہ کیا عادت ہو گئی ہے؟ ہمیشہ وضو کے بعد آپ اس قدر ڈر جاتے ہیں کہ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے اور آپ کا پنچے لگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے والا ہوں۔ (احیاء الحلوم جلد ۳ ص ۱۶۰)

☆ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ایک آدمی کو زور سے قہقہہ لگا کر ہٹتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے نوجوان کیا تو پل صراط پر سے گزر چکا ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں! پھر پوچھا: کیا تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تو جتنی ہے یا جتنی؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر یہ شخصی کیسی اور کس بنابر ہے؟ اس نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ پھر وہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسا۔ (احیاء الحلوم جلد ۳ ص ۱۶۰)

کاش موت کے بعد میں دوبارہ نہ زندہ کیا جاؤں

عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَى

مَسْعُودٌ لِيَتَنِي مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لِيَتَنِي

إِذَا مَاتَ لَمْ أَبْعَثْ (کتاب الزہار ابن حبیل ص ۱۵۶)

حضرت قاسم بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے اظہار خیال کیا۔ کاش میں اصحاب یمین (اہل جنت) میں سے ہو جاؤں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہ کیا جاؤں۔ اتنے بڑے اولو الفضل صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو کہ موت کے بعد میں زندہ نہ کیا جاؤں تاکہ قبر و مقامت میں عذاب و ثواب

سے محفوظ رہوں۔ ہمارے لیے درس عبرت ہے وہ عامل ہوتے ہوئے قبر و قیامت کے احوال سے خائف اور ہم ہیں کہ بے عمل بے خوف ہیں۔

☆ حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت صفوان بن سلیم مسجد نبوی شریف سے با مر جبوري ہی نکلا کرتے تھے اور جب نکلتے تو بے اختیار رونے لگتے۔ و قال اخشنی ان لا عودالیہ۔ ڈرگتا ہے کہیں واپس نہ آ سکوں۔

(صلوٰۃ الصفا، ج ۲، ص ۱۵۲)

کوچ کا نقراہ نجی چکا ہے

قال ابو حازم انك لست في دار مقام قد او ذنت بالرحيل فيما
بقاء المرء بعد قرارنه عجبا لقوم يعلمون لدار يرحلون عنها
کل يوم مرحلة و يدعون ان يعلموا الدار يرحلون اليها
کل يوم مرحلة.

ابو حازم فرماتے ہیں: تم را قیام (اس دنیا میں) ہمیشہ کے لئے ممکن نہیں۔
کوچ (سفر) کا نقراہ نجی چکا ہے۔ دوستوں کے جانے کے بعد کیا کوئی خود
دنیا میں رہ سکتا ہے؟ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس گھر کے لئے منت کر
رہے ہیں کہ جس سے ہر روز ایک منزل (کافر) طے کر رہے ہیں اور
ایسے گھر کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے جس کی طرف ہر روز ایک منزل
(کافر) طے کر رہے ہیں۔

وقال کل عمل تکرہ الموت من اجله فاتر کہ ثم لا يضرك

عنتی موت (صلوٰۃ الصفا، ج ۲، ص ۱۶۲)

اور فرمایا: ہروہ عمل جس کی جزا کے خوف سے تو موت پسند نہیں کرتا اسے
ترک کر دے پھر تجھے کوئی خطرہ نہیں رہے گا، کسی بھی وقت تیرے پاس
موت آ جائے۔

در اصل ہے عالم وہی اللہ کے نزدیک
اللہ سے ڈرتا ہے جو جلوت ہو کہ خلوت

ایک بچی کی موت کے ڈر سے آہ و زاری

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے طوافِ کعبہ کے دوران ایک لڑکی کو دیکھا وہ کعبہ مظلومہ کے پردوں سے چھٹی ہوئی روری ہے اور کہہ رہی ہے: یا رب بہت سی شہروں کی لذتیں جاتی رہیں اور ان کی سزا میں میرے سر پر رہ گئیں۔ اے میرے رب! کیا جہنم کے سوا مجھے سزا دینے کی اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے؟ وہ لڑکی ساری رات صبح تک اپنی جگہ پر بیٹھی روتی اور دعا میں مانگتی رہی۔ حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی کا حال اور اس کی دعاؤں کو سن کر اپنا سر پکڑ لیا اور میری چیخ نکل گئی اور میں نے کہا: مالک بن دینار کی ماں مالک بن دینار کو روئے (یعنی مالک بن دینار مر جائے۔) (احیاء الحلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر نگاہ رکھو

حضرت حاتم اسم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اجھے مکان پر نازن کرو جست سے زیادہ اچھا مکان اور کون سا ہو گا؟ مگر اس مکان میں حضرت آدم کا کیا اتحام ہوا؟ اور عبادت کی کثرت پر غرور نہ کرو؛ بلیں سے بڑا کون عابد ہو گا؟ مگر اس کو کیا ملا؟ اور علم کی زیادتی پر گھمنڈنہ کرو؛ دیکھو بلعم باعوراء کو خدا کا اسم عظیم معلوم تھا مگر اس کا کیا اتحام ہوا؟ وہ کافر ہو گیا اور اس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی اور نیکوں کی صحبت سے بھی فریب نکھاؤ، دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو لهب اور ابو طالب نے دیکھا، صحبت بھی اٹھائی، قرابت بھی تھی مگر ان دونوں کو کچھ نفع نہیں پہنچا۔

(احیاء الحلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

۔ پڑھنے دا ناں مان کریں توں نہ آنکھیں میں پڑھیا
اوہ جبار قہار کہاوے متاں روڑھ دیوے ڈودھ گھڑیا
☆ حضرت سری سقطی فرماتے ہیں: میں روزانہ اپنی ناک کو بغور دیکھتا ہوں کہ
کہیں گناہوں کی وجہ سے میرا منہ کالا تو نبیں ہو گیا ہے؟
☆ حضرت عطاء سلمیؑ کسی جنت کی دعا نبیں مانگتے تھے بلکہ ہمیشہ گناہ معاف
ہونے کی دعا کئیں مانگا کرتے تھے۔ مرض الموت میں ان سے پوچھا گیا: آپ کو کس
چیز کی خواہش ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جہنم کا خوف میرے دل میں کوئی خواہش پیدا
ہونے ہی نبیں دیتا اور لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس برس تک حضرت عطاء سلمیؑ نے نہ
آسمان کی طرف دیکھا، نہ کبھی بننے، ایک مرتبہ بلا ارادہ آسمان کی طرف دیکھ لیا تو خوف
سے کانپ کر گر پڑے اور ان کی آنست اتر آئی اور یہ بھی مشہور ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر
خدا کے خوف سے اپنے بدن کوٹھولا کرتے تھے کہ کہیں میں مسخ تو نبیں ہو گیا ہوں۔
(احیاء العلوم، جلد ۲، ص ۱۹۱)

آیت سنی اور روح پرواز کر گئی

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک عبادت گزار شخص
کے سامنے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔ یوم تقلب وجوههم فی النار
یقولون یلیتَنَا اطعْنَا اللَّهُ واطعْنَا الرَّسُولَا۔ (الازداب ۶۶)

(جس دن ان کے چہرے جہنم میں الٹ پلت کیے جائیں گے اور وہ یہ کہتے ہوں گے
کاش! ہم لوگوں نے اللہ و رسول کی اطاعت کر لی ہوتی) یہ آیت سن کر وہ بے ہوش ہو گئے۔
پھر ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا: اے صالح! کچھ زیادہ پڑھیئے کیوں کہ میں اپنے دل میں
ثُمَّ کی کیفیت محسوں کرتا ہوں تو میں نے یہ پڑھ دیا کلمہ ارادوا ان یخراجوا متها
اعبدوا فبھا (پ ۱۰۰ السجدہ آیت ۲۰) جب جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دوبارہ اس میں
ڈال دیئے جائیں گے اس آیت کو سن کر وہ عابد زمین پر گر پڑے اور اسی دم میں ان کی روح

پرواز کرگئی۔ (احیاء الاطمیم جلد ۲ ص ۱۶۱)

یہی صالح مری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن السماک جونا مور محدث اور بآکمال واعظ و عابد تھے ہمارے یہاں آئے اور مجھ سے کہا: آپ اپنے یہاں کے عابدوں کے یا اب مجھے دکھلائے تو میں ان کو محلہ کے ایک چھپر میں لے گیا تو وہاں ایک آدمی نوکری بنارہاتا تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی:

اذ الا غلل فی اعنافہم والسلسل
یسحیون . فی الحمیم ثم فی
النار یسحرون .

(پ ۲۳۔ الموسن ۷۷)

جائیں گے

تو آیت سن کر اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ایک دوسرے عابد کے سامنے گئے تو اس کے سامنے بھی میں نے یہی آیت پڑھ دی تو وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر ہم لوگ تیرے عابد کے پاس گئے تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی۔

ذلك لمن خاف مقامي
و خاف وعد .

(پ ۱۱۳۔ البرائم۔ آیت ۱۳)

یہاں کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کر بے

تو وہ بھی چیخ پڑے اور ان کے نہتھوں سے اتنا خون بہا کر وہ خون میں لٹ پت ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کرگئی اسی طرح میں نے ابن السماک کو چھ عابدوں کے پاس پھرایا اور جس کے سامنے بھی میں نے آیت پڑھ دی وہ یہ ہوش ہو گیا۔ پھر میں ساتویں عابد کے پاس ان کو لے کر چلا تو ایک عورت نے چھپر کے اندر سے ہم لوگوں کو بیانایا۔ جب تم چھپر کے ساتویں عابد کے پاس ان کو لے کر چلا تو ایک بیوی حفاظ عابد اپنے مصلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے سلام کیا تو اس کو ہمارے سلام کی خبر نہیں ہوئی تو میں نے

زور سے چلا کر کہا: ان للخلق غدا مقاما (یعنی کل قیامت میں ایک مقام پر تمام مخلوق کو کھرا ہونا پڑے گا) تو اس بیوڑے نے کہا: کس کے سامنے؟ پھر وہ من کھولے اور آنکھ بچاڑے مبہوت بنا رہا۔ اور اودہ۔ اوہ کہتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی نے ناراض ہو کر ہم کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ پھر میں نے ایک دن ساتوں عابدوں کا حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ تمین تو ہوش میں آ گئے اور تمین وفات پا گئے اور ساتوں جو بیوڑا ہما تین دن تک اس طرح بمبہوت وحیران رہا کہ اسے فرض نمازوں کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ (ایجاد العلوم جلد ۲ ص ۱۹۱)

گورنزوں کو لالکارنے والے کی رب کی بارگاہ میں عاجزی

☆ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی نامور شیخ الحدیث تھے اور بادشاہ اور گورنزوں کو نصیحت کرنے میں مطلق خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کے رو بروکھہ علی الاعلان کہہ دیا کرتے تھے اور اس قدر بارع ب تھے کہ کوئی آپ کا جواب دینے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ مگر خوف خداوندی کا یہ عالم تھا کہ بستر پر لیتے تو سانپ کی طرح کروٹ بدلتے رہتے۔ پھر بستر لپیٹ کر رکھ دیتے اور فرمایا کرتے: جہنم کے ذکر نے خدا سے ڈرنے والوں کی نیند ہی اڑا دی ہے۔ پھر تجد پڑھ کر مسجد میں چلے جاتے اور نماز فجر ادا کر کے اپنے مصلی پر قبلہ رو میٹھے رہا کرتے تھے۔ (ایجاد العلوم جلد ۲ ص ۱۹۲)

☆ قال عبد الله بن عباس اذا رأيتم الرجل بالموت فيشروعه

حتی یلقی ربه و هو حسن الظن به و اذا کان حیا فمحفوظة

بریہ عزوجل (کتاب الزہد الحداشہ بن البزار ک ص ۱۳۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب تم کسی کو موت کے قریب دیکھو تو اسے خوشخبری دو یہاں تک وہ اپنے رب سے ملاقات کرے (یعنی فوت آ جائے) اس وقت اس کا اللہ سے اچھا گمان ہو اور اس کی زندگی میں اسے اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ (تاکہ وہ اس کی نافرمانی سے

مجتبی رہے)

حاکم وقت میں اس قدر خوف خدا؟

حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی لوٹدی نے آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں نے ابھی ابھی ایک خواب دیکھا ہے، آپ نے فرمایا: بیان کر لو! لٹدی نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ جہنم بھڑک رہا ہے اور اس کی پشت پر پل صراط پر چند قدم چلا اور جہنم میں گر گیا۔ ہے تو بنو امیہ کا خلیفہ عبد الملک لا یا گیا وہ پل صراط پر چند قدم چلا اور جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر پوچھا: پھر کیا ہوا؟! لوٹدی نے کہا: پھر ولید بن عبد الملک لا یا یا تو وہ بھی چند قدم چل کر جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر سوال کیا: پھر کیا ہوا؟ تو لوٹدی بولی: پھر خلیفہ سلیمان بن عبد الملک لا یا گیا تو وہ بھی تھوڑی دور پل صراط پر چل رجہنم میں اونڈھا ہو کر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا: آگے کا حال جلد بیان کر لو! لوٹدی نے کہا: اے امیر المؤمنین! پھر آپ لائے گئے یہ سنتے ہی حضرت عمر بن عبد العزیز جیخ مار کر بے ہوش ہو گئے تو لوٹدی کان میں کہنے لگی اے امیر المؤمنین میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے پار ہو کر نجات پا گئے۔ قسم کھا کھا کر کہنے لگی کہ آپ سلامتی کے ساتھ پل صراط سے پار ہو گئے، مگر حضرت عمر بن عبد العزیز برابر پاؤں پنک پنک کر جیخ مارتے اور روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صحیح ہو گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۲۳)

روتے ہیں چھوٹے بڑے پیروجوں
تیری میت ہے مگر تو ہے کہاں
حیف کیا پنچرا یہ اب خالی ہوا
کیا چکتا اس کا بلبل اڑ گیا
کچھ تو منہ سے بول اے مرد خدا
شہر خاموشان کی دے کچھ تو صدا
یہ زبانِ حال سے آئی صدا
کیا بتاؤں مجھ پ بس گزری ہے کیا

ایک متکبر بادشاہ کی موت کا حال

حضرت وہب بن منبه رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا جس کا ارادہ اپنی مملکت کی زمین کی سیر کا اور حال دیکھنے کا ہوا۔ اس کے لئے شاہانہ جوڑا منگایا گیا۔

ایک بڑا الایا گیا تو وہ پسند نہ آیا پھر دوسرا منگایا گیا وہ بھی پسند نہ آیا غرضیکہ بار بار جوڑے نگوائے گئے۔ آخر نہایت پسندیدہ جوڑا اپنی کرسواری منگائی گئی ایک عمدہ گھوڑا لایا گیا وہ پسند نہ آیا اس کو واپس کر کے دوسرا تیسرا منگایا جب وہ بھی پسند نہ آیا تو سب گھوڑے سامنے لائے گئے ان میں سے بہترین گھوڑا پسند کر کے سوار ہوا۔ شیطان مردوں نے اس وقت اور بھی نجوت ناک میں پھونک دی۔ نہایت تکبر سے سوار ہوا حشم خدم فون پیا ہ ساتھ چلے مگر بڑائی اور تکبر سے بادشاہ ان کی طرف دیکھنا بھی گواران کرتا تھا۔ را۔ نہ: چلتے چلتے ایک شخص نہایت خستہ حال پرانے کپڑوں میں ملا۔ اس نے سلام کیا۔ بادشاہ نے اتفاقات بھی نہ کیا۔ اس خستہ حال نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے اس کوڈا نشا کر لگام چھوڑا تین بڑی جرات کرتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے تجھے سے ایک کام ہے۔ بادشاہ نے کہا: اچھا صبر کر۔ جب میں سواری سے اتروں گا اس وقت کہہ یہا۔ س نے کہا: نہیں ابھی کہنا ہے اور یہ کہہ کر زبردستی لگام چھین لی۔ بادشاہ نے کہا: کہہ۔ اس نے کہا: بہت راز کی بات ہے کان میں کہنی ہے۔ بادشاہ نے کان اس کے قریب کر دیا۔ اس نے کہا: میں ملک الموت ہوں تیری جان لینی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ چہرہ فتح ہو گیا اور زبان لڑکھڑا گئی۔ پھر کہنے لگا: اچھا مجھے اتنی مہلت دی دے کہ میں گرجا کر کچھ اپنے سامان کا انتظام کر لوں اور گھروالوں سے مل لوں۔ فرشتے نے کہا: بالکل مہلت نہیں ہے اب تو اپنے گھر کو اور سامان کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی۔ وہ گھوڑے پر سے لکڑی کی طرح نیچے گر گیا۔ اس کے بعد وہ فرشتہ ملک الموت ایک نیک مسلمان کے پاس گیا کہ وہ (نیک بندہ) بھی کہیں سفر میں جا رہا تھا۔ اس کو جا کر سلام کیا۔ اس نے علیکم السلام کہا۔ اس نے کہا: مجھے تیر۔ کان میں ایک بات کہنی ہے۔ اس نے کہا: کہو۔ اس نے کان میں کہا: میں ملک الموت ہوں۔ اس نے کہا: بہت اچھا کیا آئے بڑا مبارک ہے ایسے شخص کا آنا جس کا فراق بہت خوبیل ہو گیا تھا۔ مجھے سے تو جتنے آدمی دور ہیں ان میں کسی سے بھی ملاقات کا اتنا

اشتیاق نہ تھا جتنا تمہاری ملاقات کا تھا۔ فرشتے نے کہا: تم جس کام کے لئے گھر سے نکلے ہوؤں کو جلدی پورا کرو۔ اس نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے سے زیادہ محظوظ کوئی بھی کام نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا: تم جس حالت پر مرتنا پہنچنے لئے پسند کرتے ہو میں اسی حالت میں جان قبض کروں گا۔ اس شخص نے کہا: تمہیں اس کا اختیار ہے؟ فرشتے نے کہا: مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا: اچھا تو مجھے وضو کر کے نماز پڑھنے دو اور جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کر لینا۔ چنانچہ اس نے نماز شروع کی اور سجدہ میں اس کی روح قبض کی گئی۔ (احیاء العلوم)

ایک ویران محل کی داستان

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک بار میں کوفہ گیا اور ایک سرماہہ دار کا عالیشان محل دیکھا، دروازے پنور کوں کا جھرمٹ تھا اور ایک کنیز یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

الآیادار لاید خُلک حُزْنٌ وَلَا يَعْبُثُ بِسَائِنِكِ الزَّمَانُ

اے مکان! تجھے میں کبھی کوئی غم داخل نہ ہو اور تیرے اندر رہنے والوں کو زمانہ کبھی پامال نہ کرے۔ حضرت فرماتے ہیں: کچھ عرصہ بعد دوبارہ اس محل کے پاس سے گزر اتو ہر طرف ویرانی اور دھشت کے مناظر تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے اس ویران محل کا دروازہ کھلا کھایا تو ایک کمزور اور بوڑھی سی عورت نکلی جس سے میں نے محل کی تباہی کا سبب پوچھا اور یہ کہ اس میں بننے والوں پر کیا ہیتی؟ اس بوڑھی نے روکر کہا: ان سب کو موت نے قبروں میں منتقل کر دیا ہے جو بھی اس دنیا سے وفا کرتا ہے یہ اس کے ساتھ ضرور ہے وقاری کرتی ہے۔ فرمایا: جب میں پہلے یہاں سے گزر اتا تو ایک کنیز (فلاں) شعر پڑھ رہی تھی تو وہ کنیز بلکہ پلک کرنے لگی اور کہا: وہ بد نصیب گلوکارہ میں ہی ہوں پھر اس نے ایک مخندی سانس لی اور کہا: ”افسوس ہے اس پر جو سب کچھ دیکھ کر بھی دنیا کے دھو کے میں بنتا ہو جائے اور اپنی موت سے غافل رہے۔“

(روشن اریجہ، جنہیں میں، امطبوبہ مصر)

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہتا ہے:

رَيْنَتْ بِيَكَ جَاهِلًا وَ عَبَرَةً
مَنْ كَانَتِ الْأَيَّامُ سَايَرَةً بِهِ
وَالْمَرْءُ مُرْتَهِنٌ بِسُوفَ وَكَيْتَ
فَلَلِهِ دَرْقُهُ تَدَبَّرَ أَمْرَهُ
فَعَدَا وَرَاحَ مُبَادِرَ النَّوْتَرِ

اشعار کا ترجمہ: (۱) (دنیا کی حقیقت اور آخرت کی معرفت سے) چھالت کی بنا پر تو اپنے مکان کو زینت دینے اور صرف اسی کو آباد کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اور (تیرے مرنے کے بعد) شاید تیر اغیر اس مکان کا مالک ہو (۲) جس کو ایام (کی گاڑی قبر کی طرف) کھینچتی چلی جا رہی ہے وہ گویا موت سے مل چکا یعنی بہت جلد مر جائے گا (۳) اور آدمی (دنیا وی مقاصد کے حصول میں) امید و زجاء کے پھندے میں گرفتار ہے حالانکہ انہیں جھوٹی امیدوں میں اس کی ہلاکت پوشیدہ ہے۔ (۴) اس جوان کا اجر اللہ تعالیٰ (کے ذمہ کرم) پر ہے جس نے اپنے (قبر و آخرت) کے معاملے کی تدبیر کی اور صبح و شام موت کی تیاری میں جلدی کی۔

☆ رائی بن بزہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عبادت گزار آدمی بصرہ میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ترنے لگا لوگ اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے اور اس کی زبان سے نکل رہا تھا کہ (شراب کا گلاس) تو بھی پی مجھے بھی پلا، تو بھی پی مجھے بھی پلا اسی طرح اہواز میں ایک شخص سر رہا تھا لوگ اس کو کہتے لا الہ الا اللہ کہ اور وہ کہتا دس دس روپیہ گیارہ گیارہ بارہ بارہ (اتھاف)

ملک الموت نے نجات نامہ لکھوادیا

زید بن اسلم سے روایت ہے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میرے

باپ نے کہا: مجھے ایک حدیث یاد آئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور وہ یہ کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی وصیت اپنے سرہانے رکھے بغیر تین راتیں گزارے۔ میں نے کاغذ اور قلم دوات منگائی تاکہ وصیت لکھوں مگر میں ان کو اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سفید لباس والے جن کے جسم سے خوبیوں مہک رہی تھی، تشریف لائے۔ میں نے کہا: کون ہو؟ کہا: ملک الموت۔ میں یہ سن کر ان سے پبلو تھی کرنے لگا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اعراض نہ کرو؛ میں تمہاری روح قبض کرنے کو نہیں آیا۔ میں نے کہا: میرے لیے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دو۔ انہوں نے کہا: قلم دوات لاو۔ میں نے انہیں قلم دوات اور کاغذ اٹھا کر دے دیا جو سرہانے رکھا تھا تو انہوں نے لکھا: "بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ" اور اسی سے کاغذ کے دونوں حصے بھردیے اور کاغذ مجھے دے دیا اور کہا: یہ ہے تمہارا نجات نام۔ میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگا کر وہ کاغذ اٹھا کر دیکھا جو سرہانے رکھا تھا اور اس پر یہی تحریر موجود تھی۔ (ابن عساکر)

حضرت سلمان فارسی کی گریہ وزاری

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا تو وہ رونے لگے۔ کسی نے کہا: رونے کی کیا بات ہے آپ جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ تم سے راضی تھے۔ فرمائے گئے کہ میں نہ موت کے ڈر سے رورہا ہوں نہ دنیا کے چھوٹے سے بلکہ میں اس لئے رورہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عبد لیا تھا کہ دنیا سے انتقال ہمارا صرف اتنا ہو جتنا مسافر کا توشہ میں اس عبد کو پورا نہ کر سکا لیکن جب وصال پر ان کے گھر کا سامان دیکھا گیا تو وہ درم سے کچھ زیادہ تھا۔ یہ تھی وہ کل کائنات جس کی زیادتی پر رورہے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے تھوڑا اسمٹک مٹگوایا اور یہوی سے فرمایا: اس کو بھگو کر میرے بستر پر چھڑک دو۔ میرے پاس ایسی جماعت آرہی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ (ایضاً)

☆ حضرت مشاہد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ایک بزرگ ان کے پاس بیٹھے تھے وہ ان کے نئے جنت کے ملنے کی دعا کرنے لگے۔ حضرت مشاہد رحمۃ اللہ علیہ ہنسے اور فرمایا: تمیں برنس سے جنت اپنی ساری زیستیوں سمیت میرے سامنے آتی رہی میں نے ایک مرتبہ بھی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ (یعنی میں تو جنت کے مالک کا مشتاق ہوں) (احیاء)

موت محض فنا ہو جانے کا نام نہیں

بہت سے لوگ اس دھوکے میں بھلا ہیں کہ موت صرف اسی کا نام ہے کہ موجودہ زندگی اور اس کے محسوسات و ادراکات و لوازمات کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں جس میں موجودہ زندگی کے بارے میں باز پرس ہو۔ یہ کافران سوچ ہے۔ قرآن مجید میں انہی کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ کہا کرتے تھے: ان ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن ببعوثین (العام: ۲۹) ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی زندگی ہے اور ہم (مرنے کے بعد) دوبارہ نہیں زندہ کیے جائیں گے۔ اس لیے ان کے بارے میں فرمایا: غرتهم الحیوة الدنیا۔ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا (اعراف: ۱۵) یعلمون ظاهراً من الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة غافدون۔ آنکھوں کے سامنے کی زندگی سے خبردار ہیں اور آخرت سے بالکل بے خبر ہیں (الروم: ۷) اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے: ان الذين لا يرجون لقاناً ورضوا بالحیوة الدنیا بما كانوا يكسبون (یوسف: ۷) جو لوگ ہماری ملاقات کی امہم نہیں رکھتے اور دنیا ہی کی زندگی سے دل لگا لیتے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے برے کاموں کی وجہ سے ان کا تحکما نہ آگ ہے۔

جو لوگ ملاقات الہی کے ہیں مگر
وہ نار جہنم سے ملاقات کریں گے

کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کھوں؟

جب حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی وفات کا وقت قریب تھا تو ایک طبیب خدمت میں حاضر تھا، اس نے کہا: امیر المؤمنین کو زہر دیا گیا ہے اس لئے مجھے ان کی زندگی کا اطمینان نہیں ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: تم کو اس شخص کی زندگی کا بھی اعتبار نہ چاہئے جس کو زہر نہ دیا گیا ہو۔ طبیب نے پوچھا کیا آپ کو خود بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ مجھ کو زہر دیا گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: مجھے اسی وقت علم ہو گیا تھا جب یہ زہر میرے پیٹ میں گیا۔ طبیب نے کہا: آپ اس کا علاج کر لیجئے ورنہ آپ کی جان چلی جائے گی۔ فرمائے گئے: (جس کے پاس جائے گی یعنی میر ارب،) وہ ان سب میں بہترین ہے جن کے پاس کوئی جائے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میرے کان کے پاس کوئی چیز ایسی رکھی ہے جس میں میری شفا ہے تو میں وہاں تک بھی ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ پھر کہا: اے اللہ! عمر کو اپنی ملاقات کے لئے پسند کر لے اس کے چند ہی روز بعد آپ انتقال ہو گیا۔

کیا میں یوسف علیہ السلام کی طرح نہ کھوں؟

پیغمبر بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اس زمان میں کثرت سے موت کی دعا کیا کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا ایسا نہ کیجئے اللہ تعالیٰ نے، آپ کی وجہ سے بہت سی سنتیں (حضور اقدس سلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کر رکھی ہیں اور بہت سی بدعنیں (جو شروع ہو گئی تھیں) دبارکھی ہیں۔ فرمائے گئے: کیا میں صالح بندے (حضرت یوسف علیہ نبینا و علیہ السلام) کی طرح نہ بنوں جنہوں نے یہ دعا کی تھی: توفنی مسلماً والحقنی بالصالحين (سورہ یوسف ۱۱) اے اللہ! مجھے اسلام کی حالت میں موت عطا فرمادے اور صالحین کے ساتھ ملا دے۔ انتقال کے قریب مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ نے جو کفن کے لئے دام دیئے ہیں ان کا بہت معمولی اکٹھا آیا ہے۔ اس پر کچھ اضافہ کی اجازت فرمادیں۔ ارشاد فرمایا: وہ میرے پاس لاو۔

تحوڑی دیر اس کپڑے کو دیکھا پھر فرمایا: اگر میر ارب مجھ سے راضی ہے تب تو اس سے بہتر کفن مجھے فوراً مل جائے گا اور اگر میر ارب مجھ سے ناراض ہے تو جو کفن بھی ہو گا وہ زور سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کے بدے (جہنم کی آگ کا کفن) ہو گا۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے بخواہ بینچ کر فرمایا: یا اللہ تعالیٰ نے مجھے (جن چیزوں کے کرنے کا) حکم دیا مجھ سے قیمت نہ ہو سکی اور تو نے جن (کاموں) سے منع فرمایا: مجھ سے ان میں نافرمانی ہوتی لیکن لا الہ الا اللہ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ اسی دوران میں یہ بھی فرمایا کہ میں ایک جماعت کو دیکھ رہا ہوں نہ تو وہ آدمی ہیں نہ جن ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انتقال کے قریب سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور فرمایا: یہاں کوئی نہ رہے سب باہر چلے گئے اور درزوں میں سے دیکھنے لگے تو وہ فرماتے تھے: بہت مبارک ہے۔ ایسے لوگوں کی آمد جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ اس کے بعد سورہ فصل کے آخری رکوع کی یہ آیت شریفہ پڑھی۔ تلک اللہ ادار الآخرۃ الالیٰ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو نہ تو دنیا میں بروائی چاہتے ہیں نہ فساد“۔ (انعام)

قبروالوں کا حال

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے قبرستان والوں کا حال دکھا دے۔ میں نے ایک رات کو دیکھا گیا گویا قیامت قائم ہو گئی اور لوگ اپنی قبروں سے نکلنے لگے۔ ان کو میں نے دیکھا کہ کوئی تو سندس پر (جو ایک خاص اعلیٰ قسم کا رشیم ہے) صورہا ہے کوئی رشیم پر ہے کوئی اوپر تخت پر ہے کوئی پھولوں پر ہے۔ کوئی نہ رہا ہے۔ کوئی رو رہا ہے۔ میں نے کہا: یا اللہ اگر یہ سب ایک ہی حال میں ہوتے تو کیسا اچھا تھا۔ ایک شخص نے ان مردوں میں سے کہا: یہ اعمال کے تقاضت کی وجہ سے ہے سندس والے تو اچھی عادتوں والے ہیں اور رشیم والے شہداء ہیں اور پھولوں والے کثرت سے روزہ رکھنے والے ہیں اور ہنسنے والے تو پر کریم والے ہیں اور رونے والے گنگہار ہیں اور اعلیٰ مراتب والے (یہ غالباً اوپر تخت والے ہیں) وہ لوگ ہیں

جو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ (روض الریاضین)

ایک کفن چور کا واقعہ

ایک کفن چور تھا جو قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔ اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھے۔ قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ قرآن شریف پڑھ رہے ہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو کر گرفرا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا۔ اس نے سارا حال سنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی۔ اس سے پوچھا کہ قبر بتا دے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤ۔ رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا جو کہہ رہے ہیں اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کریگا۔ اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔ (ایضاً)

میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے

شیخ ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجا ہوں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مرگ گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا: مر نے کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا: میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔ (ایضاً)

☆ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا کپڑا لیا۔ میں نے کہا: میرا انگوٹھا چھوڑ دے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو مرانہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے میں انتقال ہے۔ اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ ابن الجلااء رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو اُن کے لئے تخت پر رکھا گیا تو وہ ہٹنے لگے۔ ہٹلانے والے چھوڑ کر چل دیے کسی کی

ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا۔ (ایضاً)

صاحب روض نے بہت سے واقعات ان مرثوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہوتا، ہنسنا، مراح فرمانا، لطف اڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے استیعاب میں بھی ذکر کئے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔

☆ ابو عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نزع کی حالت میں تھا، وہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میں ظاہر میں لوگوں کو نصیحت کرتا رہا اور باطن میں اپنے نفس کے ساتھ کھونا پن کرتا رہا۔ میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو کھوٹ کیا اس کو اس کے بدله میں کہ تیری مخلوق کو نصیحت کرتا رہا معاف کر دے۔ سبی کہتے کہتے جان نکل گئی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعة

(یادِ موت، بحوالہ اتحاف)

ذائقہ اس کا نہ بھولے گا کبھی جنتی ہو آدمی کیا دوزخی برچھیاں رُگ میں اتریں موت کی چپ چپاتے آہ بس جھیلیں سبھی زندگی میں کوئی دکھ ایسا نہیں موت کی تلخی جو ہے اے ہمنشیں کاش اس موقع سے عبرت ہو ہمیں کاش اس دنیا سے نفرت ہو ہمیں

ولاد کی وفات پر مشاہیر کے صابرانہ جملے

☆ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک فرزند وفات پا گیا تا آپ کو بے حد غم ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! تم اس بچے کو بچانے کے لئے کتنا فدیہ دے سکتے تھے؟ آپ نے عرض کیا: زمین بھر کر سونا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! تم کو اتنا ہی برا

ٹو اب ملے گا۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۵)

☆ حضرت محمد بن سلیمان علیہ الرحمۃ ایک مشہور و نامور تابعی محدث ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند کی قبر پر اس طرح دعا مانگی: یا اللہ! میں اس فرزند کے بارے میں تجھ سے کچھ امیدیں رکھتا ہوں اور کچھ تیراخوف بھی رکھتا ہوں۔ اے اللہ! تو میری امیدوں کو پوری فرمادے اور مجھے خوف سے اپنے امن میں رکھ لے۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۵)

☆ حضرت ابو سنان علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے کی قبر پر یوں دعا مانگی: اے اللہ! میرے بیٹے پر کچھ میرے حقوق تھے اور کچھ تیرے حقوق تھے تو میں نے اپنے تمام حقوق کو معاف کر دیا ہے۔ لہذا تو بھی اپنے حقوق کو معاف فرمادے کیونکہ تو مجھ سے بہت زیادہ سُخنی اور بہت زیادہ کریمیم ہے۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۵)

☆ حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند کو قبر میں اتار کر یوں دعا کی: اے ذر بن عمر! خدا تجھ پر رحمت کرے مجھے اس کی امید ہے اور خدا تجھ کو عذاب سے بچائے مجھے اس کا اندریشہ ہے۔ کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ تو نے خدا سے کیا کہا اور خدا نے تجھ سے کیا فرمایا۔ اے اللہ! میرا بیٹا ذرا تو نے اس سے مجھے فائدہ مند فرمایا تھا اور تو نے اس کی روزی اور عمر پوری کر دی اور یقیناً تو نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ اے اللہ! میں نے اس پر اپنی اور تیری اطاعت لازم کر دی تھی اور اے اللہ! تو نے میری مصیبت پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے تو مجھے اجر عطا فرمادا اور اس کو عذاب سے بچا لے۔ اس دعا کی وجہ سے حاضرین پر رقت طاری ہو گئی اور سب لوگ رو نے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ذر! تیرے بعد اب میرا کوئی خاص باقی نہیں رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی انسان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اے بیٹا! اب ہم تجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور اگر ہم یہاں پھریں بھی تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا گا۔

یاد رہے: حضرت عمر کے باپ کا نام بھی ذر تھا اور ان کے بیٹے کا نام بھی ذر تھا۔
(احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۵)

ایک ہی دن میں دو بیٹوں اور شوہر کی موت پر صبر کرنے والی عورت

بصرہ کی ایک عورت کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: تیرے چہرے پر عجیب رونق ہے، شاید تجھے کوئی غم نہیں پہنچا ہے؟ عورت نے کہا: غم تو مجھے ایسا پہنچا ہے کہ شاید بہت ہی کم لوگوں کو ایسا غم پہنچا ہوگا۔ سنوا! میرے دو بچے نہایت ہی خوبصورت تھے جو ہر وقت میرے سامنے کھلتے رہتے تھے۔ بقرعید کے دن میرے شوہرنے ایک بکری کی قربانی کی جس کو میرے بڑے بڑے کے نے دیکھ لیا تھا تو اس نے میرے چھوٹے بڑے کے سے کہا: آؤ میں تجھے دکھلا دوں کہ کس طرح میرے باپ نے بکری ذبح کی تھی۔ یہ کہا اور چھری لے کر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر دیا۔ پھر وہ ڈر سے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کو بھیز یا کھا گیا۔ پھر میرا شوہر اس بچے کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھاتا تو وہ پیاس سے مر گیا۔ اے شخص! ایک ہی دن دنوں بیٹے اور شوہر کی موت کا غم مجھ پر پڑ گیا۔ اب میں دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ میں نے کبھی اس اپنی مصیبت کا رورو کر غم منایا نہ کوئی ناشکری کا لفظ زبان سے نکالا۔

(احیاء الحلوم، ج ۲، ص ۳۱۵)

۔ علی و ترشی سے گھبرا نہیں ہے اسی میں فضل رب العالمین
 لکھنے ہی بیمار ہو جاؤ اگر رحمت منان سمجھو سر بسر
 جس قدر تکلیف ہوگی دوستو پاک ہو جاؤ گے اس کو سن رکھو
 جتنی ہوگی سخت بیماری تمہیں آ ملنے گی رحمت باری تمہیں
 جس قدر ہو گئے خوش مولا سے تم جاؤ گے خوشنود بس دنیا سے تم
 زندگی میں تم اگر راضی رہے نزع میں اس کی رضا تم کو ملے
 بعد ہر تکلیف کے راحت ضرور دینے والا ہے میرا رب غفور

موت مومن کے لئے تخفہ ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

تحفۃ المومن الموت (ابن أبي الدبراء والہبی ابن الکام)

مومن کے لئے موت ایک تخفہ ہے کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے اور آخرت کی ہر نعمت نصیب ہوتی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَفِيهَا مَا شَهِيْدَهُ الْأَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْأَعْيُنُ
وَإِنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (زخرف:۱) اس (جنت) میں وہ سب کچھ ملے گا جو ان کے دل
چاہیں گے اور جس سے آنکھوں کو لذت نصیب ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

میں گے اہل جنت کو وہ انعامات جنت میں

نہ آنکھوں نے انہیں دیکھا نہ کانوں نے سنا ہو گا

جبکہ کافر کے لئے اس دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی تعقیبیں ہیں اور آخرت
میں اس کے لئے سزا ہی سزا ہے اس لیے فرمایا گیا: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ
الْكَافِرِ (سلمان ابن ہریرہ) دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

ایک روایت جو حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص سے ہے، اس میں فرمایا گیا:

الدنیا سجن المومن و سنته فادا فارق الدنيا فارق السجن و السنة (طرانی)
دنیا بندہ مومن کے لئے قید خانہ اور قحط کی جگہ ہے۔ مومن جب دنیا کو چھوڑ دیتا ہے تو
گویا قید خانے اور مقام قحط کو چھوڑ دیتا ہے۔

یہ قید خانہ ہے مومن کے واسطے دنیا

سکون ہے کب کسی قیدی کو قید خانے میں

اور آخرت میں اہل ایمان کو نہ صرف تعقیب عطا کی جائیں گی بلکہ قرآن پاک

میں بار بار ان کو جنت کا وارث بنادیے جانے کی بات کی ہے۔

اور ثبوہا بہا کنتم تعملون (الاعراف ۳۳) تلک الجنة الی نورث من عباد نامن کان تقيا (مریم ۲۳) الہذا موت کے تحقیق ہونے کی حقیقت جانے کے لئے ان شہیدان وفا کی بات کر

۔ ان شہیدان وفا کی بات کر

پی گئے جو بادہ گلغام موت

الطبقات الکبری للشعرانی ص ۱۳۰ پر ایک خاتون (عبدیہ بنت ابی کلب) کا ذکر ہے۔ اور لوگ اس کو رابعہ بصریہ پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ حضرت مالک بن دینار کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ایک دفعہ اس نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ متقی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اللہ کی ملاقات نہ ہو جائے تو یہ خاتون غش کھا کر گر پڑی اور کہتے گئی اس کی مجھے پروادہ نہیں کہ میری کس حال میں صحیح ہوئی اور کس حال میں شام۔

☆ جب حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے

فرمایا: بہت انتظار کے بعد محبوب آیا ہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے ملک الموت آیا تو آپ نے اس کو فرمایا: کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے کی جان لیتے دیکھا۔ ملک الموت نے اللہ کی بارگاہ میں جا کر ابراہیم علیہ السلام کا پیغام پہنچایا تو اللہ نے فرمایا: میرے ابراہیم سے جا کر کہہ دو کبھی آپ نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات سے گریزاں پایا؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا: ابھی میری روح قبض کرو (اور دوست کو دوست سے ملا دو)۔

موت کے بغیر نہ وصال یار ہے نہ جنت کی بہار

جلوہ محبوب ہے انعام موت

کس قدر محبوب ہے انعام موت

☆ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محبت کا مقام شوق سے ارفع و اعلیٰ ہے جو اس مقام تک پہنچتا چاہتا ہے وہ موت میں تاخیر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ لقاء محبوب کا ہے وقتِ متنبی اور اس کے دیدار کا ہر لمحہ منتظر رہتا ہے اور موت ہی اسے اس آرزو سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

موت آئے گی تو اس سے بھی ملیں گے بنس کر

عمر بے سود پہ ہم نوحہ کنائی بھی ہوں گے

☆ ابن عبدربہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مکحول سے کہا: کیا آپ گے دل میں جنت کی آرزو ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جنت کی تمنا کے نہیں؟ یہ سن کر ابن عبدربہ نے کہا: پھر موت سے محبت کرو کیونکہ جنت میں بغیر موت کے داخل نہیں ہو سکتے۔

☆ عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی زکریا کہتے تھے اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے قبضہ قدرت میں موت اور زندگی کر دی ہے تو میں آج ہی مرنے کو تیار ہوں تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر سکوں۔ (شرح الصدرا لابن الجوزی ۲۲-۲۳)

موت کا زندگی کیا ہے؟ غم کا افسانہ

موت باب جہیم وجنت ہے

موت کو آتا دیکھ کر اہل اللہ کیا کہتے رہے؟

حالتِ نزع میں انسان کی زبان سے نکلنے والے کلمات بڑے معبر ہوتے ہیں ا لوگ سالوں تک ان الفاظ کو یاد رکھتے اور بیان کرتے رہتے ہیں کہ فلاں نے موت کے وقت یہ کہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا آخری کلام اس کے اعتقادات و خیالات بلکہ عمل و کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے ان میں عبرتیں اور صحیحتیں ہوتی ہیں۔ ہم یہاں چند نامور ہستیوں کا ذکر کر رہے ہیں اور دم آخر ان کی زبان سے نکلنے والے کلمات کو لکھ رہے ہیں۔ شاید کسی کو پڑھ کر ہدایت اور فکر آخرت نصیب ہو

جائے۔

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بوقت جائیشی شدت تکلیف کی وجہ سے بہت بے قراری ظاہر ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی جان! آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت حمزہ و حضرت جعفر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بہت جلد ملاقات کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا:

”اے میرے بھائی! میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں کبھی اس میں داخل نہیں ہوا تھا اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے مثل کو کبھی میں نے دیکھا نہیں تھا۔“

یہ الفاظ مبارک نکلے اور ۵ ربیع الاول ۳۹ھ کو آپ نے وفات پائی۔

(تاریخ اخلاقنا، ص ۱۳۱)

☆ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں اپنی شہادت سے تھوڑی دیر پہلے اپنے اصحاب کے مجمع میں ایک خطبہ پڑھا جس میں حمد و صلوٰہ کے بعد آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

قد نزل من الامر ما ترون وان الدنيا قد تغيرت وتنكرت وإدبار
معروتها وانشررت حتى لم يبق منها الا كصباية الاناء حسي من
عيشي كالمرعن الوبييل الا ترون الحق لا يعبلي به والباطل لا
يتعناهى عنه ليرغب المؤمن في لقاء اللہ تعالیٰ وانى لا ارى الموت
الاسعادة والحياة مع الظالمين الاجرمًا

یقیناً بمحظوظ معاملہ اتر پڑا ہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو باشہر دنیا بدل گئی اور
اجنبی ہو گئی۔ دنیا کی شرعی باتوں نے پیشہ پھیسر لی اور دنیا کپڑے سیٹ کر
بھاگ نکلی۔ اور دنیا نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برلن میں تھوڑا سا بچا ہوا

پانی۔ بس میری زندگی کا ساز و سامان چرا گاہ جیسا رہ گیا ہے۔ کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے باز نہیں آ رہے لہذا اب ہر مومن کو خدا سے ملاقات کی رغبت ہوئی چاہئے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں۔

حق کی صداقتوں کی نشانی حسین ہے دنیا میں انقلاب کا بانی حسین ہے صحرائیں اس کے صبر کی تحریر میں پڑھوں دریا کی موج پیاس ہے پانی حسین ہے حضور علیہ السلام کے تمکات کفن میں رکھنے کی خواہش و دصیت

رب جب ۶۰ھ میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لقوہ کی یماری میں وفات کے قریب ہو گئے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: مجھے بخواہ لوگوں نے مند کے سہارے آپ کو بخھاپا اور آپ دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے رہے اور زار زار روتے رہے۔ پھر یہ دعا مانگی۔

یا رب ارحم الشیخ العاصی وذا القلب القاسی اللهم اقل العثرة
واغفر انزلة وعد بحلنك على من لم يرج غيرك ولم يبق
ب واحد سواك.

اے میرے رب! گناہگار اور سخت دل بوڑھے پر رحم فرم۔ گناہوں کو معاف فرمادے اور لغزشوں کو بخش دے۔ اپنے حلم کے ساتھ اس شخص سے پرتاؤ فرم۔ جس نے تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھی نہ تیرے سوا کسی دوسرے پر کوئی بھروسہ کیا۔

پھر فرمایا: مجھے عمل دینے کے بعد شاہی خزانہ سے وہ رومال نکالنا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک ملبوس اور آپ کے مقدس بالوں اور ناخنوں کے تراشے محفوظ ہیں۔ ان مقدس بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں میزے منہ اور ناک اور کانوں پر رکھ دینا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک لباس میرے بدن پر کفن کے

نیچے رکھ دینا اور پھر مجھ کو قبر میں لٹا کر مجھے ارحم الرحمین کے سپرد کر دینا۔

محمد بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آ

پہنچا تو آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ یہ فرمایا:

ياليتنى كدت رجلا من قريش بذى طوى وانى لم ال من هذا

الامر شيئاً۔ اے کاش میں قریش کا ایک مرد ہوتا جو مقام ذی طوی میں رہ جاتا اور

سلطنت کے معاملے میں کسی چیز کا میں والی نہ ہنا ہوتا۔

اس کے بعد آپ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کرنی اور آپ مسلمانوں کے قبرستان

جہة الیقیع میں مدفن ہوئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف اسی یا بیساکی برس کی تھی۔ ۱۸

ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

(امال فی اہم ارجائیں ۲۰۲ و احیا اعلوم ج ۳ ص ۲۰۷)

اے اللہ! میرے دل میں تیری محبت ہے

حضرت معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض الموت میں سخت علیاً ہوئے تو یہ دعا

بار بار مانگنے لگے:

اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں دنیا اور بھی عمر سے اس لیے محبت نہیں

کرتا تھا کہ بہت زیادہ نہیں بناؤں اور بہت سے باغ لگاؤں بلکہ میں تو اس

لیے بھی عمر کا طلبگار تھا کہ میں (روزہ رکھ کر) سخت پیاس کی مشقت برداشت

کروں اور مصیبت جھیلتار ہوں اور ذکر کے حلقوں میں علماء کی مجلسوں کے اندر

مجموعوں میں بیٹھا کروں۔

پھر جب ان پر جائی کا عالم طاری ہوا اور نزع کے عالم میں ان پر شہید کر سب وہے

پیشی نمودار ہوئی تو ان کی زبان مبارک سے یہ الفاظ لئے:

رب ما اخْنَقْتَنِي خَنْقَكْ فَوْ عَزْتَنِكَ انْكَ تَعْلَمُ انْ قَلْبِي يَجْتَنَكَ۔

اے میرے رب! تیری طرح تو کسی نے بھی میرا گانہیں گھونٹا تھا لیکن میں تیری

عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں تجھے خوب معلوم ہے کہ میرا دل تھے سے محبت رکھتا ہے۔

زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے اور آپ کی مقدس روح عالم بالا میں پہنچ گئی۔
(احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۰۹)

میں کتنا خوش ہوں کہ کل محبوب خدا سے ملاقات ہوگی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر جب نزع کا عالم طاری ہوا تو ان کی یہوی نے بے قرار ہو کر یہ کہا ہائے رے مصیبت! تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں اور ترپ کر فرمایا ”واطرباہ“ واه رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک سے نکلے یہ تھے۔

غدا نلقی الاحبة محمدا وصحبه (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)
کل ہم تمام دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ سے ملاقات کریں گے۔

لو بس اب جانے دو مجھ کو دوستو رشتہ الفت دلوں سے توڑ دو
تم سے میں روٹھا خفاتم سے ہوا اور اپنا میں نے بس رستہ لیا
اب تمہارا میں نہ تم میرے رفیق اب تو بس مجھ کو یہی سوچھا طریق
منہ چھپا کے تم سے غائب ہو رہوں قبر میں سکھ نیند جا کر سو رہوں
دی سے ہے منتظر تربت مری بس اخھاؤ زود ترمیت مری
لے چلو دلہا بنا کر لے چلو لے چلو بس آخری گھر لے چلو
غل ہوا کہرام وہ گھر میں مجا ہو گیا گویا وہاں محشر پا

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور جان دے دی

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے جانشیر انصاری صحابی ہیں۔ آپ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد

نبوی میں ایک خیمه گاڑ اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا، بیہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا لیکن انہوں نے شوق شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے، حتیٰ کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھتا کہ میں تیری راہ میں ان کا فروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو چھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطا فرمادے۔ خدا کی شان کہ آپ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بنتے لگا۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۹۱ باب مرتع النبی من الاجزاب)

یعنی وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور غاییۃ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرمائے جانکنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور نہایت جوش محبت اور چند پر عقیدت سے والہان انداز میں یہ کہا:

اے اللہ کے رسول میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق پورا پورا ادا فرمایا۔ (مدارج المحبة ج ۲ ص ۱۸۱)

اس کے بعد فوراً ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کا سال وفات ۵۵ ھ ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر شریف ۷۷ برس کی تھی۔ (امال ص ۵۹۲ و اسد الغافر ج ۲ ص ۲۹۸)

کاش ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ مینگنیاں ہوتیں

فائز مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ برسوں تک مصر کے گورنر ہے ان کی دامتائی اور بہادری کے واقعات سے تاریخ کے صفات بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں

نے اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر اپنے بیٹوں کے صندوقوں کی طرف حقارت کے ساتھ دیکھا جواشر فیوں سے بھرے ہوئے تھے اور فرمایا:

”کون ہے جو ان صندوقوں کو لے گا؟ کاش ان صندوقوں میں اشرنیوں کی چگد جانوروں کی میلنیاں بھری ہوتیں۔“

اتنا کہا اور فوراً آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آخری سانس تک آپ کے ہوش و حواس قائم رہے اور آپ گفتگو کرتے رہے۔ (ادیاء الطہوم، جلد ۲، ص ۲۰۹)

ہم اپنے آقاعدیہ السلام کو کبھی دشمن کے حوالے نہ کریں گے

۲۴ جنگ بدر میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بھائی شیبہ کا فرستہ دست بدست جنگ کی۔ شیبہ نے حضرت عبیدہ کو اس طرح زخمی کر دیا کہ وہ زخمیوں کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کا فر کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے کانہ ہے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے، ان کی پنڈلی چور چور ہو گئی تھی اور ثالی کا گودا بہہ رہا تھا۔ اس حالت میں انہیوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں، ہرگز نہیں بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آج میرے اور آپ کے پچھا ایو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے شعر کا مصدقہ میں کیوں ہوں گے۔

وَنَسِيلُهُ خَتْيٌ نُصْرَعَ حَوْلَهُ وَنَذَهَلُ عَنْ أَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَالِ
یعنی ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس وقت دشمنوں کے حوالے کریں گے جب ہم از لوز کران کے گرد پچاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔
آپ نے یہ کہا اور فوراً ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۷۱، و ر قافیٰ علی المواہب، ج ۱، ص ۳۸)

اسلامی فوج کو شہید کا پیغام محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احمد کے میدان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے میں حضرت سعد بن الریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی خاٹ میں نکلا تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

”تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا سلام کہہ دینا اور اپنی قوم (انصار) سے بعد سلام میرا یہ پیغام سنادینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کفار پہنچ گئے تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قبل قبول نہ ہوگا۔“ آپ نے یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت زید بن ثابت نے بارگاہ رسالت میں آکر ان کا سلام عرض کیا اور انصار کو ان کا پیغام سنادیا۔ (زرقاںی ج ۲ ص ۲۸)

حضور علیہ السلام کو میرا سلام کہنا اور دعا کی درخواست کرنا، شہید کی وصیت

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی فوج کا افسر بنا کر ”او طاس“ کی طرف روانہ فرمادیا وہاں درید بن الصمد کا فرمانی ہزار کی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکل پڑا اور درید بن الصمد کے بیٹے نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے پر لگا اور یہ زخمی ہو کر زمین پر پیٹھے گئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر آئے اور کہا: پیچا جان! مجھے جلد بتائیے آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیچا کے قاتل پر جوش میں مجرم ہوئے دوڑ پڑے، تو وہ بھاگنے لگا مگر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو برا بر دوڑاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر اپنے پیچا حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر یہ خوبخبری سنائی کہ پیچا جان! خدا نے آپ کے قاتل کو میرے باتحصہ سے ہلاک کر دیا ہے۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیچا حضرت ابو عامر اشعری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکلا تو وہ چونکہ زہر میں بکجا ہوا تھا اس لیے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا اور وہ نہ حال ہونے لگے پھر انہوں نے اپنے سمجھتے ہی سمجھتے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنی فوج کا افسر بنایا اور یہ وصیت فرمائی:

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرنا اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا۔

یہ وصیت کی اور اس کے بعد ہی فوراً ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنے مرحوم چچا کا اسلام اور پیغام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی:

یا اللہ! تو ابو عمار کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ ہنا

۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرم دیکھ لر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمادیجئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

یا اللہ! تو عبد اللہ بن قمیس (ابو موسیٰ اشعری) کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرم۔

(بخاری ج ۲۱۹ ص ۲۱۹ غزوہ اطاس)

اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا

غزوہ تبوک ۹ھ میں حضرت ذوالحجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح کسی صحابی کی شہادت ہوئی نہ وفات ہوئی۔ حضرت ذوالحجادین ایک غریب مهاجر تھے اور اصحاب صفویں

سے تھے، یہ غزوہ تجوک میں شامل ہوئے اور ان کو بخار آگیا۔ یوقت وفات ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے بڑی حسرت سے یہ کہا:

یا سول اللہ! میرا مقصد شہادت ہی ہے اور حضور نے میرے لیے دعا فرمادی ہے کہ اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کر دیا ہے تو کیا میں شہادت سے محروم رہوں گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جہاد کے لیے نکلے ہو تو اگر بخار میں بھی مرد گے جب بھی تم شہید ہی ہو گے۔

اس کے بعد بخار میں ہی حضرت ذوالجگادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی نعش کو محلہ میں سلاماً اور خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا اور پھر یہ دعا مانگی: ”اے اللہ! میں ذوالجگادین سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔“ (مدارج المجهود ج ۲ ص ۳۵۰، ص ۱۵)

عمل کم کیا اجر بہت زیادہ مل گیا

حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ ایک جبشی تھے جو خیر کے کسی یہودی کی کبریاں چبایا کرتے تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر میں فوج لے کر داخل ہوئے تو یہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ کس دین کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا: اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا اجر و ثواب ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی۔ انہوں نے فوراً ہی کلر پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد یہ خوش نصیب بھیجا رکھن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑا ہو گیا اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا: اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نعش کو خیر میں لانے کا حکم دیا اور ان کی نعش

کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ نے یہ بشارت سنائی:
 اللہ تعالیٰ نے اس کے کالے چہرے کو حسین بنادیا اور اس کے ہدن کو خوشبودار بنا
 دیا اور دو حوریں اس کو جنت میں ملیں۔ اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا
 عمل خیر نہیں کیا۔ ایک وقت کی نماز پڑھی، نہ ایک روزہ رکھانے حج و زکوٰۃ کا موقع پا
 گمراہیمان و جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتابلند مرتبہ عطا فرمایا۔

(مادرح الشہزادہ جلد ۲ ص ۱۳۰)

چوک مرگ آیہ بسم بر لب اوست

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ بعض محدثین
 نے آپ کو خیر الاتبعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے۔ آپ بصرہ کے ظالم گورنر
 حاج بن یوسف شفیقی کو اس کی خلاف شرع باتوں پر روک ٹوک کرتے رہتے تھے اس
 لیے اس ظالم نے آپ کو قتل کرایا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ براہی عجیب و غریب ہے۔
 حاج نے پوچھا: سعید بن جبیر! ابو میں کس طریقے سے تمہیں قتل کرو؟ آپ نے
 فرمایا: جس طرح تو مجھے قتل کرے گا قیامت کے دن اسی طریقے سے تمہیں قتل کروں
 گا۔ حاج نے کہا: تم مجھ سے معافی مانگ لو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا آپ نے فرمایا: میں
 خدا کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا۔ حاج نے جلا کر کہا: اے جلا! ان
 کو قتل کر دو۔ آپ یہ سن کر ہنسنے لگے حاج نے تعجب سے پوچھا: آپ اس وقت کس بات
 پر بس پڑے؟ آپ نے فرمایا: خدا کے رو برومہاری جرات پر مجھے تعجب ہوا اور پس
 آگئی! آپ جلا کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور انی وجہت و جھی للذی
 نظر السوت والارض حنیفا و ما انما من البشر کہیں۔ پڑھنے لگے حاج نے کہا:
 اے جلا! ان کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔ تو آپ نے پڑھا ایتنا تولوْنا فَنَمْ وَجْهُ
 اللّٰهِ۔ حاج نے کہا: اے جلا! ان کو منہ کے بل زمین پر لانا کر قتل کر ڈال۔ جب جلا
 نے آپ کو منہ کے بل بحالت سجدہ لایا تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

منها خلقکم و فیها نعید کم و منها نخر جکم تارہ اخیری جب جلا و نے خبر اخیا تو آپ نے بلند آواز سے لا اللہ الا اللہ وحده لا شریک له و اشهد ان محمدًا عبدہ و رسوله . پڑھا اور یہ دعا مانگی : ”یا اللہ! میرے قتل کے بعد جاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے۔“

آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی کہ آپ کی شہادت کے بعد صرف پندرہ رات جاج زندہ رہا اور کسی مسلمان کو قتل نہ کر سکا۔ اس کے پیٹ میں کینسر ہو گیا تھا۔ طبیب بدبو دار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کے علق میں ڈالتا تھا اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا۔ پھر اس کو نکالتا تھا تو وہ بوٹی خون میں لپٹی ہوئی نکلتی تھی اور ان پندرہ راتوں میں جاج کبھی سو نہیں سکا کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جبیر اس کی ناگر پکڑ کر گھیت رہے ہیں، بس آنکھ کھل جاتی۔

یہ بھی منقول ہے کہ قتل کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے اس قدر خون نکلا کہ ججاج اور حاضرین حیران رہ گئے۔ جب طبیب سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ قتل ہونے والوں کا خون خوف سے سوکھ جاتا ہے مگر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بالکل بے خوف تھے اس لیے ان کا خون بالکل خشک نہیں ہوا اور اس قدر زیادہ خون نکلا کہ سارا دربار خون سے بھر گیا۔

(اکمال فی امامہ الرجال س ۵۹۸ و طبقات شعرانی و تہذیب احتجاج یہ)

مرحباً خوش آمدید ان چہروں کے لئے جو نہ انسان ہیں نہ جن

حضرت عمر بن عبد العزیز بنو امیہ کی فہرست میں خلیفہ عادل کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ روزانہ یہ دعا مانگا کرتے ”اے اللہ! میری موت کو مجھ پر آسان کر دے“ چنانچہ ان کی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے وقت میں ان کے خیمہ سے نکل کر مکان میں بیٹھ گئی تو میں نے ان کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

تَلَكَ الدَّارُ الْآخِرَةَ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يَرِيدُونَ عَلَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَا

فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَقِّينَ (پ۔ ۲۰۔ مُبَرَّجَت۔ آیت۔ ۳۸۔)

یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے
اور آخرت کی بھلائی پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔

اس کے بعد وہ بالکل ہی پر سکون ہو گئے نہ کچھ یوں، نہ کوئی حرکت کی میں نے
لوہنڈی سے کہا: دیکھی تو خلیفہ کا کیا حال ہے؟ وہ دوڑ کر گئی تو آپ وفات پا چکے تھے اور
بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عین وفات کے وقت آپ نے فرمایا: مجھے بخدا دو جب لوگوں
نے اُنہیں بخایا تو پہنچ کر انہوں نے یہ کہا:

يَا اللَّهُ! أَوْنَى مَنْ كَحَّ بِأَتْوَانِكَ حُكْمَ فِرْمَاءِ أَتْوَانِ مَنْ نَزَّلَ كَيْفَيَةَ
كَحَّ بِأَتْوَانِ مَنْ مَنَعَ فِرْمَاءِ أَتْوَانِ مَنْ نَزَّلَ كَيْفَيَةَ مَنْ رَتَبَ
كَيْفَيَةَ مَنْ رَتَبَ
طَبِيعَةَ مَنْ رَتَبَ
آپ نے فرمایا: میں کچھ سبز پوش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ
جن، یہ کہا اور ان کی روح پر واز کر گئی۔ (احیاء العلوم ص ۳۰۸ و ص ۳۰۹)

☆ عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبد العزیز کی وفات کا وقت بالکل
ہی قریب آن پہنچا تو انہوں نے ہر شخص کو گھر میں سے نکل جانے کا حکم دیا تو مسلمہ اور
ان کی بیوی فاطمہ دروازے پر پہنچ گئے تو انہوں نے سنا کہ آپ بلند آواز سے کہہ رہے
ہیں مرحبا۔ خوش آمدید ہے ان چہروں کے لیے جو نہ آدمی ہیں نہ جن پھر یہ آیت پڑھی۔
تلک الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوافى الارض ولا فساداً
والعاقبة للمتقين۔

پھر لوگوں نے گھر میں داخل ہو کر دیکھا تو ان کی روح پر واز کر چکی تھی۔

(درن اخلاقاء ص ۱۶۶)

مسلمان کب بیام موت سے ڈرتا ہے اے انسان
مسلمان کی اہل اس کے گناہوں کا کفارہ ہے

الموت کفارۃ لکل مسلم (ابونعیم) الموت ریحانۃ المؤمن

الموت تحفۃ المؤمن والدرهم والدینار ربیم المناق

اجل ہے مردِ مؤمن کے لئے اک تحفۃ خوش تر

مناق کی بہار زندگی ہے دولت دنیا

حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کیا کرتے تھے:

اللهم هون علی الموت۔ اے اللہ! موت کو میرے لیے آسان کر دے۔

(کتاب الزہد ص ۲۹۱)

اس عمر میں اس قدر محنت کیوں؟

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو موی اشعری رضی اللہ عنہ بڑھاپے میں

بیٹھے تو نیک اعمال کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ان کے احباب کہتے کہ

اس عمر میں اس درجہ محنت کیوں فرماتے ہیں اپنے نفس پر زمی کیجئے۔ آپ ان کو جواب

دیتے کہ گھوڑ دوز میں سچھدار گھوڑا جب منزل مقصود کے قریب پہنچتا ہے تو وہ اپنے

حریف سے پہلے منزل پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہذا میری منزل (موت) بھی قریب

ہے میں بھی اس کے لئے تگ و دور کر رہا ہوں۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۶۰)

امور آخرت میں سبقت و عجلت عبادت ہے

مگر دنیا کے کام انجام دو فہم و تأخیر سے

ایک مسئلہ جس سے اصلاح ہو جائے سوچ اور سوچہاد سے بہتر ہے

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ نے یوقوت وفات اپنے شاگرد خاص میکی بن میکی کو

مخاطب کر کے فرمایا سنو!

الحمد لله الذي اضحك وابكى و امات و احي.

یعنی اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر بھایا اور کبھی غم

دے کر دلایا۔ ہم اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔

یاد رکھو! میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا ایک سونج اور ایک سوجہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی آواز بالکل دھیمی پڑ گئی اور پھر آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا سال پیدائش ۹۳۶ھ اور وفات کا سال ۹۷۱ھ ہے اور قبر شریف جدہ الحجج مدینہ منورہ میں ہے۔ (امال و طبقات شعرانی۔ دہستان الحمد شیخ)

کاش میں غریبی کی حالت میں مرتا اور قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کرتا

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر شاگرد اور خلیفہ ہارون الرشید عباسی کی حکومت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) رہے، آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ عین وفات کے وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ بنے گئے:

کاش میں اپنی اسی غریبی کی حالت میں مرتا جو شروع میں میری حالت تھی اور میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قبول نہ کرتا۔ الہی تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی جان بوجھ کر کوئی حرام کا مہیں کیا اور نہ کبھی کوئی درہم حرام کھایا۔ عین وفات کے وقت یہ کہہ کر آپ کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی آواز نہ سن گئی۔ وفات سے پہلے آپ نے یہ وصیت فرمائی: میرے مال میں سے چار لاکھ درہم مکہ و مدینہ و کوفہ و بغداد کے محتاجوں کو دے دیا جائے۔

(شدرات اللہ ہب لابن عمار و سیرۃ اہممان وغیرہ)

میں اللہ کے قاصد کی انتظار میں ہوں.....

حضرت ابراہیم تھجی علیہ الرحمۃ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے دادا استاذ اور کوفہ کے استاذ المتقہاء ہیں۔ عبادات، ریاضت اور خوفِ الہی میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ یہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے، کسی نے روئے کا سبب پوچھا تو آپ

نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کے قاصدی انتظار کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتا ہے
یا جہنم کی وعید سناتا ہے۔

یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے اور آپ کا وصال ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۹۰۹)

ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے

جمع زر کرتا ہوں کلفت سے بچنے کے لیے

جمع زر سے اور کلفت میں گھرا جاتا ہوں میں

حضرت عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ بہت ہی عظیم الشان محدث اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی محبوب اور محبت شاگرد رشید ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں آپ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ ان کو ان کے والد کی میراث سے بہت کثیر دولت ملی تھی اور ہمیشہ بہت ناز و نعمت کی زندگی بسر کی تھی اور بہت ہی نفاست پسند امیر کبیر تھے۔

بوقت وفات انہوں نے اپنے غلام "نصر" سے کہا کہ تم مجھے بستر سے اٹھا کر زمین پر رکھو دو اور میرے سر پر خاک ڈال دو تو "نصر" رو پڑا۔ آپ نے فرمایا: تم رُو کیوں رہے ہو؟ "نصر" نے عرض کیا: اے میرے مولیٰ! میں نے تمام عمر آپ کو ناز و نعمت میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور موت کے وقت آپ ایک مسکین پر دیسی کی طرح مرنے کا خیال رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میں نے خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ تو مجھے اغذیاء کی زندگی اور فقراء کی موت عطا فرم۔ پھر آپ نے فرمایا: تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو کلکہ طیبہ کی تلقین کرنا اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں دوبارہ مجھے تلقین نہ کرنا، چنانچہ "نصر" نے آپ کی بدایت پر عمل کیا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن مبارک نے آنکھ کھولی اور نہے اور یہ آیت تلاوت کی البیشل ہذا فلیعمل العملون۔ لیکن ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔ پھر ایک دم ان کا طائر

روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۹۰)

☆ ایسا ہی واقع حضرت عمر بن حسین بھی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ یہ محدث کبیر ہیں اور مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہ چکے ہیں۔ حضرت امام مالک کا قول ہے کہ یہ بہت ہی عبادت گزار تھے اور ایک قرآن مجید روزانہ پڑھا کرتے تھے ان کی وفات کے وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ نزع روح کے وقت ان کی زبان سے یہ آیت سنی گئی لیشل ہذا فلیعیمل العبلون۔ ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔ جیسے ہی اس آیت کو انہوں نے پڑھا فوراً ہی آپ کا طائر روح نفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) (تہذیب الحجۃ بہب)

☆ حضرت زرارہ بن ابی اویی علیہ الرحمۃ بصرہ کے رہنے والے تابیٰ اور بہت بلند مرتبہ محدث ہیں، آپ بصرہ کے قاضی بھی تھے اور قبلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت بھی فرماتے تھے۔ حضرت بہر بن حکیم محدث کا بیان ہے کہ ایک دن فجر کی نماز میں آپ نے فاذا نقر فی الناقور فِذاللَّهِ یوْمَئذِ یوْمِ عِیَّر (پ ۲۹۔ المدثر۔ آیت ۹) کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن صور پھونک جائے گا وہ دن بہت سخت ہوگا۔ یہ آیت پڑھتے ہی آپ لرزتے اور کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ بہر بن حکیم محدث کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی لغش مبارک کو مسجد سے ان کے گھر تک اٹھا کر لے جانے والوں میں شامل تھا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ میں ہوا۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۶۱ اداکمال و تتمہ شریف)

میں اللہ کی کپڑ سے ڈرتا ہوں

حضرت محمد بن ملکدار علیہ الرحمۃ بڑے بڑے بلند پایہ محدثین کے شاگرد اور مشہور ائمہ حدیث کے مقتدی اور استاد ہیں۔ عبادت کی کثرت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ اپنے زمانے کے بہت مشہور و ممتاز عابدو زاہد ہیں۔ بوقت وفات جانشی کے عالم میں آپ بلباک رونے لگے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کے روئے کی کیا

وچہے؟ تو آپ نے آنسو پوچھتے ہوئے بھرا کی آواز میں فرمایا:
میں اپنے کسی گناہ یا اور کسی وجہ سے نہیں روتا ہوں بلکہ صرف اس خیال سے
مجھے رونا آگیا کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی احتیاط کیا تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں تو میں ڈر رہا ہوں کہ کبھی ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو
جائے، بس اتنا کہا اور فوراً ہی ان کی وفات ہو گئی۔ (ایام العلوم ج ۳ ص ۳۰۹)

میرے گناہ تیرے عفو کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کی علمی جلالت شان محتاج بیان نہیں، آپ کے
نفائیں و کمالات کے ذکر خبر سے تاریخ کے صفحات مال مال ہیں۔

امام مزنی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مرض الموت میں
ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کہ اے ابو عبد اللہ! آپ کا کیا
حال ہے؟ آپ نے مجھے سے فرمایا: اے مزنی! سنو میرا اس وقت یہ حال ہے:
”میں دنیا سے جا رہا ہوں اور دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنے برے
اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں اور موت کا پیالہ پینے والا ہوں اور
اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری
روح جنت میں جانے والی ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں یا جہنم میں
جانے والی ہے تاکہ میں اس کی تعزیت کروں۔“

پھر آپ ان اشعار گوئیا ہی لرزہ خیز اور پر درد آواز میں پڑھنے لگی
وَلِمَا قَسَى قَلْبِي وَضَاقَتْ مَدَاهِبِي جَعَلْتُ رِجَانِي نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمًا
اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو کی جانب
راتے تک ہو گئے سیری گی بنا لیا

تَعَاظَمْتِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنْتُهُ بِعَفْوِكَ رَبِّي كَانَ عَفْوُكَ أَغْطَتَهَا

مجھے اپنا گناہ بڑا معلوم ہوا لیکن جب میں نے تیرے عنوں سے اس کا موازن کیا تو تیر اٹھو بڑا کلا

فَمَا زِلتُ دَاعِفًا عَنِ الدَّلْبِ لَمْ تَرِلْ
تَجُودُ وَ تَعْفُوْ مِنَّهُ وَ تَكْرُمًا
تو ہمیشہ گناہوں کو معاف کرنے والا رہا اور تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتا رہا اور معافی
دیتا رہا اپنے ہی احسان و کرم سے۔

مذکورہ بالاقریر و اشعار کے بعد ہی آپ کا انتقال پر ملاں ہو گیا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

(احیاء الاطمیع ج ۳ ص ۲۱)

تمیں برس سے روزانہ ایک قرآن مجید پورا پڑھنے والا محدث

حضرت ابو بکر بن عیاش علیہ الرحمۃ بڑے پائے کے محدث اور بے حد مشہور و ممتاز
عابد و زاہد تھے اور بادشاہ وقت اور اس کے گورزوں کو فسیحت کرنے میں بڑے بے
خوف اور نذر رکھتے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی اور لڑکے سے فرمایا:
میری پیاری بیٹی! تم کیوں ڈرتی ہو؟ کیا تم اس لیے روئی ہو کہ تمہارے
باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نورِ نظر! تم کو کیا خبر میں نے اپنے مکان
کے اس ایک کونے میں ۲۳ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔

(تبذیب الحجذیب و نووی)

بیٹا ابراہیم! تمہارے باپ نے زندگی بھر کوئی بے حیاتی کا کام نہیں کیا ہے اور تمیں
برس سے مسلسل میں ایک قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں۔ خبردار! اس بالا خانے پر ہر گز تم
گناہ کا کام مت کرنا کیونکہ اس بالا خانے میں میں نے بارہ ہزار مرتبہ پورا قرآن مجید
پڑھا ہے۔

یہ تقریر ختم کرتے ہی جمادی الاولی ۱۹۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

(نووی علی اسم)

عظمیم محدث کے آخری الفاظ

حضرت ابو زرع علیہ الرحمۃ علم حدیث کے مشہور امام اور اس فن میں حضرت امام
بغاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مرتبہ مانے گئے ہیں۔ ایک بار حضرت امام احمد بن حنبل علیہ

الرحمت نے فرمایا: میرے علم میں صحیح حدیثوں کی تعداد سات لاکھ ہے اور ابو زرعہ جوانی ہی میں چھ لاکھ حدیثوں کے خافظ ہو چکے تھے۔ آپ کے مرض الموت میں سکرات موت اور جانکنی کے عالم میں بہت سے محدثین حاضر تھے۔ لوگوں کو خیال آیا کہ آپ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہئے مگر حضرت ابو زرعہ کی جلالت رشان کے آگے کسی کو بہت نہیں ہوتی تھی۔ آخر سب لوگوں نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین والی حدیث کا تذکرہ کرنا چاہئے تاکہ ان کو کلمہ یاد آجائے چنانچہ محمد بن مسلم محدث نے ابتدا کی اور یہ سند پڑھی حدثتنا الصحاک بن مخلد عن عبد الحمید بن جعفر اتنا پڑھ کر رعب سے ان کی زبان بند ہو گئی اس پر ابو زرعہ نے جانکنی کے عالم میں روایت شروع کر دی حدثنا بندار حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن صالح عن كثير بن مرة عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كأنه
الآخر كلامه لا الله الا الله. اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی پوری حدیث یوں ہے: من كان الآخر كلامه لا الله الا الله دخل الجنة يعني جس کی زبان سے مرتب وقت آخری کلام لا الله الا الله نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲۶۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (تذکرہ الفاظ و تبدیل (عبد یہب و نیرہ)

میرے پاؤں زندگی بھر کسی گناہ کی طرف چل کر نہیں گئے

حضرت شیم بن جبل علیہ الرحمۃ علم حدیث میں امام مالک وغیرہ محدثین کرام کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔ نہایت متقدم اور اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ حضرت سفیان بن محمد مصیحی کا بیان ہے کہ میں ان کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھا، آپ سکرات الموت میں قبلہ رہو کر لیئے ہوئے تھے کہ لوگوں نے آپ پر چادر اور حدا دی اور دم نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ اسی حالت میں ان کی باندی نے ان کا پاؤں اپنے ہاتھ سے دبایا تو آپ نے فرمایا: اے میری باندی ان پاؤں کو اچھی طرح دبا۔ اللہ جانتا ہے کہ میرے یہ دونوں پاؤں زندگی بھر کسی گناہ کی طرف نہیں چلے ہیں۔ بس یہ الفاظ

نکلنے کی دریخانی کر آپ کی وفات۔ وگئی۔ سن وفات ۲۱۳ھ ہے۔ (تہذیب العبد عب)

موت ایک کٹھن اور سگبن م حلہ ہے

حضرت بشر بن سارث علیہ الرحمۃ یہ وہی مشہور صاحب ولایت و باکرامت بزرگ ہیں جو عام طو پر ”شر حافی“ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ اتنے بلند مرتبہ محدث اور منقی اعظم ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل ان کی درسگاہ کے ایک طالب علم ہیں۔ آخری عمر میں درس عدیت اور مجالس فتویٰ ختم کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور ہر وقت عبادت، و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔ بوقت وفات جانشی کے عالم میں ان پر بہت زادہ مشقت اور بے قراری ظاہر ہوئی تو کسی نے پوچھا: کیوں؟ کیا بات ہے کیا آپ کہنا تھی سے محبت ہے اور موت تاگوار ہے؟ آپ نے فرمایا:

عادر! اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا بہت دشوار معاملہ ہے اسے آسان نہ

مجھے، میں اسی لیے بے قراری میں چیخ و تاب کھارہ ہوں کہ یہ بہت ہی

ٹلیر اور کٹھن م حلہ ہے بس یہ کہا اور ان کا وصال ہو گیا۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۰)

کاش میں عمران کی بجائے ایک غسال ہوتا

مبدأ ایک بن رو ان خلقاء نوامیہ میں بڑے کروفر کا بادشاہ گزرا ہے، بہت زیادہ صاد ب علم ور خلیفہ ہونے سے پہلے بہت عبادت گزار بھی تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ تریب آیا تو اس نے ایک غسال کو دشمن کے دروازے پر دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ پر کپڑا پیٹ کر ایک مردہ نہلانے جا رہا تھا، خلیفہ عبد الملک نے کہا: کاش میں بھی ایک غسل ہوتا اور اپنے ہاتھ ہی کی کمائی روزانہ کھاتا اور میں حکومت دنیا کے کسی معاملہ کا والی نہ بتا۔ جب سو فی ایو حازم رحمت اللہ علیہ کو خلیفہ عبد الملک کے اس مقول کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: الحمد للہ! جب ان بادشاہوں کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ ہمارے حال کی تمنا کرتے ہیں اور جب ہم لوگوں کی موت کا وقت آتا ہے تو ہم لوگ

ان بادشاہوں کے حال کی تمنا نہیں کرتے۔
 ☆ عین جانشی کے عالم میں کسی نے خلیفہ عبدالملک بن مروان سے پوچھا: اس وقت آپ اپنے آپ کو کیسا پار ہے ہیں؟ تو اس نے کہا: میں اپنے آپ کو بالکل ویسا ہی پار ہاں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولقد جنتیمُونَا فِرَادِيٌّ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوْلَ مَرَةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَلَقْنَاكُمْ
 وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ (انعام: ۹۳) اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا اور پیغمبھرؐ چھپے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا یہ آیت تلاوت کی اور دم کل گیا۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۰۸)

دیگر عباسی خلفاء کا حال

☆ خلفائے بنو العباس میں خلیفہ ہارون الرشید جس شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے تاریخ داں حضرات پر پوشیدہ نہیں وہ موت کے وقت اپنے کفن کو والٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا اور یہ آیت پڑھتا تھا:
 ما اغنى عنى ماليه . هلك عنى ميرے مال نے مجھے کوئي نفع نہیں دیا میری سلطانیہ . بادشاہی بلاک ہو گئی

اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۰۹)

☆ خلیفہ مامون رشید بہت ہی علم والا اور نہایت ہی رعب و دبدبہ والا اور بہادر تھا، اس نے موت کے وقت را کہ بچھائی اور اسی پر چلت لیٹ کر لوٹا تھا اور گزر گرا کر یہ دعا مانگتا تھا۔

یامن لا یزول ملکہ ارحم علی اے وہ ذات جس کی بادشاہی کبھی زائل نہ من قد زال ملکہ . ہو گئی اس شخص پر رحم فرماجس کی بادشاہی زائل ہو گئی تکی دعا مانگتے ہوئے اس کی روح پرواز کر گئی۔

(احیاء الحلوم ج ۲ ص ۳۰۹، تاریخ اندھا، ص ۲۱۳)

☆ خلیفہ معتضم باللہ عبادی خلفاء میں بڑا سنتگدال اور ظالم حکمران تھا۔ اپنی موت کے وقت نہایت افسوس کے ساتھ بستر پر ترپا اور لوٹا تھا اور یہی لگاتار کہتا تھا: ہائے افسوس۔

لو علمت ان عمری هکذا قصیر اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری عمر اتنی کم ہے تو
ما فعلت۔ میں بادشاہی نہ کرتا۔

یہی کلمات اس کی زبان پر تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ (ایجاد، الحجم ۳ ص ۲۰۹)

☆ خلیفہ مختصر باللہ نزع کے عالم میں بیقرار ہو کر بستر پر لوٹنے لگا تو خوشابدی لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین آپ پر کوئی حرج نہیں۔ آپ تو بہت اچھے ہیں یہ سن کر خلیفہ مختصر باللہ نے کہا:

کوئی حرج تو نہیں مگر یہ کیا کم ہے کہ دنیا جاتی رہی اور آخرت میرے سامنے کھڑی ہے۔ ہائے میں نے اپنے باپ کو قتل کر کے جلدی خلافت پر قبضہ جمالیا تو مجھ سے بھی جلد ہی خلافت چھین لی گئی۔

یہی الفاظ اس کی زبان پر تھے کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس کی بادشاہی صرف چھ میں رہی۔ ابن طیفورت کی طبیب نے زہر آلو دشتر سے اس کی فصل کھولی اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ (ایجاد، الحجم ۳ ص ۲۰۹، ریخت افلاط، ص ۲۲۳)

ہائے رے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں

حضرت عامر بن عبد القیس علیہ الرحمۃ بہت ہی مشہور عابد و نوابد بلکہ صاحب کرامت بلند مرتبہ اولیاء میں سے تھے اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر زار و زار رونے لگے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رورہا ہوں بلکہ میں اس خیال سے رورہا ہوں کہ میں اب مر رہا ہوں تو اب گریبوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور جاڑوں کی لمبی راتوں میں قیام اللیل (نوافل تہجد) کی

لذت مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہوا کرے گی؟ ہائے رے یہ روح پر و را اور
جان بخشن لذتیں! یہی کہتے کہتے ان کی روح پر واڑ کر گئی۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۰۹)

موت کی تکلیف

ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی
وفات کا وقت آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا: ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی
عقلمند انسان مجھے حالت نزع میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات معلوم
کروں۔ آپ سے زیادہ عقلمند کون ہوگا؟ آپ ہی موت کے حالات بتا دیں۔ فرمایا:
بندہ اے بیٹے! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی
کے ناکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کائنے دار شاخ میرے
قدم کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جا رہی ہے۔ (شرح الصدور ص ۳۶)

☆ حضرت ابن ابی مليکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے موت کا حال بتاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:
اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! وہ ایک پر خار درخت کی طرح ہے جو مسلمان کے اندر
ہو اور اس کی رُگ و پے میں سرایت کر چکا ہو اور ایک قوی الجثہ انسان اسے کھینچ رہا ہو۔
(حلیۃ الاولین)

☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ موت دنیا و آخرت کی
ہولناکیوں میں سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ یہ آروں کے چینے سے، قیچیوں کے
کائنے سے ہاندھیوں کے ایالنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اگر مردہ زندہ ہو کر شداد کہ
موت سے لوگوں کو مطلع کر دے تو لوگوں کا عیش اور زندگی ہو جائے۔ (ابن ابی الدنیا)
۲۰ حضرت والیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: مرتے والوں کو ہم توحید کی تلقین کرو اور جنت کی خوشخبری دو کیونکہ اس

وقت بڑے بڑے نیک مرد اور عورتیں پریشان ہوتے ہیں اور اس وقت شیطان انسان کے بہت قریب ہوتا ہے (جو کہ اسے ایمان سے بہکاتا ہے) بخدا ملک الموت کی زیارت تکوار کی ایک ہزار ضرب سے کہیں زیادہ ہے۔ بخدا جب انسان مرتا ہے تو اس کی رگ رگ انفرادی طور پر تکلیف برداشت کرتی ہے۔ (علیہ السلام)

☆ امام قشیری نے اپنے "رسالہ" میں ابو الفضل طوی نے "عینون الاخبار" میں اور دیلمی نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان پر جب عالم سکرات طاری ہوتا ہے اور میت ہے جنین ہوتی ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

السلام علیک تفارقني و افارقك الی یوم القيمة
تم پر سلامتی ہو تم مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔

بیماری کا شکوہ کیوں کروں یہ تو میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ میں حضرت معروف کرنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیف اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے پیر ہیں۔ بزرگ ترین اولیاء میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں: میں ان کے مرض وفات میں ان کی عیادت کے لیے گیا اور حال و مزاج پوچھا تو انہوں نے نہایت ہی پرورد لمحے میں یہ شعر پڑھا:

کَيْفَ أَشْكُوُ إِلَى طَبِيبِي مَا بَيْنِي وَالَّذِي أَصَابَنِي مِنْ طَبِيبِي

میں کس طرح اپنے طبیب سے اپنی بیماری کی شکایت کروں جبکہ میری بیماری میرے طبیب ہی کی طرف سے مجھے پہنچی ہے۔

بھر میں نے پکھے سے ہوادیتی شروع کی تو انہوں نے فرمایا: پکھے کی ہواں شخص کو کیسے لے گی جو عشقِ الہی کی گری سے جل رہا ہو؟ اس کے بعد فوراً ہی آپ کا وصال

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۱۰)

جانکنی کا وقت ہی تو دراصل تلاوت کا وقت ہے

جریئی محدث کا بیان ہے کہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی جانکنی کے وقت جب کہ وہ سکرات کے عالم میں تھے حاضر ہوا تو وہ تلاوت کر رہے تھے۔ جمعہ کا دن تھا، جب وہ تلاوت ختم کر چکے تو میں نے عرض کیا: اس وقت میں بھی آپ تلاوت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

مجھ سے زیادہ تلاوت کا حقدار دوسرا کون ہو گا دیکھئے نہیں رہے ہو کہ میری زندگی کا نامہ اعمال لپینا جا رہا ہے۔

پھر کسی نے آپ سے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو آپ نے فرمایا: میں اس کلمہ کو تو زندگی میں بھی بجولا ہی نہیں جو تم مجھے اس وقت یاد دلار ہے ہو۔ ابوالعباس بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نزع کے عالم میں حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر تحوزی دیر کے بعد جواب دیا اور فرمایا: مجھے معدود سمجھو میں اس وقت وظیفہ میں مشغول تھا۔ پھر اپنا چہرہ انہوں نے قبلہ کی طرف کر لیا۔ نعرہ بکیر لگایا اور روح پرواز کر گئی۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۰۹)

میری یہی تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے اولیاء کرام کی فہرست میں آپ کا نام بہت مشہور اور ممتاز ہے۔ وفات کے وقت لوگوں نے پوچھا: اس وقت آپ کو کس چیز کی خواہش تمنا ہے؟ آپ نے فرمایا:

بس میری ایک ہی خواہش اور بہت بڑی تمنا یہی ہے کہ مرنے سے پہلے ایک ہی لحد کے لیے مجھے خداوند قدوس کی معرفت حاصل ہو جائے۔

یہ فرمانے کے بعد فوراً اسی آپ کی روح پاک عالم آخرت کو روانہ ہو گئی اور لوگ

ان کامنہ سخت رہ گئے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۰۹)

کیا اندر ہیری قبر روشن ہو گئی
نیکیاں جس کے لئے کی تحسیں یہاں
کسر اڑی مشکل میں وہ آئی ہیں کام
کھڑکیاں دوزخ کی کھل جاتیں ابھی
اس پر بس چاروں طرف سے چھا گئیں

ایک درویش کی موت کا حال

ایک شخص سے منقول ہے کہ میں حضرت مسٹا دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں
حاضر تھا تو ایک درویش آئے اور سلام کر کے پوچھا: یہاں کوئی ایسی صاف ستھری جگہ
ہے جہاں ایک انسان کے لیے مرنا آسان ہو؟ لوگوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ
کر دیا جہاں پانی کا چشمہ تھا، اس درویش نے وضو کیا اور کچھ نماز میں پڑھتا رہا۔ پھر
پاؤں پھیلایا کر لیٹ گیا اور اس کی وفات ہو گئی۔ بعض مشائخ کے حوالے سے چیچھے گزر
چکا کہ حضرت مسٹا دینوری کے پاس عالم سکرات میں آئے اور دعا کیں کرنے لگے کہ
اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نعمت دے وہ نعمت دے تو آپ نے ہنس کر فرمایا:

آپ لوگ میرے لیے کیا کیا دعا میں مانگ رہے ہیں تمیں برس سے برابر
میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے مگر میں نے تو ایک مرتبہ نگاہ اٹھا کر اس کو دیکھا
تک نہیں۔ یہ فرمایا اور روح پرواز کر گئی (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۰۹)

تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں
حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کی
بہن کا بیان ہے کہ میں نزع کے عالم میں ان کے سر کو اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی کہ ایک
دم انہوں نے آنکھ کھول دی اور فرمایا:

دیکھو یہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ جنت کے چنانک مزین کیے

ہوئے ہیں اور یہ (کوثر و سلبیل) کے برتن رکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اے بوعلی! ہم نے تمہیں بڑے مراتب پر پہنچا دیا ہے۔

حالاً نکہ تم اس کے طلبگار نہیں تھے۔ پھر آپ یہ شعر بار بار پڑھنے لگے

۔ بِحَقِّكَ لَانْطَرُتُ إِلَيْ سِوَاكَ.

بعینِ مُوَدَّةٍ حَتَّىٰ أَرَاكَ

تیرے حق کی قسم میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں ہے۔
یہاں تک کہ میں تجھے دیکھ لوں۔

یہی فرماتے ہوئے انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان کی پاک باز روح عالم قدس کو روائی ہو گئی۔ (احیاء الاطمیم ج ۳۰ ص ۲۱۰)

☆ حضرت ابو سلیمان دارالانی علیہ الرحمۃ مشہور اولیاء کبار میں سے ہیں۔ ان کی وفات کے وقت بہت سارے لوگ حاضر تھے، آپ کی بے چینی و بے قراری کو دیکھ کر کسی نے کہا: اب شر فانک تقدیم علی رب غفور رحیم۔ خوش ہو جائیے کیونکہ آپ اس کے دربار میں جا رہے ہیں جو بخشش والا رحم کرنے والا ہے۔ فرمایا: یوں کیوں نہیں کہتے: احذر فانک تقدیم علی رب یحا سبک بالصغیر و یعاقبک بالکبیر ڈر جا کیونکہ تو اس کے دربار میں جا رہا ہے جو چھوٹے گناہوں کا حساب لے گا اور بڑے گناہوں پر سزادے گا۔ یہ فرمایا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

(احیاء الاطمیم ج ۳۰ ص ۲۱۰)

عاشقان اوز خوبیاں خوب تر

☆ حضرت معتبر محدث فرماتے ہیں: میں احمد بن عبد الملک کے پاس ان کی نزع روح کی حالت میں گیا اور دعائیں کرنے لگا یا اللہ! ان پر سکرات موت کو آسان فرمادے کیونکہ یہ تو ایسے تھے یہ تو ایسے تھے چند تعریفی کلمات میں نے کہے تو انہوں نے ترپ کر کہا: یہ بولنے والا کون ہے؟ تو میں نے کہا: میں معتبر ہوں، یہ سن کر انہوں نے

فرمایا: ملک الموت مجھ سے فرم رہے ہیں کہ میں ہر خی مومن کے ساتھ نزع روح میں
زرمی برتا ہوں۔ یہ فرم اکر پھر ایک دم وہ بجھ گئے۔ یعنی ان کی وفات ہو گئی۔

(احیاء العلوم جلد ۳ ص ۳۰)

☆ حضرت احمد بن حضرو یہ علیہ الرحمۃ بہت بلند درجے کے ولی کامل ہیں۔ آپ
کی وفات کے وقت کسی نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ روپڑے اور کہنے لگے:
اے میرے بیارے بیٹے! میں ایک دروازہ جس کو پچانوے بر س سے
کھلکھلاتا رہا ہوں وہ آج اس وقت کھل رہا ہے لیکن میں کچھ نہیں جانتا کہ
وہ دروازہ سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شقاوت کے ساتھ کھلے گا تو اسی
حالت میں میرے لیے کسی مسئلہ کے جواب کا بھلا کہاں موقع ہے۔
آپ نے یہ فرمایا اور بالکل خاموش ہو گئے جب لاگوں نے انہیں غور سے دیکھا
تو وہ وفات پا چکے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۳۱)

ماں کے گستاخ کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا

حضرت عبداللہ بن ابی او فی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ
رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی: یہاں ایک لڑکا ہے جس کی
موت کا وقت قریب ہے اور اس میں کلمہ پڑھنے کی بھی سکت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا: کیا وہ زندگی میں یہ کلمہ نہ پڑھتا تھا؟ اس نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 زندگی میں تو پڑھتا تھا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی جماعت
 کے ساتھ اس لڑکے کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے
 سے فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پُرْهُون۔ اس نے کہا: مجھ میں اتنی بھی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا:
 کیوں؟ اس نے جواب دیا: میں اپنی والدہ کی نافرمانی کیا کرتا تھا۔ آپ نے دریافت
 فرمایا: کیا وہ زندہ ہے؟ لڑکے نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ اس کی والدہ کو آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: یہ تمہارا اپنਾ ہے؟ اس

نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلانی جائے اور تم سے کہا جائے کہ ہم تمہارے لئے کوآگ میں ڈال رہے ہیں ورنہ تم اسے معاف کرو تو کیا تم معاف کر دو گی؟

وہ کہنے لگی: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ہمیں خدا کو گواہ بنانا کہ کہہ دے کہ میں اس سے راضی ہو گئی۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ میں راضی ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا: اب کلمہ پڑھو چنانچہ وہ کلمہ پڑھنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الحمد لله الذي انقذه بي من النار (شرح الصدور، ص ۱؛ ۴)

اس خدا کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اسے جہنم کے عذاب سے نجات دلائی۔

رحم مردوں پر کرو اے مومنو ساتھ زندوں کے نہ تم ان کو ”پُنُ“
ان کو بس جنت میں تم داخل کرو دین و ایماں اپنا تم کامل کرو
مرنے والے کی مدت ظلم ہے اہل عقبی کی حرارت ظلم ہے
مرنے والے آہ تیری عاجزی بیکسی تجھ پر برستی ہے بڑی
حرتیں روئی ہیں تیرے ڈھیر پر ریزہ ریزہ ہو گیا تربت میں تو
تجھ پر کیا گزری خدا جانے وہاں
کیسی دیکھی اس کی پیشی اے غریب
کچھ تو کہہ کیا کیا ہوئے تجھ سے سوال
ایک عاشق صادق کی موت کا حال

لغت کے امام اصمی کا بیان ہے کہ میں نے ایک سنان جگہ میں ایک پتھر پر یہ

شعر لکھا ہوا دیکھا:

أَيَّا مَعْثَرَ الْعَشَاقِ بِاللَّهِ خَبِرُوا

إِذَا حَلَّ عِشْقٌ بِالْفَتَنِ كَيْفَ يَضْنَعُ

اے عاشقوں کی جماعت! تم لوگ مجھے خبر دو میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں
کہ جب عشق کسی جوان پر اتر پڑے تو وہ کیا کرے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا:

يُدَارِيْ هَوَاهُمْ يَكُنُمْ سِرَّهُ

وَيَخْشَعُ فِيْ كُلِّ الْأَمْوَرِ وَيَخْضُعُ

اپنے عشق کے ساتھ زمی برتے، پھر اپنے راز کو چھپائے رکھے اور تمام کاموں
میں عاجزی واکساری رکھے۔ اصمی کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن وہاں گیا تو دیکھا
کہ ایک دوسر اشعر اسی پتھر پر لکھا ہوا ہے:

وَكَيْفَ يُدَارِيْ وَالْهَوَى قَاتِلُ الْفَتَنِ

وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَلْبُهُ يَتَقْطَعُ

عاشق کیسے زمی برتے؟ حالت تو یہ ہے کہ عشق جوان کو قتل کیے جا رہا ہے اور
روزانہ اس کا دل تکڑے تکڑے ہو رہا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا:

إِذَا لَمْ يَجِدْ صَبَرًا إِلَكْتَمَانِ سِرَّهُ

فَلَيْسَ لَهُ شَيْئًا مِسْوَى الْمَوْتِ يَنْفَعُ

جب عاشق اپنے راز کو چھپانے کے لیے صبر نہیں کر پاتا تو اس کو موت کے سوا
کوئی دوسری چیز فاکدہ نہیں دے سکتی۔

اصمعی کہتے ہیں کہ پھر میں تیرے دن وہاں گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک جوان کی

لاش وہاں پڑی ہوئی ہے اور یہ دو شعر اس پتھر پر لکھا ہوا ہے:

سَمِعْنَا أَطْغَنَاهُمْ مُسْتَأْنِدُونَ سَلَامِيْنَ عَلَى مَنْ كَانَ لِلْوَصْلِ يَمْنَعُ

هَيْنَا لِلرَّبِّ يَابِ الْعَيْنِ نَعِمُهُمْ وَلِلْعَاقِبِ الْمُسْكِنِ مَا يَتَحَرَّعْ

ہم نے سن لیا اور آپ کی بات مان لی پھر ہم مر گئے تو ہمارا سلام اس شخص کو پہنچا دوجو وصال سے ہمیں روکتا تھا۔

نعت والوں کو ان کی نعمت مبارک ہو اور عاشق مسکین کو عشق کا کڑوا گھونٹ مبارک ہو جس کو دوہ گھونٹ پی رہا ہے۔

امام اصمی کا بیان ہے کہ میں اس میت کے لئے دعاۓ خیر کرتے ہوئے دہاں سے چل دیا۔ (مجاہدین)

کاش فتن و فجور چھوڑیں ہم اور معاصی سے منہ موزیں ہم رہتے معصیت کو توڑیں ہم کاش مولی سے ربط جوڑیں ہم کاش عقبی کی لوگے ہم کو کاش دنیا سے ہم کو نفرت ہو کشناں خبر تسلیم را

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری علی الرحمۃ کے بڑے بلند مرتبہ غلیقہ ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت غرق رہا کرتے تھے۔ ایک دن قول نے شیخ احمد جام علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھ دیا۔ کشناں خبر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است تسلیم و رضا کے خبر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ہر زمانے میں غیب سے ایک دوسری جان ملتی رہتی ہے۔

آپ یہ شعر سن کر تین شب و روز حیرت نے عالم میں رہے اور کچھ بھی نہیں بولے اور پانچویں رات آپ کا وصال ہو گیا۔ خواجہ میر حسین دہلوی نے اسی زمین میں چار مصرے کہہ کر اس کی تضمین کی ہے جن میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔

چال ہیک بیت وادہ است آں بزرگ آرے ایس گوہرز کانے دیگر است

کشناں خبر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس ایک شعر پر ان بزرگ نے جان دیدی
ہاں یہ گوہر کسی دوسرا کان سے نکلا ہوا ہے
تلیم و رضا کے نجمر سے قتل کیے ہوئے شخص کو
ہزمانے میں غیب سائیکل سری جان ملا کرنی ہے
(اخبار الاخیار شیخ محقق س) ۳۲

ایسے خوش نصیبوں کو ہی قبر جنت کا باغ بن کر لوگوں کو بتاتی ہے۔
کیوں نہ ہو جاؤں میں باغ اس کے لئے خلد کے بس ہیں چراغ اس کے لئے
نیک دنیا میں جو رہا بندا اس کو رحمت کا یہاں نہیں مندا
نور ہوتا ہے پھر بدن اس کا روح ہوتی ہے آسمان کو ہوا

شاید اللہ اس کو بھی بخش دے

حجاج بن یوسف خلفائے بنو امیہ کا انجامی سفاک و خونخوار و حالم گورنر تھا۔ اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تکوار سے قتل کیا اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کو تو کوئی گن ہی نہیں سکا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین کو اس نے قتل کیا یا قید و بند رکھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اگر ساری امتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کر دیں تو ہمارا ہی پلہ بھاری رہے گا۔ یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی بیماری میں مرنے لگا تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی اور یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا۔

اللهم اغفر لى فان الناس يقولون انك لا تغفر لى .
اے میرے اللہ! تو مجھے بخش دے کیونکہ سلوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں
بخشنے کا

خطیب عادل حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کو حجاج بن یوسف ثقفی کی زبان سے مرتب وقت کی یہ دعا بہت اچھی لگی اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا اور

جب حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے حاجاج کی اس دعا کا ذکر کیا تو آپ نے تعجب سے فرمایا: کیا واقعی حاجاج نے یہ دعا مانگی تھی؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں اس نے یہ دعا مانگی تھی تو آپ نے فرمایا: شاید (خدا اس کو بخش دے)

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۰۹)

موت اس سے بھی ملاقات کر گئی ایک دن موت کا نام بھی سننے کو جو تیار نہیں

انسان موت سے کیوں ڈرتا ہے؟

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاء و من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاء و قالت عائشة انا لنکرہ الموت. قال ليس ذلك ولكن المؤمن اذا حضره الموت بشر برضوان اللہ وكرامته فليس شيء احب اليه مما امامه فاحب لقاء اللہ فاحب اللہ لقاء واما الكافر اذا حضره الموت بشر بعذاب الله و عقوبته فليس شيء اکرہ اليه مما امامه فکرہ لقاء اللہ فکرہ اللہ لقاء (کنز الہمال ج ۱۵ ص ۵۶۵ - ۵۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرتا پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم موت کو پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کے پاس پیغام موت آتا ہے تو

اے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس وقت اس کے نزدیک کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ بجز اس کے جوان کے سامنے ہے (یعنی آخرت کے انعامات) تو وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے بے تاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے اور جس وقت کافر کے پاس موت کا پیام آتا ہے اور اسے اللہ کے عذاب و عتاب کی خبر دی جاتی ہے تو اسے اس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہوتی جو موت کے بعد پیش آنے والی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات نہیں چاہتا۔

۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شائق

خود موت کے ساغر کو لگایتا ہے لب سے

☆ حضرت سہل بن عبد اللہ تسری علیہ الرحمۃ کا قول ہے موت کی تمنا تین شخص ہی کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جسے موت کے بعد کے حالات کا علم نہ ہو۔ دوسرا خدا کی مقررہ قدری سے راہ فرار اختیار کرنے والا۔ تیسرا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا مشتاق۔

۔ موت ہے گھات میں تری انساں

اور تو ہے کہ محظوظ ہے

مؤمن و کافر کی موت کا مفضل حال

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے: میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ کیونکہ میں نے اس کا خوشی اور غم دونوں طرح امتحان لے لیا وہ ایسا ہی نکلا جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ اس کو لے آؤ تاکہ دنیا کی مشقتوں سے اس کو راحت مل جائے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں ان کے

ہاتھوں میں ریحان کے گلڈتے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں بیس رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں نئی خوبصورتی ہے اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا منگب ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور باقی تمام فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کی نگاہ کے سامنے کھول دیتے ہیں اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بھلا کیا جاتا ہے جیسا کہ نیچے کے روئے کے وقت اس کے گھروالے مختلف چیزوں سے اس کا دل بہلاتے ہیں کبھی اس کی حوریں اس کے سامنے کر دی جاتی ہیں کبھی وہاں کے پھل کبھی عمدہ عدہ لباس۔ غرضیک مختلف چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں کوئنے لگتی ہیں۔ ان سب منظروں کو دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھر کئے لگتی ہے (جیسا کہ پیغمبر میں جانور نکلنے کو پھر کتا ہے) اور ملک الموت اس سے کہتا ہے اے مبارک روح چل ایسی پیر یونگی طرف جس میں کائنات نہیں ہے اور ایسے کیلوں کی طرف جو تو ہو گے ہوئے ہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گہرا وسیع ہے اور پانی بہرہ رہے ہیں (یہ چند منظروں کی طرف اشارہ ہے جو قرآن پاک میں سورہ واقعہ کی ان آیات شریفہ میں ذکر کیے گئے۔ فی سدر مخصوص و طبع منضود و ظل ممدوہ و ماء مسکوب اور ملک الموت ایسی نزی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے نیچے سے کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ بات اس کو معلوم ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب ہے۔ وہ اس روح کے ساتھ لطف سے پیش آتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے خوش ہو۔ وہ روح بدن میں سے اسی طرح سبولت سے نکلتی ہے جیسا کہ آئئے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے

تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت

دیتے ہیں جس کو قرآن پاک الذین تفوہم الملائکہ طبیین (اللہ علیہ السلام) میں ذکر فرمایا ہے اور اگر وہ مقرب ہندوں میں ہوتا ہے تو سورہ واقعہ میں اس کے متعلق ارشاد ہے: فروح و ریحان و جنت نعیم (۲۴) پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو جزاً خیر دے تو اللہ تعالیٰ کی بنندگی اور اطاعت میں جلدی کرنیوالا تھا۔ اس کی نافرمانی میں سستی کرنے والا تھا۔ جسے آج کا دن مبارک ہو تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی نجات دی اور بھی مضمون بدن رخصت کی وقت روح سے کہتا ہے۔ اس کی جدائی پر زمین کے وہ حصے روئے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا۔ آسمان کے وہ دروازے روئے ہیں جن سے اس کے اعمال اور جایا کرتے تھے اور جن سے اس کا رزق اترتا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دیتے ہیں تو وہ فرشتے فوراً اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنادیتے ہیں۔ جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبوں دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے دروازہ سے قبر بکد دلوں جانب قطار لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کا دعا اور استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

یہ سارے مناظر دیکھ کر شیطان اس قدر روز سے روتا ہے کہ اس کی بذیان ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکروں سے کہتا ہے تمہارا اس ہو جائے۔ یہ تم سے کس طرح چھوٹ گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ معصوم (گناہوں سے بچایا گیا) تھا۔

عالم بالا میں پاکیزہ روح کا استقبال

اس کے بعد جب حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اور جاتے ہیں تو حضرت جرج نسل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک

الموت علیہ السلام اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر وہ روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو سدر مخصوصہ و طبع منضود میں پہنچا دو جب اس کی غش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اس کی نماز اس کے دامیں طرف آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ روزہ باعیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور جماعت کی نماز کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور (مصابیب پر اور گناہوں سے) صبر قبر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن وہ اگر دامیں جانب سے آتا ہے تو نماز اس کو کبھی ہے ”پرے ہٹ یہ شخص خدا کی قسم دنیا میں ہمیشہ مشقت انجھاتا رہا ابھی ذرا راحت سے سویا ہے“۔ پھر وہ باعیں جانب سے آتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر کو تیر اراستہ نہیں ہے۔ الغرض اوہ جس جانب سے جانا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا اس لئے کہ اللہ کے ولی کو ہر جانب سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہے۔ وہ عذاب عاجز ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونہ میں کھڑا تھا ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب (عبادت کی کسی قسم کی نکزوری سے) کچھ ضعف ہو تو میں اس جانب مراجحت کروں گا مگر الحمد للہ! تم نے مل کر اس کو دفع کر دیا۔ اب میں ترازو (پر اعمال تلنے) کے وقت اس کے کام آؤں گا۔

قبر میں مکر نکیر کی آمد

اس کے بعد وفرشتے اس مردہ کے پاس آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز بادلوں کی زوردار گرج کی طرح ہوتی ہے ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپیٹیں نکلتی ہیں۔ بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک نکتے ہوئے ان کے ایک موٹھے سے

دوسرے موئذن ہے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر پورا ہوتا مہربانی اور نرمی گویا ان کے پاس سے بھی نہیں گزری (البته بختی کا معاملہ مونتوں کے ساتھ نہیں کرتے لیکن ہیئت ہی کیا کم ہے) ان کو منکر نہیں کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک اتنا بڑا اور بخاری ہتھوڑا ہوتا ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسان اور جنات مل کر اٹھائیں تو ان سے اٹھنے سکے۔ وہ آ کر مردہ سے کہتے ہیں بیٹھ جا مردہ ایک دم بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرین تک آ جاتا ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کا کیا نام ہے؟ مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ جل شانہ ہے جو وحدہ لا شریک لہ ہے (وہ تن تباہ مالک ہے کوئی اس کا شریک نہیں) میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں تو نے صحیح کہا ہے اس کے بعد وہ قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیتے ہیں جس سے وہ اوپر سے اور چاروں جانب دائیں ہائیں سرہانے پائیں سے بہت زیادہ وسیع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اوپر سراخا ہو۔ مردہ جب سراخھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! وہ جگ تھا رہے رہنے کی ہے اس وجہ سے کتم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے: اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوئے گی۔ اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو وہ دیکھتا ہے تو جہنم کا ایک دروازہ نظر آتا ہے (جس سے اس کی حالت نظر آتی ہے) وہ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تو نے اس دروازہ سے تجات پائی۔ اس وقت بھی مردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوئے گی۔ اس کے بعد اس قبر میں ستر دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں جن میں سے وہاں کی خندی ہوائیں اور خوبیوں میں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی منظر رہے گا۔

ملک الموت کی خدا کے دشمن کے پاس آمد

اللہ تعالیٰ عزرا ایل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے ”میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی رکھی۔ اپنی نعمتیں (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر لادیں گرد وہ میری نافرمانی سے باز نہیں آیا لاؤ آج اس کو سزا دوں“۔

ملک الموت نہایت تکلیف وہ صورت میں اس کے پاس آتے ہیں۔ اس صورت سے کہ بارہ آنکھیں ان میں ہوتی ہیں۔ ان کے پاس ایک گزر (لو ہے کامونا سا ڈنڈا) جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے جس میں کانے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تابندہ کا ایک نکلا ہوتا ہے اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دبکتے ہوئے ہوتے ہیں۔ ملک الموت آتے ہی وہ گزر اس پر مارتے ہیں جس کے کانے اس کے ہر زگ و پے میں گھس جاتے ہیں پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور سرین کو مارنا شروع کر دیتے ہیں جس سے وہ مردہ غش کھانے لگتا ہے وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر گھننوں میں روک دیتے ہیں۔ پھر وہاں سے نکال کر رہتے ہیں پھر ایزوں سے نکال کر گھننوں میں روک دیتے ہیں۔ (اور جگہ جگہ اس لئے روکتے ہیں تاکہ وہ یہ تکلیف پہنچائی جائے) پیٹ میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے کھینچ کر پینے میں روک دیتے ہیں پھر فرشتے اس تابندہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی بھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور ملک الموت علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے ملکوں روح لکل اور اس جہنم کی طرف چل جس کی صفت فی سوم دھمیم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھویں کے سایہ میں ہوں گے جو نہ مختندا ہوگا نہ فرحت بخش ہوگا (بلکہ نہایت تکلیف دینے والا ہوگا) پھر جب اس کی روح بدن سے رخصت ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ انتہا تک جتھے برآبدل دے تو مجھے اللہ کی نافرمانی میں جلدی سے لے

جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور یہی مضمون بدن روح سے کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کیا کرتا تھا اس پر لعنت کرتے ہیں اور شیطان کے لشکر دوڑے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس جا کر خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔

دشمنِ خدا کی قبر میں حالتِ زار

پھر جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس پر اتنی تلک ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں پھر اس پر کالے سانپ مسلط ہو جاتے ہیں جو اس کی ناک اور پاؤں کے انگوٹھے سے کاشنا شروع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ درمیان میں دونوں جانب کے سانپ آ کر مل جاتے ہیں۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے (مکر نکیر جن کی ہیئت ابھی گزر چکی ہے) آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تم ارب کون ہے؟ تمرا دین کیا ہے؟ تم رے نبی کون ہیں؟ وہ ہر سوال کے جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے اور اس کے جواب پر اس کو گز سے اس قدر زور سے مارتے ہیں کہ اس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں اس کے بعد اس کو کہتے ہیں کہ اوپر دیکھو وہ اوپر کی جانب جنت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے (اس کی باغ و بہار وہاں سے نظر آتی ہے) وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو یہ تمرا نیکانا ہوتا۔ نصیور القدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے: اس کو اس وقت ایسی حضرت ہوتی ہے کہ ایسی حضرت بھی نہ ہوگی۔ پھر دوڑخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اب تمرا یہ نیکانا ہے۔ اس لئے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی تافرمانی کی۔ اس کے بعد ستر دروازے جہنم کے اس کی قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں۔ جن میں سے قیامت تک گرم ہوا میں اور دھواں وغیرہ آتا رہتا ہے۔ محمد میں رحمہم اللہ اس حدیث پر سند کے اعتبار سے کچھ کلام کرتے ہیں لیکن اس کے مضامین کی تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہے۔

(اتاف) بالخصوص حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتیں جو مکلوہ شریف کی کتاب الجہانزی میں اور باب اثبات عذاب القبر میں ہیں۔ اگر کوئی ان کا ترجمہ دیکھنا چاہے تو مظاہر حق میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ منظر بہت زیادہ نگاہ میں رکھنے کے قابل ہے کیون کہ بہت سخت منظر ہے۔ بہت کثرت سے احادیث میں اس کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ اختصار کی وجہ سے ایک ہی حدیث کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ (ماخوذ از موت کی یاد)

حساب اس کا بھی دینا ہے بروز حشر اے انساں
کسی سے جو سنा ہوگا کسی سے جو کہا ہوگا

ایک ہاشمی شہزادے کا نیک انجام

ہنامیہ کا ایک حسین و جیل نوجوان مویٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش و عشرت، تن پروری، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں سرستی حیات کا عادی تھا۔ انواع و اقسام کے لذائذ سے اس کا دستخوان ہم وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا مجلس طرب سجائے، رات کی رات غم و آلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی اور یہ ساری کی ساری دولت وہ اپنی عیاشیوں پر قربان کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت مکان بنارکھا تھا جس کا گیٹ نہایت شاندار تھا۔ اپنے محل میں بیسی کبھی وسیع گزر گاہ کی رونقتوں سے محظوظ ہوتا۔ عقبی جانب نہایت شاندار باغ لہلہرہا تھا جس میں حسین و جیل پھولوں کی کیاریاں قرینے سے آ راست رہتیں۔ کبھی اس میں مجلس طرب صحاتا۔ مویٰ کے محل میں ہاتھی دانت کا بہنا ہوا ایک قبہ تھا جس کی چاندی کی میخیں تھیں اور جس کے بعض حصوں پر سنہرہ جڑا تھا۔ قبہ کے عین ٹکپوں پر تخت خاص شہزادہ کے جلوس کے واسطے بنایا گیا تھا۔ جسم پر قیمتی لباس اور جڑا اور عمائد پہن کر مویٰ اس پر بیٹھتا۔ اردو گرد دوست و احباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام و غلام ایستادہ ہوتے قبے کے باہر

مطربوں کے بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں بیٹھ کر وہ اپنے نغمہ و سرور سے موئی اور اس کے ہم مشربوں کا جی بھلا تھے۔ مہ جمال گانے والیاں بھی بھی رونق مجلس بڑھاتیں ان میں اور مردانہ نشست گاہ میں ایک باریک پرده حائل رہتا۔ جسے حسب خواہش بھی بٹا جاتا۔ پرده کو جب نہ دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ فوارہ نعمات کا اباں شروع ہوا اور جب گانا بند کروانا چاہتا تو اس وقت بھی محض اشارہ کر دیتا۔

رات ڈھلے سیش و عشرت سے تحک کر ماہ وش کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شہ باشی کرتا۔ دن کو شرخ و نزد کی بساطیں جب تیں۔ بھی بھولے سے بھی اس کی مجلس پر موت یا کسی غم و اندوہ کے تذکرے کا سایہ نہ پڑتا۔ اسی عالم سرمتی و شباب میں ستائیں سال گزر گئے۔

نوجوان کی چیخ نے شہزادے کی کایا پلٹ دی

ایک رات کی بات ہے موئی اپنی مجلس طرب سجائے، نرغذہ احباب میں لباس مرصع سے آراستہ خوبیات کی جھرمٹ میں محو یعنیش تھا۔ محل کے باہر دور تک سنانا چھایا ہوا تھا۔ یک بیک ایک دردناک چیخ ابھری جو مطربوں کی آواز سے مشاہد تھی۔ آواز کا کافنوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل میں سنانا چھا گیا۔ موئی نے قبی سے باہر سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب و شباب کا یہ رسیا اس کر بنا ک آواز کی چیخ کو برداشت نہ کر سکا اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس مظلوم کو تلاش کرو اور میرے پاس لاو۔

خدام و غلام محل سرا کے باہر اس کی تلاش میں نکل تو انہیں پاس کی مسجد میں ایک کنز و لاغر اور نحیف وزار نوجوان ملا۔ جس کا جسم بڑیوں کا چبھر تھا اور گویا کھال بڑیوں پر منڈھ گئی تھی۔ رنگ زرد اب خشک بمال پریشان دوچھی پڑا نی چادر وہ میں لپٹا ہوا رب کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔

غلاموں نے اس نوجوان کو با تھک پاؤں سے کپڑا اور موئی کے سامنے حاضر کر دیا۔

شہزادے نے پوچھا: آخروہ کون سی تکلیف تھی جس نے تجھے اس طرح چیخنے پر مجبور

کیا۔ نوجوان نے کہا: میں مسجد میں تھا اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت میں ایسا مقام آیا جس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موئی نے کہا: ذرا میں بھی تو سنو۔ نوجوان نے تزوہ و تیمہ کے بعد سورہ مطففين کی یہ آیات تلاوت کیں:

ان الابرار لفی نعیم علی الارآنک ینظرون۔ تعرف فی
وجوههم نضرۃ النعیم۔ یسقون من رحیق مختوم ختمه
مسک وفی ذلك فلیتینافس المتنافسون۔ ومزاجه من تسنیم۔

عینا یشرب بها المقربون (الطفین: ۲۸ تا ۲۲)

پیشک سکی کرنے والے ضرور راحت میں (عزت کے بلند) تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے۔ آپ پہچانیں گے ان کے چہرہ میں راحت کی تازگی۔ انہیں صاف و شفاف شراب پلائی جائے گی جو مہر کی ہوئی ہے جس کی مہر مشک ہے اور رغبت کرنے والوں کو اسی میں رغبت کرنی چاہئے اور اس کی آمیزش سے چشمہ تشمیم کا پانی ہے جس سے اللہ کے مقرب ہندے پہنچے گے۔

نوجوان نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنے کے بعد شہزادے سے مخاطب ہو کر کہا: اے فریب خورده! بھلا وہ نعمیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بہشتی تخت کچھ اور ہی ہوگا اس پر نرم و تازک بستر ہوں گے جن کے استر استبرق کے ہوں گے اور سبز قالینوں اور بستروں پر آرامتہ تکیوں سے ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں گے۔ وہاں دونہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں۔ وہاں ہر پھل کی دو نعمیں ہیں وہاں کے میوے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہل جنت جنت کے پسندیدہ عیش میں رہیں گے وہاں انہیں کوئی ناگوار بات بھی نہ سنائی دے گی وہاں اوپنے اوپنے تختوں کے ارد گرد چمکدار آبنیوں سے سیلیتے سے قطار میں رکھے

ہوں گے۔ یہ تمام نعمتیں تو اللہ کے متعلق بندوں کے لئے ہوں گی اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے تو آگ ہی آگ ہے اور آگ بھی اسی جو بھی سرد نہ ہونے والی کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی ان کا عذاب موقوف نہیں ہوگا۔ وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب سر کے بل کھینٹا جائے گا تو کہا جائے گا لو یہ عذاب چکھو۔

ہاشمی شہزادہ بے اختیار ہو کر چھیننے لگا

ہاشمی شہزادے مویں نے اس نوجوان کی یہ باتیں سنیں تو خود بھی چیخ مار کر روپڑا بے اختیاری میں تخت سے اترنا اور اس نوجوان سے پٹ کر رونے لگا اور پھر عیش و عشرت کے ہم نشینوں اور مصالحوں نیز خادموں سے کہنے لگا: چلے جاؤ تم سب لوگ یہاں سے۔ نوجوان کو اپنے جسم سے لپٹائے گھر کے اندر ونی حصہ میں داخل ہوا اور ایک بوریہ پر جا بیٹھا اور اپنی جوانی ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ صالح نوجوان اس کو دلا سادھتا رہا اور حسن و رحیم پروردگاری کی ستاری و غفاری یاد دلاتا رہا۔ اسی عالم میں پوری شب گزر گئی۔ اس طرح پیدۂ سحر کی خود کے ساتھ اس شہزادۂ عیش پسند نے اپنی توبہ خالص کے پانی سے غسل کیا۔ نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ عبادت الہی کو اپنا مقصد بنایا۔ تمام مال و دولت سونا چاندی کپڑے صدقہ کر دیئے۔ کچھ غلاموں، کنیزوں کو فروخت اور کچھ کو آزاد کر دیا۔ تمام لوگوں کے حقوق شمار کر کے ادا کر ڈالے۔ موٹا باس زیب تن کیا۔ شب بیداری کو شعار جنایا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتا، گزر گز اتا، مجاهدہ و ریاضت میں اتنا مشغول ہوا کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آنے لگا۔ بڑے بڑے صلحاء اور زہاد اس کی زیارت کو آتے اور اتنی ریاضت شادق سے اسے روکتے۔ وہ جب یہ نصیحتیں سنتا تو اپنے گزرے ہوئے غفلت کے ایام یاد کر کے خوب روتا۔ بالآخر وہ دن بھی آیا جب بیادہ پانگے قدم ایک معمولی سال بس جسم پر ڈالے۔ حج بیت اللہ کے ارادے سے نکلا، ساتھ ایک پیالہ اور

ایک تو شد و ان ہی اس کا زاد سفر تھا۔ اس پاک سرز میں پر پہنچا تو اس کے دل کی کیفیت اور گرگوئی ہو گئی۔ اکثر جبرا اسود کے پاس زار و قطار روتا ہوا ملتا اور کہتا:

ہاشمی شہزادے کی دعا

”اے مالک بے نیاز سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گزر گئیں اور عمر کے کتنے ہی سال صرف گناہوں میں ضائع ہو گئے۔ نیکیاں تو جاتی رہیں بس حسرت و ندامت پاس رہ گئی جس روز تیری بارگاہ میں حاضری ہو گئی کیا منہ دکھاؤں گا۔ اے میرے رب! میں اب تیرے سوا کس سے اپنا دکھ روؤں، کس سے التجا کروں، کس کی جانب دوڑوں، کس پر اعتماد کروں! میرے رب کریم! میں اس لائق نہیں کہ تجھے ہے جنت کا سوال کروں، میں تو بس تیرے جود و نوال سے محض اتنے کرم کا مقتضی ہوں کہ میری مغفرت فرمادے۔“

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج کے بعد اس شہزادہ ہاشمی نے دیہیں پاک اور مقدس سرز میں پر اقامت اختیار کر لی اور اطاعت و انبات، توبہ و استغفار اور مناجات کرتے ہوئے اللہ کی رحمت کو پہنچا۔ (روشن ارباب میمن)

ایک نوجوان کو موت کے بعد جنتی محل ملنے کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلہ میں ایک غالیشان محل کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان رعناء مزدوروں، مسٹریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انبہاک اور توجہ سے ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا: دیکھتے ہیں یہ جوان محل کی تعمیر و تزیین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے۔ مجھے تو اس کے حال پر رحم آ رہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حال سے نجات دے۔ کیا عجب کہ یہ نوجوانان جنت میں سے ہو

جائے۔ پھر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے۔ سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہچانا۔ جب تعارف ہوا تو عزت و توقیر کی کسر نہ رکھی اور عرض کیا: حضرت کیسے تشریف آوری ہوئی؟ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تو نے اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک لاکھ درہم۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اتنی بڑی رقم اگر تم مجھے دے دو تو میں تمہارے لیے ایک ایسے عالیشان محل کی نمائت لے لوں جو اس سے زیادہ پائیدار، خوبصورت اور دریپا ہے جس کی منی مشکل و زعفران کی ہوگی۔ وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم، خاد ماکیں اور سرخ یا قوت کے قبیلہ نہایت شاندار اور حسین خیے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے اور اس محل کو معمان نہیں بنائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے امر کرن سے تیار ہو جائے گا۔

نو جوان نے ایک رات کی مہلت مانگ لی

اس نو جوان نے کہا: مجھے سوچنے کے لئے آج رات کی مہلت دیجئے کل صحیح آپ تشریف لا کیں تو میں اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ واپس چلے آئے اور رات بھراں نو جوان کی فکر اور سوچ میں رہے۔ آخر شب میں اس کے لئے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صحیح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نو جوان دروازہ سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا تھا اور جب حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری کل کی بات میں کیا رائے ہے؟ اس نو جوان نے کہا: آپ اس چیز کو پورا کریں گے جس کا کل آپ نے وعدہ فرمایا تھا حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ضرور۔ اس نے دراہم کے توڑے سامنے لا کر رکھ دیے اور دو دوست قلم بھی لا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد مالک رحمۃ اللہ علیہ بن دینار نے کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس

مغمون کا بیع نامہ تحریر فرمایا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فلاں بن فلاں کے لئے اس کے عوض اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضماندار ہے اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس ایک لاکھ درہم کے بدلتے میں میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کے لئے خرید لیا ہے جو اس کے محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ محل قرب الہی کے سامنے میں ہے فقط۔

اور کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے ساری دولت شام سے پہلے پہلے فقراء و مسکین میں تقسیم فرمادیتے ہیں۔ اس عظیم عبد نامے کو لکھنے ہوئے انہی چالیس روز بھی نہیں گزر بے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلنے ہوئے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی تکاہ محراب مسجد پر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے ”عزیز و حکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ پروانہ براءت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس جوان کو عطا فرمادیا بلکہ اس سے ستر گناہ یادہ نوازا۔“

اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینار دوڑے ہونے نوجوان کے گھر کی جانب تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے اور اندر سے نالہ و شیوں کی آوار آ رہی ہے، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا۔ نوجوان کے جنازہ کو فضل دینے والے شخص نے بتایا کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو فضل و کفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی چنانچہ میں نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسال کو دکھایا تو وہ حجج پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ایک

شخص نے مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دولا کھوراہم کی پیشکش پر ضمانت
نامہ لکھنے کی ابتکانی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو ہونا تھا ہو چکا اللہ جس کے ساتھ
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
(روض الریاضین)

ایک گروہ جنت میں ہو گا اور دوسرا دوزخ میں

قرآن مجید کی سورۃ شوریٰ میں فرمایا گیا: فریق فی الجنة و فریق فی السعیر۔ ایک گروہ جنت میں ہو گا اور ایک گروہ دوزخ میں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو مجموعت فرمایا تو ان کی تمام اولاد ان کی پشت سے پیدا کی اور وہ میدان میں پھیل گئی تو اسے (انپی شان کے مطابق) اپنی دونوں مٹھیوں میں لے لیا اور فرمایا: ایک حصہ نیکوکاروں کا اور دوسرا بدکاروں کا۔ پھر انہیں پھیلا دیا وہ بارہ انہیں سمیٹ لیا اور اسی طرح اپنی مٹھیوں میں لے کر فرمایا: ایک حصہ جنتی اور دوسرا جہنمی ہے۔

(ابن کثیر ح ابوی جزء ص ۲۵۸)

۔ قلب انسان خود پر کھتا ہے۔ یہ بڑائی ہے یہ بھلانی ہے
☆ محدث احمدی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ نامی صحابی علیل ہوئے۔ ہم لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ رورہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی موٹھیوں کو کم کرو (کیونکہ ان کی موٹھیوں کے بال لمبے اور غیر شرعی تھے) یہاں تک کہ مجھے سے آملو۔ اس پر صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو نجیک ہے لیکن مجھے تو ایک حدیث رلا رہی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دامیں مٹھی میں مخلوق لی اور اسی طرح بائس ہاتھ کی مٹھی میں مخلوق لی اور فرمایا: یہ لوگ اس کے لئے ہیں یعنی جنت کے لئے اور ہے اس کے لئے ہیں یعنی جہنم کے لئے

اور مجھے کچھ پرواہ نہیں لہذا مجھے خبر نہیں کہ میں خدا کی کس مشی میں تھا۔

(ابن کثیر مع المفوی جزء ص ۲۵۸)

قرار دل کو ہو کیوں کر کہ اس کا علم نہیں

میرے نصیب میں جنت ہے یا جہنم ہے

خیر سے خالی لوگ ہی دوزخ میں جائیں گے

ابن جریر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے

میرے پروردگار! تو نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا پھر تو ان میں سے کچھ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم میں۔ کیا اچھا ہوتا کہ تمام مخلوق جنت میں چلی جاتی۔

جتاب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ اپنا پیر، ان (قیص) اونچا کرو۔ آپ نے اونچا کر لیا۔ پھر فرمایا اور اونچا کرو۔ آپ نے اور اونچا کر لیا۔ پھر فرمایا اور اوپر اٹھاؤ،

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: خدا یا اب تو جسم سے اونچا کر لیا ہے۔ بجز اس جگہ کے جس کے اوپر سے ہٹانے میں خیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بس اسی طرح میں بھی اپنی مخلوق کو جنت میں داخل کروں گا۔ بجز ان کے جو بالکل ہی خیر سے خالی ہیں۔

(ابن کثیر مع المفوی الجزء السابع ص ۲۵۵)

عَبْثٌ جِئِنْ سَارِي عَذَابٍ وَثُوابٍ كَيْ باَتَنِ

اَغْرِي بَشَرَ كَا هِرَاكْ فَعَلَ اضْطَرَارِي هِيَ

موت انسان کا تعاقب کر رہی ہے

عن معاویة بن قرة قال قال ابوالدرداء اضحكنى ثلاث

وابکانى ثلاث اضحكنى مؤمل دنيا والموت يطلبه و غافل

وليس ببغفول عنه وضاحك بليل فيه ولا يدرك ارضي الله ام

اسخطه وابکانى فراق الاحبة محمد وحزبه وهول المطلع

عند عبرات الموت والوقوف بين يدي الله عزوجل يوم

تبذ السريرة علانية ثم لا ادرى الى الجنة ام الى النار

(كتاب الزہد ابن المبارک ۸۳)

معاوية بن قرقہ سے روایت ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمن آدمیوں پر مجھے بُھی آتی ہے اور تمین پر رونا۔ مجھے اس شخص پر بُھی آتی ہے جو دنیا پر امید لگائے ہوئے ہے اور موت اس کے تعاقب میں ہے اور وہ شخص جو غافل ہے اور اسے غفلت میں نہیں رہنے دیا جائے گا اور جوزور سے بُھتا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نار ارض ہے یا راضی۔ مجھے دوستوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا فراق اور موت کی ہولناکیوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا غم گھلائے جا رہا ہے جس دن کہ تمام راز فاش ہو جائیں گے اور معلوم نہیں کہ میراث حکما نہ جنت میں ہو گا یا دوزخ میں۔

اک تو کہ تمباوں کی تکمیل میں سرشار

اک موت کہ ہر وقت تیرے سر پر کھڑی ہے

تم موت کے لئے پیدا کیے گئے اور ویرانی کے لئے تغیر کرتے ہو

كتاب الزہد ابن المبارک، ص ۸۸ پر حضرت ابوذر یا ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تم موت کے لئے پیدا ہوئے ہو اور ویرانی کے لئے تغیر کرتے ہو جو چیز فنا ہونے والی ہے اس پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو چھوڑ رہے ہو تو ان چیزیں انسان کی ناپسندیدہ ہیں لیکن درحقیقت وہی اچھی ہیں بیماری موت اور فقر۔

سمجھتا ہے جسے تغیر راجح تیرے اس گھر کی پانی پہ بنا ہے

☆ سعیٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفس محمد بیده ما امتلأت دار حبرة الا امقلات عبرة

وما كانت فرحة الا تبعتها ترحة (كتاب الزہد ابن مبارک ۸۹)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی گھر زینت سے
نہیں بھرتا مگر وہ آنسوؤں سے پُر ہوگا اور ہر خوشی کے بعد غم ہے۔

انجام تمیم ہے یہاں چاک قبائی

دیتی ہے سحر گل کو یہ پیغام ہمیشہ

☆ قال ثابت البناني الليل والنellar اربع وعشرون ساعة ليس
فيها ساعة تاتي على ذى روح الا وملك الموت عليها قائمه فان

امر بقبضها قبضها والا ذهب (حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۳۲۶)

ثابت بنانی فرماتے ہیں، دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں ان میں کوئی پل
کسی بھی جاندار پر ایسا نہیں آتا جس میں کہ ملک الموت اس پر (یعنی اس
کی تاک میں) نہ کھڑا ہو، اگر اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا
ہے وہ اس کو قبض کر لیتا ہے ورنہ چلا جاتا ہے۔

فروعہ موت ہے مسلط ہر لحظہ ہر بشر پر

جو بویا ہے وہی کاشنا ہوگا

از مكافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو زجو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب اپنے دوستوں میں بیٹھتے تو یوں فرمایا
کرتے: ”تم گردش لیل و نہار کی زد میں ہو، ہر لمحہ تمہارے لمحات زندگی تمہیں زندگی
سے دور اور موت کے قریب لارہے ہیں۔ تمہارے اعمال حفظ ہو رہے ہیں اور موت
کبھی اچاک بھی آ جاتی ہے۔ جو شخص نیکی کا لائق ہوتا ہے امید ہے کہ اس کا دامن خوش
مرت سے بھر جائے اور جو شخص بدی کا لائق ہوتا ہے یقیناً اس کو ندامت کے سوا کچھ
حاصل نہ ہوگا۔ ہر بونے والے کے لئے وہی ہے جو اس نے بویا یعنی جیسا بونے گا ویسا
ہی کا ٹھے گا۔ (کتاب البر باب حبل مص ۱۶۱)

آخر وقت میں دیکھا ہجوم یاں والم
کے کا پھل ہے یہ قسمت یہ بدگمانی کیوں

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک جہازہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ
پکار رہا ہے یہ کس کا جہازہ ہے؟ حضرت ابوالدرداء نے فرمایا: تیرا ہے تیرا ہے۔

یقول اللہ عزوجل انک میت و انہم میتون (الزمر ۲۰)

اور اس موقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: انک میت و انہم

میتون (تو بھی مرنے والا ہے اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں)

جہازہ تیرا بھی اٹھے گا اک دن!

جہازے تو نے اوروں کے اٹھائے

دنیا کی محبت میں جو چتنا پھنسا ہوگا.....

قال ابوالدرداء لوتعلیوں ماراء ون بعد الموت ما اکلم

طاما بشہوہ ولا شربتم شرابا على شہوہ ولا دخلتم بیتا

تستظلون فيه ولحرصتم على الصعید تضربون صدوركم

وتبکون على انفسکم ولو ددت انى شجرة تعضد ثم توکل

(کتاب الزہد ابن حبیل ص ۱۳۸)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم پر یہ اکشاف ہو جائے کہ

موت کے بعد کیا پیش آنے والا ہے تو تم حسب منشاء کھانا اور خسب

خواہش پانی نہ پی سکو اور نہ دھوپ سے نپھنے اور سایہ کے لئے گھر میں

داخل ہو سکو بلکہ تم خوف سے سینہ کوپی کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل

بھاگو اور اپنی حالت زار پر آنسو بھانے لگو (اس کے بعد حضرت ابوالدرداء

رضی اللہ عنہ فرماتے) کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاث دیا جاتا پھر کھالیا

جاتا۔

۔ دنیا کی محبت میں جو جتنا پھنسا ہوگا

روئے گا وہ اتنا ہی جب اس سے جدا ہوگا

☆ ابو عامر الخراز سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن سے نا
وہ فرماتے تھے: یا ابن ادم تموت وحدک و تدخل القبر وحدک
و تبعث وحدک و تحاسب وحدک.

(ایضاً ص ۱۷۲)

اے ابن آدم! تو اکیلا ہی فوت ہوگا اور اکیلا ہی قبر میں داخل ہوگا اور اکیلا
ہی قبر سے اٹھے گا اور جسمی سے ہی تیرے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

۔ اس راہ کے لئے کر لے سامان فراہم تو

جس راہ میں کوئی انساں ساتھی نہ تیرا ہوگا

موت کی یاد پر تین انعامات اور اس کو بھلانے پر تین مصائب

قال اللہاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلاثة اشیاء تعجیل
التوبۃ وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب
بثلاثة اشیاء تسویف التوبۃ والحرص على الدنيا والتکاسل

فی العبادۃ (عباس الابرار ص ۳۲۳)

حضرت لفاف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو موت کو یاد رکتا ہے اسے تین
انعامات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ توہ میں عجلت، اطمینان قلب، عبادت
میں سرور اور جو موت کو بھلاند جاتا ہے اس پر تین مصیبیں نازل ہوتی ہیں توہ
میں تاخیر تھائے جمع دنیا اور عبادت میں کسلندی۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی
الله علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں موت کو پہنچنیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس مال

ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پہلے اسے ختم کر دو (یعنی راہِ خدا میں صرف کر دو) کیونکہ انسان کا دل مال کا ولاداہ ہے، اگر وہ اسے ختم کر دے (یعنی اللہ کے پاس بھیج دے) تو اس کا دل بھی اس کے پیچے لگ جائے گا اور نہ وہ اس کے ہمراہ رہے گا۔

☆ حضرت شحناز نے کسی کے ہاتھ میں درہم ذیکھا تو آپ نے اس سے پوچھا: یہ درہم کس کا ہے وہ کہنے لگا: میرا! آپ نے فرمایا:
انت للبیال اذا امسکته والبیال لک اذا انفقته
جب تک مال تیرے قبضہ میں ہے تو مال کا قیدی ہے اور جب تو نے مال (راہِ خدا میں) خرچ کر دیا تو مال تیرے قبضہ میں ہے۔
مطلوب یہ ہے کہ وہی مال انسان کا ہے جو اس نے فی سبیل اللہ صرف کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں جمع کر دیا۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۳ طبع مصر)
دین کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے
حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مومن کے دین کی حفاظت کے لئے موت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے مالک بن مغول سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلی خوش کن چیز جو مومن کو حاصل ہوگی وہ موت ہے کیونکہ اس میں وہ اللہ کا انعام اوز اس کا اکرام دیکھتا ہے۔ موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا امکان نہیں (جو کہ اس کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے) (شرح الصدور لابن الجوزی ۷۱-۷۲)

۔ ہے جام شہادت ترے پینے کی فقط دیر

وہ سامنے آنکھوں کے در باغ جناب دیکھ

☆ حضرت جعفر احمد فرماتے ہیں: جس کے لئے موت میں بہتری نہیں اس کے لئے زندگی میں بھی بہتری نہیں ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

موت سے بھاگتا ہے تو انسان
موت سے موت کو فرار نہیں
موت کے بعد کی تکلیف موت کی تکلیف سے زیادہ ہے

ان المؤمن تخرج نفسه من بين جنبيه وهو يحمد الله عن
(ابن عباس)

تحقیق مؤمن کی روح اس کے دونوں پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ اللہ کی
تعریف کرتا ہے۔

☆ ادنی جبادات الموت بینزلة مائة ضربة بالسيف (ابن ابی
الدنيا فی ذکر الموت)

موت کے جھٹکے کی کم از کم تکلیف سو مرتبہ تکوار کی ضرب کے برابر ہے۔

☆ لَمْ يلقِ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا قَطُّ مِنْذِ خَلْقِ اللَّهِ أَشَدُ عَيْنِهِ مِنْ
الْمَوْتِ ثُمَّ اَنَّ الْمَوْتَ لَا هُوَ مَا بَعْدُهُ (عن انس رضی اللہ
عنه)

جب سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو پیدا کیا ہے اس نے موت سے زیادہ
کوئی تکلیف نہیں پائی۔ پھر یہ (موت کی) تکلیف موت کے بعد کی
تکلیف سے بلکی ہے۔

☆ ما شبهت خروج المؤمن من الدنيا الا مثل خروج
الصبي من بطنه امه من ذلك الغم والظلمت الى روح الدنيا
(عن انس رضی اللہ عنہ)

دنیا سے مومن کے خروج کی مثال اس بچے کی ہے جو شکم مادر کی تکلیف
اور تاریکی سے نکل کر دنیا میں آرام و راحت کی طرف آتا ہے۔

☆ ما الموت فيما بعد الا كنطحة عنز (عن ابی هریرۃ

(رضی اللہ عنہ)

لکھت موت کی مثال اس کے بعد پیش آنے والی تکلیف کے مقابلے میں
ایسی ہے جیسے بکری کے سینگ مارنے کی تکلیف ہے۔

☆ لبعا لجعة ملک الموت اشد من الف ضربة بالسيف (عن
انس رضی اللہ عنہ)

جان کتنی کی تکلیف تکوار کی ایک ہزار ضرب سے زیادہ ہے۔
(ائز اعمال ج ۱۵ ص ۵۶۹ - ۵۷۰)

آتے رہتے ہیں پیش نظر دن رات جنازوں کے منظر
حیرت ہے کہ پھر کیوں اپنی اجل ہم دل سے بھلائے بیٹھے ہیں

اللہ تعالیٰ کے حلم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے

تو مشو مغروف بر حلم خدا
دیر گیر دخت گیر درترا

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: افحسبتم انہا خلقناکم عبشا و انکم
الینا لا ترجعون (المومن ۵۵) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا
ہے اور تم ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔

برا کمجنگت ہے جس نے کبھی یہ بھی نہیں سوچا
کہاں سے آئے کیوں آئے کہاں جائیں گے کیا ہوگا

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحذروا التسویف فان الموت یاتی بفتحة ولا یفترن احد کم بحلم اللہ عزوجل (الترغیب ۲۶ ص ۴۶)
حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
(تبہ میں تاخیر نہ کرو اس لیے کہ بعض مرتبہ) موت اچاک آ جاتی ہے

اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بروباری پر مغزور نہ ہو (اللہ کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے) لہذا اس کی نافرمانی کی جرأت نہ کرے۔

ارے ویکھ! کہیں آجائے نہ وقت اچانک

جس وقت کہ توپ کی بھی مہلت نہیں رہتی

عمل کا سلسلہ موت پر ختم ہو جاتا ہے

ینبغی للانسان ان یعرف شرف زمانہ و قدر و قته فلا یضیع
منه لحظة فی غیر قربته وقد کان جماعة من السلف
یبادرون اللحظات.

انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے وقت کی قدر و قیمت پہچانے، حصول قرب الہی کے سوا
وہ لمحہ بھر ضائع نہ کرے اور ہمارے اکابر کا یہ دستور تھا کہ وہ لمحات حیات کو ضائع نہیں
ہونے دیتے تھے۔

فإذا علمَ الْإِنْسَانُ وَانْ بَالَّغَ فِي الْجَدِيدَنِ الْمَوْتَ يَقْطَعُهُ عَنِ
الْعَمَلِ عَمَلٌ فِي حَيَاتِهِ مَا يَدْوِمُ لَهُ أَجْرٌ بَعْدَ مَوْتِهِ.

جب انسان کو علم ہو جائے کہ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کرے بالآخر موت اس
کے تمام کاروبار ختم کر دے گی تو وہ زندگی بھروسہ کام کرے گا جس کا اجر
موت کے بعد بھی اسے ملتا ہے۔

فَإِنْ كَانَ لِهِ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَقَفَ وَقْفًا وَ غَرَسَ غَرْسًا وَ أَجْرِى
نَهْرًا وَ يَسْعِ فِي تَحْصِيلِ ذَرِيَّةٍ تَذَكَّرُ اللَّهُ بَعْدَهُ فَيَكُونُ
الْأَجْرُ لَهُ وَ إِنْ يَكُونُ عَامِلًا بِالْخَيْرِ عَالِيًّا فِيهِ فَيُنَقَلُ مِنْ فَعْلِهِ مَا
يَقْتَدِيُ الْخَيْرُ بِهِ فَذَلِكَ الَّذِي لَمْ يَسْتَقْدِمْ قَوْمٌ وَ هُمْ فِي
النَّاسِ أَحْيَاءٌ (صہد البحر لابن الجوزی ص ۲۰)

اور اگر اس کے پاس دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ ہے تو وہ اللہ کی راہ میں وقف کر دے اور کوئی درخت لگائے (جس کے پھل اور سائے سے لوگ فائدہ اٹھائیں) یا نہر جاری کرے اور ایسی اولاد حاصل کرنے کا ارادہ (یعنی نیت) کرے جو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کا اجر اسے (یعنی والد کو) ملے یا کوئی علمی کتاب تصنیف کر جائے کیونکہ عالم کی تصنیف ہمیشہ زندہ رہنے والی نرینہ اولاد ہے۔ ممکن ہے اس کی کتاب کے مطالعہ سے کوئی نیک اعمال بجا لائے اور اس کی دوسرے لوگ اقتداء کریں ایسا عالم نہیں مرتا بلکہ مر کر بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتا ہے۔

مر جاتا ہے جو علم کی تحصیل میں عالم اللہ سے پاتا ہے مقامات شہادت موت کی یاد نیکی کی علامت ہے

حضرت سہل بن سعد التاءudi رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص فوت ہو گیا تو لوگ اس کی تعریف کرنے لگے اور اس کی عبادت کا تذکرہ کرنے لگے۔ حضور علیہ السلام خاموشی کے ساتھ ہستے رہے جب وہ چپ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: کان یکثر ذکر الموت؟ قالوا لا۔ قال فهل کان یدع کثیرا ماما یشتهی؟ قالوا لا۔ قال ما بلغ صاحبکم کثیرا مماتذہبون اليه کیا وہ موت کو کثرت سے یاد کرتا تھا؟ عرض کیا نہیں! پھر آپ نے فرمایا: کیا وہ ترک خواہشات کیشہ پر بھی عمل پیرا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا ساتھی اس مقام پر فائز نہیں جس پر تمہارا خیال ہے۔

موت کی یاد غیر ضروری خواہشات کو ختم کر دیتی ہے اور انسان کو بے ضرر اور فرشتہ صفت بنادیتی ہے جس کو موت یاد ہے وہ کسی کا حق نہیں دبائے گا

بلکہ اپنا حق وصول کرنا بھی بھول جائے گا۔

ہم کو اے انساں غم عقیبی سے فرصت ہے کہاں

عشرت دنیا پر مائل اور ہوں گے ہم نہیں

موت اس سے بھی جلدی آ سکتی ہے

روی عن ابی سعید و الحدیری قال اشتراى اسامۃ بن زید ولیدة بیانۃ دینار الی شهر فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول الاعجبون من ایامۃ المشتری الی شهران اسامۃ لطويل الامل والذی نفسی بیده ما طرفت عیناً الا ظننت شفتی لا یلتقيان حتی یقبض اللہ روحی ولا رفعت قدحاً الی فظننت انی واسعه حتی اقبض و لالقت لقمة الا ظننت انی لا اسیغها حتی اغض بها من الموت والذی نفسی بیده انما توعدون لات وما انتم بمعجزین

(الترغیب ج ۲ ص ۲۳۲ و حدیث الادلیاء)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک ماہ ادھار پر سودینار میں ایک لوٹنی خریدی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نا آپ (اس موقع پر) فرمائے تھے: تم تجب کرتے ہو کہ اسامد (رضی اللہ عنہ) نے ایک ماہ ادھار پر (لوٹنی) خریدی ہے۔ پیش کر اسامد رضی اللہ عنہ (اپنی زندگی کی) لمبی امید رکھتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری چان ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری دونوں پلکیں جھکپٹے اور دونوں ہونٹ آپس میں مٹے سے پہلے اللہ تعالیٰ میری روح قبض کر سکتا ہے اور ابھی پیالہ منہ تک پہنچا ہو (پانی پینے کے لئے) اور واپس زمین پر نہ رکھا ہو کہ میری روح قبض ہو۔

سکتی ہے اور میں نے لقمه منہ میں ڈالا ہوا بھی وہ حلق سے نیچے نہ اترتا ہو کہ
موت آجائے اور تم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،
تم سے جو (قیامت کا) وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور تم بھاگ
نہیں سکتے۔

لہذا بالاضرورت قرض لینے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔
انسان پر اس حال میں موت آنی چاہئے کہ کسی کا ایک پیسہ بھی اس کے ذمے نہ ہو۔
قرض کہتے ہیں جس کو اے انسان
رات کا غم ہے دن کی ذلت ہے

قبروآخترت کو یاد رکھنے کے لئے اہل اللہ کیا کرتے تھے؟

☆ حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر قبرستانوں میں بیٹھا کرتے
تھے تو لوگوں نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستان میں اکثر
اوقات کیوں بیٹھے رہا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں
جو مجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور جب میں ان لوگوں سے غائب ہو جاتا ہوں تو یہ
لوگ میری غیبت نہیں کرتے! (ایجاداء العلوم جلد ۲ ص ۲۲۳)

☆ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو قبرستانوں میں تشریف
لے جایا کرتے اور فرماتے: اے قبر والو! کیا بات ہے میں تم لوگوں کو پکارتا ہوں تو تم
لوگ کوئی جواب نہیں دیتے ہو؟ پھر آپ فرماتے افسوس! میرے اور تمہارے درمیان
ایسا حجاب ہو گیا ہے لیکن آئندہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ہو جانے والا ہوں۔ آپ
یہی کلمات فرماتے رہتے یہاں تک کہ صحیح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ نماز فجر کے لیے
مسجد میں تشریف لے جاتے۔ (ایجاداء العلوم جلد ۲ ص ۲۲۴)

☆ مشہور محدث حضرت یزید رقاشی علیہ الرحمۃ قبروں کے پاس جا کر فرمایا
کرتے کہ اے قبر کے گڑھے میں دفن ہو جانے والا اور اے تھائی میں رہنے والا اور

اے زمین کے اندر ورنی حصہ میں انسیت رکھنے والو! کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ میں تمہارے کون سے اعمال پر خوشخبری حاصل کروں؟ اور میں تم میں سے کون سے بھائی پر رشک کروں؟ یہ فرم اکر پھر آپ اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کا عمامہ نبیگ جاتا اور آپ جب بھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تو اتنے زور زور سے رونے کی آواز نکالتے تھے جیسے بیل چینا کرتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۲۳ ص ۳۱۳)

☆ مشہور محدث اور فقیر حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور کوفہ کے پاشنڈہ تھے فرمایا کرتے تھے: جو مسلمان بکثرت قبروں کا تذکرہ کرتا رہے گا وہ اپنی قبر کو جنت کا باعث پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء العلوم ج ۲۳ ص ۳۱۳)

☆ حضرت ربع بن خشم علیہ الرحمۃ نہایت بلند مرتبہ محدث اور مشہور ولی کامل ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کے اندر ایک قبر بنا کی تھی جب بھی آپ محبوں فرماتے کہ غفلت کی وجہ سے میرا اول کچھ نخت پڑ گیا ہے تو آپ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ جاتے اور جب تک خدا کو منظور ہوتا اس میں لیتے رہتے پھر کہتے: اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں کوئی نیک عمل کروں۔ پھر خود ہی اپنے نفس کو جواب دیتے کہ اے ربع! ہم نے تجھے واپس لوٹا دیا۔ اب تو کوئی نیک عمل کر۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۱۳)

☆ حضرت صالح مری علیہ الرحمۃ بہت ہی جلیل القدر محدث اور نامور محدثین کے شاگرد ہیں اور بڑے بڑے باکمال محدثین ان کی درسگاہ حدیث کے طالب علم ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کا عجیب عالم تھا کہ اگر آپ کبھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تھے تو دونوں تک مبہوت وحیران رہتے، کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بالکل خاموش رہا کرتے تھے آپ کی ایک بڑی خاص کرامت یہ تھی کہ آپ قبرستان کے مردوں کی گفتگوں لیتے تھے اور خود بھی مردوں سے گفتگو اور سوال

و جواب کرتے تھے۔ خلیفہ نے آپ کی وفات کا سال ۲۷۱ھ اعلیٰ کہا ہے اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: آپ نے ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔

(نودی و تہذیب الحدیث و طبقات شعراء)

ہمسائیگی کا حق ادا کر دیا

حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ بزرگان سلف میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ منقول ہے کہ ان کا ایک پڑوی جو بہت ہی بدکار اور نہایت ہی گناہ گار تھا، اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے فتن و بدکاری کی وجہ سے تمام اہل محلہ نے اس کے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا اور گھنٹوں اس کا جنازہ پڑا رہا کوئی اس کو اٹھانے کے لیے نہیں آیا۔ جب حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمۃ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے آکر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کو دفن کیا پھر اس کی قبر پر کچھ دریٹھمہ کر فرمایا: اے ابو فلاں! خداوند کریم تجھ پر رحمت فرمائے تو عمر بھر عقیدہ تو حید و رسالت پر قائم رہا اور ہمیشہ تو خداوند قدوس کو سجدہ کرتا رہا، آج لوگوں نے تجھے بدکار و گناہ گار کہہ کر تیرے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ افسوس آج ہم میں کون ایسا ہے جو گناہ گار نہیں ہے؟ پھر آپ نے اس گناہ گار میت کے لیے دیری تک دعائے مغفرت فرمائی اور روتے رہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۳۲۶)

ایک عبادت گزار غلام کی موت کا واقعہ جس کی دعا سے بارش ہونے لگی

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جہاز میں قحط پڑ گیا، مکہ معظمہ میں چھوٹے بڑے بیرو جوان، صلوٰۃ استقامہ پڑھنے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے تھے۔ مسجد حرام لوگوں سے بھر گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی باب بنی شیبہ کے قریب ایک مقام پر موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اچانک ایک جسمی غلام وہاں آیا جس کے جسم پر معمولی لگنگی اور چادر تھی؛ ایک پوشیدہ جگہ پر بیٹھا اور آہستہ سے دعا کرنے لگا:

”رب ذوالجلال! کثرت معااصی اور شامت اعمال سے لوگوں کی صورتیں فرسودہ ہو گئی ہیں اور تو نے ہم سے بارش روک دی ہے تاکہ خلق خدا اس

سے سبق لے اور آگاہ ہو۔ اے حلم و بردباری والے مولا! اے وہ کرم جس کے بندوں کو اس کے احسان و کرم ہی سے آشنائی ہے۔ میں تھے سے التجاکرتا ہوں کہ ابھی پانی بر سادے اپنے بندوں کو ابھی سیراب کر دے۔“ وہ جوان دعا کے یہی الفاظ بار بار کہتا رہا حتیٰ کہ جھوم کر گھٹا اٹھی اور مکہ معظہ جل تحل ہو گیا اور وہ اپنی جگہ بینھا ذکر و تسبیح میں مصروف رہا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ صبیٰ غلام کا یہ سوزدل دیکھ کر روتے رہے۔ وہ چلا تو اس کے چیچے چیچے ہو گئے اور اس کی رہائشگاہ دیکھ کر آگئے۔ پھر مول خاطر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر سارا ماجرا کہہ دیا۔ شیخ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے جوان صالح کا حال سن کر چیخ ماری اور کہا: مجھے جلد اس جوان باغدا کے پاس لے چلو۔ رات زیادہ گزر گئی تھی اس لیے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا۔

صحیح ہوئی تو اس کی تلاش میں حضرت ابن مبارک نے اس کے مکان پر دستک دی۔ وہاں ایک ضعیف مرد سے ملاقات ہوئی جس نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا اور آنے کی غرض و غایت پوچھی۔ انہوں نے کہا: مجھے ایک سیاہ قام غلام چاہئے، اس کے پاس کئی اور بھی غلام تھے ایک ایک کر کے ضعیف مرد نے اپنے سب غلاموں کو بلوایا۔ جب وہ غلام سامنے آیا تو حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے اور اسے خریدنا چاہا مگر ضعیف مرد نے اولاً تو انکار کیا مگر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش جان کر مجبور انفراد کر دیا۔ ضعیف مرد نے کہا۔

”اس غلام سے میرے گھر میں برکت ہے اس پر میرا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

یہ خود ری بنتا ہے کم و بیش نصف دا انگ روک مکاتا ہے۔ یہی اس کی روزی

ہے میرے اور غلام کہتے ہیں یہ رات بھر نہیں سوتا، تہارہ تھا ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسے لے کر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف چلے راستہ میں غلام نے کہا: اے میرے آقا! حضرت عبداللہ نے کہا: لبیک! اس نے کہا: اے میرے آقا آپ لبیک نہ فرمائیں۔ لبیک تو مجھے آپ کے بلاں پر کہنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم میرے غلام نہیں دوست ہو۔ میں نے تمہیں اپنی خدمت کے لئے نہیں خریدا۔ میں تمہارے لیے ایک مکان خریدوں گا۔ تمہارا نکاح کروں گا اور خود تمہاری خدمت کروں گا۔ وہ رونے لگا اور بولا: ضرور آپ کو میرے رب تعالیٰ سے تعلقات کی خبر ہو گئی ہے ورنہ ان غلاموں کو چھوڑ کر آپ مجھے پسند نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق ہے میں نے تمہاری دعا قبول ہوتے دیکھی ہے۔ پھر اس نے کہا: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر مجھے موقع دیں تاکہ میں رات کی کچھ بقید رکعتیں ادا کر لوں؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہاں سے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ دوڑنہیں ہے وہاں چلتے ہیں اور تم وہاں جا کر نوافل پڑھ لیتا مگر غلام نے کہا: اے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ! نہیں! میں یہیں پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ خدا کے کام میں تاخیر مناسب نہیں۔ اس کے بعد ایک مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہو کر پوچھا: اے میرے آقا! کیا آپ کو کوئی کام ہے؟ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اے نیک بندے! تم اس طرح کیوں کہہ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں اب اس دنیا سے کوچ کر جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایسا نہ کرو میں تمہاری زندگی سے اپنی مسیرت چاہتا ہوں۔ اس پر غلام نے عرض کی: میں پھر کیا کروں؟ جب تک میرا اور رب کائنات کا معاملہ مخفی تھا زندگی اچھی تھی اب تمہیں معلوم ہو گیا تم سے اوزروں کو معلوم ہو گا مجھے ایسی زندگی کی تمنا نہیں۔ غلام یہ نہہ کر سجدے میں گرا اور عرض گزار ہوا یا اللہ! مجھے اپنے پاس بلائے۔ غلام کی دعا اسی وقت قبول ہو گئی اور اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اس کے قریب پہنچے تو وہ واصل بحق ہو چکا تھا۔

فرماتے ہیں: وَاللَّهُ أَعْظَمُ! میں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں تو میرا غم بڑھ جاتا ہے اور دنیا میری نظر میں خوار بن جاتی ہے۔ (روشن اریاضیں)

ایک درویش کی رب سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مریدین نے جنگل میں ایک قبر پر حاضرین کے دوران کافی دیر تک روئے ہوئے دیکھا تو متوجہ ہوئے اور سبب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شہر میں مجھے ایک شخص سے کچھ کام تھا جس کے لئے میں سفر کر رہا تھا، راستے میں ایک گدگ مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں گیا وہاں ایک فقیر نماز پڑھا رہے تھے میں بھی جماعت میں شامل ہو گیا۔ قرات میں ان سے کچھ غلطی ہوئی جسے سن کر میں نماز ہی میں سوچنے لگا کہ جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس سے رک جاؤں اور انہیں کچھ قرات کی تعلیم دے دوں یا پہلے جا کر اپنا کام کروں؟ حتیٰ کہ میں اسی کشمکش میں رہا اور نماز ختم ہو گئی۔ آخر سلام پھیرنے کے بعد امامت کرنے والے درویش مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: شیخ عبدالعزیز! آپ اپنے کام کے لئے تشریف لے جائیں میری قراءت کی غلطی ضرر رسان نہیں ہے اور آپ جس کے پاس جا رہے ہیں وہ شخص پابہ رکاب ہے مجھے تعلیم دینے کی فکر نہ کریں۔

فقیر کی یہ باتیں سن کر میں ان کے کشف پر حیران رہ گیا اور ان کے کہنے کے بوجود اپنے کام میں جلد چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو واقعی وہ شخص سفر کے لئے سواری پر بیٹھ چکا تھا، مجھے دیکھ کر تھہر گیا اور میرا کام کر دیا۔ اگر میں مزید تھوڑی دیر کرتا تو مقصود دنوت ہو جاتا۔ اس بات نے مجھے مزید حیرت میں ڈالا اور اس درویش کی محبت میرے قلب میں مزید بڑھ گئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ حاضر ہو کر ان کی خدمت کروں اور کچھ برکت حاصل کروں۔ میں نے چند روز ہی ان کی خدمت کا شرف پایا تھا کہ وہ واصل بحق ہوئے اور یہ قبر انہی مدد درویش کی ہے۔ (روشن اریاضیں)

بزرگی کا حق ادا کر دیا

منقول ہے کہ ایک شرابی اور بڑا ہی پالی بدکار بصرہ کے اطراف میں رہتا تھا۔ اس کا انتقال ہوا تو چونکہ پورا گاؤں اس سے ناراض ویزار تھا کوئی شخص اس کا جنازہ اٹھانے اور نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوا مجبوراً اس کی بیوی نے دو مزدوروں سے جنازہ اٹھوا کر قبرستان تک پہنچایا اور گاؤں کا ایک آدمی قبرستان تک نہیں آیا۔ اس گاؤں کے قریب ایک پہاڑ پر ایک بڑے بزرگ زاہد و عابد عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور یہ بزرگ تمام گاؤں والوں کے پیر و مرشد تھے۔ اس بزرگ نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا کہ ایک عورت جنازہ کے پاس ہے اور کوئی جنازہ پڑھنے والا نہیں ہے تو یہ بزرگ جو کبھی پہاڑ سے نہیں اترتے تھے پہاڑ سے اتر پڑے جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد اس بدکار کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے پہاڑ سے اتر پڑے ہیں تو سارا گاؤں قبرستان میں پہنچ گیا پھر اس بزرگ اور تمام گاؤں والوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو فتن کیا۔

پھر اس بزرگ نے فرمایا: میں سورہ تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنازہ لیے بیٹھی ہے اور کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے تو خواب ہی میں کسی نے مجھ سے کہا: تم پہاڑ سے اتر کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس میت کی مغفرت ہو چکی ہے اس خواب کوں کر لوگ تعب سے سرد ہٹنے لگے۔ پھر اس بزرگ نے اس عورت سے اس کے شوہر کا حال پوچھا تو اس عورت نے بتایا کہ لوگ چ کتے ہیں کہ میرا شوہر بہت بدکار اور بڑا گناہ کار تھا۔ واقعی وہ دن بھر شراب خانہ ہی میں رہتا تھا۔ پھر بزرگ نے دریافت کیا کہ تم نے اس کا کوئی نیک عمل بھی دیکھا ہے تو عورت نے کہا: ہاں وہ گناہ کار ہونے کے باوجود تین اچھی باتوں کا پائند تھا۔ ایک تو یہ کہ وہ رات بھر شراب خانہ میں شراب پیتا تھا مگر جب صح کو اس کا نشانہ ترا جاتا تھا تو وہ غسل و خشوکر کے کپڑے بدلتا اور نماز فجر جماعت بے پڑھا کرتا تھا۔ پھر وہ شراب خانہ میں جا

کرفت و بجور میں پڑ جاتا تھا۔ دوسری اچھی بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ایک یادو یتیم بچوں کو اپنے گھر میں رکھتا تھا اور ان قیمتوں کے ساتھ اپنے بچوں سے بڑھ کر اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ تیسرا اچھی بات یہ ہے کہ رات میں جب کبھی اس کا نشہ اترتا تھا تو وہ اکیلا زاروزار روتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ اے میرے رہے جہنم کے کون سے گوشہ میں مجھ خبیث کوڈا لے گا۔ یہ سن کر بزرگ اس کی مغفرت کا راز سمجھ گئے۔ پھر وہ اس میت کے لیے دعائیں کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۱۲)

قبر پر سال بھر خیمہ لگائے رکھا

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ جو فاطمہ صفری کے لقب سے مشہور تھیں، جب ان کے شوہر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جن کا نام بھی حسن تھا کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے شوہر کا جنازہ دلکھ کر یہ شعر پڑھا:

وَكَانُوا رَجَاءً لَّهُمْ أَمْسُوا رَزِيَّةً
لَقَدْ عَظِيَّتْ تِلْكَ الرَّزَايَا وَجَلَّتْ

یہ لوگ امید تھے پھر شام کو مصیبت بن گئے تو یہ مصیبتوں بہت زیادہ اور بڑی شاندار ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے شوہر کی قبر کے پاس ایک خیمہ گاڑھا اور مسلسل ایک سال تک وہ اسی خیمہ میں رہیں۔ سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ کر جب وہ اپنے مکان پر جانے لگیں تو مدینہ منورہ کے قبرستان جدہ البقع کی ایک جانب سے ایک غیری آواز آئی: الاهل وجدوا ما فقدوا (خبردار کیا ان لوگوں نے اس چیز کو پالیا جس کو کھود دیا تھا) تو دوسرے کنارے سے یہ آواز آئی: بَلْ يَسْعُوا فَانْقَلَبُوا نہیں بلکہ نا امید ہو گئے لہذا اپٹ کر اپنے گھر پڑے گئے۔ ان دونوں آوازوں کو سب لوگوں نے سنا۔ مگر آواز دینے والوں کو کسی نے نہ دیکھا۔

(مکملۃ جلد اس ۱۵۲ اور احیاء العلوم جلد ۳ ص ۳۱۳)

اپنی بیوی کے غم میں شاعر اہل بیت فرزدق کے اشعار

سارے فکروں سے ہے بہتر فکر موت

اور نشاں اس فکر کا ہے ذکر موت

فرزدق بہت ہی مشہور شاعر ہے جو اہل بیت کا بہت ہی محبت و مدح تھا۔ جب

اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو بصرہ کے تمام شرفاء و روساء جنازہ میں شامل ہوئے۔

قبرستان میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرزوق سے پوچھا: کیوں

فروزق! تم نے اس دن کے لیے کون سی تیاری کر رکھی ہے؟ فرزوق نے جواب دیا:

میری بسیکی تیاری ہے کہ سانحہ برس سے کلمہ پڑھتا رہا ہوں۔ پھر فرزوق اپنی بیوی کی

قبر کے پاس وردناک لجھے میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔

أَحَادِيفَ وَرَاءَ الْقَبْرَيْنَ لَمْ تُعَافِيْنِي أَشَدَّ مِنَ الْقَبْرِ أَلْهَابًا وَأَضْبَاقًا

(اے اللہ) اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو قبر کے علاوہ قبر سے زیادہ تک

جگہ اور بیکر کے والی آگ کا مجھے خوف ہے۔

إِذْ جَاءَكُنْتَ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ قَائِمًا

عَيْنِيفٌ وَسَوَاقٌ يَسْوُقُ الْفَرَزْدَقًا

قیامت کے دن کے جب ایک بہت ہی سخت مزان کھینچنے والا اور ہاکنے والا

فرزوق کو لے چلے گا۔

لَقَدْ خَابَ مِنْ أَوْلَادِ آدَمَ مَنْ مَشَى

إِلَى السَّارِ مَغْلُولَ الْقِلَادَةِ أَرْزَقَ

اولاد آدم میں سے جو شخص جنہم کی طرف گردن میں طوق پہنے ہوئے رویاہ ہو کر

جائے گا وہ بہت ہی نامراد ہو گا۔ (احیاء الحلوم جلد ۲ ص ۲۲۳)

خلیفہ ہارون الرشید کے جوان بیٹے کی موت کا طویل واقعہ

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سو لے سال کی تھی وہ بہت کثرت سے

زابدؤں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا اور وہاں جا کر کہتا ہم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے۔ دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتیٰ کہ تم قبروں میں پہنچ گئے کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا۔

تَرْدُعَنْتُ الْجَنَانِزُ كُلَّ يَوْمٍ وَيَخْزُنُنِي بُكَاءَ النَّائِحَاتِ
مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں
مجھے غلکین رکھتی ہیں۔ ایک دن وہ اپنے باپ (بادشاہ) کی مجلس میں آیا جس کے پاس وزراء و امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لٹکی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المؤمنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا۔ اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے بازاً جائے۔ امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا: بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا: اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا۔ وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا: اب اپنی جگہ چلا جا، وہ ہاتھ پر سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا: ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسو اکر رکھا ہے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جداگانی اختیار کروں یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا، چلتے ہوئے ماس نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دیدی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا۔ ہفت میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درم اور ایک روفن (یعنی درم کا

چھٹا حصہ) مزدوری لیتا اس سے کم یا زیادہ نہ یافت۔ ایک وافق روزانہ خرچ کرتا۔ ابو عامر بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی اس کو بنانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا (کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے) میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹا ہے۔ ایک زنجیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے؟ کہنے کا: کیوں نہیں کریں گے مزدوری کے لئے ہی تو پیدا ہوئے ہیں۔ آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے۔ میں نے کہا: گارے منی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا: ایک درم اور ایک وافق مزدوری ہو گی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کر دے گا۔ مجھے نماز کے لئے جانا ہوگا۔ میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کر لیں اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کی بقدر کام کیا میں نے اس کو مزدوری میں دو درم دیئے۔ اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کر دیا اور ایک درم اور ایک وافق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کیا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا؟

تیرا بھی ایک دن جتازہ اٹھایا جائے گا

لوگوں نے بتایا کہ وہ بصر فتنہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر پچھا ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن تک اپنی تعمیر بند کر دی اور شنبہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں۔ میں نے منظور کر لیں وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی کہ پچھلے شنبہ کو اس اکیلے نے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا اس لئے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے اس کے کام کرنے کا

طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلتے چاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تمدن درم دینا چاہے اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درم کیا کروں گا اور ایک درم اور ایک وانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا گروہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی تو ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویران جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویران میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ بیہوش پڑا ہے۔ آدمی ایسٹ کا لکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب نہ دیا میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے (آنکھ کھولی اور) مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سراہیت پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس نے سر ہٹالیا اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں۔

يَا صَاحِبِي لَا تَغْرِبُ بِقَعْدَتِكُمْ فَالْعُمْرُ يَنْفَعُ وَالنَّعِيمُ يَرْزُقُ
وَإِذَا حَمَلْتَ عَلَى الْقُبُورِ جَنَازَةً فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَخْمُولٌ
میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے وہو کہ میں نہ پڑا، عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ
نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا
رہ کر تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد اس نے مجھے سے کہا: ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دیدیں۔ میں نے کہا: میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا: نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ کفن تو (پرانا ہو یا نیا بہر حال) بوسیدہ ہو

جائے گا۔ آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے اور یہ میری لٹکی اور لوٹا قبر کھونے والے کو مزدوری میں دیدینا اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردویسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آ جائے۔ یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دیدیں اور قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا جب قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اوپھی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسی طرح کیے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے دسویں جھنے میں خود امیر المؤمنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت رشتہ داری کا واسطہ ذرا ساتو قف کر لجئے میری آواز پر اس نے مجھے دیکھا تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا: میرے پاس ایک پردویسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر (پہنچان لیا) تھوڑی دیر سر جھکایا۔ اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک دربان سے کہا: اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو جب میں واپسی پر بلااؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔ جب وہ واپسی پر مکان پر پہنچا تو محل کے پردے گروکر دربان سے کہا: اس شخص کو بلا کر لا اور اگر چہ وہ میرا غم تازہ ہی کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ ہی پر اتفاقاً کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھے سے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب جا

کر بینے گیا۔ کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے کہ وہ کیا کام کرتا تھا؟ میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔ کہنے لگے تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے؟ میں نے کہا: کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی (کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں) میں نے کہا: امیر المؤمنین پہلے اللہ جل شانہ سے معدودت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذرخواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہیں؟ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو عسل دیا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ کہنے لگے: اپنا ہاتھ لاو۔ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینہ پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے وہ مسافر جس پر میرا دل پکھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔ پیشک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا مکڑا تھا (یعنی اس کا چہرہ) جو غالباً چاندی کی بُنیٰ پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا مکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی بُنیٰ بھی قبر میں پہنچ گئی۔“

پادشاہ کی بیٹی کی قبر پر حاضری

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر ساتھ تھے اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا، موت نے کم عمری کے ہی زمانہ میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی خندک تو میرے لئے اُس اور دل کا چین تھا۔ لمبی راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔ تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقر عرب تیر ابو زہابا پر بڑھا پے کی حالت میں پئے گا۔ بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پئے

گا۔ چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔ پس سب تعریفیں اسی وحدہ لاثریک لہ کے لئے ہیں جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کر شے ہیں۔ ابو عامر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جورات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لینا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا: ابو عامر تمہیں اللہ تعالیٰ جزاۓ خیر عطا فرمائے (تم نے میری تجھیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی) میں نے اس سے پوچھا: میرے پیارے تیرا کیا حال گزر را؟ کہنے لگا کہ میں ایے مولیٰ کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اس ماں کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے قسمیہ فرمایا ہے کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے میں نکل آیا اس کے لئے ہی اعزاز و اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقہ سے بھی پہنچا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی۔ قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چاگیا تھا۔ میری دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اٹھائی۔ چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دیدے اس انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا مگر یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتبے وقت واپس کر گیا یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روشن الریاضین)

حضرت علیہ السلام کی صحابہ کرام کو موت کے بارے میں نصیحت

حضرت عاشُورہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام منبر پر

خطبہ ارشاد فرمائے تھے جبکہ لوگ آپ کے گرد جمع تھے۔ آپ نے فرمایا:
 ایها الناس اسحیوا من اللہ حق الحیاء۔ اے لوگو! اللہ سے حیاء کرو
 جیسے اس سے حیاء کرنے کا حق ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انا نستحبی
 من اللہ تعالیٰ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حیاء تو کرتے ہیں۔ فرمایا: من کان منکم
 مستحبیا فلا یتین ليلة الا واجله بین عینيه۔ جو تم میں سے حیاء کرنے والا ہے
 وہ ایک رات بھی نہ گزارے مگر موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔

(الترغیب ج ۳ ص ۲۲۹)

حدیث کا اگلا حصہ یہ ہے ولی حفظ البطن وما واعنی والراس وما حری
 ولیذ الموت والبلی ولیترک زینۃ الدنيا۔ وہ اپنے پیٹ کی (حرام غذا سے)
 حفاظت کرے اور اپنی شرمگاہ کی اور سر (کے حصے میں آنکھاں کان اور زبان وغیرہ)
 کی (اللہ کی نافرمانی سے) اور وہ موت اور (قبر میں صح کی) بو سیدگی کو یاد رکھتا ہے اور
 دنیا کی ناجائز زیب وزیست سے گریزاں ہوتا ہے۔

قلزم ہستی کی گہرائی میں انساں ڈوب کر
 موت سے تو کر رہا ہے اکتاب زندگی

کیونکہ موت انسان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ انسان لمبے لمبے
 منسوبے بنانے میں لگا رہتا ہے جبکہ موت اسے اچاک اچک لے جاتی ہے اور اس
 کے تمام منسوبے وھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں مگر افسوس کہ انسان اس
 حقیقت سے غافل ہو کر اس کو نظر انداز کئے ہوئے ہے۔ اس بارے میں حضور علیہ
 السلام کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو۔

ملے خاک میں اہل شاہ کیسے کیئے؟

حضرت سید نماں الک بن دینار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں ایک قبرستان میں
 زیارت و نصیحت اور موت کے متعلق غور و تکلیف اور عبرت حاصل کرنے کی خاطر آیا۔ میں

نے تمنا کی کہ کوئی شخص مجھے ان کے متعلق کچھ بتائے یا ان کا کوئی عبرت ناک واقعہ بیان کرے۔ چنانچہ میں نے اسی غم بھری آواز میں درج ذیل شعر پڑھا کہ جس نے غور و فکر سے میرے غمتوں کے چھماق کو آگ لگا دی (چھماق ایک مخصوص پتھر ہے جس کو رگز نے سے آگ پیدا ہوئی ہے)

اتَّيْتُ الْقُبُورَ قَنَدِيهَا فَأَكَيْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحَفَّرُ

وَأَكَيْنَ الْمُدْلِلُ بِسُلْطَانِهِ وَأَكَيْنَ الْعَرِيزُ إِذَا مَا فَحَرَ

(۱)..... میں قبروں کے پاس آیا اور انہیں پکار کر کہا: کہاں ہیں وہ لوگ، دنیا میں جن کی عزت کی جاتی تھی اور وہ جن کو حقیر سمجھا جاتا تھا؟

(۲)..... اور کہاں ہیں وہ جنہیں اپنی سلطنت پر بہت بھروس تھا؟ کہاں ہیں وہ عزت دار جو فخر کیا کرتے تھے؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”میں وجد سے بے ہوش تھا کہ مجھے ایک قبر سے جواب طا جس کا مفہوم یہ ہے:

”وہ سب فنا ہو گئے، اب ان کی خبر دینے والا بھی کوئی نہیں، وہ سب مر کر عبرت کا نشان بن گئے اور بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو گئے۔ اے گزرے ہوئے لاگوں کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے! کیا تم رے پاس ان گزرے ہوؤں کی عبرت والی کوئی بات نہیں؟“ حضرت سیدنا مالک بن دینار فرماتے ہیں ”جب میں واپس آیا تو مسلم آنسو بہارہ تھا اور مجھے اس سے بہت عبرت حاصل ہوئی۔

ایک مرد صاحب کا سبق آموز واقعہ

ایک مرد صاحب فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں نے قبروں کی زیارت کی تو میرے دل میں نار جہنم کے خوف کا شعلہ بھڑک اٹھا، میں ایک لمحے کے لئے قبروں کے پاس تھہر گیا اور نگاہ عبرت سے ان کو دیکھنے لگا اور اس کے بعد منجع و شام کے دونوں کناروں میں اہل قبور سے سرگوشیاں کرتا اور بیٹھا رہتا۔ پس میری سوچ غور و فکر اور عبرت کے میدان میں گھومنے لگی تو

میں نے ان کو خاطب کر کے کچھ باتیں کی جنہیں میں نے پیارے پیارے اشعار کی لڑی میں اس طرح پر ودیا۔

فَلُوبْ لَنَامِنْ بَعْدُكُمْ وَدِيَارُ
فَجَاءَتْ دُمُوعُ الْفَرَاقِ عَزَارُ
لِحَيٍّ وَكَاسَاثُ الْمُنُونِ تَدَارُ
وَمُثْمِنْ فَزُرْنَاكُمْ وَسَوْفَ نَزَارُ
سَقَثٌ دِيمَةُ الرِّضْوَانِ رِيَاثَرَاكُمُو

أَخْبَابُ فَارَقْمُونَا فَأُوْحَشَتْ

فَكُمْ قَذْتَنَا كُرْنَا مُحَاسِنَ مِنْ مُصْنِي

فَضَوْا وَفَضَيْتُمْ ثُمَّ نَقْضِي فَلَابَقَا

وَكُنَّا وَإِيَّاكُمْ نَزُورُ مَقَابِرَا

(۱)..... اے ہمارے عزیزو! تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تمہارے بعد ہمارے دل اور گر ویران ہو گئے۔

(۲)..... جتنی مرتبہ بھی ہم نے چلے جانے والوں کی خوبیاں یاد کیں تو ان دوستوں کی جدائی کی وجہ سے ہمارے آنکھوں سے بنتے گے۔

(۳)..... تم سے پہلے لوگوں کو بھی موت نے آ لیا تم بھی چل بے اور ہم بھی فنا کے گھاٹ میں اتر جائیں گے۔ پس کسی بھی زندہ کے لئے بقاء نہیں کیونکہ موت کے پیالے گھومتے رہتے ہیں۔

(۴)..... ہم اور تم قبرستان کی زیارت کرتے تھے پس تم مر گئے تو ہم تمہاری (قبروں کی) زیارت کر رہے ہیں عنقریب (ہم بھی مر جائیں گے اور) لوگ ہماری (قبروں کی) زیارت کریں گے۔

(۵)..... تم پر بخشش کی بارش ہمیشہ ہمیشہ برستی رہے اس طرح کہ اس میں سمندر سما جائیں۔
وَهُ صَاحِبُ بَرْزَگٍ فَرِمَاتَهُ ہیں:

”پس اسی وقت زبان حال نے جواب دیا جن کو میں اشعار میں بیان کرتا ہوں:

يَقُولُ لِسَانُ الْخَلِيلِ إِنَّهُرَسَ الرَّبِيْعِيْ
لِسَانًا لَهُمْ قِنْهَةُ الْفَصِيْحِ يُغَازِي
فَرِنَانَا بِكَانِسِ أَسْكَرَتَانَا مَرِبِيْرَةً
آلاَرَبْ سُكِيْرِيْ مَأْحَوَاهُ عِقَارُ

فَلَا يَغْتَرِرُ بِاللّٰهِ مَنْ عَاشَ بَعْدَنَا
وَرَآءَ وَجْهَنَّمَ حَبْرًا ازْوَادِنَا التَّقْيٰ
وَمَا أَعْشَ إِلَّا رَوْرَةً اهْتَفَ فِي الْكَرْبَى

ترجمہ:

(۱)..... جب موت نے ان کی زیان کو بند کر دیا تو اس کی طرف سے فتح زبان حال جواب دیتی ہے کہ،

(۲)..... ہم نے ایک پیالہ پیا جس نے ہمیں زبردست نش دیا، خبردار! کتنے ہی نش ایسے ہیں، جن کو شراب نے اپنی پیٹ میں لیا ہوا ہے

(۳)..... ہمارے بعد زندہ رہنے والا زندگی کے بیش و عشرت کی وجہ سے اللہ عزوجل سے غفلت نہ بر تے پس زندگی کے دن بہت ہی کم ہیں۔

(۴)..... اور ہم نے اپنے زادروہ میں سے تقویٰ کو سب سے بہتر پایا یہی حقیقی نفع ہے، اس کے علاوہ سب کچھ خسارہ ہے۔

(۵)..... اور زندگی تو صرف نیند میں آنے والے خواب کی طرح ہے اور یہ ذلیل دنیا (ستقل) گھر نہیں۔

موت کا شیر عنقریب حملہ آور ہونے والا ہے

اے دنیا نہیں رہنے والے! موت کے شیر سے ڈر، بے شک یہ حملہ آور ہو گا، پھر یہ لذات کی طرف مائل ہونا کیسا؟ اور تحقیق موت تیری تلاش میں ہے، اے شخص! ان ہلاک ہونے والے پہلوانوں سے عبرت پکڑ لپس ان میں غور کرنے والے کے لئے نصیحتیں ہیں۔

لَقَدْ زُرْتُ أَقْوَامًا إِكْرَاماً أُجِبُّهُمْ وَهُمْ تَحْتَ أَطْبَاقِ التَّرَى فِيهِ الْأَمْوَاتُ

فَكَانَ لَنَا فِيهِمْ عَطَافٌ وَإِنْصَافٌ وَأَصْلَهُمْ مِنْ بَعْدِ بَيْنٍ وَفُرْقَةٍ

وَأَعْجَبُ شَيْءٍ فِي الْوُجُودِ إِيجِمَاعًا وَسَخَنُ عَلَى ذَاكَ الْوَاحِدِ إِلَيْهِ اشْتَاتٌ

(۱)..... بے شک میں بہت سے معزز لوگوں سے ملا جن سے مجھے محبت تھی اور اب وہ

مٹی کے ڈھیر تک مردہ پڑے ہیں۔

(۱) کچھ عرصہ بعد میں بھی ان سے جالموں گا، پس ان میں ہمارے لئے فتحیں اور غور سے سننے والی باتیں ہیں۔

(۲) اور موت انتہائی تعجب خیز چیز ہے کہ مرنے میں تو ہم سب اکٹھے ہیں مگر اسے پانے میں (وقت کے اعتبار سے) ہم سب مختلف ہیں۔ منقول ہے کہ اسی صالح بزرگ نے ایک قبر پر اس طرح لکھا ہوا پایا:

اَصِيرُ لِدَهْرٍ نَّالَ مِنْكَ فَهِىَ كَذَا مَضَتِ الدُّهُورُ
فَرُّحَّاً وَ حُزْنًا مَأْمَرَةً لَا الْحُزْنُ دَامَ وَ لَا السُّرُورُ

(۱) اس زمانے پر صبر کر جس نے تجھے رسوا کیا، اسی طرح بہت سارے زمانے گزر چکے ہیں۔

(۲) خوشی اور غمی ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے، نہ غمی ہمیشہ رہتی ہے، نہ ہی خوشی۔

عبرت انگلیز عربی اشعار بمعہ ترجمہ

حضرت سیدنا اصغری فرماتے ہیں: "میں حیرت انگلیز امور اور حشر و نشر میں بڑا غور و فکر کیا کرتا تھا اور میں قبروں پر لکھا ہوا پڑھ کر سکون حاصل کرتا تھا پس اس دوران میں نے تمیں قبریں دیکھیں ان پر تختیاں تھیں جن پر یہ لکھا ہوا تھا:

اَلَّا قَلْ لِمَا شِ عَلَى قَبْرِنَا غُفُولٌ لَا شَيْءَاءَ حُلْتَ بِنَا^۱
سَيِّنَدُمْ يَوْمًا لِتَفْرِيظِهِ كَمَا قَدْ نَدِمْنَا لِتَفْرِيظِنَا

ترجمہ: (۱) سن لو! ہماری قبر کے پاس سے گزرنے والے کے لئے کم مدت ہے، وہ ان چیزوں سے بہت زیادہ غافل ہے جو ہمیں پہنائی گئی ہیں۔

(۲) عنقریب ایک دن وہ اپنی غفلت کی وجہ سے شرمسار ہو گا جیسا کہ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے شرمند ہوئے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسی طرح میں نے قبر پر لگے ہوئے ایک

پھر پر یہ بھی لکھا ہوا پایا:

وَقَفْتُ عَلَى الْأَجْيَةِ حِينَ صَفَّتْ
فَبُؤْرُ هُمُوْ كَافِرَ اسِ الرِّهَانِ
فَلَمَّا آتَنَاكُمْ وَفَاضَ دَمْعُنِي
(۱) میں دوستوں کے پاس رکا، ان کی قبریں دوز لگانے والے گھر سواروں کی
طرف صرف بستہ تھیں۔

(۲) پس جب میں رویا اور میرے آنسو بننے لگے تو میری آنکھوں نے ان کے درمیان میر امکان دیکھ لیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ”ای طرح میں تھوڑا سا چلا میرے آنسو۔
بہرے تھے اور میر ادل فراقی احباب سے چھلنی تھا، میں نے ایک قبر پر گلی تھی پر یہ
اشعار لکھے ہوئے دیکھے۔

يَا إِيَّاهَا النَّاسُ كَانَ لِيْ أَمْلٌ
فَصَرَبْنِي عَنْ بُلُوغِهِ الْأَجَلُ
فَلَيْقَ اللَّهُ رَبُّهُ رَجُلٌ
أَمْكَنَهُ فِي حَيَاةِ الْعَمَلِ
مَا كَانَ وَخِدْنِي جَعَلْتُ حَيْثُ تَرَى
كُلِّ إِلَى مَا نُقْلِتُ يَسْتَقْلُ
(۱) اے لوگو! میری بہت سی امیدیں تھیں میرے مرجانے سے وہ نامکمل رہ گئیں۔
(۲) پس اللہ عزوجل جس شخص پر حرم فرماتا ہے اسے دنیاوی زندگی میں عمل کا موقع
عطافرمادتا ہے۔

(۳) صرف مجھے ہی یہاں میں رکھا گیا بلکہ تو دیکھے گا کہ جدھر مجھے بھیجا گیا ہر ایک
ادھر ہی منتقل ہو گا۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ای طرح میں نے ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا:
فِيْنَ وَاغْبَرُ فَقَرِيرًا
تَخْلُّ هَذَا الْمَحَلًا
هَذَا مَكَانٌ يُسَارِوْنِ
فِيْهِ الْأَعْزَلُ الْأَذَلُّ

ترجمہ:

(۱).....(اے گزرنے والے) ذرا شہر جا! اور عبرت حاصل کر، عنقریب تجھے بھی اس مکان میں اترنا ہے۔

(۲).....یہ ایسا مکان ہے جس میں عزت و ذلت والے سب برابر ہیں۔ اور فرماتے ہیں: ”میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بیٹے کی قبر پر رورو کر رہا ہے۔ اشعار پڑھ رہی تھی:

بِاللَّهِ يَا قَبْرَ هَلْ زَالَتْ مَحَاسِنُهُ وَهَلْ تَغَيَّرَ ذَاكُ الْمَنْظُرُ النَّضْرُ
يَا قَبْرُ مَا أَتَتْ لَا رَوْضَنْ وَلَا فَلَكْ فَكَيْفَ يَجْمِعُ فِيلِكَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
(۱).....اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم اے قبر! کیا اس کے خوبصورت اعضاء بر باد ہو گئے؟ اور کیا اس کا پرکشش اور تروتازہ (چہرو) تبدیل ہو گیا؟

(۲).....اے قبر! تو کیا ہے؟ تو باغ ہے، نہ آسان پھر کیے تھے میں چاند سورج (جیسے لوگ) جمع ہو جاتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں: ”ای طرح ایک دن میں کچھ ایسی قبروں کے پاس سے گزار جن کو میں پہچانتا تھا۔ اور وہ سب ایسے تھے جنہوں نے بہت خوش و خرم، عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں زندگی گزاری۔ میں نے ان قبروں کی ایک تختختی پر یہ اشعار لکھے ہوئے پائے:

أَيُّهَا الْمَاشِيُّ بَيْنَ هَلْدَى الْقُبُوْرِ
أَذْنُ مِنْتَيْ أُبِيْكَ عَنْتَيْ وَلَا يَنْ
آمَتْ كَمَاتَرَانِي طَرِيقَ
آسَافِيْ بَيْتَ غُرْبَةَ وَأَنْفَرَادِ
لَيْسَ لِيْ فِيهِ مُؤْنَسٌ غَيْرَ سَعْيٍ
فَكَذَا أَنْتَ فَأَغْتَرْيَ بِيْ وَلَا
(۱).....اے امور آخرت سے غافل ہو کر ان قبروں کے درمیان چلنے والے!

(۲) میرے قریب آتا کہ میں تجھے اپنے حالات سے باخبر کروں،! اے محترم!
جانے والے کی طرح تجھے کوئی نہیں بتائے گا۔

(۳) میں مرد ہوں جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے بخرا اور چیل میدان میں ڈال دیا
گیا ہے۔

(۴) اپنے پڑوسیوں اور گھروالوں کے باوجود میں اس ویران گھر میں اکیلا ہوں۔

(۵) نیکوں اور گناہوں کے علاوہ قبر میں میرے ساتھ کوئی نہیں۔

(۶) اسی طرح تجھے بھی یوم قیامت کے لئے یہاں گروی رکھا جائے گا، لہذا مجھ
سے عبرت حاصل کر، ورنہ تیرا بھی میرے جیسا حال ہو گا۔

میت قبر پر آنے والے کو دیکھتی ہے:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ مسند موقول ہے، بعض نے کہا ہے کہ ابن
موفق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میں اپنے والد صاحب کی قبر کی اکثر زیارت کیا کرتا تھا،
ایک دن میں ایک جنازہ کے ہمراہ اس قبرستان کی طرف گیا جس میں میرے والد مدفون
تھے، مجھے کوئی کام تھا جس کی وجہ سے میں نے واپسی میں جلدی کی اور اپنے والد کی قبر کی
زیارت نہ کر سکا، رات خواب میں والد صاحب کو دیکھا، انہوں نے فرمایا: ”اے میرے
بیٹے! کل تو قبرستان آیا تھا لیکن میرے پاس نہ آیا۔“ میں نے کہا: ”ابا جان! کیا آپ
جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا تھا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”جی ہاں! اللہ عز وجل کی
قسم! تو میرے پاس آتا ہے تو میں تجھے لگاتا رہ دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر
کے میرے پاس پہنچتا ہے اور میرے پاس بیٹھتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے تو واپسی میں بھی
میں تمہیں دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ تو پل پار کر جاتا ہے۔

ایک عقل مندی کی بات

موقول ہے کہ ”ایک گھر سوار ایک لڑکے کے قریب سے گزرتا تو اس سے
پوچھا: ”اے لڑکے! آبادی کہاں ہے؟ لڑکے نے کہا: ”اس گھانی پر چڑھ جائیں۔“

جب وہ گھائی پر چڑھاتو اسے ایک قبرستان نظر آیا، کہنے لگا: یقیناً یہ لڑکا یا تو جاہل ہے یا پھر کوئی دانا عقلمند۔ وہ اس کی طرف واپس آیا اور کہا: ”میں نے مجھ سے آبادی کے متعلق پوچھا تھا لیکن تو نے مجھے قبرستان والوں کا راستہ دکھایا۔“ تو اس لڑکے نے کہا: ”میں نے اس طرف کے افراد کو ادھر جاتے تو دیکھا ہے لیکن ادھر والوں کو اس طرف آتے کبھی نہیں دیکھا بلکہ یہ دیرانہ (یعنی قبرستان) تواب آبادی میں بدل چکا ہے اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ مجھے اور میرے جانور کو ٹھکانا کہاں مل سکتا ہے تو میں آپ کو اس آبادی کا پتہ بتاتا۔“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

نَفْسُ زُورِي الْقُبُورَ وَاغْتَرِيْهَا حَيْثُ فِيهَا لِمَنْ يَزُورُ عِطَاثُ
وَإِنْطَرِيْ كَيْفَ حَالُ مَنْ حَلَّ فِيهَا بَعْدَ عِزَّوَهُمْ بِهَا أَمْوَاثُ
خَرَصُوا أَمْلُوْ كَحْرِصَتْ يَا نَفْسُ وَوَأَفَاهُمُ الْحَمَامُ فَمَاتُوا
فَالسَّرَّاءُ الْعِظَامُ مِنْهُمْ عِظَامٌ فِي بُطُونِ الشَّرَى حِطَامٌ رُفَاثُ
فَكَانَ قَذْحَلْتَ فِي مَضْرِعِ الْقَوْ مِوْحَلْتَ بِجَسْمِكَ الْمُلْلَاثُ

(۱)..... اے نفس! قبروں کی زیارت کر کے عبرت حاصل کیا کر کیونکہ ان میں زیارت کرنے والے کے لئے بہت صحیح ہیں۔

(۲)..... اور دیکھ کر ان میں اتنے والے عزت کے بعد کیسی ذلت میں ہیں اور وہ اس میں مردہ پڑے ہیں۔

(۳)..... اے نفس! وہ بھی تیری طرح لمبی لمبی امیدوں والے اور حریص تھے لیکن موت نے ان کے دن پورے کر دیئے پس وہ مر گئے۔

(۴)..... بہت شاندار اور منبوط جسم والوں کی ہڈیاں مٹی کے پیٹ میں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

(۵)..... گویا تو لوگوں کے میدان کا رزار میں آچکا ہے اور تیرے جسم کا مثالہ کر دیا گیا (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر شکل بگاڑ دی گئی) ہے۔

ملک الموت کا اعلان:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرگار والاتبار ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عز و جل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عیرت نشان ہے: ”کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں ملک الموت قبرستان میں یہ اعلان نہ کرتا ہو: ”اے قبر والو! آج تمہیں کن لوگوں پر رشک ہے؟“ تو وہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ”ہمیں مسجد والوں پر رشک ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہم نمازوں پڑھ سکتے۔ وہ روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھ سکتے۔ وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ عز و جل کا ذکر کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔“ پھر اہل قبر اپنے گذشتہ زمانے پر نادم (یعنی شرمسار) ہوتے ہیں۔“ (الرسیل الفائق فی الموعظۃ والرقائق)

وہ ”راز“ اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال خط النبي صلی اللہ علیہ وسلم خططا مربعا و خط خططا فی الوسط خارجا منه و خط خطوطا صغارا الی هذا الذی فی الوسط من جانبه الذی فی الوسط فقال هذا الانسان وهذا اجله محیط به او قد احاط به وهذا الذی هو خارج امله وهذه الخطوط الصغار الاعراض، فان اخطاء هذا نهشه هذا وان اخطاء هذا نهشه هذا (بخاری والترمذی والنسائی و ابن ماجہ والترغیب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریخ (چار کونہ) خط کھینچا اور ایک خط درمیان کھینچا جس کا ایک سرا اس مریخ خط سے باہر نکال دیا اور درمیانی خط کے ایک طرف چھوٹے چھوٹے خط کھینچ۔ پھر فرمایا: درمیان کا خط (مثال کے طور پر) انسان سے

اور یہ (مرلخ خط) جو اسے گھیرے ہوئے ہے یہ اس کی اجل (موت) ہے اور یہ (اس مرلخ خط سے) باہر نکلا ہوا اس کی امید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط حادث ہیں (تکفیرات و غم والم وغیرہ) اگر ایک حادث سے جان چھوٹی ہے تو دوسرا حملہ کر دیتا ہے اور اس سے چھکارا ملتا ہے تو تیسرا و بالیتا ہے (ای جاں میں موت آ جاتی ہے)

کے رواد غم اپنا نائیں جہاں میں کون ہے جو شادماں ہے جہاں بھر کی ہے نعمتیں میر تھیں اسے ملے تو ہمیں وہ بھی شادماں نہ ملے۔ (کنز اعمال ج ۱۵ ص ۵۵۲-۵۵۳) پ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کا فرمان مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفی بالدھر واعظاً وبابعوت مفرقاً بـ زمانہ (یعنی اس کے انقلابات و حادثات) نصیحت کے لئے کافی ہے اور موت (اعزہ و اقرباء کے درمیان) جداً ڈالنے والی ہے۔

موت سے بڑھ کر کوئی ناصح نہیں
موت کافی ہے نصیحت کے لئے

جس کی موت جہاں لکھی ہوئی وہ کہیں بھی ہوگا تو اس جگہ ضرور پہنچ گا

عن شهر بن حوشب قال دخل ملک الموت على سليمان عليه السلام فجعل ينظر الى رجل من جلسائه يديم النظر اليه فلما خرج قال الرجل من هذا؟ قال هذا ملك الموت عليه السلام قال لقد رأيته ينظر الى كاته يريدنى قال فما تريدى؟ قال اريد ان تحملنى الريح فقلقينى بالهند قال فدعنا بالريح فحمله عليها فالقتنه بالهند ثم اتى ملك الموت سليمان عليه السلام فقال انك كنت تديم النظر الى رجل من جلسائي قال كنت اعجب منه اني امرت ان اقبض

روحہ بالہند وہو عندک (کتاب الزہد لابن حبیل ص: ۱)

شہر بن حوش بیان کرتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس فردتہ موت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آئے تو وہاں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص کی طرف نہایت غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو اس شخص نے پوچھا: یہ کون تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: یہ ملک الموت (عزرائیل) تھے۔ وہ شخص کہنے لگا یہ مجھے اس طرح دیکھ رہے تھے گویا کہ مجھے پکڑنا چاہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا: آپ ہو اک حکم دیں وہ مجھے انھا کر ہندوستان لے جائے۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا اس نے اس آدمی کو انھا یا اور ہندوستان میں لے گئی (ملک الموت نے وہاں اس کی روح قبض کر لی) اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آپ نے میرے ہمیشیوں میں سے فلاں شخص پر گہری نظر کیوں جماں ہوئی تھی؟ عزرائیل نے جواب دیا: میں اس بات پر حیران تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کی روح ہندوستان سے قبض کروں لیکن وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔

کسی انسان کا جب وقت اجل آتا ہے

موت کے پاس بشر آپ پہنچ جاتا ہے

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اذا اراد اللہ قبض عبد بارض جعل له بھا حاجة (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۸۱) اللہ تعالیٰ جس بندے کی روح جس میں پر قبض کرنا چاہتا ہے تو اس بندے کے ساتھ اس جگہ کے بارے میں کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا كان اجل احد کم بارض اتی له الها حاجة (ایضاً ص ۲۸۳)
زہین کے جس حصے پر جس کی موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ مرنے
والے کی کوئی ضرورت وابستہ کر دی جاتی ہے۔ وہ زندگی میں جہاں بھی رہے گا مرے گا
وہیں آ کر۔

اجل اپنے میھن وقت پر جس وقت آتی ہے
کوئی پھر نجیب نہیں سکتا تدبیر سے ٹکر سے

موت کی یاد کا عملی مظاہرہ کیا جائے نہ کہ زبانی دعویٰ

حضرت حسن فرماتے ہیں جو شخص موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اس کے عمل سے
معلوم ہو جاتا ہے اور جو شخص (زندگی کی) لمبی امید رکھتا ہے تو اس کے اعمال بد نے
بدترین ہو جاتے ہیں (کتاب ازہر ابن حبیل ص ۲۹۹) الغرض! موت کی یاد نکیوں کا سرچشمہ
ہے اور اس سے غفلت برائیوں کا مصدر ہے۔

۔ ارتکاب معصیت ہوتا ہے تب
موت کو انساں بھلا دیتا ہے جب

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
موت کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو کیونکہ اس سے گناہ منت ہیں اور انسان دنیا میں
زابد ہن جاتا ہے۔ اگر تم اسے مالداری کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ امارت کے غرور کو
منادے گا اور اگر مغلسی میں یاد کرو گے تو وہ تمہیں تمہاری حالت میں راضی کر دے گا۔

۔ رہ وفا میں وہ دو گام چل کے بیٹھ گئے
برحیات ہوئی جن کی عیش و عشرت میں

☆ عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الزهد في الدنيا ذكر الموت و افضل العبادة

مرے کر التفکروا فین اثقلہ وجہ قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں بہترین زہد موت کی یاد ہے اور افضل ترین عبادت (امور دنیا و آخرت میں) تکر ہے جسے موت کا ذکر اس کی لگر پیدا کر دے وہ اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا۔

نعت زہد قاعات کی تمنا ہے اگر
 موت کا ذکر ہو پھر تمی زبان پر اکثر

☆ عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثرو اذکر الموت فیما من عبد اکثرا ذکرہ
 الا احی اللہ قلبہ وھو علیہ الموت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو شخص موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دل زندہ کر دیتا ہے اور اس پر موت آسان کر دیتا ہے۔

تہ جانے بجھ کے رہ جائے یہ س دم
 چباغ زندگی بجزرا ہوا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اصلحوا الدنیا واعملوا الآخرت کم کانکم تموتون غدا

(کنز اعمال ج ۱۵ ص ۵۲-۵۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی دنیا بھی سنبوار رہو اور آخرت کے لئے اس لمرح عمل کرو گویا کتم کل مرنے والے ہو۔

اپنے آپ کو مردوں میں شارکرو

حضرت سلسلہ رضی اللہ عنہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: او صنی۔ حضور مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اعبد اللہ کانک تراہ واعد نفسک فی الموتی واذکر اللہ عند کل حجر و عند کل شجر و اذا عیلت سینۃ فاعبل بجنبها حسنة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر پتھر اور ہر درخت کے پاس (ہر جگہ، ہر وقت) کرو اگر تجھے کوئی برائی ہو جائے تو فوراً یہیکی کر (تاکہ برائی کا اثر ختم ہو جائے) اگر برائی خفیہ کی ہے تو یہیکی بھی خفیہ کرو اگر کھلے بندوں گناہ کیا ہے تو یہیکی بھی کھلے طور پر کرو۔

عیش و عشرت کے چہاں مست جائیں گے سارے نقوش
کر وہاں کی فکر اے خانہ خراب زندگی

ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کرو ادا کرو

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال جاءه رجل الى النبي
صلی اللہ علیہ وسلم فقال يا رسول اللہ او صنی قال عليك
بالایاس میافی ایدی الناس وایاک والطیع فانه الفقر الحاضر
وصل صلاتک وانت مودع وایاک وما یعتذر منہ۔

(رواہ الحاکم والمجتبی، فی الرذد والترغیب، ج ۲، ہج ۲۲۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و زر وغیرہ) تو اس سے نا امید ہو جا (یعنی اس کی حرص نہ

کر) خبردار طبع مغلسی ہے (یعنی حریص آدمی ہمیشہ فقیر رہتا ہے) اور تو نماز اس طرح ادا کر (اس کے بعد) تو دنیا سے رحلت کرنے والا ہے اور خبردار کوئی ایسا عمل نہ کر کہ اس بارے کے میں پھر معدرت کرنی پڑے۔
 یہ بھی کوئی زندگی ہے جسے موت کا عفریت نگل جائے گا۔ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جہاں موت کا نام و نشان نہیں الہذا جب بھی انسان نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنی آخری نماز تصور کرے۔ ایسی نماز کس قدر پر خلوص اور کس درجہ پر لطف ہوگی؟

اس حیات چند روزہ کا بھرم کھل جائے گا
 نزع میں جس وقت اٹھے گا نقاب زندگی
 کل شيء هالک پیغام ہے تقدیر کا
 ٹوٹ کر رہ جائے کا اک اک جاتب زندگی

زاہد کون ہے اور زہد فی الدنیا کیا ہے؟

حضرت ضحاک فرماتے ہیں: ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور! زاہد کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبر اور اس میں بوسیدگی کو نہیں بھولتا اور دنیا کی بے معنی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور باقی رہنے والی (آخرت) کو فنا ہو جانیوالی (دنیا) پر ترجیح دیتا ہے۔ ولم بعده غدا من ایامہ وعد نفسہ من البوتوی۔ اور آنے والے کل کے دن کو اپنی زندگی کے دنوں میں شمار نہیں کرتا اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرتا ہے۔ (ترمیم ج ۲ ص ۲۲۰)

قلب کی بیماریوں کا ہے یہ اے انسان علاج

ہر گھری ہوموت کا مظراٹکر کے سامنے

ٹوٹ جاتا ہے ٹلسم زندگانی کا غرور

توڑتا ہے دم بشر جس دم بشر کے سامنے

موت پر یقین اور پھر ہنسا؟

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کانت صحف موسی علیہ السلام قال کانت عبرا کلها عجبت لمن ایقناں بالموت ثم هو یفرج عجبت لمن ایقناں بالنار ثم هو یضحك عجبت لمن ایقناں بالقدر ثم هو ینصب عجبت لمن رای الدنيا وتقلیها باهلها ثم اطمأن اليها وعجبت لمن ایقناں بالحساب غدا ثم لا یعمل

(الترغیب ج ۲ ص ۲۳۷ بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موسی علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے (ان میں کیا تعلیم تھی) آپ نے فرمایا: وہ سب کے سراپا عبرت تھے یعنی پند و فصیحت سے پہلے تھے (ان میں لکھا تھا) کہ میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر (وہ اپنی زندگی اور فانی مال و دولت پر) خوش ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو نار جہنم پر ایمان رکھتا ہے پھر (وہ کھل کھلا کر) ہستا ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر وہ (معاش کے بارے میں) سخت محنت کرتا ہے اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جو دنیا کو دیکھتا ہے اور دنیا سے محبت کرنے والوں کا انعام اس کے سامنے ہے لیکن (بایس حال) وہ اس کے ساتھ مظلوم ہے (اس سے پیار کرتا ہے) اور میں اس پر تعجب کرتا ہوں جسے یقین ہے کہ کل (قیامت کے دن) اس (کی زندگی) کا حساب ہونے والا ہے وہ (پھر بھی) عمل نہیں کرتا۔

کس طرح تو ہستا ہے جب علم نہیں تھا کو

آئے گی اجل کیسے اور قبر میں کیا ہوگا

فتنے کے وقت زندگی سے موت بہتر ہے مگر اس کی تمنانہ کی جائے

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ووچیزیں ایسی ہیں جنہیں انسان پسند نہیں کرتا (حالانکہ ان میں اس کے لئے بہتری ہوتی ہے)

(۱) یکرہ الموت والموت خیر للمؤمن من الفتنة۔ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ موت اس کے لئے فتنے (میں جتنا ہونے) سے بہتر ہے (کیونکہ فتنہ میں کبھی ایمان کے ضیاء کا خطرہ ہوتا ہے)۔

(۲) یکرہ قلة المال و قلة المال اقل للحساب۔ تحوزے مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی قیامت کے دن حساب کی کمی کا ذریعہ ہے۔
(مسند احمد و الترغیب ج ۳)

ہے مال وہی تیرا جو کھالیا خود تو نے
یاراہ خدا میں جو خود تو نے دیا ہوگا

نیک اعمال والی لمبی عمر نیک بختی ہے

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاتینوا الموت فان هول المطلع شدید
وان من السعادة ان يطول عمر العبد و يرزقه اللہ الانابة
(مسند احمد)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کی تمنانہ کرو اس لیے کہ قیامت کا معاملہ بڑا اختت
ہے یہ نیک بختی کی علامت ہے کہ انسان کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے
نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ و عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایتمنی احدكم الموت اما محسنا فلعلمه

بِزَادَ وَأَمَا مَسِيَّا فَلَعْلَهُ يَسْتَعْتَبُ (بخاري)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکوں میں اور اضافہ کر لے اور اگر وہ بد ہے تو شاید بدی سے توبہ کر لے۔

کاش انساں: زندگی کئی خدا کی یاد میں
اب ہے کیا حاصل دم رحلت جو پچھتا ہوں میں

☆ شدت تکلیف میں بھی موت کی دعا مانگنے کی بجائے یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے۔

اللهم احینی ما کانت الحیوة خیر الی و توفنی اذا کانت الوفاة خيراً الی
(بناری مسلم بیرون اور) اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندہ رہنا
بہتر ہے اور اس وقت مجھے موت دے جس وقت موت میرے لیے مقید ہو۔ اگرچہ
موت کی شدت کا یہ عالم ہے کہ

عن ابی سعید و الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوعلیت البهائم من الموت ما علم ابن
ادم ما اکلوها منها لحما سبینا۔ (کنز الدائن ۵۵۲ ص)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (شدت) موت کا چوپائیوں کو علم ہو جائے جس طرح کہ ابن آدم کو علم ہے تو لوگ ان کا چرپی والا گوشت نہ کھائیں (یعنی انہیں ذبح کرنے پر ان کے گوشت کے ساتھ چرپی حاصل نہ ہو بلکہ موت کے خوف سے سوکھ کر بڑیوں کے ڈھانچے بن جائیں)

شدت موت کا احساس نہیں ہے ان کو
جانور اس لیے یہ فربہ نظر آتے ہیں

مجھے اپنی ملاقات سے محروم نہ فرمائیں

مذینہ منورہ میں مسجد نبوی میں اپنے زمانے کے عظیم خطیب، شیخ ابو عامر واعظ علیہ الرحمۃ مصروف عبادت تھے ان کے پاس ایک سیاہ قام غلام آیا جس کے ہاتھ میں ایک رقعت تھا جو انہیں دیا، رقعت کا مفہوم یہ تھا:

”پیارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو دولت فکر سے نوازے، عبرت پڑی ری
سے منوس کرے، حب خلوت دے، غفلت سے جگائے، میں آپ کا برادر
طریقت ہوں، آپ کی آمد کی خبر سنی تو میں خوش ہو گیا اور زیارت و
ہمکاری کا ایسا شوق ہوا کہ اگر وہ مجسم ہو کر بلند ہو تو سائبان بن جائے اور
نیچے ہو تو مجھے اٹھا لے۔ تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرف لقاء سے
محروم نہ فرمائیے“۔ والسلام!

ولیاء اللہ کا وصال باعینا حق جیسا نہیں

خط پڑھ کر ابو عامر قاصد کے ہمراہ چلے اور وہ انہیں قبا کے علاقے میں لے گیا
جہاں ایک شکست مکان کے اندر جس میں کھجور کی لکڑی کا دروازہ تھا ایک سن رسیدہ نامیہنا،
معدور، نقیہ و کمزور بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ ابو عامر نے سلام کیا تو وہ کہنے لگے
میں آپ کی زیارت کا مشائق تھا اور آپ کی باتیں سننے کا متنہی جس سے میرے دل کا
گھاؤ بھرے۔ میرا مرض اتنا شدید ہے کہ تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز ہیں۔ ممکن
ہے آپ کا وعظ میرے درد کی دواثابت ہو جائے۔ اس عارف حق کی باتیں سننے کے
بعد انہیں بزرگ کی وقیق باتوں کی تک رسائی ہوئی اور ابو عامر سکتے میں آگئے۔ شیخ
ابو عامر نے اس کے بعد اس بزرگ سے مخاطب ہو کر کہا: ذرا آپ اپنی قلبی نگاہ کو عالم
ملکوت کی جانب اٹھائیے۔ کانوں کو اس طرف لگائیے اور حقیقت ایمان کو جنت ماوی
کی سمت متوجہ فرمائیے تو رب ذوالجلال والا کرام نے جو بے بہانعیں اپنے دوستوں
کیلئے تیار فرمائی ہیں آپ کے سامنے ہوں گی۔ اس کے بعد آتش دوزخ کی طرف

خیال کچھے جہاں رب تعالیٰ نے باغیوں کے لئے عذاب تیار کئے ہیں، اس کے بعد آپ پر مکشف ہو جائے گا کہ مکانِ ثواب (جنت) اور مکانِ عذاب (جہنم) میں کتنا عظیم فرق ہے اور اولیاء اللہ کا انتقال باعیان خدا کے مرنے جیسا نہیں ہے۔

بزرگ کی گریہ و زاری

شیخ ابو عاصم کا خطبہ سن کر بزرگ پر گریہ و زاری طاری ہوئی۔ آہ سرد چھپنی اور اضطراب و بیقراری میں مل کھانے لگے۔ اور کہا اے ابو عاصم! آپ کی دوام فیدہ ثابت ہوئی اور مجھے اس سے شفاء کی پوری امید ہے خدا آپ پر رحم فرمائے۔ یہ سن کر حضرت ابو عاصم واعظ سے کہنے لگے: اے شیخ محترم ارب تعالیٰ آپ کا محرم اسرار ہے، آپ کی خلوت و جلوت سے واقف ہے اور دنیا سے کنارہ کش ہو کر آپ کے بیٹھنے کو جانتا ہے۔ اس پر اس بزرگ کے دل میں جوش آگیا اور کہنے لگے: اللہ ہی کی ذاتِ القدس ہے جو میرے فقر کو منائے۔ میرے فاقہ کو ختم کرے۔ جو میری خطاؤں سے درگزر کرے۔ اے میرے ماں و مولیٰ صرف تو ہی میرا حقیقی حاجت روا ہے اور میرا مادی و طلبی اور سُکھانا اور آسرابے۔

بزرگ اپنے خاتقِ حقیقی سے جاملے

یہ کہتے کہتے بزرگ گرپڑے۔ **شیخ ابو عاصم نے اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ عشقِ حقیقی کا سافر اپنے محبوبِ حقیقی سے جاما ہے۔** بزرگ کے واصلِ حق ہونے کے بعد ایک کمرے سے ایک نوجوان لڑکی نکل کر آئی جو صوف کا جبہ اور اوڑھنی پہنے ہوئے تھی۔ پیشانی پر نشانِ سجدہ منور تھا۔ ریاضتِ شادا اور عبادت نے اسے زرود کر دیا تھا۔ اس نے کہا: اے ابو عاصم! اے عارفوں کے دل کا چین! سبحان اللہ! آپ نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ کا یہ عمل قبول بارگاہِ حق ہو۔ یہ میرے باب پیس۔ بیس سال سے ان کا یہی حال تھا۔ ریاضت و عبادت کرتے کرتے مخذور ہو گئے اور روتے روتے آنکھوں کی بیجائی ختم کر لی۔ آپ سے ملنے کی ہمیشہ تمنا کیا کرتے تھے اور کہتے شیخ

ابو عامر کی مجلس میں ایک بار کی حاضری نے مجھے نئی زندگی سے نوازا ہے اور خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اگر ایک بار اور میں ان کی باتیں سنوں تو امید ہے کہ ان کا کلام مجھے زندہ نہ رہنے دے۔

بیٹی اپنے باپ کی لغش پر

اس کے بعد باپ کی لاش کے پاس آ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگی اور بلند آواز سے کہنے لگی ”اے میرے والد گرامی! آپ کتنے اچھے تھے! گناہوں کے خوف سے گریہ وزاری نے آپ کو تائینا ہنا دیا اور مالکِ ذوالجلال کی وعید نے آپ کو مارہی ڈالا۔

اس پر ابو عامر کہنے لگے: ”اے لڑکی! تو اس قدر بیقراری سے کیوں روئی ہے انہیں تو دارالجہراء میں جگہ ملی۔ وہ آغوشِ رحمت میں جا پہنچے۔ شیخ ابو عامر کی یہ بات سن کر لڑکی نے بھی اپنے باپ ہی کی طرح ایک لرزہ خیز حیث ماری اور اپنی جان جاں آفریں کے پر دکی۔ اس طرح دونوں باپ بیٹی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بعد ازاں شیخ ابو عامر نے ان دونوں کی تجدیہ و تکفین کی۔ وہ حسینی سید تھے۔ شیخ نے خواب میں ان دونوں کو بہتری طور میں جنت کے اندر دیکھا۔ (دہن اربی میں)

یہ خدا کے دوست کی قبر ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک سال میں حج کو گیا، راستہ میں یکایک میرے دل میں خیال گزرا کہ قسپ سے علیحدہ ہو کر شارعِ عام چھوڑ کر چل۔ میں عام راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگا۔ میں تین دن رات برابر چلا گیا تو نہ مجھے کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی دوسری حاجت پیش آئی۔ آخر کار ایک ہرے بھرے باغ سے گزر ہوا۔ جس میں میوے دار درخت اور خوبیو دار پھول تھے اور وہاں ایک چھوٹا سا حالاب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو جنت ہے اور میں سخت تعجب میں تھا، اسی حال میں متکفر تھا کہ لوگوں کی ایک جماعت آتی نظر پڑی کہ ان کا

چہرہ آدمیوں جیسا تھا، نئیں پوشاک، خوبصورت پنکوں سے آراستہ آتے ہی ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور سب نے سلام کیا، میں نے جواب میں علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا پھر میرے دل میں خیال گزرا کہ شاید یہ لوگ جن ہیں اور یہ عجیب و غریب قوم ہے۔

انتے میں ایک شخص ان میں سے بولا ہم لوگوں کو ایک مسئلہ درپیش ہے اور باہم اختلاف ہے اور ہم لوگ قوم جن ہیں۔ ہم نے خداۓ بزرگ کا کلام جناب رسالت مآب پیغامبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر لیلۃ العقبہ میں شرف حضوری حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک نے ہمارے تمام دنیا کے کام ہم سے لے لیے اور خداوند تعالیٰ نے یہ مقام اس جنگل میں ہمارے واسطے مقرر فرمادیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: جس مقام پر میرے ہمراہی ہیں یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے؟ یہ سن کر ایک ان میں سے مسکرا دیا اور کہا: اے ابو اسحاق! خداوند عالم کے اسرار و عجائب میں یہ مقام جہاں اس وقت تو ہے جب تک انسان کے آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ انسان تیرے ساتھیوں میں سے تھا۔ اس نے یہیں وفات پائی اور دیکھو وہ اس کی قبر ہے اور اس کی قبر کی جانب اشارہ کیا، وہ قبر تالاب کے کنارے تھی، اس کے گرد باغچہ تھا جس میں پھول کھلے ہوئے تھے ایسے پھول اور خوشنما باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا پھر اس جن نے کہا: تیرے ساتھیوں اور تیرے درمیان اس قدر مہینوں یا برسوں کا فاصلہ ہے۔ خدا جانے ابراہیم نے کیا ذکر کیا۔ میئنے کہے یا سال ابراہیم کہتے ہیں میں نے ان جنوں سے کہا اس جوان کا ذکر کرو۔ ایک ان میں سے بولا: ہم یہاں تالاب کے کنارے پیشے ہوئے محبت کا ذکر کر رہے تھے اور اس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ناگاہ ایک شخص پہنچا اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا اور دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہا نیشاپور سے۔ ہم نے کہا: کب چلے تھے؟ کہ اسات دن ہوئے۔ پھر ہم نے کہا گھر سے نکلنے کی وجہ؟ کہا میں نے خدا کا یہ کلام و انبیاؤالی ربکم الع (اور

اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرما تبردار ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہوگی)۔ نہ۔ ہم نے کہا اثابت، تسلیم اور عذاب کے کیا معنی؟ جواب دیا: اثابت یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اس کا ہور ہے۔ رادی کا بیان ہے کہ اصل قصہ میں تسلیم کا ذکر نہیں۔ شاید تسلیم کے معنی یہ ہیں کہ اپنی جان اس کے سپرد کر دے اور یہ جانے کہ خدا میری نسبت اس کا زیادہ مالک و مُستحق ہے۔ پھر کہا اور عذاب! اور ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم لوگوں نے اسے بیہاں فن کر دیا اور سبھی اس کی قبر ہے۔ خدا اس سے راضی ہو۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان کے بیان اوصاف سے تعجب آیا۔ پھر میں قبر کے پاس گیا تو اس کے سر ہانے نزگ کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ یہ خدا کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے اور ایک درق پر اثابت کے معنی لکھے تھے۔ کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا میں نے پڑھا۔ قوم جن نے بھی اس کے علوم کرنے کی درخواست کی۔ میں نے بیان کیا تو بڑے خوش ہوئے اور کہا ہمیں ہمارے مسئلہ کا جواب مل گیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں سو گیا اور مجھے ہوش نہ آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو دیکھا۔ میرے پاس پھولوں کی چکھڑیاں تھیں جن کی خوبصورت بھرتک رہی پھر وہ خود بخود گم ہو گئیں۔ (روض الریاضین)

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا انوکھا طریقہ:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”ایک دن میں ایک بازار سے گزراتو میں نے چار آدمیوں کے گندھوں پر ایک جنازہ دیکھا، ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ میں نے کہا: ”اللہ کی قسم! میں ان کا پانچواں رفیق بن کر ضرور اجر و ثواب حاصل کروں گا۔“ جب وہ قبرستان پہنچنے تو میں نے کہا: ”اے لوگو! اس شخص کا وہی کہاں ہے؟ جو کہ اس پر نماز جنازہ پڑھے۔“ انہوں نے جواب دیا: ”اے محترم بزرگ! ہم میں

سے کوئی اس کو نہیں جانتا۔” پھر میں آگے بڑھا اور اس کی تمازِ جنازہ پڑھائی۔ ہم نے اسے لمبے میں اتار کر اس پر مٹی ڈال دی، جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: ”اس میت کا کیا معاملہ ہے؟“ انہوں نے بتایا: ”ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے، ہاں! ایک عورت نے اس کو یہاں تک پہنچانے کے لئے ہمیں کرائے پر لیا اور وہ اب آنے ہی والی ہے۔ اتنے میں وہ عورت آگئی جب وہ روتے ہوئے اور پریشان دل کے ساتھ قبر کے قریب رکی تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا، بال پھیلائے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے گریے وزاری کرنے لگی پھر اس نے دعا مانگی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو ہنسنے لگی۔

میں نے اس سے پوچھا: ”مجھے اپنے اور اس میت کے متعلق بتائیے! اتنا شدیدہ رونے کے بعد یہ ہنسنا کیسا؟“ تو اس نے مجھے سے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: ذوالنون۔“ وہ کہنے لگی، اللہ کی قسم! اگر آپ صالحین میں سے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی نہ بتاتی، یہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی شخندگ ہے، یہ اپنی جوانی کو شائع کرتا اور فخر یہ لباس پہنا کرتا، کوئی برائی ایسی نہیں جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو اور کوئی گناہ ایسا نہیں جسے کرنے کی اس نے کوشش نہ کی ہو۔ اس کے گناہوں کو جانتے والے مولیٰ نے اسے گناہوں کی سزا یہ دی کہ ایک دن اسے شدید درد ہوا، جو تین دن رہا، جب اس کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو کہنے لگا: ”اے میری ماں! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میری وصیت قبول کرنا، جب میں مر جاؤں تو میری موت کی خبر میرے دوستوں، بھائیوں، گھروں اور پڑوسیوں میں سے کسی کو نہ دینا کیونکہ وہ میرے برے افعال، گناہوں کی کثرت، اور جہالت کی وجہ سے مجھ پر رحم نہیں کریں گے۔ پھر اس نے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

إِنِّيْ ذُنُوبَ شَغَلْتَنِيْ
عَنْ صِيَامِيْ وَصَلَاتِيْ
مَاتَ مِنْ قَبْلٍ وَفَاتَنِيْ
تَرْكُتُ جَنَمِيْ عَلِيْلًا

لَيْتَنِي تُبْثِتْ لِرَبِّنِي
 مِنْ جَمِيعِ السَّيَّاْتِ
 آتَاهُنَّمْ فِي الْفَلَوَاتِ
 وَذُنُوبِنِي قَاتِلَهُنِي
 بَحْثٌ جَهْرًا بِعِيْوَنِي
 قَدْ تَوَالَّثَ سَيَّاْتِنِي
 وَتَلَاثَتْ حَسَنَاتِنِي

- (۱)..... میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔
- (۲)..... میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے
- (۳)..... کاش! میں اپنے رب عز و جل کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے۔
- (۴)..... اے میرے معبود عز و جل! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ چیرت زده ہے۔
- (۵)..... میرے عیوب سب پر ظاہر ہو گئے گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی۔
- (۶)..... میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکی ہیں اور نیکیاں بر باد ہو چکی ہیں۔

پھر وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ”اے میری ماں! افسوس ہے اس پر کہ میں اللہ کے نافرمانوں میں حد سے بڑھ گیا افسوس اس دل چرچے میں سخت کرتا رہا، اے میری ماں! تجھے اللہ کی قسم! جب میں مر جاؤں تو میرے رخسار کو زمین اور مٹی پر رکھ کر میرے دوسرے رخسار پر اپنا قدم رکھ دینا اور کہنا یہ جزا ہے اس بندے کی جس نے اپنے مولیٰ کی نافرمانی و مخالفت کی، اس کے حکم کو ترک کیا، اپنی خواہش کے پیچھے چلا، جب آپ مجھے فن کر لیں تو اپنے ہاتھوں کو اللہ عز و جل کی جناب میں بلند کر کے کہتا: ”اللَّهُمَّ إِنِّي رَضِيَتُ عَنْهُ فَارْضِ عَنْهُ“ ”اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔“ جب یہ مراتوں نے اس کی تمام وصیتوں کو پورا کیا۔ اب جب میں نے اپنا سر آسان کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک آواز سنائی دی: ”اے میری ماں! اب لوٹ جا، میں اپنے رب کے حضور اس حال میں آیا کہ وہ مجھ سے ناراض نہیں تھا۔“ جب میں نے یہ آواز سنی تو مسکرانے لگی۔“

مرنے والے میں کیا کس کے لیے ہے

حضور سیدنا منصور بن عمار فرماتے ہیں: ”جب بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے:

(۱).....مال وارث کے لئے

(۲).....روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے

(۳).....گوشت کیڑوں کے لئے

(۴).....بُذریاں مٹھی کے لئے

(۵).....نیکیاں خصوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: ”وارث مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش! موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ اللہ عزوجل سے جداگی ہو جائے گی، ہم اس سے اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتے ہیں، کیونکہ اگر سب فراغ ایک طرف جمع ہو جائیں اور رب عزوجل کا فراغ ایک طرف ہو تو یہ تمام فراغتوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ (ارش الفاق)

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ الرحمۃ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غالیشان ہے: ”جرائل (علیہ السلام) جب بھی میرے پاس حاضر ہوتے تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے کانپ رہے ہوتے، جب شیطان کی مخالفت ظاہر ہوئی اور قرب، بلند مرتبہ اور عبادت کے بعد اس دھنکارا گیا تو جرائل و میکائل (علیہما السلام) دو توں رونے لگے، اللہ عزوجل نے ان سے استفسار فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا؟ کیوں روتے ہو؟ حالانکہ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔“ تو انہوں نے عرض کی: ”اے ہمارے رب ہم تیری خفیہ مدیر یعنی تیری قضا، تیرے ترب کے بعد دوری اور سعادت

مندی کے بعد شفاوت سے خوف زده ہیں۔ تو اللہ نے ان سے ارشاد فرمایا: اسی طرح
میری خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو۔“

(احضرت لابی اشیع الاصحانی، ذکر میکال علیہ السلام، الحدیث ۲۸۵، عصہ ۱۳۶، بخت)

جومر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی

کنز العمال ج ۱۵ ص ۵۳۸ پ حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اکثروا ذکر الموت فانکم ان ذکر تموہ فی غنی کدرہ و ان
ذکر تموہ فی ضيق وسعة عليکم الموت القيامة اذا هات احد
کم فقد قامت قیامتہ۔

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اگر تم اسے خوشحالی میں یاد کرو گے تو وہ اسے
بے لطف کر دے گی اور اگر تم اسے تندسی میں یاد کرو گے تو کشادگی کا مزہ
پاؤ گے۔ موت قیامت ہے۔ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کی
قیامت قائم ہو جاتی ہے (یعنی اس کے ساتھ آخوند کا معاملہ شروع ہو
جاتا ہے)

اکثر وا ذکر الموت فان ذلك تمحیص للذنب وتزهید في
الدنيا الموت القيامة الموت القيامة

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو یونکہ اس کی یاد گناہوں کو منانے والی اور دنیا
میں زہد کا سبق سکھانے والی ہے۔ موت قیامت ہے موت قیامت ہے۔
لگادے جان کی بازی حصول عقبی میں یہ چند روز کی مہلت بڑی نیست ہے
موت کی نخنچیاں:

حدیث پاک میں ہے: ”نیک بندہ جب موت کی نخنچیوں سے دو چار ہوتا ہے تو
اس کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں ”السلام علیک“ تجوہ پر سلامتی ہو۔“

(تفسیر القرطبی، سورہ ق، تحت الایہ: ۱۹، الجزو، الساخع عشر، ج ۹، ص ۱۱)

حضرت سیدنا حسان بن ابی سنان علیہ الرحمہ سے پوچھا کیا: ”اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟“ تو آپ نے فرمایا ”اگر میں جہنم سے نجات پا جاؤں تو خیرت ہے۔“ پھر عرض کی گئی: ”آپ کی خواہش کیا ہے؟“ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات نماز ادا کر تا رہوں۔“

(علیہ الصلوٰۃ والسلام حسان بن ابی سنان، الحدیث ۲۷، ج ۳، ص ۳۹؛ تفسیر قمیل)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میں نے ایک مریض کی عیادت کی۔ جب میں اس کے پاس بیٹھا تو میں نے اس سے پوچھا: ”اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟“ تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے:

خَرَجْتُ مِنَ النَّبِيِّ وَقَاتَتِيْ
غَدَةً أَقْلَالَ الْحَامِلُونَ جَنَازَتِيْ
وَعَجَلَ أَهْلِيْ حَفْرَ قَبْرِيْ وَصَبَرُوا
خُرُوجِيْ وَتَعْجِيلِيْ إِلَيْهِ كَرَافَتِيْ
كَانُهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا أَطْ صُخْتِيْ
غَدَةً أَتَى يَوْمِيْ عَلَيْهِ وَسَاعِتِيْ

(۱)..... میرے کوچ کا وقت آگیا اور میں دنیا سے نکل کھڑا ہوا۔ کل تحوزے سے لوگ میرے جنازے کی چار پائی اٹھائے ہوں گے۔

(۲)..... میرے گھروالے جلدی میری قبر کھدوائیں گے پھر میری تقطیم کرتے ہوئے جلدی جلدی مجھے قبر کی طرف لے جائیں گے۔

(۳)..... جس صحیح میری موت کی گھری آئی تو ایسا لگا جیسے میری صحبت کو وہ کبھی پہچانتے ہی نہ تھے۔

حضرت سیدنا مرتضی علیہ الرحمہ نے حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ کے مرض الموت میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”اے ابو عبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عز و جل کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری

روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔“

(الزهد الكبير للبيهقي فصل آخر في الامل والمبادرة الخ، الحديث ۵۷۵، ص ۲۲۲)

بنی اسرائیل کا ایک شخص موت کی شدت کو بیان کرتا ہے

عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حد ثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج فانه كانت فيهم لا عاجيب خرچت طائفۃ منهم فاتوا مقبرة من مقابرهم وقالوا صلينا ركعتين فدعونا الله عز وجل يخرج لنا بعض الاموات يخبرنا عن الموت ففعلوا فبینما هم كذلك اذا اطلم رجل راسه من قبربين عينيه اثر السجود فقال يا هولاء ما اردتم الى فوالله لقد مت منذ مائة سنة فما سكنت عن حرارة الموت حتى كان الان فادعوا الله ان يعيذرني كما كنت (کنز ۱۵ ص ۲۸۹)

حضرت جابر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی طرف سے بیان کیا کرو کوئی حرج نہیں ان میں ہوئے عجائب ہیں۔ ایک مرتبہ ان میں سے کچھ لوگ قبرستان میں آئے اور ایک قبر پر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم درکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کچھ مردوں کو (قبوں سے) نکالے تاکہ وہ ہمیں موت کے بارے میں کچھ معلومات بھیم پہنچائیں۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی۔ وہ اسی حال میں تھے کہ ایک قبر میں سے ایک آدمی کا سر باہر نکلا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشان تھے۔ وہ کہنے لگا: یہاں آنے والا تم مجھ سے کیا پوچھتا چاہتے ہو؟

سنوا! خدا کی قسم مجھے سو سال ہوئے فوت ہوئے موت کی گرمی (یعنی تکلیف) اب تک سر نہیں ہوئی۔ پس تم دعا کرو اللہ مجھے اسی حالت میں لوٹا دے میں جس میں تھا۔

شدت موت سے جو ڈرتا ہے
معصیت کس طرح وہ کرتا ہے؟

اے موت کو بھول کر محل تعمیر کرنے والے

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی ملک کا بادشاہ بڑا عابد تھا دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کی طبیعت میں دنیوی عیش و عشرت کا میلان بھڑک آٹھا اور وہ دنیا کے شوق میں بنتا ہو گیا۔ ایک عالیشان محل تعمیر کرایا اس میں قیمتی قالین بچھوائے اور اسے ہر طرح آرستہ پیراست کر کے دعوت کا اہتمام کیا۔ جو بھی وہاں آتا انواع و اقسام کے کھانے کھاتا اور محل کی خوبصورتی، نوارات و عجائبات دیکھتا اور تعریف کرتا ہوا جاتا یہ سلسلہ کئی روز تک چلتا رہا۔

بادشاہ نے ایک روز اپنے مصاحبوں سے کہا: اس مکان کی خوبصورتی تم لوگوں نے دیکھ لی، میں چاہتا ہوں کہ ایسے ہی مکانات اپنے لڑکوں کے لئے تعمیر کراؤ۔ تم لوگ مجھے اس بارے میں مشورہ دو۔ ایک روز سب اسی کی باتیں کر رہے تھے کہ مکان کے ایک خالی گوشے سے کسی نے موت کی یاد دلانے والے اشعار پڑھے۔ جن میں سے ایک یہ ہے:

يَا إِلَهَ الْبَارِي النَّاصِي مَبِيتَهُ لَا تَأْمَنَنَ قَانَ الْمَوْتَ مَخْتُوبٌ
(اے موت کو بھول کر مکان کی تعمیر کرنے والے بے خوف نہ ہو کیونکہ
موت تو قسمت میں لکھی ہوئی ہے)

یہ سن کر بادشاہ اور حاضرین پر خوف طاری ہو گیا، بادشاہ نے پوچھا: کیا تم لوگوں نے بھی کچھ سننا؟ سب نے کہا ہاں! ہم نے بھی سن۔ بادشاہ نے کہا: اس آواز نے

میرے دل کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ لگتا ہے یہ موت کی آہٹ ہے۔ مصالحتی نے تسلی دی مگر بادشاہ کی کیفیت بدلتی چکی تھی۔ اس نے شراب گراوی۔ مزاں میر تزادیے اور فوراً صدق دل سے توبہ کی اور ”الموت! الموت!“ اس کی زبان پر جاری تھا۔ اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔

اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ موت یکدم آجاتی ہے اس لیے موت کے آنے سے پہلے ہی انسان کو راست اختیار کر لینا چاہئے کیونکہ اسی میں انسان کی بھلائی ہے۔ (روضۃ الریاضین)

اے بشر پہچان اس اللہ کو سب سے بڑھ کر مان اس اللہ کو آپ اپنے کو سمجھنا چھوڑ دے۔ عقل کے تاروں کو اپنے توڑ دے دیکھو اس کی پورش اس کی عطا۔ اے بشر اللہ پر ایمان لا اے ابراہیم! تو نے موت کو کیسا پایا؟

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر موت کا وقت آیا تو بعد از وصال اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: یا ابراہیم کیف وجدت الموت؟ اے ابراہیم! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: یا رب وجدت نفسی تنزع بالبلاء۔ اے میرے پروردگار! میری روح شدید کرب کے ساتھ نکالی گئی اس پر آپ کو کہا گیا نقد ہوں علیک۔ آپ پر تو بہت تخفیف کی گئی ہے (تذکرۃ ابن حبیب ص ۸۷)

حال کیا ہو گا بتا اے مطرب ہستی تیرا۔ جب اچانک نوث جائے گا رباب زندگی اچانک کی موت مومن کے لئے رحمت اور فاجر کے لئے زحمت ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

موت الفجاء راحة للبؤمن واخذذه اسف للنفاجر

اچاک آنے والی موت مومن کے لئے راحت و سکون ہے اور فاجر و نافرمان کے لئے حسرت و افسوس کا سبب ہے۔ (کنز ج ۱۵ ص ۶۷۸)

کیونکہ اچاک موت سے ایماندار شخص پیاری کی تکلیف سے نجی جاتا ہے اور فاسق و فاجر کو تو بے کی مہلت نہیں ملتی۔

مَنَازِلُ دُنْيَايِ عَمَرْتُهَا وَخَرَبَتُ دَارِيِ الْآخِرَةِ
أَصْبَحْتُ أَنْكَرُ دَارِيِ الْعَرَابِ وَأَرْغَبْتُ فِي دَارِيِ الْعَامِرَةِ

میں نے اپنی دنیا کے گھروں کو آباد کیا اور آخرت کو ویران کر دیا۔ اب میں اپنے ویران گھر کو ناپسند کرنے لگا ہوں۔ (اروپ)

ایک عورت کی اپنے باپ کی قبر کے پاس فریاد

حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے باپ کی قبر کے پاس پیشی رو رو کر رہا اشعار پڑھ رہی تھی:

عَدِمْتَ الْحَيَاةَ فَلَا يَلْتَهَا إِذَا أَنْتَ فِي الْقَبْرِ قَدْ أَوْسَدُوكَ
وَكَيْفَ الْأُذْ بَطْعَمِ الْكَرْبَى وَهَا أَنْتَ فِي الْقَبْرِ قَدْ أَفْرَوْذُوكَ

تیری زندگی ختم ہو گئی اب تو اس کو نہ پاسکے گا جبکہ تو قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے یہاں پہنچانے میں جلدی کی۔

اور میں کیوںکر سکون کی تیند سے لطف اندوڑ ہو سکتی ہوں اب جبکہ تو اپنی قبر میں ہے اور لوگوں نے تجھے تہبا چھوڑ دیا۔ (ایتنا)

موت ہے گھات میں تری انساں ایک تو ہے کہ محظوظ ہے یاد رہے! کسی کے نیک عمل پر تعجب نہیں ہوتا چاہئے کیونکہ فیصلہ خاتمه پر ہو گا جیسا کہ حدیث میں ہے حضرت ابوالامام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لاتعجبوا بعمل عامل حتى تنظر وابدا يختتم له (کنز ج ۱۵ ص ۶۸۱) کسی کے نیک عمل پر تعجب نہ کرو یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ اس کا خاتمه کیسا ہوا

۔۔۔

جانے والا یہاں سے وقت سفر حضرت وغم سے ہاتھ ملتا ہے پھر یہ بھی یاد رہے کہ جو شخص جس حال پر فوت ہوتا ہے قیامت کے دن اس کو اسی حال میں انٹھایا جائے گا جیسا کہ حضرت جابر سے مردی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: من مات علی شیء بعثہ اللہ علیہ (کنز ج ۱۵ ص ۱۸۱) اسی طرح مسلم شریف کتاب الجنة میں حضرت جابر سے ہی مردی ہے۔ یہ بعث کل عبد علی ما مات علیہ۔ اس کا ترجمہ وہی ہے جو گزر چکا اور شعر میں یوں کہہ سکتے ہیں۔

جس حال پر ہوتا ہے کوئی فوت جہاں میں

انٹھے گا اسی حال میں وہ روز قیامت

فوت ہونے والوں کی زندوں کی ساتھ خواب میں ملاقات کے واقعات

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن انفال اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شیشی میں خون لیے فرمارہے ہیں: یہ میرے فرزند حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں خداوندوں کے دربار میں پیش کرنے کے لیے لے جا رہا ہوں چنانچہ اس کے بعد چودھویں دن یہ خبر آگئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید کر دیئے گئے۔

(احیاء اطروہ ج ۲ ص ۳۲۱)

☆ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضور علیہ اصلوۃ والسلام اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تشریف فرمادیکھا تو میں نے سلام کیا اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لا یا گیا اور

ایک گھر میں دونوں کو داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر بہت جلد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میرا فیصلہ ہو گیا۔ پھر حضرت عواد یہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم میری مغفرت ہو گئی اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ (احیاء الطوم ج ۲۳ ص ۲۳۱)

☆ حضرت ابو یعقوب قاری و قیقی نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت لبے آدمی ہیں جن کا رنگ گندی ہے اور بہت سے لوگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ کسی نے بتایا کہ یہ اویس قرنی ہیں تو میں نے ان کے سامنے آ کر عرض کیا: آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا: تم خدا کی محبت کے وقت اس کی رحمت کا دھیان رکھو اور گناہ کرتے وقت اس کے عذاب کو یاد رکھو اور تم کسی حال میں بھی خدا سے اپنی امیدواری کو مت کاٹو۔ (احیاء الطوم جلد ۲ ص ۲۲۲)

مرنا جینا ہو سب اس کے واسطے فرض یہ انسان ادا کرتا رہے ہو فقط پوچھا اسی کی اے بشر اور ڈر ہو تو فقط مولا کا ڈر جس نے بھیجا ہے اسی کے واسطے آدمی اللہ سے ڈرتا رہے

☆ حضرت امام اعظم ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بغداد کے کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امام آپ کے ساتھ خدا کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: الحمد للہ! میری مغفرت ہو گئی۔ بزرگ نے کہا: غالباً آپ کی علمی و دینی خدمتوں کی بنا پر مغفرت ہوئی ہو گئی؟ آپ نے جواب دیا: نہیں مجھے تو ارم الراجحین نے صرف اتنی بات پر بخش دیا ہے کہ میرے مخالفین میرے بارے میں اسی افواہیں اور سہتیں پھیلایا کرتے تھے جو کہ مجھے میں نہ تھیں اور میں بہیشہ ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کیا کرتا تھا (ابوالیاء رجال النسب ص ۲۰۰)

ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہ ہوا

بغداد کے مشہور بزرگ حضرت معروف کرخی نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ تم

مجھے امام ابو یوسف کی وفات کی خبر دینا۔ رفق کا بیان ہے کہ میں بغداد کے ایک دروازے پر پہنچا تو امام ابو یوسف کا جنازہ جارہا تھا میں نے سوچا کہ اگر حضرت معروف کرخی کو خبر دینے جاتا ہوں تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی اس لیے میں نماز جنازہ پڑھ کر ان کے پاس گیا اور ان کو خبر سنائی تو ان کو بے حد صدمہ ہوا بار بار اللہ پڑھتے رہے اور افسوس کرتے رہے کہ ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا پھر فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ محل امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے لیے ہنا ہے ان کی اچھی تعلیم اور تعلیم دین کے شوق کے صد میں اور انہوں نے لوگوں کی ایذاوں پر صبر کیا اس کے اجر میں خدا نے ان کو یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔ (ادبیاء درجال المحدث و احیاء العلوم ج ۳)

☆ حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: کون سے عمل پر آپ کی مغفرت ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: میرا تو ایک ہی کلمہ اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا اور اسی پر میری مغفرت ہو گئی اور وہ کلمہ وہی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جنازہ دیکھ کر پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ اللَّهِ لَا يَمُوتُ۔ (پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور اس کے لیے کبھی موت نہیں ہے۔) (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۲۳)

☆ حضرت ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ارحم الرحمین نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ چکدار موتویوں کو شمار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۲۴)

☆ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک نے اس رات خواب دیکھا جس رات میں خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا کہ ایک

منادی یہ اعلان کر رہا ہے ان اللہ اصطفی ادم و نوحہ والل ابراہیم والل عمران علی العلیین و اصطفی الحسن البصری علی اہل ذمہ (یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کی اولاد اور حضرت عمران کی اولاد کو سارے جہاں والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے اور حضرت حسن بصری کو ان کے زمانے والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے۔)

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۳)

ایک قدم پل صراط پر اور دوسرا جنت میں

استاذ الحدیث بن حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہو رپوچھا کہ آپ کا کیا انجام ہوا؟ آپ نے فرمایا: میں نے ایک قدم پل صراط اور دوسرا قدم جنت میں رکھا اور حضرت ابن عینیہ سے یہ بھی منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر آتے جاتے رہتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں: لمثل هذَا فَلِيَعْمَلُ الْعَبْلُونَ (ان نعمتوں جیسی نعمت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔)

پھر میں نے عرض کیا: آپ مجھے کچھ وصیت فرمائی تو فرمایا: تم دنیا کے لوگوں سے جان پہچان اور میل ملا پ کم رکھو اور قیمہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے یہ تین اشعار پڑھتے:

نَظَرْتُ إِلَى رَبِّيْ كَفَاحًا لَفَالَّى !!

هَبِّيَا وَضَائِيْ عَنْدَكَ يَا بَنَى مَعِنْدَ

میں نے اپنے رب کا آئنے سامنے دیدا کیا تو اس نے مجھ سے فرمایا: اے سید کے فرزند! میری رضا و خوشنودی تجھے مبارک ہو۔

فَذُكْرُتْ فَوَآمَّا إِذَا أَظْلَمَ الدُّجَى

بِعَبْرَةِ مُشَاقٍ وَّ قَلْبٍ عَيْنِهِ!

بے شک اندھیری راتوں میں تم بہت زیادہ قیامِ اللیل کرتے تھے مشاق آنسو اور
عاشقِ دل کے ساتھ۔

فَذُونَكَ فَاخْتَرْ أَئِ قَصْرٌ أَرَدَّهُ

وَزُرْنِي فَلَاتِنِي مِنْكَ غَيْرُ بَعِيدٍ!!

تو تم جو محل چاہو اپنے لیے چن لو اور تم میری زیارت کرتے رہو کیونکہ میں تم سے

دور نہیں ہوں۔ (ایجاد، اعلوم جلد ۳ ص ۳۳۲)

مرنے کے بعد سیاہ چہرہ روشن اور منور ہو گیا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء کرام میں سے گزرے ہیں فرماتے ہیں: میں نے دوران حج ایک شخص کو دیکھا جو اٹھتے بیٹھتے اور ہر حرکت و سکون میں درود شریف ہی پڑھتا رہتا ہے، دوسری کوئی دعا کسی موقع پر بھی میں نے اس کی زبان سے نہ سکی۔ میں نے اس سے اس کا راز پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں پہلی مرتبہ اپنے والد کو ہمراہ لے کر حج کے لئے گیا تو اپنی پر ایک منزل میں مجھے نیندا آگئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا ہے تو میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹائی تو وہ واقعی مردہ ہوئے تھے اور ان کا چہرہ کالا ہو گیا تھا۔ میں بے حد ڈرا اور نہایت ہی رنجیدہ اور تمیلگین ہو گیا اور اسی فکر و غم میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ چار جبشی لوہے کے چارستون لیے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اچانک یہ نظر آیا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی بزرگ بس میں آگیا اور مجھ سے کہا: اٹھ تیرے باپ کا چہرہ گورا اور خوب روشن ہو گیا ہے، میں نے دریافت کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں تمہارا بیوی ہوں۔ میں فوراً ہی جاگ گیا اور اپنے باپ کے سر سے چادر

ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا چہرہ خوب روشن اور نہایت گورا ہو گیا تھا اس واقعہ کے بعد سے کبھی اور کسی حال میں بھی میں نے درود شریف کا پڑھنا نہیں چھوڑا۔
(احیاء الاطمیع ص ۲۳۱)

خلوصِ نیت اور چار کلمات کی وجہ سے بخشنش ہو گئی

حضرت ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ الرحمۃ ایک بلند مرتبہ عالم دین اور بزرگ ترین اولیاء میں سے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کہوم تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا: میری مغفرت ہو گئی۔ میں نے کہا: شاید ان اخراجات کی وجہ سے جو تم نے مکہ مکرمہ کے راستے میں نہر نکالنے پر خرچ کیے ہیں تمہاری بخشنش ہو گئی؟ اس نے کہا: ان اخراجات کا ثواب تو ان مالوں کے مالکوں کو مل گیا جن کی رقمیں شاہی خزانہ میں تحییں اور ان سے میں نے نہر بنوائی تھی، میری مغفرت تو میری اچھی نیت کی بدولت ہوئی اور نیہ بھی منقول ہے کہ زبیدہ خاتون نے خواب میں بتایا کہ میں ان چار کلمات کی وجہ سے بخش دی گئی جن کو زندگی میں بطور وظیفہ روزانہ پڑھا کرتی تھی اور وہ یہ ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ فِي بَهَا عُبْرَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَدْخُلُ بَهَا قَبْرَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَخْلُو بَهَا وَحْدَنِى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ فِي بَهَا عُبْرَى

اللَّهُ أَكْبَرُ (احیاء الاطمیع ص ۲۳۲)

مغفرت و بخشنش کے واقعات: سمع و جوہات

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ بہت سی بلند مرتبہ محدث ہیں آپ نے ایک بہت سی گناہ گار آدمی کے جنازہ کو دیکھا تو گھر کے اندر چلے گئے تاکہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھانی پڑے۔ کسی نے اس گناہ گار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم پر کیا گزری تو اس نے کہا: میرے رب نے جو غفور و رحیم ہے مجھے بخش دیا اور تم ایوب محدث کو قرآن مجید کی یہ آیت سا دینا: لَوْ اتَّمْتُ تِبْلِكُونَ خَزَانَ رَحْمَةِ رَبِّيِّ إِذَا لَامْسَكْتُمْ

خشیہ الانفاق۔ یعنی اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہو جاتے تو اس وقت تم خرچ ہو جانے کے ذریعے بخیل ہو جاتے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۳۲)

☆ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر شاگرد اور مشہور تارک الدنیا عبادت گزار بزرگ ہیں جس رات ان کی وفات ہوئی بہت سے مشائخ نے اس رات میں یہ خواب دیکھا کہ جنت میں خوب زینت کی جا رہی ہے اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ مشائخ نے خواب ہی میں پوچھا کہ یہ کون سی رات ہے؟ آواز آتی کہ اس رات میں حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کی وفات ہو گئی ہے، ہر طرف فرشتوں کا ہجوم یہ آرائش اور چہل پہل ان کی روح کی آمد آمد کے لیے ہے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۳۳)

☆ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بڑے محبت و محبوب شاگرد اور رئیس الفقہاء استاذ الحمد شیخ ہیں۔ علامہ ابن راشد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن مبارک کا خواب میں دیدار ہوا تو میں نے کہا: آپ تو وفات پا گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پھر میں نے عرض کیا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ فرمایا: میری مغفرت ہو گئی! پھر میں نے حضرت سفیان ثوری کا حال دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: واه واه وہ تو مع الذین انعم اللہ علیہم مِن النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین وحسن اولٹیک رفیقاً۔ (ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا کا انعام ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہیں اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں)۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۳۴)

☆ بعض مشائخ نے حضرت متم مرتضی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور یہ اپنے دور کے مشہور و ممتاز اولیاء میں سے ہیں، ان سے لوگوں نے خواب ہی میں پوچھا کہ آپ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے جنت

میں بھیج دیا پھر مجھے بلا کر پوچھا: تمہیں جنت کی کوئی چیز اچھی لگی؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر تمہیں جنت کی کوئی چیز پسند آگئی ہوتی تو میں تم کو جنت ہی کے پسروں کر دیتا اور تم کو میرا وصال نصیب نہ ہوتا۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۱)

☆ ابو بکر بن ابو مریم محدث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ورقاء بن بشر حضرتی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا کے ساتھ ان کا معاملہ کیا اور کیسار ہا؟ انہوں نے فرمایا: بڑی مشقتوں کے بعد میری نجات ہو گئی۔ میں نے دریافت کیا: کون سے عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا: ”دن رات خدا کے خوف سے رونا“۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۲)

موت کے ہاتھوں نہ کوئی نفع سکا ہر کوئی دنیا سے رخصت ہو گیا
عقل والے لے سبق تو بھی ذرا سامنے رکھ تو بھی نقشہ موت کا

اہل اللہ کی وصال کے بعد ملاقات میں

☆ حضرت سید بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام جرج و تعدلیل اور حدیثوں کو پرکھنے کے بادشاہ ہیں۔ جیش بن مبشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سید بن معین کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: میری مغفرت ہو گئی اور اللہ نے دو مرتبہ مجھ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان کی وفات کے بعد بغداد کے ایک بزرگ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اور دریافت کرنے پر فرمایا: سید بن معین کی نماز جنازہ میں چار ہا ہوں یہ شخص تھا کہ میری حدیثوں سے جھوٹ کو دفع کیا کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب، غیرہ)

اپنے مستقبل کو تم روشن کرو

حضرت ابو بکر کتابی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ صوفیہ میں بہت ہی نامور بزرگ ہیں یہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ کبھی اتنا خوبصورت جوان میری

نظرؤں کے سامنے نہیں آیا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میرا نام "لقوئی" ہے میں نے کہا: تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا: ہر غمگین دل میں۔ پھر وہ مڑا تو ایک بد شکل اور بہت کالی عورت نظر آئی۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: بد کاری۔ میں نے کہا: تم کہاں رہتی ہو؟ تو اس نے کہا: ہر خوشی منانے والے اترانے والے کے دل میں۔ ابو بکر کتابی کہتے ہیں کہ خواب دیکھ کر میں جاگ گیا اور میں نے خدا سے یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میں سوائے اختیاری فحی کے کبھی نہیں ہنسوں گا۔ (ادیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۳۲)

موت سے ہارا ہے آ کر آدمی
شہ ہفت اقليم ہے وہ بھی منا
ہے گدا تو وہ بھی ہے اس خاک کا
کیوں یہ بھولے اپنے رب رحمان کو
بعد مردن جس سے ہو گا واسطہ
واسطہ پیدا کرو اس سے بیٹیں
ہے اسی میں بہتری انجام کی
کیوں نہ غافل اس خدا سے ایک دم
اپنا مستقبل سنواریں کاش ہم
سابقہ جس سے رہے گا بس مدام۔ اس کی خوشنودی کا بس ہو اہتمام
عقل کے معنی ہی ہیں دوستو اپنے مستقبل کو تم روشن کرو
شیطان کو بھگانے کے لئے دل میں ایمان کا نور چاہئے

حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ جو کہ اکابر اولیاء میں سے ہیں فرماتے ہیں: میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا تو اس کو مارنے کے لئے اپنی لاٹھی اٹھائی مگر وہ بالکل خوف زدہ نہ ہوا تو اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابوسعید خراز! یہ ایلیس ہے یہ لاٹھی ڈنم تے سے نہیں ڈرتا ہے یہ تو بس اس شخص سے کانپتا اور لرزتا ہے جس کے قلب میں ایمان کا نور ہوتا ہے اور ابوسعید خراز نے یہ بھی فرمایا کہ میں دمشق میں تھا تو میں نے

یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کاندھوں پر چمک لگائے تشریف لائے اور میں اس وقت کوئی راگ گا رہا تھا اور سیدن کوٹ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو سعید اس کا شراس کی خبر سے بڑھ کر ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۳۲)

اللہ والے کے آنسوؤں سے لوندی کا چہرہ چکنے لگا

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے اولیائے کاملین میں سے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں اپنی ایک لوندی کو دیکھا جس کا چہرہ چمک رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پر اتنی چمک کیسے پیدا ہو گئی؟ اس نے کہا: آپ کو یاد نہیں ایک رات آپ خوف خدا سے زارو زار رور ہے تھے اور آپ کے آنسو بہرہ رہے تھے تو کمال محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر پل لیا تھا۔ یہ چمک اتنی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

پوچھا اتنی چمک کیسے پیدا ہو گئی؟ اس نے کہا: آپ کو یاد نہیں ایک رات آپ خوف خدا سے زارو زار رور ہے تھے اور آپ کے آنسو بہرہ رہے تھے تو کمال محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر پل لیا تھا۔ یہ چمک اسی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۳۲)

☆ زبیر بن نعیم بابی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سعیدقطان محدث کے بدن پر ایک کرتا ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے بسم اللہ الرحمن الرحيم کتاب من اللہ العزیز الحکیم براءة لحیی بن سعید بن القطان من النار طیفی خدا کی طرف سے یہ کلمی ہوئی تحریر ہے کہ سعیدقطان کے لیے جہنم سے نجات ہے۔ (تہذیب ادبہ بہ)

☆ حضرت خطیب بغدادی کی عظمت اور ان کی جلالت شان کا کیا کہنا ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: انا فی

روح و ریحان و جنة نعیم۔ یعنی میں آرام اور راحت اور خوبیو اور نعمتوں کی جنت میں ہوں۔ (بستان الحمد شیخ)

☆ حضرت منصور بن اسماعیل علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ ہزار محدث علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا: جن گناہوں کا میں نے اقرار کر لیا ان سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا لیکن ایک گناہ کا شرم کی وجہ سے میں اقرار نہ کر سکتا تو خدا و نبی کریم نے مجھے پیش کی حالت میں کھڑا رکھا، یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشہ گل کر گر پڑا! میں نے پوچھا: وہ کون سا گناہ تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تو وہ مجھے بہت اچھا لگا تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم کے باعث اپنے اس گناہ کا اقرار نہیں کیا۔ (ایجاد اطہوم ج ۲ ص ۳۳۳)

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واقعات

حضرت ابو جعفر صیدلاني فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ آپ فقراء کی ایک مجلس میں تشریف فرمائیں، میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا، پھر آسان پختا اور دو فرشتے اترے، ایک کے ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا۔ پہلے ان فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دھلانے پھر آپ کے حکم سے دوسرے لوگوں کے جب میری پاری آئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کی حدیث شریف نہیں ہے: المرء مع من احب (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے) آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا: آقا! میں بھی آپ سے اور ان فقراء سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کے بھی ہاتھ دھلانا یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔ (ایجاد اطہوم ج ۲ ص ۳۳۳)

☆ حضرت محمد بن فضاء نے فرمایا: میں خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

زیارت سے مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم لوگ عبد اللہ بن عون خوارکی ہمیشہ زیارت کرتے رہو کیونکہ وہ محبوب الہی ہے۔

(تہذیب التہذیب)

☆ حضرت صالح بن مبشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عطاء علیی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو ان سے کہا: دنیا میں تو آپ بہت غمگین رہا کرتے تھے اب کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہاں آکر مجھے بڑی راحت اور داعی خوشی نصیب ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: آپ کس درجے میں ہیں؟ فرمایا: مع الذین اند اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین۔ (یعنی میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ساتھ) حضرت عطا علیی بلند مرتبہ محدث اور بہت نامور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۲۳ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

حضرت یزید بن مذعور علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے امام او زانی محدث شام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں خدا کا مقرب بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا: میں نے علماء کرام اور غمگین رہنے والوں سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں دیکھا۔ یزید بن مذعور بہت عمر دراز اور بہت ہی بوڑھے تھے۔ وہ ہر وقت خوف خدا سے رویا کرتے تھے یہاں تک کہ روئے روتے وہ یہاں ہو گئے تھے۔

(احیاء العلوم ج ۲۳ ص ۳۳۲)

یاد رہے! مومن کے اچھے خوابوں کی بہت اہمیت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

لَمْ يَقِنْ مِنَ النَّبُوَةِ إِلَّا الْبَشَرَاتِ قَالُوا وَمَا الْبَشَرَاتِ قَالَ
الرُّؤْيَا الصَّالِحةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَايَ لَهُ

(مکملۃ ج ۲ ص ۳۹۲، بکوالی، بخاری)

نبوت میں سے بشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: بشرات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھے اچھے خواب جو مسلمان اپنے لیے دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے لیے دیکھے۔

ہے تاریخ سے ثبوت حیاتِ سکوت نفس ہے وقوعِ ممات
 ☆ ان ارواحِ المؤمنین تعریج عند النوم فی السماء فین کان منہم طاہراً اذن لہ فی السجود فین لم یکن منہم طاہراً لم یؤذن لہ (ما درج) بے شک اہل ایمان کی ارواح خواب کی حالت میں جب آسمان پر پیر کرتی ہیں تو ان میں سے جو پاک ہوتی ہیں انہیں سجدہ کی اجازت دی جاتی ہے اور جو پاک نہیں ہوتیں انہیں اجازت نہیں دی جاتی۔

خواب میں روح مسلمان کی یہ عزت یہ شرف
 اذن سجدہ اسے ملتا ہے دم پر فلک

نیند کی حالت میں ارواح کی آپس میں ملاقات

ان ارواح الاحیاء والاموات تلقی فی المیام فتتعارف ماشاء اللہ تعالیٰ فاذ ارادت الرجوع الی اجسادها امسك اللہ تعالیٰ ارواح الاموات عنده وارسل ارواح الاحیاء الی اجسادها الی حين انقضائه مدة اجالها۔ (تیریخ زدن جلد ۲ صفحہ ۶۰)

زندوں اور مردوں کی روشن خواب میں ملتی ہیں تو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں، بتیں کرتی ہیں چب تک اللہ چاہتا ہے پھر جب اپنے جسموں کی طرف لوٹنے کا ارادہ کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس روک لیتا ہے جن کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور ایسے زندوں کی ارواح کو ان کے جسموں کی طرف بھیج دیتا ہے جن کی مدت حیات ابھی باقی ہے۔

☆ عن علی رضی اللہ عنہ مارات نفس النائم فی السمااء فھی الرؤیا الصادقة ومارات بعد الارسال فلیقونها الشیطان فھی کاذبة (مارک بلڈ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نیند کی حالت میں نفس جو کچھ آسمان پر دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے اور جو کچھ وہاں سے لوٹ آنے کے بعد دیکھتا ہے اس میں شیطان کی ملاوٹ ہوتی ہے وہ خواب جھوٹا ہوتا ہے۔

فی الحقيقة بالیقین وہ صدق ہے وہ حق ہے

روح طاہر دیکھتی ہے جو فلک پر خواب میں

نیند موت کی بہن ہے اسی لیے جنت میں نیند نہ ہوگی

مقام فردوس میں کسی کو نہ نیند ہوگی نہ موت ہوگی
قال ابن زید النوم وفات والموت وفات (قرطبی) نیند بھی وفات ہے
اور موت بھی وفات۔ وقال عمر النوم اخو الموت (قرطبی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نیند موت کی بہن ہے۔

☆ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کماتنا مون فکذ اللہ

تموتون و كما توقظون فکذالک تبعثون (ترطبی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح مردے گے اور جس طرح تم جاؤ ائمہ ہو اسی طرح (قبروں سے) ائمہ جائے جائے گے۔

نیند آ جاتی ہے جیسے موت آئے گی یونہی
قبر سے ائمہ گے جیسے نیند سے ائمہ ہیں ہم

☆ عن جابر بن عبد اللہ قبیل یار رسول اللہ اینام اهل

الجنة قال لا النوم اخو الموت والجنة لا موت فيها۔ (ترمذی)
 حضرت جابر بن عبد الله رضي اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا اہل جنت سوتے بھی ہیں؟ آپ نے
 فرمایا نہیں، نیند تو موت کی بھی ہے اور جنت میں موت نہیں ہے۔

۔ ہر اک تعریف کے لائق وہی ذات مقدس سے

کیا بیدار جس نے نیند یعنی موت سے ہم کو

موت کے وقت مومن کو اعزاز کی خوشخبری اور کافر کو عذاب کی اطلاع

حضرت عبادہ بن صامت رضي اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب لقاء اللہ
 احب اللہ لقاء و من کره لقاء اللہ کره اللہ لقاء و فقالت
 عائشة رضي اللہ عنہا انا لنکرہ الموت قال ليس ذالك ولكن
 المومن اذا حضره الموت يشر برضوان اللہ وكرامته فليس
 شيء احب اليه مما امامه فاحب لقاء اللہ واحب اللہ لقاء و
 وان الكافر اذا حضره الموت يشر بعذاب اللہ وعقوبته
 فليس شيء اکرہ اليه مما امامه ذكره لقاء اللہ وكره اللہ
 لقاء و (بنواری، مسلم ترمذی، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محظوظ
 جانتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ سے
 ملنے پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملنے نہیں چاہتا۔ حضرت عائشہ رضي اللہ
 عنہا نے عرض کی: ہم موت کو تو پسند نہیں کرتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ جب مومن کو موت آتی ہے تو اے اللہ تعالیٰ کی
 رضا اور اس کے اطاف و اکرام کی بشارت دی جاتی ہے تو اے کوئی چیز

محبوب نہیں رہتی اس سے جو کہ اس کے آگے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو (اس وقت) زیادہ پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات چاہتا ہے اور جب کافر کے پاس موت آتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی ختنی کی خبر دی جاتی ہے تو اس کے نزدیک اس سے زیادہ مکروہ (اس وقت) کوئی چیز نہیں ہوتی جو کہ اس کے آگے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کوئی یوئے گا دیسا ہی وہ کاٹے گا

اللہ کسی پر بھی کچھ ظلم نہیں کرتا

مؤمن کے مرنے پر زمین کا روتنا

حضرت عطا خرا سانی فرماتے ہیں:

ما مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً فِي بَقِعَةٍ مِنْ بَقَاعِ الْأَرْضِ إِلَّا

شَهِدَتْ لَهُ يَوْمُ الْقِيَمَةِ وَبِكُثْرَةِ عَلَيْهِ يَوْمَ يَوْمَ (ابن حم)

جو شخص زمین کے کسی نکڑے پر سجدہ کرتا ہے وہ نکڑا قیامت کے دن (اس کے ایمان کی) گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن اس پر

روتا ہے۔

☆ حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ جب مؤمن مر جاتا ہے تو زمین کا وہ خط (جس پر وہ چلتا پھرتا تھا) پکار لختا ہے مات عبد اللہ المؤمن اللہ کا مؤمن بندہ فوت ہو گیا۔ فتبکی علیہ السیاء والارض۔ پھر اس پر زمین و آسمان روئے ہیں تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما یبکی کیما علی عبدی تمہیں میرے بندے پر کس نے رلایا ہے؟ فیقولان یا ربنا لم یمش علی ناحیۃ مناقط الا وہو یذکر ک. دونوں عرض کرتے ہیں: یا اللہ! یہ ہر جگہ تحریک کیا کرتا تھا۔

(کتاب الزہد ابن المبارک ص ۲۷)

مومن کے لئے موت ہے اک عجف خوش تر

اور قبر ہے راحت کدھ بستاں سے زیادہ

☆ شرح الصدور میں حضرت ابن عباس سے ہے ان الارض لتبکی على
المؤمن اربعین صباحا۔ مومن (کے مرنے پر) زمین چالیس دن تک روئی رہتی
ہے۔

☆ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہے کہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا: ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اس کے
اعمال چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے فاذا مات العبد المؤمن
بکیا علیہ۔ جب بندہ مومن مرتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم
وسلم قال إن المؤمن إذا مات تجابت المقابر بمorte فليس

منه بقعة الا وهي تتنبى ان يُدفن فيها (ابن ماسک)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: مومن جب مرتا ہے تو تمام مواقع قبر اس کے لئے آرائش
کرتے ہیں ان میں سے کوئی حصہ زمین ایسا نہیں جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ وہ
اس میں مدفون ہو۔

ذراء دیکھیں تو آ کر اہل دنیا عظمت مومن
زمین سجدہ مومن ہے گریاں موت مومن پر

ایک شبہ کا ازالہ

ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی مومن پر موت کے وقت ایسی سختی ہوتی ہے جو کافر پر نہیں
ہوتی تو اس کی حکمت حضور علیہ السلام کی طرف سے یوں بیان کی ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان المؤمن لیعمل الخطیئة فیشدد بها علیہ
عند الموت لیکفر بها و ان الکافر لیعمل الحسنة فیسهل علیہ
عند الموت لیجزی بها (طران)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بعض اوقات) مومن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کے کفارہ میں موت کے وقت اس پر شدت کی جاتی ہے (اور بعض اوقات) کافر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے صدر میں موت کے وقت اس پر نرمی کی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا! موت کے وقت نہ درد و کرب علامت نہ مومہ ہے اور نہ سکون و سہولت علامت محمودہ ہے۔ سکرات موت کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ پاس بیٹھنے والوں اور دیکھنے والوں کو حقیقت حال کا علم نہیں ہو سکتا مگر مومن پر ہمیشہ نیک گمان رکھنے کا حکم ہے۔

پاس بیٹھا ہوا سمجھ نہ سکا
نزع میں جتنا پہ کیا گزری

مومن کو موت کے وقت اللہ کا سلام

حضرت محمد بن کعب القرني سے روایت ہے کہ جب کسی نیک آدمی کے سانس ثم ہو جاتے ہیں تو ملک الموت اس کے پاس آ کر کہتے ہیں:

السلام عليك ولي الله. الله يقرأ عليك السلام ثم نزع بهذه الآية الذين تعرفهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم

ادخلوا الجنة (کتاب الربدان ابن المبارک صفحہ ۱۳۹)

سلام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ولی احمد ہمیں سلام کرتا ہے پھر یہ آیت پڑھ کر اس کی روح قبض کر لیتا ہے ”وہ لوگ جن کی روح میں فرشتے قبض کرتے

ہیں اس حال میں کہ وہ پاکیزہ ہوتے ہیں کہتے ہیں: سلام ہوتم پر جنت
میں داخل ہو جاؤ۔

موت کے وقت نیک لوگوں کو

خود فرشتے سلام کہتے ہیں

مؤمن کے پاس قبر میں ایک حسین چہرے والے کا آنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا:

يَا تَيْمَهُ رَجُلٌ حَسَنَ الْوِجْهَ حَسَنَ الشَّيْأَبِ طَيْبَ الرِّيحِ فَيَقُولُ

ابْشِرْ بِالَّذِي يُسْرِكَ هَذَا يَوْمَكَ الذِّي كَنْتَ تَوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ

مِنْ أَنْتَ فَوْجَهُكَ الْوِجْهَ يَعْجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ إِنَّا عَمِيلُكَ

الصَّالِحِ فَيَقُولُ رَبِّ أَقْمِ السَّاعَةَ رَبِّ أَقْمِ السَّاعَةَ حَتَّىٰ ارْجِعَ إِلَىٰ

أَهْلِي وَمَالِيٍّ۔ (سلفۃ باب ما یقال عند من حضره الموت)

مؤمن میت کے پاس قبر میں ایک انسان آتا ہے جس کا چہرہ بھی نہایت

خوبصورت ہوتا ہے اور اس کا لباس بھی بہترین وہ اسے خوشخبری دیتا ہے

کہ تو آج خوش ہو جا اس بات سے کہ یہ وہ دن آ گیا ہے جس کا تھے سے

وعدہ کیا جاتا رہا ہے یہ سن کر وہ مؤمن کہتا ہے کہ تو کون ہے تیرا چہرہ بڑا

شکیل، و جیل ہے، ایسا چہرہ تو خوشخبری ہی لے کر آتا ہے۔ وہ آنے والا

انسان جواب دیتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں (مؤمن یہ سن کر) کہتا ہے

اے اللہ! قیامت جلد قائم کر اے اللہ قیامت جلد قائم کرتا کہ میں اپنے

اہل و عیال سے ملاقات کروں۔

کافر کے ساتھ موت کے بعد کیا معاملہ ہوتا ہے؟

وَإِذَا فَنِيتَ أَيَامَ الدُّنْيَا عَنِ الْعَبْدِ الْكَافِرِ بَعْثَ إِلَىٰ نَفْسِهِ مِنْ

یتوفاها، فیقول صاحبہا اللذان کان یحفظان علیہ عبیلہ ان
هذا کان لنا صاحبنا و قدحان منه فراق فائذ نوالنا اودعونا
نثني على صاحبنا فيقول اثنیا عليه فيقولان لعنة الله و غضبه
علیہ ولا غفرله و ادخله النار قبیش الصاحب ما کان اشد
مؤنثه وما کان یعنی على نفسه ان کان خطایاہ و ذنوبه
لتینعنی ان نصعد الى ربنا فنسبح لاہ و تقدس له فيقول الذى
یتوفی نفسه اخر ج ایها الروح الخبیث الى شریوم مر علیک
قبیش ما قدمت لنفسك اخر ج الى الحبیم و تصلیة الجھیم

ورب علیک غضبان

(کتاب الزہد لابن المبارک ص ۲۱)

اور جب کافر کی زندگی کے دن دنیا میں ختم ہوتے ہیں تو اس کے پاس ان
دو فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے جو اس کی روح قبیش کرتے ہیں اور جو دنیا میں
اس کے عمل کی تکمیلی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ ہمارا ساتھی تھا اور اب
اس سے جدا ہی کا وقت آگیا ہے پھر وہ اجازت طلب کرتے ہیں کہ ہم
اپنے اس ساتھی کی تعریف کریں تو ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس
کی تعریف کرو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اس کا غصب
ہو اور وہ اس کی مفترضت نہ کرے اور اسے دوزخ میں داخل کرے۔ پس
برا ہے ساتھی، کتنی سخت محنت کیا کرتا تھا اور نیک کام کر کے اپنی آپ مدد
نہیں کیا کرتا تھا۔ بلاشبہ اس کے گناہ اس بات سے روکتے ہیں کہ ہم اپنے
پروردگار کے پاس جائیں اور اس کی تسبیح و تقدیم کریں۔ پھر وہ فرشتہ جو
اس کی روح قبیش کرتا ہے کہتا ہے اے خبیث روح اب تو (جسم سے)
نکل بدترین دن کے لئے جواب تجوہ پر گزرے گا بہت برا ہے جو تو نے

اپنے لیے آگے بھیجا اب تو نکل جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کی طرف اور
دوسرے میں داخل ہونے کے لئے اب تیراب تجھ سے ناراض ہے۔

کوئی دیکھے تو حال قبض روح کا فرد مشرک

فرشتوں کا جھٹکا ڈالنا اور مارتا ان کو

قبر میں نیک اعمال بندہ مومن کا دفاع کریں گے

حضرت کعب علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وشتوں کا منظر دیکھتا ہے تو بہت گھبرا تا ہے اس وقت اس کے اعمال صالح یعنی نماز، روزہ زکوٰۃ، حج، جہاد اور صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آکر کھڑی ہو جاتی ہے کہ ہٹوم کچھ نہیں کر سکتے اس نے نمازوں میں بہت لمبا مبارقاً کیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے! ہٹوم ہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لیے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں تو حج و جہاد راستہ روک لیتے ہیں کہ اس نے خدا کے لیے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے آجائتے ہیں اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے چوڑی کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔

(احیاء الحلوم جلد ۲ ص ۳۲۲، ۳۲۳)

موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے

موت کے خطرے سے غافل کس قدر انسان ہے

کیسا عاقل کیسا داتا اور کیا نادان ہے

کون پوچھے اس سے کہ اے ہشیار تجھ کو کیا ہوا

آنے والی موت سے کیوں لا غرض تو ہو گیا

تیرے اس گھر بار کی تیاریاں دیکھے کوئی

اور تیاری وہاں کی یہ بتا کیا تو نے کی

تا ابد رہتا ہے تجھ کو جس جگہ اے عالمند

ہوش والے کر وہاں کا دیکھ دروازہ نہ بند

کچھ تو تیاری وہاں کی بھی تو کراے ذی شعور

اور فرات آدمیت کا دکھا کچھ تو ظہور

کیسا منہ ڈھانکے ہوئے یہ جا رہا ہے آدمی

ہائے کبھی بے کسی اس پر برستی ہے پڑی

چار کے کندھے پہے تو اے بشراء باکمال

زندگی میں اس لدائی کا کبھی آیا خیال

ایک دنیا ایک عقبی دو ہی گھر ہیں اے بشر

ایک کا کچھ بھی نہیں اور ایک کا یہ کروفر

ساتھ اپنے کچھ بھی سامان تو وہاں کا لے چلا

یا کہ خالی ہاتھ اس دنیا سے تو رخصت ہوا

خواب میں بھی جس کی پیشی کا نہیں آیا خیال

آج اے انساں تو ہے اور رب ذوالجلال

کون ہے مالک تیرا اور کون ہے خالق تیرا
 کس سے آزادی کا تو نے زندگی میں دم بھرا
 چار کے کندھے پہ جانا یاد کر ابے ہوش مند
 اک اندر ہری گور میں جب تجھ کو سب کر دیں گے بند
 تجھ سے پھر پوچھے گا وہ رب العلا خالق تیرا
 زندگی میں یاد رکھا مجھ کو یا بھولا رہا
 تجھ کو بھیجا تھا فقط اپنی عبادت کے لئے
 یا کہ بھیجا تھا گناہوں اور غفلت کے لئے
 عقل والے یہ بتا کیا اس کو تو دے گا جواب
 جبکہ وہ خالق ترا پوچھے گا سب تجھ سے حساب
 اپنا مرنا یاد رکھ اسحاق ابے غفلت بھرے
 زندگی میں تاکہ تو اللہ سے ڈرتا رہے

عذاب قبر کے بارے میں احادیث مبارکہ

قبر کا عذاب حق ہے اور قرآن پاک کی متعدد آیات اور کثرت کے ساتھ
 احادیث اس پر شاہد عادل ہیں انہی میں سے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ایک چیز پر سوار ہو کر بنی نجاش کے باعث میں گزرے اور ہم لوگ ہمراہ تھے تو
 تاگہاں چھراں طرح بدک گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرا دینے کے قریب ہو گیا۔
 اچانک وہاں چچہ یا پانچ قبریں نظر آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ان قبر
 والوں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک صحابی نے کہا: جی ہاں مجھے معلوم ہے یہ ان مشرکین کی
 قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قبر
 والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں بختا ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم

لوگ مردوں کو فتنہ کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب
نادے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی طرف سے اپنا چہرہ
انور کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا: سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔ ہم لوگوں
نے کہا: ہم جہنم سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ قبر کے عذاب
سے پناہ مانگو تو سب نے کہا: ہم عذاب قبر سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا:
تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو تو سب نے کہا: ہم عذاب قبر سے خدا کی پناہ
طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔ تو سب
کے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا: تم سب لوگ
فتنه دجال سے پناہ مانگو تو سب لوگوں نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگتے
ہیں۔ (مکملو چ ۱۵۶ بحوالہ مسلم)

مومن و کافر کا قبر میں حال

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: قبر میں دو فرشتے (مکر و نکیر) آتے ہیں اور میت کو بھا کر اس سے سوال
کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر
دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام
ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہاری طرف بیجے گئے تو مومن کہہ
دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ چا
ہے لہذا اس کو جنتی بچھوئے پر سلاوا اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ اور اس کی طرف جنت کا
ایک دروازہ کھول دو تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور
اس کی نظر کی درازی بھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور کافر سے جب مکر و نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے
ہائے ہائے میں تو کچھ جانتا ہی نہیں، پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے

بائے ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا، پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہارے اندر بیجھے گئے؟ تو وہ کہتا ہے کہ بائے ہائے میں تو کچھ بھی نہیں جانتا تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہذا اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا اور اس کو جہنمی لباس پہنا اور اس کی طرف سے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بد بوقبر میں آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اس قدر تھک کر دی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں باسیں پسلیاں داہنی طرف ہو جاتی ہیں اور اس کے اوپر ایک اندھا ہبہ افرشتہ عذاب کا لو ہے کے ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کر دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس گرز سے پھاڑ کو مارے تو پھاڑ مٹی ہو کر بکھر جائے۔ اسی گرز سے وہ فرشتہ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سوانح انہوں اور جنہوں کے سب اسکے مار کو سنتے ہیں۔

(مکملہ جلد اس ۲۵ و ص ۲۶، بحوالہ ابو داؤد)

کافر پہ قبر میں ننانوے اڑدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کی قبر میں شانوں اٹھ دے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک اٹھ دھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی بزبرہ نہ اگائے گی۔ (مکلوۃ حج اس ۲۲)

پہلی سیر ہی ہے سوالات قبور
کامیابی اس میں جس کو ہو گئی
اور جو کوئی بھی ان میں رہ گیا
رکھ ہمیں ثابت قدم اے کبریا
لاج رکھنا اس کی مولائے غنی

سہل فرمائے جنمیں رب غفور
اس کو پھر عقبتی میں کاہے کی کی
اس پر بس پھر حشر برپا ہو گیا
قبر میں گھبرا نہ جائیں ہم ذرا
ہیں تیرے پیارے کے ہم بھی اتی

عاجزو لاچار ہیں مجبور ہیں اور جہالت کے سبب معدود ہیں
شوق دے اور ذوق دے تو علم کا اپنی مرضی کا ہمیں رستہ بتا
اے خدا آسان کر آسان کر فضل اپنا ہم پا اے رحمان کر
جنت میں عموماً مناسکین اور دوزخ میں عورتیں دیکھی گئیں

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں عموماً
داخل ہونے والے مسکین تھے اور مالدار (میدان حساب میں) بخیراء ہوئے تھے
(کیونکہ ابھی حساب نہیں ہوا تھا) ہاں دوزخ والے دوزخ میں بحیثی دیئے گئے اور
میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔
(بنواری)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین شخص آئے اور
انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم ذرا سی چیز کا بھی مقدور نہیں رکھتے نہ ہمارے
پاس کوئی خرچ نہ کوئی سواری نہ کچھ سامان ہے لہذا ہماری کچھ مدد فرمائیے۔ حضرت
عبد اللہ نے فرمایا: اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تم کو دوں اب تم جو چاہو
اختیار کرلو چاہو تو ہمارے پاس کچھ آ جانا اللہ جو کچھ ہم کو دے گا ہم تمہیں بھی دے
دیں گے اور اگر چاہو تو ہم بادشاہ سے تمہارا تذکرہ کر دیں، وہاں سے تم کو کچھ مل
جائے گا اور چاہو تو کسی سے امید مت رکھو پس صبر کرلو کیونکہ میں نے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تباہ کے فقراء مہاجرین قیامت کے روز مالداروں سے
چالیس ہر سو سالے جنت میں جائیں گے یہ سن کر ان تینوں نے کہا: ہم صبر کرتے ہیں
کسی سے کچھ سوال نہیں کرتے۔

(سلم)

قیامت کے دن سب سے زیادہ کون لوگ بھوکے ہوں گے؟

حضرت ابو جیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گوشت میں روٹی کے ٹکڑے پکے ہوئے کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی مجلس میں مجھے ڈکاریں آنے لگیں (جن کو سُن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا هدا کف من جشانک (ارے میاں اپنی ڈکار بند کرو) کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ پیٹ بھرنے والے قیامت کے روز سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے۔

(عام و بزار)

یاد رہے! حضرت ابو جیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور کم کھانے پر بھی یہ حال تھا کہ صرف ایک دقت کھایا کرتے تھے صبح کو کھا لیتے تو شام کونہ کھاتے اور شام کو کھا لیتے تو صبح کونہ کھاتے تھے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو جیفہ رضی اللہ عنہ نے خود اپنے متعلق فرمایا: فی الحالات بطی نہنہ ثلاثین سنہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر میں نے تیس برس تک اپنا پیٹ نہیں بھرا۔ (ترغیب)

امت پر سب سے پہلی مصیبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت اس امت میں یہ پیدا ہوئی کہ لوگ پیٹ بھر کر کھانے لگے اور پیٹ بھرنا اس لیے مصیبت ہے کہ جب پیٹ بھرنے والے کا پیٹ موٹا ہو جائے گا تو دل کمزور ہو جائے گا اور اس کی نفسانی خواہشات زور پکڑ لیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن بھوک گئی تو آپ نے ایک پتھر پیٹ مبارک پر کھکھر فرمایا: ”خبردار بہت سے لوگ جو دنیا میں کھانے والے اور نعمتوں میں زندگی گزارنے والے ہیں قیامت کے دن نگے اور بھوکے ہوں گے۔ خبردار بہت سے لوگ

دنیا میں اپنی عزت کروار ہے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے آپ کو ذلیل کر رہے ہیں
(یعنی اس عمل سے وہ آخرت میں ذلیل ہوں گے) الارب مہین لنفسہ وہولہا
مکرم۔ خبردار بہت سے لوگ دنیا میں اپنے آپ کو بے عزت کر رہے ہیں اور حقیقت
میں وہ اپنے آپ کو باعزت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس عمل کی وجہ سے ان کو
آخرت میں عزت ملے گی۔ (ابن ابی الدنيا) اور دوسری طرف یہ حال ہو گا کہ

غریقِ معصیت بے دین مل د فاسق و فاجر

سکون ہر دو عالم سے سدا محروم رہتا ہے

ایک درویش کی موت کا واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند فقیر "ایلہ" کے ساحل سے گزر رہے تھے کہ آبادی کے
کنارے ایک فوجی کامکان تھا اور فوجی نشاط و طرب میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی مغنیہ کنیز
خوش آوازی سے یہ عشقیہ اشعار بربط کے سروں سے ملا کر گاری تھی۔

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وُدٌ
كَانَ مِنِّي لَكَ يُبَدِّلُ
كُلَّ يَوْمٍ تَتَلَوَّنَ
غَيْرُ هَذَا بَكَ أَجْمَلُ
”خدا کی راہ میں میری جانب سے محبت کا ایک تختہ تیرے لیے ہے مگر
روزانہ تیر اعمالہ بدلتا رہتا ہے جبکہ بہتر کچھ اور تھا۔“

مکان کے باہر دیواروں کے سامنے تسلی ایک کمبل پوش فقیر لیٹا ہوا تھا یہ اشعار
سن کر اس نے جیخ ماری اور آواز دی ”پھر یہی گاؤ۔ بخدا اے باندی! میرے پروردگار
کے ساتھ میرا بالکل یہی معاملہ ہے،“ باندی کے ماں کے نے اسے حکم دیا کہ عودہ بربط چھوڑ
اور صرف شعر نہ یہ فقیر صوفی معلوم ہوتا ہے باندی انہی دو شعروں کو متواتر دھرتی رہی
حتیٰ کہ فقیر پر حال طاری ہوا۔ اسی کیفیت میں عشقِ الہی کے غلبے کی وجہ سے اس کے
منہ سے ایک بلند آوازنگی اور وہ بے خود ہو کر زمین پر گر پڑا، لوگوں نے سنجا لادیا مگر وہ
جال بحق ہو چکا تھا۔

گزرگاہ سے جاتے ہوئے بزرگ و ہیں رک گئے۔ فوجی نے فقیر کی لاش اپنے مکان میں انٹھوالی اور اپنے گھر کے تمام سامان لہو و لعب توڑ توڑ کر باہر پھینکنے لگا۔ رات زیادہ ہو گئی تھی، شہر ایلہ میں داخل ہو کر ان بزرگوں نے قیام کیا اور لوگوں کو اس واقعکی خبر دی۔ صحیح کے وقت مسافر بزرگوں نے پھر فوجی کے مکان کی جانب رخ کیا وہاں دیکھا کہ ہر طرف سے جوچ و رجوق لوگ جنازے میں شریک ہونے کے لئے چل آ رہے ہیں جیسے کسی نے نہایت اہتمام سے منادی کرائی ہو۔ بصرہ کے عماندین اور شرفاء بھی شریک جنازہ ہوئے۔ قاضی شہر نے تماز پڑھائی۔ فوجی کو لوگوں نے دیکھا کہ جنازہ کے پیچھے برہنہ سرچل رہا تھا۔ تماز جنازہ اور تجھیز و تغییر کے بعد فوجی نے سب کو گواہ بنا کر اپنی سب باندیوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب جاسیدا اور چار ہزار دینار خیرات کر ڈالے۔ اس کی یہ خالت دیکھ کر لوگ زار و قطرار روتے تھے۔ اس ایک تہبند، ایک چادر، جسم پر ڈالے اس نے فقر کی راہ اختیار کی۔

(روضۃ الریاضین)

غافل تجھے گھریاں یہ دیتا ہے منادی

گردوں نے گھری عمر کی اک اور گھنادی

اگر غور سے نا جائے تو گھریاں کی یہی آواز ہے گھنادی، گھنادی، گھنادی۔

العقل تکفیہ الاشارة۔ عقائد کو اشارہ ہتی کافی ہے۔

متکبر جنت میں نہ جاسکے گا

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے صحابی ہیں، پسلے یہودی تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ فرماتے تھے کہ میری نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ آپ نبی ہیں اور میں نے آپ کو دیکھتے ہی یقین کر لیا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

انبی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ایک قصہ۔ طرانی نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے

کہ ایک مرتبہ آپ اپنی کمر پر لکڑیوں کا گنھار کھ کر بازار میں سے گزرے۔ لوگوں نے کہا: آپ کو اس تکلیف کے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے یہ گنھا نزدوری پر بھی آپ اٹھو سکتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اس طریقے سے میں اپنے اندر سے حکمروتوڑتی ہوں۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں راتی کے دانے کے برابر بھی حکمروتی ہوگا۔ (ترفیب)

مطرائق شہ اور گرینگ نشیں کچھ بھی نہیں

کیا خبر ایسے یہاں کتنے سلیمان گزرے

☆ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام کا فرمان ہے تکبر کرنے والے قیامت کے دن انسانی شکلوں میں چیزوں کے برابر میدانِ محشر میں لائے جائیں گے۔ ہر طرف سے ان پر ڈلت چھائی ہوگی جہنم کے قید خانے بولن کی طرف ہنکائے جائیں گے۔ ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی، ان کو دوزخیوں کے جسموں کا نجور پلا یا جائے گا جس کو طبیعتِ انجیال کہتے ہیں۔ (ترمذی)

ایک عورت دوزخ کا ذکر سن کر کان پ انھی اور.....

حضرت عمر و بن شعیب اپنے باب دادا کے داسٹے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کی موٹی موٹی چوڑیاں تھیں ان سے آپ نے فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ ان (چوڑیوں) کے بد لے خدام کو قیامت کے دن آگ کی چوڑیاں پہنائے؟ یہ سختے ہی وہ کانپ انھیں اور اسی وقت وہ دونوں چوڑیاں اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں اور عرض کیا: ہبہا لله ولرسوّلہ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

(معجم الفوائد)

☆ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک انصاری نوجوان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذر بیٹھ گیا۔ جب ان کے سامنے دوزخ کا ذکر ہوتا تھا تو روتے روتے ڈھیر ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے گھر سے نکنا بھی چھوڑ دیا۔ ان کا یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ نوجوان آپ سے لپٹ گئے اور اسی وقت ان کی روح پرواز کر گئی اور زمین پر گر پڑے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کو کفناو، دفن اور اللہ تعالیٰ کے خوف نے اس کے جگر کے نکلے کر دیئے نہیں جس کی وجہ سے اچانک موت آ گئی۔

(حاکم و قال صحیح الاستاد)

ایک نوجوان ولی اللہ کی موت کا واقعہ

بغداد شریف کی جامع مسجد میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کا وعظ ہو رہا تھا، ایک خوشحال، خوش پوش اک جوان اپنے دوستوں کے ساتھ آیا اور وعظ سننے لگا۔ دوران وعظ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے، یہ سننا تھا کہ جوان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چلا گیا۔ دوسرے دن بنب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر تشریف فرماء ہوئے، جوان پھر آیا، "سلام کیا" دو رععت نماز پڑھی اور عرض کیا۔ کل میں نے آپ سے یہ جملہ سناتھا "حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے،" ذرا اس کا مطلب مجھے تباہیں۔ فرمایا: مولا سے زیادہ قوی کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں، پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے، یہ سن کر وہ چلا گیا۔

اگلے دن پھر حاضر ہوا تو اب اس کے جسم پر صرف دو سفید کپڑے تھے اور اس کے ساتھ اس کا کوئی دوست نہ تھا۔ عرض کیا: خدا ترسی کی راہ سے مجھے باخبر فرمائیں۔ فرمایا: اگر عبادت کرنا چاہتے تو دن کو روزہ رکھوڑات کو نوافل میں مشغول

رہا اور اگر اللہ عزوجل کے طالب ہو تو ہر ما سوی اللہ کو ترک کر دو اسے پالو گے اور رہنے کے لئے مسجدوں، ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو یہ سن کر اس نے کہا: خدا کی قسم! میں تو وہی راہ اختیار کروں گا جو سب سے مشکل اور دشوار ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

حضرت سری سلطی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد میرے پاس کچھ لڑکے آئے اور انہوں نے پوچھا: حضرت! احمد بن زید کا تب کا کیا ہنا؟ اس پر حضرت سری سلطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا البتہ ایسی ایسی عادت و صورت کا ایک آدمی یہاں آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں دریافت کیں پھر چلا گیا، مجھے معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے؟ اس پر ان لڑکوں نے کہا: یا حضرت! جب وہ شخص آپ کے پاس آئے تو ہمیں خبر کر دیں۔ پھر اس نوجوان کا سال بھر تک کوئی سراغ نہ ملا۔ آخر ایک روز عشاء کے بعد شیخ اپنے مجرمے میں تھے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے اندر آنے کی اجازت دی تو وہی نوجوان اندر آیا۔ اس نے شیخ کی پیشانی چوم کر کہا: یا شیخ! آپ نے جس طرح مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد فرمایا ہے اسی طرح اللہ آپ کو آتش دوزخ سے آزاد کرے۔ بظاہر یہ جملہ بڑا حیران کن تھا مگر شیخ نے نوجوان کے آنے پر ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کے گھر جا کر خبر کر دے۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت بچوں کو لیے ہوئے آپنی اس کا ایک بچہ زیور اور کپڑوں سے آراست تھا۔ عورت نے اسے شوہر کی گود میں ڈال دیا اور کہا: آپ نے تو اپنے جنتے جی مجھے یہ وہ بنا دیا اور اپنے بچوں کو داع غیرتی دے دیا۔ نوجوان نے شیخ سری کی طرف مخاطب ہو کر کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟

اس کے بعد اپنے بیوی بچوں سے کہا: بخدا تم لوگ مجھے دل سے محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ عزیز ہے مگر کیا کروں، انہوں (یعنی حضرت سری سلطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ہی مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا

چاہو تو ماسوی اللہ سے قطع تعلقی کرو۔ پھر بچے کے زیور کو اتار دیا اور یہوی سے کہا: زیور غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو اور میرے کبل کا ایک لکڑا اس کو پہنا دو۔ یہوی نے کہا: واللہ! میں اپنے بچے کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی اور بچے کو چھین لیا۔ یہوی کو کشیدہ دیکھ کر نوجوان لکڑا ہو گیا اور بولا آج شب تو نے مجھے اپنے رب کی یاد سے بھی غافل کر دیا اور بہاں سے چلا گیا اس کے جاتے ہی اس کے گھروالے سب رو نے لگ۔ اس کی یہوی نے جاتے ہوئے پھر شیخ سری سے عرض کی: اب اگر وہ پھر آئے تو مجھے ضرور خبر فرمائیں۔ شیخ نے انشاء اللہ فرمایا۔ بعد ازاں ایک عرصہ گزر گیا مگر اس نوجوان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ایک روز ایک بوڑھی خاتون شیخ سری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیغام دیا کہ مقام شونیز یہ میں ایک لڑکا آپ کو یاد کر رہا تھا۔ شیخ شونیز یہ گئے تو وہی احمد یزید کا تاب زمین پر پڑا تھا۔ زیر سر ایک ایسٹ رکھی تھی۔ شیخ کا سلام سن کر آئکھیں کھولیں اور کہا: یا شیخ! کیا خیال ہے رب تعالیٰ کے حضور میری غلطیاں معاف ہو جائیں گی؟ اس پر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ غفور و رحیم ہے وہ معاف فرمائے گا۔ احمد یزید نے حضرت کے جواب میں کہا: مجھ سے حقوق العباد کی تلفی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طرح کا گناہ ہی ہے۔ یہ سن کر حضرت سری سقطی نے فرمایا: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے توبہ کر لی بروز حشر اسے اور اس کے حقداروں کو بلا یا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہو گا کہ تم اسے معاف کر دو اور اس کی جانب سے اللہ اجر عطا فرمائے گا۔ آخر نوجوان احمد یزید کا تاب نے کہا: میرے پاس گھٹلیوں کی فروخت کے لئے چند درہم ہیں۔ میں مر جاؤں تو اسی سے ہی کفن اور ضرورت کی چیزیں خریدیے گا میرے اہل خانہ کو نہ بتائیے گا اور وہ حرام کمائی سے میرا کفن تبدیل کر دیں گے۔

شیخ سری فرماتے ہیں: میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا اس کی آئکھیں کھلی رہیں۔ اس کے بعد اس نے پڑھا میشل هدا فلی عیمل العبلون (عمل کرنے والوں

کو ایسے ہی اجر کے لئے عمل کرنا چاہئے) اور انتقال کر گیا میں نے کفن خریدنے کے لئے بازار کا رخ کیا۔ واپس ہونے لگا تو میں نے دیکھا لوگ بے تحاشا اسی جانب چلے آ رہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ ایک ولی اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کی نماز جنازہ کے لئے دوڑے جارہے ہیں۔ اس طرح ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ کر اسے وفن کر دیا۔

کچھ دنوں بعد اس کے الٹھانہ اس کی خبر گیری کرنے آئے تو میں نے انہیں بتا دیا کہ احمد زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہوی نے جب یہ ساتھ رونے پہنچنے لگی پھر اس کی قبر کا پتہ دریافت کیا۔ عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں دو باندیوں کو آزاد کر دیا اور ساری زمینیں اور جائیداد اللہ کے نام پر وقف کر دی۔ مال و دولت خیرات کر دی اور عمر بھر کے لئے شوہر کی قبر کے پاس بیٹھ رہی۔ بالآخر وہی اس کا انتقال ہو گیا۔

(روض الریاضین)

جس کے دل میں خوف خدا ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اپنے بندے پر نہ دو خوف جمع کروں گا نہ دو اطمینان۔ جو مجھ سے دنیا میں ڈرتا رہا میں اس کو آخرت میں اطمینان سے رکھوں گا اور جو مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو آخرت میں اسے ڈراوں گا (ابن حبان)

☆ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: دوزخ سے اسے نکال لو جس نے مجھے کسی روز یا دیکھا یا مجھ سے کسی دن ڈرا (ترمذی تبلیغی)

۔ خوشنودیٰ خالق کے لئے جس کا عمل ہو
انسان سے وہ اجر کا خواہاں نہیں ہوتا

اہل ایمان کے لئے نکیرین کی آواز کتنی عمدہ ہوگی؟

حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب سے آپ نے نکیرین کی (کرذت) آواز اور قبر کے دباؤ نے کا تذکرہ فرمایا ہے مجھے کسی چیز سے بھی تسلی نہیں ہو رہی اور قبر کا دھیان مجھے گھلاتا رہتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عائشہ نکیرین کی آواز مومنوں کے کانوں کو ایسی اچھی لگے گی جیسے آنکھوں میں سرمد اچھا لگتا ہے اور مومنوں کو قبر کا دبوچنا ایسے (آرام دہ) ہو گا۔ جیسے شفقت والی ماں سے بیٹا دردسر کی شکایت کرے اور ماں آہستہ آہستہ دبائے لیکن اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے۔ جانتی ہو وہ قبروں میں کیسے دبوچے جائیں گے؟ پھر خود ہی فرمایا: اسی طرح دبوچے جائیں گے جیسے بہت بڑا پتھر انہوں کو کچل ڈالے۔ (بینی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت آہ و زاری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت (مزاج پرسی) کے لئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی موجودگی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ان کا روتا دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیوں روتے ہیں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی ہی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور آپ حوض کوثر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے اور اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ لہذا موت تو اچھی چیز ہے۔ اس سے گھبرا نا مناسب نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں موت کے خوف سے اور دنیا چھوٹ جانے کے ڈر سے اور آخرت کی کراہت کے باعث نہیں رورہا ہوں۔ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ بس اتنا سامان

اپنے پاس رکھنا جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس عہد پر قائم نہیں رہا اور اس سے آگے بڑھ گیا ہوں کیون۔ میرے پاس یہ سانپ موجود ہیں۔ اب مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اس حال میں دنیا سے رخصت ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کس منہ سے پیش ہوں گا اور دنیا سے مال والا بن کر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟

راوی کہتے ہیں کہ اس قدر ڈر رہے تھے اور کانپ رہے تھے کہ میں نے دنیا جمع کر لی حالانکہ ان کے پاس ایک شب اور ایک بڑا سا پیالہ اور ایک وضو کرنے کا برتن تھا۔ انہی چیزوں کو سانپ فرمار ہے تھے کیونکہ ان کی موجودگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سمجھ رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا ہمیں کچھ صحت کرو تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اے سعد رضی اللہ عنہ! جب تم فیصلہ کرو اور جب مال تقسیم کرو اور جب کوئی رنج پیش آئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرہ“ دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ (ابن ماجہ)

ابن حبان اور طبرانی میں ہے کہ جب حضرت سلمان کی وفات کے بعد ان کے مال کا حساب لگایا گیا تو سارے مال کی قیمت پندرہ درہم (پونے چار روپے) یا چودہ درہم (سائز ہے تین روپے) بنی۔

(اس سے پہلے بھی ضمناً یہ واقعہ گزر چکا ہے)

کاش مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اب بیکد ہو چکی تو.....

جس حال میں تو خوش ہے اس حال میں خوش ہوں

میری بھی رضا ہے وہی جو تیری رضا ہے

عن بکار بن عبد اللہ عن وهب قال قرات فی بعض الکتب

ان منادیا یمنادی من السباء الرابعة كل صباح ابناء الا ربعين

زرع قدتنا حصادہ، ایناء الخمسین ماذا قدمتم وما اخرتم؟
ابناء السنتین لا عذر لكم لمیت الخلق لم يخلقوا و اذا خلقو
علموا ماذا خلقو قد اتقكم الساعة فخذوا حذراً کم.

(منہ الصنوة، ج ۲، ص ۲۹۳)

بکار بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت وہب نے فرمایا: میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ چوتھے آسمان پر (ایک فرشت) ہر صبح پکارتا ہے کہ چالیس سال کی عمر کے لوگوں کی مثال ایسی کھیتی ہے جس کی فصل کائنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پچاس سال کی عمر کے لوگو! تم سوچو کہ تم نے آگے کیا بھیجا (آخرت کے لئے) اور چیزیں (دنیا میں) کیا چھوڑا؟ سائٹھ سال کی عمر میں قدم رکھنے والا! تمہارے لیے اب کوئی عذر نہیں (تم اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر اپنی غفلت کے بارے میں کوئی بہانہ پیش نہ کر سکو گے تمہیں طویل زندگی عطا کی گئی لیکن تم نے اس سے استفادہ نہ کیا اور آخرت کے لئے نیک اعمال نہ کیے) کاش کہ خلقت پیدا ہی نہ ہوتی اور جبکہ پیدا ہو چکی تو اسے غور و فکر کرنا چاہئے کہ کس لیے پیدا کی گئی ہے۔ خبردار قیامت تمہارے قریب آ گئی ہے وہاں کام آنے والا سامان تیار کرلو۔

ہیں سامنے جن کے رو عقیلی کے مناظر

عن عمران الخیاط قال دخلنا على ابراهیم النخعی نعوذ
وهو بیکی فقلنا له ما یبکیک ابا عمران قال انظر ملک
الموت لا ادری یبشرنی بالجنة امر بالنار. (منہ الصنوة، ج ۲، ص ۸۸)

حضرت عمران خیاط (درزی) بیان کرتے ہیں: ہم ابراہیم نخعی کے پاس ان کی عالات میں عیادت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ رورہے ہیں۔ ہم

نے پوچھا آپ اس وقت روکیوں رہے ہیں؟ فرمایا: میں ملک الموت کی
انتظار میں ہوں مجھے کچھ خبر نہیں کہ وہ مجھے جنت کی خوبخبری دیتے یہ یا
جہنم کی (اس لیے رورہا ہوں)

۔ یہ سامنے جن کے رو عقبی کے مناظر

وہ رونق آفاق پر مائل نہیں ہوتے

الدنيا داریعن لادارلہ۔ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں۔ فرمان نبوت

(الترغیب، ج ۲)

☆ اسلام کے لئے بڑی تکالیف برداشت کرنے والے حضرت خبابؓ جن کو
انگاروں پر لٹایا جانا اور ان کی کھال جل جاتی، گوشت، خون اور چربی نکل آتی جب بیمار
ہوئے تو ان کی عیادت کرنے والوں نے خوبخبری دی کہ آپ حضور علیہ السلام کے
پاس حوض کوثر پہنچیں گے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے گھر کی چھت اور زمین کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا: اس کا جواب بھی تو دینا ہے میں اس گھر میں رہتا ہوں حالانکہ حضور
علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا سامان کافی ہے جتنا ایک مسافر ضرورت کے
لئے لیکر جاتا ہے۔ اب میں اتنے بڑے گھر میں رہتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نافرمانی کے باوجود آپ کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔ (ابو یعنی طبرانی)

منڈلارہا ہے سر پر تیرے طاہرا جل

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذا ذكرت الموتى قعد نفسك
کاحددهم۔ جب تو مردوں کا ذکر کرے تو اپنے آپ کو بھی انہی میں سے ایک شمار کر۔
(ایضاً اطہور، ج ۲ ص ۲۵۶)

☆ قال كعب من عرف الموت هانت عليه مصائب الدنيا
وهيومها۔ حضرت كعب فرماتے ہیں: جس نے موت کو پیچان لیا اس پر دنیا کے
مصائب آسان ہو گئے۔ (ایضاً اس ۲۵۶)

☆ کان عیسیٰ علیہ السلام اذا ذکر الموت عنده يقطر جلدہ
دما (ایہ العلوم ج ۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب موت کا ذکر ہوتا تو آپ کے جسم
اطہر سے خون پنکے لگ جاتا۔

رضاۓ حق محمد کی اطاعت سے عبادت ہے
سبھے لے اس حقیقت کو تو اے امت محمد کی

☆ قال ابراهیم التیمی شیمان قطعاً عنی لذة الدنيا ذکر
الموت والوقوف بین يدی الله عزوجل
ابراهیم تھی فرماتے ہیں: دو چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے میری دنیا کی
لذت چھین لی۔ ایک موت کی یاد دوسرا اللہ کے سامنے قیامت کا
خوف۔

نکل جاتے ہیں ہر اک مرٹے سے سرخو ہو کر
مد کرتا ہے خود اللہ اپنے نیک بندوں کی

☆ قالت صفیہ رضی اللہ عنہا ان اہراء اشتکت الی عائشہ
رضی اللہ عنہا قساوة قلبها فقلت اکثری ذکر الموت یرق
قلبک ففعلت فرق قلبها فجاءت تشکر عائشہ رضی اللہ عنہا

(ایہ العلوم ج ۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ
سے اپنے دل کی تختی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کیا
کر اس سے تیرا دل نرم ہو جائے گا اس نے اس پر عمل کیا تو اس کا دل نرم
ہو گیا وہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ
کا شکریہ ادا کیا۔

منڈلا رہا ہے سر پر تیرے طارِ اجل
پھر بھی لد کی فکر قیامت کا غم نہیں

خطرات جن کے دل میں ہیں روز شمار کے

وقفِ الہم ہے ان کا ہر اک لمحہ حیات
خطرات جن کے دل میں ہیں روز شمار کے

حضرت ابوہاشم پیار ہوئے تو ان کے بھانجے حضرت معاویہ عبادت کے لئے ان
کے پاس آئے دیکھا کہ ماموں جان اپنے مرض میں رو رہے ہیں۔ حضرت معاویہ
نے عرض کیا: اے ماموں! کیوں رو تے ہو کیا درد کی آپ کو بہت تکلیف ہے یادِ دنیا کی
حرص رلا رہی ہے؟ حضرت ابوہاشم نے جواب دیا: ہر گز نہیں بلکہ میں اس وجہ سے رو
رہا ہوں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد لیا تھا جس پر میں قائم نہیں رہا۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کیا عہد ہے؟

حضرت ابوہاشم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ٹھانے کے صرف اتنا مال جمع کرنا کافی ہے کہ ایک خادم ہو اور ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں
جانے کے لئے سواری ہو۔ اب میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس عبد کو چھوڑ کر
آگے بڑھ گیا ہوں اور زیادہ مال جمع کر لیا ہے۔ (ترمذی و سنائی)

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوہاشم رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو اتنا مال جمع
کر کے قیمت لگائی گئی تو تمیں درہم (یعنی سارے سات روپے) کی قیمت کا سامان
لکھا اور ایک پیالہ بھی تھا جس میں وہ آٹا گوند حاکر تے تھے اور اسی میں کھالیا کرتے
تھے۔ (رزین)

اترا نہ اپنی زندگی پر بہار پر
اس زندگی کا موت بالآخر مال ہے

فکر آخرت رکھنے والا عظیم حکمران

۔ نگاہ اپنے گریباں پے جب انھی میری
وفور شرم سے چہرہ چھپا لیا میں نے

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عاصم کے نواسہ تھے۔ بڑے ہی خدا ترس اور
آخرت کے فکر مند تھے۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو اور بھی
زیادہ حساب و کتاب سے ڈرنے لگے تھے۔ سیرت کی کتابوں میں ان کے عجیب و
غیریب واقعات لکھتے ہیں۔ جب خلافت آپ کے سپرد کی گئی تو رونے لگے اور کہنے
لگے کہ مجھے اپنے متعلق آخرت کا بڑا ہی خوف لگا ہوا ہے۔ آپ کی بیوی کا بیان ہے
کہ لوگوں سے خلافت پر بیعت لینے کے بعد جب آپ گھر میں آئے تو آپ کی
واڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو رہی تھی۔ میں نے گھبرا کر پوچھا: خیر تو ہے؟ فرمایا:
خیر کہاں؟ میری گردن پ ساری امت کا بوجھ وال دیا گیا ہے۔ اس لیے ڈر رہا ہوں
کہ کہیں قیامت میں مجھ سے باز پس نہ ہو جائے جس کا جواب نہ دے سکوں
(تاریخ الخلفاء)، آپ کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا جوڑ جوڑ کا نپ
جاتا۔ حضرت عطا فرماتے ہیں: آپ روزانہ رات کو بڑے بڑے علماء کو جمع کرتے
اور موت و قیامت کا ذکر کر کے اس قدر رہو یا کرتے کہ جیسے کوئی جنازہ سامنے رکھا
ہو۔

۔ باز آ معصیت سے اے ناداں معصیت کا مآل حسرت ہے
کیا خبر پھر نہ آئھ سکے پردا۔ دیکھ اے دل یہ دم غنیمت ہے
کان عمر بن عبد العزیز یجمع کل لیلۃ الفقہاء فیعدا کروں
الموت والقيامة والآخرة ثم یبکون حتی کان بین ایدیهم
جنائزہ (ایسا، اعلومنہ تبلیغ سفارد)

۔ ہے نزع و قبر و قیامت کا سامنا جن کو
میرے عزیز تو ان کے تکرارات نہ پوچھ

آپ پہلے بادشاہ ہیں جو مر نے والے ہیں

آپ نے کسی عالم سے فرمایا: مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے کہا: لیست اول
خلیفہ تموت۔ آپ پہلے خلیفہ نہیں جو فوت ہوں گے۔ فرمایا: مزید نصیحت کیجئے۔
انہوں نے کہا: لیس من اباء ک احصالی ادھر الاذاق الموت وقد جاءت
نوبتک۔ آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے موت کا ذائقہ نہ چکھا
ہو۔ اب آپ کی باری ہے۔ فبکی عمر لذلک۔ حضرت عمر یعنی کربے اختیار رو
دیئے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۵)

خانہ دل میں ہے روشن تیری الفت کا چراغ

اب بیان ہر روشنی کا داخلہ منوع ہے

☆ خلیفہ بنی سے پہلے آپ بہت صحت مند تھے لیکن بعد میں فکر آخترت کی
وجہ سے گھل گھل کراتے لاغر ہو گئے کہ جسم کی ایک ایک ہڈی دور سے گنی جا سکتی تھی۔
ایک دن آپ کے غلام نے آپ کی بیوی سے شکایت کی کہ روزانہ دال کھاتے کھاتے
اکتا گیا ہوں تو آپ کی بیوی نے جواب دیا: امیر المؤمنین بھی وہی کھاتے ہیں جو تم
کھاتے ہو (ایضاً)

☆ ایک بار زمانیہ خلافت میں آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا: انگور کھانے کو جی
چاہ رہا ہے کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ایک کوڑی بھی نہیں ہے میں
کہاں سے انگور خرید کر دوں؟ آپ امیر المؤمنین ہیں کیا آپ کے پاس اتنا پیسہ بھی
نہیں کہ انگور ہی خرید کر کھائیں؟ فرمایا: میں دل میں انگوروں کی تمنا لے کر جانا چاہتا
ہوں۔ کیونکہ یہ اس سے بہتر ہے کہ (بیت المال کے پیسے سے انگور کھا کر مروں جس
میں ہر مسلمان کا حق ہے) کل کو دوزخ کی زنجیروں میں جکڑا جاؤں۔ (ایضاً)

☆ ولید بن سائب کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر کسی شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ آپ کی یہوی فرمائی تھیں کہ زمانہ خلافت میں آپ کی یہ خالت تھی کہ باہر سے آ کر سجدہ میں سر رکھ دیتے اور روتے روتے اسی حالت میں سو جاتے۔ آنکھ کھلتی تو پھر رونے لگتے۔ (ایتنا)

۔ موت کا وقت معین ہے مگر
کیا خبر کیے کب آ جائے

بیت المال قوم کی امانت ہے

آپ بیت المال کے مال میں بہت ہی زیادہ احتیاط برتنے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کا حکم دیا تو وہ بیت المال کی لکڑیوں سے پانی گرم کر لایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے ایک درہم کی لکڑیاں منگوا کر اس کے عوض بیت المال میں جمع کر دیں۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو جب تک آپ کے پاس لوگ بیٹھے رہتے اور حکومت کے معاملات میں مشورہ ہوتا رہتا اس وقت تک بیت المال کا چراغ جلانے رکھتے تھے اور جب لوگ انٹھ کر چلے جاتے تو بیت المال کا چراغ گل کر کے اپنا چراغ جلا لیتے تھے۔

☆ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب اپنی یہوی کا خرچ کم کر دیا تو انہوں نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے اتنا مقدور نہیں ہے کہ تم کو وہی خرچ دے سکوں جو پہلے دیتا تھا۔ رہا بیت المال کا مال تو اس میں تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا ایک دیہات کے مسلمان کا حق ہے۔ (ایتنا)

۔ تو اس دارالعمل سے گرجی دامن چلا انساں
تری چانب پھر اے پے ساز و سامان کون دیکھے گا

ہدیۃ بھیجا ہوا سب اپنے لیے رشوت سمجھا

حضرت عمر بن مہاجر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا دل سب کھانے کو چاہا تو آپ کے ایک چیخاڑا و بھائی نے آپ کی خدمت میں ہدیۃ ایک سب بھیج دیا۔ آپ نے اس کو لے لیا اور اس کی خوبیوں کی بہت تعریف فرمائی اور اپنے غلام کو فرمایا: جن صاحب نے یہ بھیجا ہے ان کے پاس لے جاؤ اور ان کو میرا اسلام پہنچا کر کہہ دو کہ تمہارا ہدیۃ پہنچ گیا ہے جسے ہم نے بہت پسند کیا (اب ہم اس کو آپ کی خدمت میں بطور ہدیۃ بھیج رہے ہیں) یہ سن کر غلام نے کہا: یا امیر المؤمنین اس کے لینے میں کیا مضافات ہے؟ آپ کے چیخاڑا و بھائی نے بھیجا ہے اور ہدیۃ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبول فرمایا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیۃ تھا مگر ہمارے لیے رشوت ہے (کیونکہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ صرف ہدیۃ تھی کی نیت سے دیا کرتے تھے اور ہم کو اس نیت سے دیتے ہیں کہ ہم سے کچھ کام نکالیں گے)۔ (ایضاً)

میرے عزیز تو ان کے تکفیرات نہ پوچھ

حضرت ابو سلام جعشی نے بواسطہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کہ رسول نہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ڈلتا بڑا ہے کہ جتنا عدن سے لے کر عمان البلقاء (ایک شہر جو عدن سے بہت ہی دور ہے) کا فاصلہ ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہیں جو کوئی اس میں سے ایک بار پی لے گا، کبھی بھی پیا سان ہو گا۔ سب سے پہلے اس پر وہ مہاجر فقراء آئیں گے جن کے (دنیا میں) ہال بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے تھے جن کے نکاح میں عده عورتیں نہیں دی جاتی تھیں اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر

بن عبدالعزیز بہت متکفر ہوئے اور فرمایا (بھلا میں حوض کوثر پر دوسروں سے پہلے کیسے جا سکوں گا حالانکہ) میرے نکاح میں شہزادی فاطمہ عبدالمک بادشاہ کی بیٹی ہے اور میرے یے ہر محفل اور ہر مجلس میں جانے کو دروازے کھولے جاتے ہیں لہذا اب تو یہی کروں گا کہ جب تک بال نبکھر جایا کریں گے نسرا نہ دھویا کروں گا اور جب تک میرے بدن کا کپڑا امیل انہیں ہو جایا کریگا اسے نہ دھویا کروں گا۔

(الترغیب والترہیب)

اباجان کیا آپ اس حقیقت سے بے خوف ہو گئے.....

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک دن لوگوں کے فیصلے کے لئے (تحت عدالت پر) یعنی جب دن آدھارہ گیا تو آپ تحکم کر چور چور ہو گئے۔ تب آپ نے لوگوں سے فرمایا: اپنی جگہ بیٹھے رہو۔

وَدَخَلَ لِيُسْتَرِيحَ سَاعَةً فَجَاءَ إِلَيْهِ أَبْنَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَلَّمَ عَنْهُ
فَقَالُوا دَخَلَ فَاسْتَاذَنَ عَلَيْهِ فَادْنَ لَهُ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا مُحَمَّدَ
الْمُؤْمِنِينَ مَا دَخَلْتَ؟ قَالَ أَرْدَتْ إِنْ اسْتَرِيحَ سَاعَةً قَالَ
أَوْاهِنَتِ الْبَوْتَ إِنْ يَأْتِيَكَ وَرَعِيتَكَ عَلَى بَابِكَ يَنْتَظِرُونَكَ وَانتَ
مُحْتَجِبٌ عَنْهُمْ؟ فَقَامَ عَمَرٌ فَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ

(منہ اصنفۃ، ج ۲ ص ۱۴۵)

یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔ پھر آپ اپنے مکان میں داخل ہوئے تاکہ تھوڑی دیر آرام کر لیں، ان کا لڑکا عبدالمک آیا اور لوگوں سے اپنے والد کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا وہ اپنے کمرے میں ذرا آرام کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ لڑکے نے اپنے والد سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ والد صاحب نے اجازت دے دی۔ لڑکا والد صاحب کے پاس چینچ کر کہتا ہے اے امیر المؤمنین آپ کو کس چیز نے یہاں داخل

کیا ہے (عمر بن عبدالعزیز) نے فرمایا: میں تحکم گیا ہوں خیال کیا کہ ذرا سکون حاصل کر لوں۔ بیٹا (عبدالملک) کہنے لگا: ابا جان کیا آپ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ آپ کے پاس موت اچانک آ جائے اور آپ کی رعیت آپ کے دروازے پر آپ کی انتظار کر رہی ہو اور آپ ان سے پوشیدہ ہوں (یعنی کر) حضرت عمر بغیر استراحت کے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔

گزارتا ہے وہ کس طرح عمر غفلت میں ک جس کے سامنے موت و مزار و محشر ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک خطبہ

آپ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: لوگوں لو ہر سفر کے لئے زادروہ کی ضرورت ہے اور سفر آخرت کا تو شہ تقویٰ ہے۔ اپنی حالات ایسی بنالوگو یا کہ تم آخرت کے ثواب وعداً بکو اپنی نگاہیوں سے اس دنیا میں دیکھ رہے ہو تو اب کو دیکھ کر اس کی طرف رفتہ پیدا کرو اور عذاب کو دیکھ کر خوف کھاؤ۔ حرص حیات زیادہ نہ بڑھاؤ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم پر تمہارا دشمن غالب آ جائے گا جو صبح سے شام تک زندہ رہنے کی امید نہیں رکھتا اور شام سے صبح تک اپنی عمر مستعار کا اختبار نہیں کرتا۔ وہ اپنا دامن امید نہیں پھیلاتا اور لمبے لمبے منحوبے نہیں بناتا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو اپنی زندگی پر نخوردتے کس طرح موت کی آغوش میں چلے گئے؟ لوگو! جان اور کہ بہشت اور دوزخ میں سے ایک مقام میں ہر انسان نے داخل ہونا ہے۔

(احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۵۰)

مر رہے ہیں سامنے انسان ترے
تو بھی بے انساں یونہی مر جائے گا

شہزادے کی موت کے منظر نے حضرت حسن بصری کی کایا پلٹ دی

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جوانی کے عالم میں متوفیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ جواہرات لے کر شاہ روم کے پاس گئے۔ پہلے وزیر سے ملے اور اسے کہا کہ میں سوداگروں اور جواہرات کے سلسلے میں بادشاہ سے ملنے کا خواہ مشمند ہوں۔ وزیر نے کہا: کل تو بادشاہ ایک ضروری کام کے لئے شہر سے باہر جائے گا اور ملاقات کی صرف یہ صورت ہو سکتی ہے کہ تم میرے ساتھ چلے چلو۔ جب بادشاہ اپنے کام سے فارغ ہو گا تو تجھے ملا دوں گا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ چنانچہ دوسرے روز ایک گھوڑا زین سے آراستہ خواجہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے لئے منتگولیا گیا۔ جب مطلوبہ مقام پر پہنچتا تو آپ نے دیکھا کہ ایک دیباۓ روگی کا خیمہ ایک میدان میں ایستادہ ہے اس کی ظنابیں ریشم کی ہیں اور جن کیلوں سے بندھی ہوئی ہیں وہ سونے کی ہیں۔ ایک فوج کا بڑا دستہ اسلحہ سے لیس خیمہ کا طواف کر رہا ہے۔ فوجیوں کے طواف کے بعد اہل چاہ و حشم نے خیمہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد حکماء فلاسفہ اور دیر و فرشی حضرات نے خیمہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد کوئی دوسو کے قریب کنیزیں اور لوڈیاں جن کے حسن قیامت خیز تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں زر و جواہر کا ایک تحال تھا۔ انہوں نے بھی اپنے پیشوؤں کی طرح خیمہ کا طواف کیا۔ پھر قیصر اور وزراء کی باری آئی۔ انہوں نے خیمے کے اندر کچھ دیر قیام کیا اور پھر چل دیئے۔

یہ ساری کیفیت دیکھ کر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیران رہ گئے اور جو وزیران کا ہر کاپ تھا، اس سے پوچھا یہ مختلف انواع کے لوگوں کا طواف اور یہ شان و شوکت والا خیمہ یہ سب کچھ کیا ہے اور خیمہ کے اندر کون ہے؟ جس کو یہ اعزاز و مرابت دیے جا رہے ہیں؟ وزیر عرض گزار ہوا: قصر روم کا چینا جو کہ صاحب جمال بھی تھا اور صاحب علم بھی تھا اس کو نہ صرف جگ کے جملہ امور میں دسترس تھی بلکہ وہ بہترین پر

سالار تھا اس کا باپ اس سے بہت پیار کرتا تھا کچھ عرصہ پہلے وہ یہاں پڑ گیا۔ بڑے بڑے طبیب اور ویداں کے علاج کو آئے مگر کوئی حاذق اس کے لئے تریاق حیات مہیا نہ کر سکا۔ آخر کار وہ مر گیا اس کو ای خیمہ میں دفن کیا گیا ہے اور ہر سال ایک بار اس کی زیارت کو تمام لوگ آتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ طواف کا طریقہ کار جو مختلف اوقات میں مختلف طبقے کرتے ہیں اس کی وجہ میں جانتا چاہتا ہوں۔ عرض کی: فوج کے لوگ اس وجہ سے طواف کرتے ہیں کہ اگر شہزادے کسی ایسی مہم یا مصیبیت سے دوچار ہوتا تو ساری فوج اپنی جان قربان کر کے شہزادے کی نجات کا سامان مہیا کرتی اور اس کو کوئی آئندج نہ آنے دیتی دانشور، فلسفی اور حکماء اس وجہ سے طواف کرتے ہیں کہ اگر حکمت و دانش اور خرد شناسی شہزادے کی بلا کودفعہ کر سکتے تو ہم اپنی ساری مسائی اس بات پر صرف کر دیتے کہ شہزادے کی بلا دفعہ ہو جائے۔ خوبصورت لڑکیوں اور مال و زر کا یہ مطلب ہے کہ یہ مال و زر اور جسم و جاں اگر شہزادے کی صحت یا بی میں مدد دے سکتے تو ان سب کو قربان کر دیا جاتا۔

شہزادے کا والد اور وزراء کہتے ہیں کہ اے جان پدر اور معزز شہزادے! ہم نے تو فوج، حکماء بزرگوں، شفیقوں اور مددبروں کی تجوادیز حاصل کیں مگر یہ سب کا گر اس لیے نہیں ہو سکیں کہ اس بات پر کسی کا کوئی بس نہیں تھا۔ موت کے آگے سب بے بس ہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ باتیں سنیں اور ساری صورت حال دیکھی تو اس دن سے اپنے آپ کو عبادت میں اس قدر مصروف کیا کہ ستر برس کی عمر میں کبھی بے وضو نہ رہے۔ گوشہ تہائی کو اپنا مسکن بنایا اور قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں کبھی نہیں نہیں گا بلکہ آخرت کی نکر میں ہمیشہ روتا رہوں گا اور یوں آپ نے اولیاء رحمۃ اللہ علیہم میں وہ مقام پایا جس پر آج بھی انہیں یاد کیا جاتا ہے۔

(ذکرۃ الاولیاء)

آتش پرست کو ہدایت مل گئی

شمعون نامی مشہور آتش پرست خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوی تھا۔ وہ ستر برس تک آتش پرستی کرتا رہا۔ آخری عمر میں وہ یکار پڑ گیا۔ کئی روز گزر گئے۔ عمدہ علاج اور تمادیر بھی اسے صحت یا باب نہ کر سکیں تو ایک روز خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی عیادت کو گئے۔ عیادت کے بعد آپ نے اس کو نصیحت کی کہ تم نے ایک عمر کفر و شرک میں گزار دی ہے۔ اب تم اپنے انجام کو چھپنے والے ہو تو اسلام لے آؤ شاید خدا تم پر مہربان ہو جائے۔

شمعون نے جواب دیا: خواجہ صاحب! مجھے مسلمانوں کی تین عادات سخت ناپسند ہیں۔ ان کی بدولت میں اسلام سے دور رہا ہوں اور اب بھی مجھے اس میں کوئی کشش نہیں محسوس ہوتی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو بیان کرو ہو کون ہی ناپسند یہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے تو اسلام کا منکر ہے؟ اس نے جواب دیا: اول یہ کہ مسلمان دنیا کو برداشت ہیں جبکہ شب و روز دنیا کے مثالی اور متواں ہیں۔ دوم موت پر یقین کامل رکھتے ہوئے بھی موت کے لئے کوئی عملی سامان تیار نہیں کرتے۔ سوم یہ کہ خدا کے دیدار اور خدا کو حاصل کرنے کے بھی ممکنی رہتے ہیں اور ہر وہ کام بھی کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا! تمہاری گفتگو بڑی اچھی ہے اس میں حق شناسی کی دلیلیں ہیں مگر یہ بتا کر تو نے صرف ان باتوں کی وجہ سے ستر برس آتش پرستی میں بر باد کر دیئے جبکہ ایک مسلمان اور کچھ نہ کرے کم از کم خدا کی وحدانیت پر یقین تو رکھتا ہے اور اس بات سے اس کو خدا کا قرب تو ملے گا۔ تیراخیال کیا ہے تو نے آتش کو پوچا ہے تو آگے جا کر آگ سے محفوظ رہے گا اور ہم لوگوں نے آتش پرستی نہیں کی تو ہمیں آگ جلا دیگی؟ یہ کہہ کر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک آگ جلائی جائے میں اور شمعون دونوں اپنا ہاتھ آگ میں رکھ دیں گے۔ دیکھتے ہیں آگ

آتش پرست کو جلاتی ہے یا خدا پرست کو؟ یہ کہہ کر جلتی آگ میں خود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا مگر خدا کے فضل سے آگ نے آپ کو کوئی نہیں پہنچایا۔ شمعون نے یہ روح پرور منظر دیکھا تو اس کا دل بہایت اللہ یہ منور ہو گیا اور فوراً خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولا: حضرت! اسی وقت کلمہ پڑھائیے۔ کفر و شرک میں ایک عمر بسر کی ہے چند سالیں باقی ہیں۔ یہ گھڑی پھر نصیب ہو کر نہ ہو۔ اس کے ساتھ یہ مطالبہ کیا کہ اگر میں خدا پر ایمان لے آؤں تو کیا آپ مجھے گارنی دے سکتے ہیں کہ میں عذاب اللہ سے بچ جاؤں؟ اچہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیوں نہیں میں تمہیں لکھ کر دیتا ہوں کہ اگر تم، ان ہو جاؤ تو خدا تمہیں ضرور بخش دے گا۔ چنانچہ ایک اقرار نامہ تیار کیا گیا جس پر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عادل حضرات کے دستخط بطور گواہ کے رقم کیے گئے۔ یہ حون نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ ادھر وہ مسلمان ہوا ادھر اس کی روح نفس یہی سے پرواز کر گئی۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غسل دیا، کفنا یا اور وہ عہد نامہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتار دیا۔ رات کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک پل کے لیے بھی نیند نہ آئی۔ ساری رات نوافل میں ادا کی اور خدا کے اعرض کرتے رہے۔ اے رب کریم! میں خود ایک گنہگار آدمی ہوں۔ میں کسی کی بخشش کی کیا ضمانت دے سکتا ہوں؟ میں نے ایک دعویٰ کر دیا ہے اب تو میری لاج رکھنے والا ہے ورنہ قیامت کے روز میں اس شخص کو کیا مند دکھاؤں گا جس نے میری ضمانت پر کلمہ پڑھا۔ اسی بے کلی میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون کے سر پر تاج ہے اور وہ پر تکلف لباس میں ملبوس جنت کے باغات میں سیر کر رہا ہے۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے شمعون! سنا تیرا کیا حال ہے؟ شمعون

بولا: اے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ! میں ہتھے کے لئے وہ زبان اور الفاظ نہیں رکھتا کہ خدا نے مجھ پر کیا کیا مہربانیاں کی ہیں۔ مجھے میرے گناہوں کی معافی دی۔ مجھے جنت کے مخلات میں اتنا راجھے اپنادیدار کروایا اور وہ انعامات دیے کہ بس میں کچھ بھی بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پھر اس نے وہ عہد نامہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دیا اور کہا اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں، آپ ہر ہنانت سے سکدوش ہیں۔

جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھلی تو حیران رہ گئے کہ وہ اقرار نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا جو آپ نے شمعون کو دے کر قبر میں اتنا آئے تھے۔ آپ فوراً سجدے میں گر گئے اور عرض کی: اے مالک کون و مکان! تیری ذات کتنی مہربان اور غفور و رحیم ہے۔ ایک آتش پرست کو جس نے ستر سال تیری نافرمانی کی اور فقط ایک مرتبہ کلمہ پڑھا۔ تو نے اتنی نافرمانیوں کو بے معنی کر دیا اور اس کو نہ صرف بخش دیا بلکہ اس کو بلند و بالا درجات بھی عطا فرمائے۔

آواز آئی، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ! تو نے ہمارے مجرموں سے پر وعدہ کیا اور ایک گمراہ کو سیدھی راہ پر لایا۔ پھر ہم تمہیں کیونکر رسو اکرتے۔ ہمیں تو تمہارا بھرم رکھنا منظور تھا۔ (تذکرۃ الادیاء)

جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جم گئے

ان پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں۔ (ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا.....) یہ فرشتے رحمت اور بشارت کے ہیں اور ان کا نزول موت کے وقت ہوگا۔ پھر قبر میں پھر بعثت کے وقت۔ عند الموت وفي القبر و عندبعث الى القيامة (تفسیر کیر) جو انہیں کہتے ہیں کسی عذاب کا اندر یہ نہ کرو نہ قبر میں نہ آخرت میں اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس میں تمہاری ہر چاہت کو پورا کیا جائے گا۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کسی پرندے کو اڑتا ہوا

دیکھ کر تمہارے دل میں اس کا گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ اسی وقت بھنا بھنا یا تمہارے سامنے آگئے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ نہ آگ سے مس ہو گا نہ دھوکیں سے خود بخود پک کر سامنے آ جائے گا۔

(رواہ البیر اردو تصحیحی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطہری)

کس درجہ ذل پذیر ہیں جنت کی نعمتیں
بے مثل و بے نظیر ہیں جنت کی نعمتیں
موت کے وقت ایماندار کو ان الفاظ سے بشارت سنائی جاتی ہے۔

یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الى ربک راضیة مرضیۃ
فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر ۲۷)

اے اٹھیان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل خوش ہوتی ہوئی اور
خوش کرتی ہوئی۔ پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری
جنت میں جاؤ اصل ہو۔

ذری بھی ذر کسی بھی شی کا اب دل میں نہیں میرے
ہوئی حاصل مجھے یہ شی مرے مولا تیرے در سے

ایماندار لوگوں کو فرشتوں کا سلام

ایماندار لوگوں کو موت کے وقت فرشتے خود سلام کہتے ہیں اور جنت کی بشارت
دیتے ہیں۔

الذین توفهم الملائكة طبیین يقولون سلم عليکم ادخلوا

الجنة بما كنتم تعملون (السحل ۲۳)

(یعنی وہ لوگ) جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ
پاک ہوتے ہیں (فرشتے) کہتے جاتے ہیں تم پر سلام ہوتم جنت میں
داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب سے

حسن التفاسیر میں ہے کہ فرشتے ساتویں آسمان پر مومن کی روح کو لے جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچاتے ہیں تو وہ نیک روح اللہ کو سجدہ کرتی ہے پھر اس روح کا علینیں میں نام لکھنے کے بعد حکم ہوتا ہے۔ اب اسے مذکور نیکر کے سوال و جواب کے لئے اس کے بدن میں لوٹا دو چنانچہ بدن میں روح داخل کر دی جاتی ہے اور نیکرین کے سوال و جواب میں اس کو ثابت قدمی عطا کر دی جاتی ہے جس کیوجہ سے ان کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیتی ہے۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی

الحیوة الدنیا و فی الآخرة۔ (ابن القیم ۷۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو فرشتے مومن کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں، حسین و جبیل ہوتے ہیں۔ سورج کی طرح ان کے پھرے روشن ہوتے ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفن اور بہشت کی خوبصورتی ہے۔ وہ آ کر میت کے اردوگرد بیٹھ جاتے ہیں اور اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک مرنے والے کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السلام اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے جان پاک اللہ کی رضا اور مغفرت کے لئے نکل۔ یہ سن کر روح اس طرح جسم سے نکلتی ہے جس طرح پانی کا قطرہ مٹک کے منہ سے بسولت نکل آتا ہے۔ جب اسے ملک الموت قبض کر لیتے ہیں تو فوراً ان کے ہاتھ سے ان کے ہمراہی دوسرے فرشتے لے لیتے ہیں۔ پھر اس روح کو اس کفن میں لپیٹ لیتے ہیں جو کہ جنت سے اپنے ہمراہ لے کر آتے ہیں اور جنت کی خوبصورتی کے لگاتے ہیں جو کہ دنیا کی تمام خوبصورتوں سے زیادہ عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔ پھر اسے آسمان اول کی طرف لے کر مائل پکرواز ہوتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں؛ یہ نیک روح کس کی ہے؟ وہ بڑی تعظیم سے اس کا نام مع اس کے والد کا نام بتاتے ہیں۔ (حسن التفاسیر)

ایک حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب مومن کی روح بدن سے نکلتی ہے تو اس کی

خوبیو آسان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے جسے سونگھ کر فرشتے آپس میں کہتے ہیں آج کسی نیک روح نے بدن کو چھوڑا ہے۔ یہ خوبیو اس کی ہے اور آسان کے ہر دروازے کے فرشتے آزو کرتے ہیں کہ یہ روح ہمارے پاس سے گزرے۔

(حسن التفاسیر جلد سوم صفحہ ۳۲۲)

کس قدر محبوب ہے انعام موت

جلوہ محبوب ہے انعام موت

جب ملک الموت اور خود موت کو بھی موت آجائے گی

☆ حضرت محمد بن قرقی سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت کو موت آئے گی ان سے کہا جائے گا: مر جائے تو وہ اسی وقت ایسی چیز ماریں گے کہ جسے اگر زمین و آسان والے سن لیتے تو گھبراہت سے ان کا دم نکل جاتا۔ (پھر ان پر بھی موت طاری ہو جائے گی) ابن ابی الدنیا۔

☆ بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت کے دن موت کو سفید و سیاہ (چتکبرے) مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر لوگوں سے پوچھا جائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہوؤہ کہیں گے ہاں پہچانتے ہیں کیونکہ ہر ایک (موت کے وقت) اسے دیکھ چکا ہو گا پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ (شرح الصدوق ص ۴۹)

موت بھی آخر فنا ہو جائے گی جان اس کی بھی ہوا ہو جائے گی
اللہ اللہ شان ریکتاً تری موت کو تلخی چکھائی موت کی
موت سے غافل ہوا انسان کیوں بن کے دانا یہ ہوا نادان کیوں
وصل مولیٰ کی یہی تدبیر ہے یادگاری اس کی بس اکسیر ہے
آدمی سرکش نہیں ہو گا کبھی یاد اس کو جو ہو اپنی مردی

موت کو دنبے کی شکل میں پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم يوتى بالموت يوم القيمة في هيئة كبش املع فيقال يا أهل الجنة فيطلعون خائفين وجلين مخافة ان يخرجوا مما هم فيها فيقال تعرفون هذا فيقولون نعم هذا الموت ثم يقال يا أهل النار فيطلعون مستبشرين فرحين ان يخرجون مما هم فيه فيقال تعرفون هذا فيقولون نعم هذا الموت فيو مربه فيذبح على الصراط فيقال للفريقين خلود

فيما تجدون لا موت فيها ابدا (الستدرك للحاكم ص ۸۲، ۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو سیاہ و سفید دنبے کی شکل میں لایا جائے گا اور پکارا جائے گا: اے اہل جنت! وہ آواز سے سمجھ رائیں گے۔ ذر جائیں گے اور خیال کریں گے کہ شاید انہیں جنت سے نکلنے کا حکم ہو رہا ہے۔ پس کہا جائے گا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے اہل جہنم! (وہ یہ آواز سن کر) ہوشیار ہو جائیں گے اور بے حد خوش ہوں گے اور خیال کریں گے کہ اب وہ جہنم کی جس تکلیف میں جاتلا ہیں اس سے انہیں نجات دی جائے گی پھر ان سے دریافت کیا جائے گا! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں؛ ہمیں علم ہے کہ یہ موت ہے۔ پس حکم کیا جائے گا اور اسے (یعنی دنبے کو) جہنم کے پل پر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد دونوں فریقین (اہل جنت و اہل جہنم) سے کہا جائے گا۔ تم جس حال میں ہو (جنت یا جہنم میں) ہمیشہ اسی حال میں رہو گے اب موت تمہیں نہیں آئے گی۔

وہ وقت بھی آئے گا ہر نفس فنا ہوگا
جس دم نہ کوئی ہوگا اس دم بھی خدا ہوگا

شہید فی سبیل اللہ کے درجات

قرآن مجید سورہ بقرہ میں اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا جبکہ سورۃ ال عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَحْسِنُ الدِّينَ قُتْلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ امْوَاتًا بَلْ احْياءً
عَنْدَ رَبِّهِمْ يَرْزَقُونَ فَرَحِيمٌ بِمَا أَتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلٍ
وَيَسْتَبَشُرونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحِقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمُ الْأَخْوَفُ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبَشُرونَ بِنَعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ

وَإِنَّ اللَّهَ لَا يِصْبِعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (آل عمران ۱۶۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔ رزق پاتے ہیں ان غتوں سے سرور ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو اپنے بعد والوں سے ابھی نہیں ملے۔ ان سے بھی بشارت حاصل کر رہے ہیں کہ ان پر نہ (قیامت میں) کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی (دنیا کا) کوئی غم ہوگا۔ وہ بشارت حاصل کر رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کی اور اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں شہداء کے اخروی حالات و درجات مختلف ہوتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں نام قرطبی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فقد اخبرَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا عَنِ الشَّهِيدَاءِ إِنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ يَرْزَقُونَ وَلَا مَحَالَةَ إِنَّهُمْ مَاتُوا وَلَا أَجْسَادُهُمْ فِي التَّرَابِ وَلَا وَاحِدُهُمْ حَمَةٌ كَارِوَاهِ سَائِرُ الْمُؤْمِنِينَ وَفَضَّلُوا بِالرِّزْقِ فِي الْجَنَّةِ مِنْ وَقْتِ الْقَتْلِ حَتَّىٰ كَانَ حَيَاتُهُمْ

الدنيا دانہہ لھم۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں شہداء کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور جنت میں رزق پاتے ہیں حالانکہ (لوگوں کی نگاہوں میں) وہ رجھے ہیں اور ان کے جسم مٹی میں ہوتے ہیں ان کی رو میں دوسرے سومنوں کی طرح زندہ ہیں۔ انہیں رزق کے ساتھ فضیلت عطا کی گئی ہے جو وہ قتل ہوتے وقت جنت سے پاتے ہیں۔ گویا ان کے لئے زندگی دنیا کی طرح دائیٰ زندگی حاصل ہے۔

ہے جام شہادت ترے پینے کی فقط دیر

وہ سامنے آنکھوں کے درباغ جناب دیکھ

شہید کو موت کی کتفی تکلیف ہوتی ہے؟

طبرانی نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کو موت کی تکلیف صرف اس قدر پاتا ہے جس قدر کوئی کسی چیزوں کے کامنے سے پاتا ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: موت کی کخفت کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو فضائل و کمالات کی سمجھیل و بلندی درجات کہ یہ عذاب و عیب نہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوئی۔ پھر ان کے بعد صالحین کی۔ پھر ان کے بعد نیکوکاروں کی۔ علی ہذا القیاس۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موت کی تکلیف کا اندازہ لگایا جاسکے اگرچہ یہ باطنی چیز ہے۔ بعض مرتبہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص موت کے شدائد میں بیٹلا ہوتا ہے لیکن دیکھنے والا یہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ وہ ہے جس و حرکت ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید روح آسانی سے جدا ہو رہی ہے حالانکہ ممکن ہے اس کا پوشیدہ حال نہیاں خطرناک اور مہیب ہو کر دیکھنے والا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ لیکن جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدا کے خالص و مقرب اولیاء رحمۃ اللہ علیہم و انبیاء علیہم السلام دنیا سے رخصت ہوئے تو ان پر سخت ترین تکالیف آئیں تو امامت کے نگہداروں کے لئے یہ چیز باعث تسلی و تشفی ہو گئی مگر یاد رہے شہداء موت کی تکلیف سے مامون

بیں۔

☆ حضرت حسن سے روایت ہے کہ مرتبے وقت انسان کو زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب روح جلد تک پہنچتی ہے اس وقت وہ بے چین ہوتا ہے اس کی ناک اٹھ جاتی ہے لیکن شہید اس تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن ابی الدنيا)

کلفت موت سے محفوظ خدا رکھتا ہے
یہ شہیدوں کی سعادت ہے یہ ان کی عظمت

حضرت جابر کے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ ناور فرشتوں کا معاملہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احمد میں شہید ہو گئے۔ میں نے ان کے چہرے سے چادر اٹھائی تو بے اختیار روپڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تبکیہ اولاتبکیہ لم تزل الملائکہ تظلہ حتی رفعتموہ۔ تو ان پر آنسو بہایا نہ بہا جنازہ اٹھانے تک فرشتے ان پر سایہ کنایاں رہیں گے پھر حضور علیہ السلام نے پوچھا: اس قدر پریشان کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا:

یار رسول اللہ قتل ابی و ترک دینا و عیالا فقال الا اخبرك ما كلام الله احدا الا من وراء حجاب و انه كلام اباك كفاحا وقال له يا عبدى سلنى اعطيك فقال استللك ان تردنى الى الدنيا فاقتل ثانية فقال انه قدسيق مني القول انهم لا لا يرجعون قال يا رب فابلغ من دراني فائز اللہ ولا تحسين الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل أحياه عند ربهم

برزقون (آل عمران: ۱۶۹)

(البدایہ و النہایہ ج ۲ ص ۳۳۴ و ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲۷ طبع مصر)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور ان پر بار

قرش بہت ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میں تجھے بتاؤں جس کسی سے خدا نے کلام کیا۔ پر وے کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تمہارے باپ سے بال مشاف آئے سامنے بات چیت کی۔ فرمایا: میرے بندے مجھ سے مانگ جو مانگ گے گا دوں گا۔ تمہارے باپ نے کہا: خدا یا میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں دوبارہ بھیجیے اور میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ شہید ہو جاؤں اللہ عز وجل نے فرمایا: یہ فیصلہ تو میں پہلے کر چکا ہوں کہ کوئی بھی دنیا میں دوبارہ لوٹ کر نہیں جائے گا۔ میرے والد کہنے لگے: پھر خدا یا میرے بعد والوں (یعنی میرے احباب و اقارب) کو تمہارے ان سرات و اعزاز و اکرام کی خبر پہنچا دی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیت ولا تحسبن الذين اخْتَلَفُوا لَعْنَهُمْ جس کا ترجمہ یہ ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرو وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

کیا پوچھتے ہیں آپ شہادت کا مرتبہ
موت شہید اصل میں اس کی حیات ہے

شہداء کی ارواح جنت کی سیر کرتی ہیں

عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال لا
صحابه انه لما اصيـب اخوانکم يوم احد جعل الله ارواحهم
في جوف طير خضر ترد انها الجنـة تأكل من ثمارها
وتـأوى الى قنـاديل من ذهب معلقة في ظل العـرش فـلما وجدـوا
طـيب ما كـلـهم وـمـشـرـبـهم وـمـقـيلـهم قالـوا مـن يـبـلغـ اخـوانـنا عـنا
انـنا اـحـيـاء فيـ الجـنـة لـثـلا يـزـهـدوا فيـ الجـنـة وـلا يـتـكـلـوا عـنـدـ
الـحـرب فـقالـ الله تـعـالـي اـنـا اـبـلـغـكـم عنـكـم فـانـزلـ الله تـعـالـي
وـلا تـحـسـبـنـ الـذـين قـتـلـوا فيـ سـبـيلـ الله اـمـوـاتـابـلـ اـحـيـاءـ الىـ

آخر الایة (ابو داؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں کو غزوة احمد میں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روٹیں بزر پرندوں کے پتوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں میں جاتے اس کے پھل کھاتے اور سونے کی قدمیوں کی طرف لوٹ آتے ہیں جو عرش کے سامنے میں لگی ہوئی ہیں۔ جب انہیں عمدہ کھانا پینا اور رہنے کے مٹھانے مل گئے تو کہنے لگے ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر کون پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبت نہ ہوں اور لڑائی کے وقت سستی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری خبر میں پہنچاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی "اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں (۱۶۹:۳) آخر آیت تک۔

جذبہ شہادت

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابواب الجنة تحت ظلال السیوف فقام رجل رث الهیئة فقال يا ابا موسیٰ انت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا اقول نعم فرجع الى اصحابه فقال اقرا عليکم السلام ثم كبر جفن سيفه فالقاہ ثم مشی بسيفه الى العدو فضرب به حتى تقتل (مسلم شریف)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیش کجت کے دروازے تلواروں کے سامنے تلتے ہیں۔ ایک پر اگنہ حال شخص کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔ اے ابو موسیٰ! کیا یہ آپ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سما ؟ فرمایا : بہاں ! پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا۔ انہیں سلام عرض کیا۔ پھر اپنی تکوار کا غلاف توڑ کر پھینک دیا اور نگلی تکوار لے کر دشمن کی طرف پیش قدمی کی اس کے ساتھ وار کیے بہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

☆ عن عبدالرحمن بن ابی عبیرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من نفس مسلیمة يقبحها ربها تحب ان ترجع اليکم وان له الدنيا وما فيها غيرا الشهید قال ابن ابی عبیرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اقتل في سبیل اللہ احب الی ان یکون لی اهل الوبرو المدر (نانی)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کسی مسلمان کی جان نہیں جس کو اللہ تعالیٰ قبض فرمائے تو وہ تمہاری طرف واپس آتا چاہے خواہ اسے دنیا و ما فیہادی جائے سوائے شہید کے۔ حضرت ابن ابی عبیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسی لیے مجھے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خیموں اور محلات میں رہنے والے میرے زیر گلیں ہوں۔

☆ عن حسن بن معاویۃ قالت حدثنا عنی قال قلت للنبي صلی اللہ علیہ وسلم من في الجنة؟ قال النبي في الجنة والشهيد في الجنة والمولود في الجنة والوئيد في الجنة۔

(مکملۃ ثریف)

حضرت حسان بنت معاویۃ بن سلیم کہتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا حضرت اسلام بن سلم نے بیان کیا کہ (ایک دن) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... بت کیا کہ جنت میں کون کون لوگ ہوں گے ؟ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں نبی علیہ السلام ہوں گے شہید ہوں گے۔ جنت میں بچے ہوں گے اور جنت میں وہ ہوں گے جن کو جنتے جی گا اڑ دیا گیا۔ (زندہ زمیں میں دفن کر دیا گیا)

شہید کے لئے چھ چیزیں

عَنْ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيٍّ كَرْبَلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سَتْ خَصَالٌ يَغْفِرُ اللَّهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيَرِي مَقْعِدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَيَجَادُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوَضَّعُ عَلَى رَاسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقوِنَةُ مِنْهَا خَيْرُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيَرِزُوجُ ثَنَتَيْنِ وَسَبْعَيْنِ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ وَيُشَفَّمُ فِي سَبْعَيْنِ مِنَ الْأَقْرَبَاءِ۔

(ترمذی اہن ماج)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لئے چھ چیزیں ہیں۔ (۱) پہلی دفعہ ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) جنت میں اس کا تحکما نہ دکھا دیا جاتا ہے۔ (۳) عذاب قبر سے اس کو محظوظ رکھا جاتا ہے۔ (۴) بڑی گھبراہٹ سے امن میں رکھا جاتا ہے۔ (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت بھی دنیا و مانیہا سے بہتر ہے۔ (۶) حوریین میں سے بہتر (۷۲) یو یوں کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائے گا اور اس کے ستر رشتہ داروں کے متعلق اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اتی اسی دری بھی جنت کی جدائی برداشت نہیں

عَنْ أَنْسٍ قَالَ انطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

واصحابہ حتی سبقو المشرکین الی بدر و جاءہ البشر کون
 فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی جنة
 عرضها السموات والارض قال عییر ابن الحمام بغ بغ فقال
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما یحینک علی قولک بغ بغ
 قال لا والله یا رسول الله الا رجاء ان اكون من اهلها قال
 فانک من اهلها قال فاخر ج ترات من تو نه فجعل یا کل
 منهم ثم قال لئن انا حبیت حتی اکل تراتی انها لحیوة
 طویلة قال فرمی بیا کان معہ من التبر ثم قاتلهم حتی قتل.

(سلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ
 کے اصحاب مدینہ سے روانہ ہوئے اور مشرکوں سے پہلے بدر میں پیغام گئے
 پھر مشرکین کا لشکر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے
 راستے پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ جنت جس کا عرض زمین و آسمان کے عرض
 کے برابر ہے۔ حضرت عییر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: خوب
 خوب! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے "خوب خوب"
 کیوں کہا؟ حضرت عییر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!
 خدا کی قسم! میں نے ان الفاظ کے ذریعہ اپنی اس آرزو کا اظہار کیا ہے کہ
 میں بھی جنتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی
 شک نہیں کہ تم جنتی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عییر رضی اللہ عنہ نے
 (یہ بشارت سن کر) اپنے ترکش سے کچھ سمجھو ریں تکالیں اور ان کو کھانا
 شروع کیا۔ پھر کہنے لگے کہ اگر میں ان ساری سمجھوروں کو کھانے تک زندہ
 رہا تو زندگی طویل ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے ان سمجھوروں کو جوان کے پاس

تحمیں پھینک دیا اور کفار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

راہ خدا میں قتل ہونے والے تین طرح کے لوگ ہیں

عن عتبہ بن عبدالسلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القتلی ثلثة مومن جاہد بنفسه و ماله فی سبیل اللہ فاذالقی العدو قاتل حتی یقتل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیه فذلک الشہید البیتھن فی خیمة اللہ تحت عرشه لا یفضلہ النبیوں الا بدرجۃ النبوة ومومن خلط عبلا صالحًا وآخریہنا جاہد بنفسه و ماله فی سبیل اللہ اذا لقی العدو قاتل حتی یقتل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیه میصصۃ محنت ذنبہ و خطایاہ ان السیف معاء للخطایا وادخل من ای ابواب الجنة شاء و منافق جاہد بنفسه و ماله فاذالقی العدد قاتل حتی یقتل فذاک فی النار ان السیف لا یسحوا النفاق۔ (دارمی)

حضرت عتبہ بن عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ جہاد کرے جب دشمن سے مُبھیز ہو تو اُڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شہید ہے جس کی آزمائش کی گئی ہو جو عرش کے نیچے اللہ کے خیے میں ہو گا۔ انبیاء کے کرام علیہم السلام کو اس پر فضیلت نہیں ہو گی مگر مقام نبوت ہی کے باعث دوسرا وہ مومن ہے جس نے اچھے اور برے اعمال ملائے رکھے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جب دشمن سے مقابلہ ہو تو اُڑے۔ یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اس میں کمی ہے لیکن اس کے گناہ اور خطا میں منادی جائیں گی کیونکہ تکوار پوری طرح گناہوں کو منادی ہے اور اسے جنت کے جس دروازے سے وہ چاہے داخل کیا جائے گا۔ تیرا منافق جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔ جب دشمن سے مُبھیز ہو تو لاڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ تکوار نفاق کو نہیں مناتی۔ (داری)

شہید کے انعامات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انسان راہِ خدا میں شہید ہوتا ہے اور اس کے خون کا سب سے پہلا قطرہ جوز میں پر گرتا ہے تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک چادر آتی ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔ پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اسے جنت کی جانب لے جایا جاتا ہے گویا کہ بیمیشہ سے یہ ان ہی فرشتوں کے ہمراہ رہتا ہے۔ بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جاتا ہے تو یہ ملائک سے پہلے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی بخشش کردی جاتی ہے اور اس کو پاک کر دیا جاتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ۔ شہداء کو بزرہ زاروں اور ریشم کے قبوں میں پائیں گے۔ جہاں وہ پھرزوں کا پکا پکایا گوشت اور مچھلیاں کھاتے ہوں گے ان کے پاس مچھلیاں یوں آئیں گی کہ وہ جنت کی نہروں میں خود بخود تیر رہی ہوں گی۔ شام کو پھرے موقع پا کر ان کا شکار کر کے انہیں اہل جنت کے پاس لے آئیں گے تو وہ انہیں کھالیں گے۔ پھر ایسا ہو گا کہ پھرے جنت کی چراگاہوں میں چر رہے ہوں گے تو مچھلیاں ان پر اپنی دم ماریں گی تو وہ خود بخود ذبح ہو جائیں گے پھر انہیں اہل جنت کھالیں گے اور ان میں جنت کے ہر میوے کی خوبیوں پائیں گے اور وہ اپنے مقامات کا مشاہدہ کر کے قیامت کے جلدی قائم کیے جانے کی

دعا کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ مومین کو وفات دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے جنت کے کپڑے لیے آتے ہیں اور ان کے پاس جنت کے پھولوں میں سے پھول ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں: ”اے پاک روح! رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آور اس رب کی طرف جو تجوہ سے راضی اور خوش ہے۔ تیرے کیے ہوئے اعمال اچھے ہیں۔“ تو وہ بہترین مہمکنی ہوئی خوبصورتی کے مانند نہ لکھتی ہے۔ ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں۔ ”سجان اللہ! آج زمین سے پاک روح آئی ہے۔“ وہ جس دروازے پر گزرتی ہے کھول دیا جاتا ہے جس فرشتے کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ اس کے لیے دعائے مغفرت اور شفاعت کرتا ہے اب بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتی ہے اور اس کے سجدہ ریز ہونے سے پہلے فرشتے سر بخود ہو کر عرض کرتے ہیں کہ بار الہما یہ تیرابندہ تھا ہم نے اس کو وفات دی اور تو ہم سے بہتر جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کو سجدہ کا حکم دو۔ پس وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھر میکائیل کو بلا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اس کی بجائی کوئی مومین کی جانوں کے ہمراہ شامل کر دوتا کہ اس کے بارے میں قیامت کے روز میں تم سے سوال کرو۔ پھر اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے۔ ستر گز لمبائی اور ستر گز چوڑائی، اس میں پھول بکھیر دیے جاتے ہیں اور ریشم بچھا دیے جاتے ہیں اور اگر اس نے کچھ قرآن پڑھا ہوتا ہے تو وہی اس کے لیے قبر میں نور بن جاتا ہے ورنہ اس کو سورج کی مانند ایک نور دیا جاتا ہے۔ پھر ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جنت والی قیام گاہ صبح و شام دیکھتا رہے، اور جب اللہ کسی کا فرکوموت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجا ہے اور اس کی طرف ایک بدترین بد بودار چادر کا ٹکڑا بھیجا جاتا ہے جو بہت سخت کھردرا ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے خبیث نفس! جہنم اور عذاب الیم کی طرف آ۔ اور اس رب کے حضور چل جو تجوہ پر ناراض ہے کیونکہ تیرے عمل بہت ہی برسے ہیں تو وہ بہت ہی بد بودار مردے کی طرح نہ لکھتی ہے۔ ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں سجان اللہ! کس

قد رخوبیت روح آسمانوں کی طرف زمین سے آرہی ہے تو اس کے لیے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے، پھر اس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو بند کر دیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گرونوں کی طرح سانپ قبر میں بھروسے جاتے ہیں جو اس گوشت کو ہڈیوں سے چھڑا کر کھاتے رہتے ہیں۔ پھر گرزائھائے ہوئے ایسے فرشتے آتے ہیں جو دیکھتے نہیں کہ اس کی بدحالی کو دیکھ کر رحم کریں اور سنتے نہیں کہ اس کی دروناک آوازیں سن کر رحم کھائیں اور وہ ان گرزوں سے اس کو مارتے ہیں۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ قبر تک کھل جاتا ہے تاکہ وہ اپنے جہنم کی قیام گاہ کو صبح و شام دیکھ سکے۔ جہنم کے عذاب کی سختی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے وہ سوال کرے گا کہ مجھے اسی قبر کے عذاب میں رہنے دینا تاکہ عذاب شدید کو میں نہ چھووں۔ (طبرانی)

شہید قیامت کے دن کس حال میں آئے گا؟

عن عبد الله بن ثعلبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقتلي احد زملو هم بدمائهم فانه ليس كلام يكلمه في الله الا يأتي يوم القيمة يدمى لونه لون الدم وريحة ريح المسك.

حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو ان کے خونوں میں پیٹ دو (یعنی انہی کپڑوں میں زخم لگے ہوئے فن کر دو) اس لیے کہ کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں لگا ہے مگر وہ قیامت کے روز آئے گا بہتا ہوار مگر اس کے خون کا ہوگا اور خوشبو منگ کی ہوگی۔

(نسائی شریف)

☆ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل احد ان ينزع عنهم الحديث

والجلود و ان يدفنوا بدمائهم وثيابهم

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احمد کے متعلق حکم فرمایا: ان کے ہتھیار اور پوتین وغیرہ ان سے علیحدہ کر دی جائیں اور انہیں اسی طرح خون میں بھرے ہوئے کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ (ابوداؤد)

شہید کا جسم قبر میں سلامت رہتا ہے

عن جابر رضي الله عنه قال لما حضر أحد دعاني أبي من الليل فقال ماراني الا مقتولا في أول من يقتل من أصحاب النبي صلي الله عليه وسلم وانى لا اترك بعدى اعز على منك غير نفس رسول الله صلي الله عليه وسلم فان على دينا فاقض واستوض باخوتك خيرا فاصبحنا فكان اول قتيل ودفن معه اخر في قبر ثم لم تطب نفسي ان اتركه مع الآخر فاستخرجته بعد ستة اشهر فإذا هو كيوم وضعته هنية غير اذنه.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ احده کا وقت قریب آیا تو رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا میں تیرے والد (یعنی خود) کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا گمان کرتا ہوں اور میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ مجھ پر قرض ہے اسے ادا کر دینا۔ اپنی بہنوں سے حسن سلوک کرنا، صبح کو ہم نے دیکھا (واقعی) وہ سب سے پہلے شہید کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی قبر میں دوسرا آدمی دفن کیا گیا

اور مجھے گواراں ہوا کہ میں انہیں دوسروں کے ساتھ رکھوں۔ چھ ماہ بعد میں نے انہیں نکالا تو وہ اسی طرح تھے جس طرح میں نے دُن کیا تھا۔ بس ذرا کان متاثر تھا۔ (بخاری شریف)

مصعب بن عمير اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی شہادت

عن سعد بن ابراهیم عن ابیه ابراهیم ان عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اتی بطعمہ و کان صائماً فقال قتل مصعب بن عمير وہ خیر منی کفن فی بردا ان غطی راسه بدلت رجلاہ و ان غطی رجلاہ بدара سہ واراہ قال وقتل حمزہ وہ خیر منی ثم بسط لنا من الدنيا مابسط او قال اعطینا من الدنيا ما اعطینا وقد خشينا ان تكون حسناتنا عجلت لنا

ثم جعل یبکی حتی ترک الطعام

حضرت سعد بن ابراهیم اپنے والد حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے کہا کہ مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ایک چادر میں انہیں اس طرح کفن دیا گیا کہ سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر نگاہ ہو جاتا۔ میرا خیال ہے شاید یہ بھی کہا کہ حمزہ شہید کیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے پھر تم پر دنیا کی خوب کشاں ہوئی یا یہ کہا کہ ہمیں دنیا مل گئی اور ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ مل گیا ہو۔ پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ (بخاری شریف)

☆ حدثنا خباب رضي الله عنه قال هاجرنا مع النبي صلى الله عليه وسلم نلتيس وجه الله فوق اجرنا على الله فيما

من مات لم یا کل من اجرہ شيئاً منهم مصعب ابن عمير
ومنا من اینعت له ثمرته فهو یهدیها قتل يوم احد فلم
نجدهما نکفشه الا بردة اذا غطينا بها راسه خرجت رجلاه
واذا غطينا رجلیه خرج راسه فامرنا النبي صلی اللہ علیہ
وسلم ان نغطي راسه و ان نجعل على رجلیه من الاذخر.
حضرت خباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخفی اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ
تعالیٰ کے ذمہ واجب ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ لوگ اپنے اجر میں سے کچھ
بھی حصہ لیے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے انہی میں حضرت مصعب بن
عمير رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کے لئے
پھل پک گیا اور کھا رہے ہیں۔ مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ جنگ احمد
میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کے کفن کے لئے ایک ایسی چادر ملی جس سے
سرڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر نگاہ ہو جاتا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور
دونوں پاؤں پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) ڈال دیں۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام قیامت کے دن شہداء کی گواہی دیں گے

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع
بین الزجلین من قتلی احد فی ثوب واحد ثم یقول ایهم
اکثر اخذ للقرآن فإذا اشیر له الى احدهما قدمه في اللحد
وقال انا شهید على هولاء يوم القيمة وامر بدفنهم
بعد ما نئهم ولم يصل عليهم ولم یغسلوا
حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ احمد میں دو شہید ہونے والوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے تھے۔

آپ اس وقت دریافت فرماتے ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے اور جب قرآن کریم کا زیادہ علم رکھنے والے کی جانب اشارہ کیا جاتا تو آپ کو اس لحد میں آگے کر کے فرماتے کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کا گواہ ہوں گا اور ان شہیدوں کو بغیر غسل و کفن اور بغیر نماز جنازہ کے دفن

کرایا۔ (بخاری)

غزوہ موتیہ کا آنکھوں دیکھا حال

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ زید فاصب ثم اخذها جعفر فاصب ثم اخذها عبداللہ بن رواحة فاصب وان عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتذرفان ثم اخذها خالد بن الولید من

غیر امراة ففتح له.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں (غزوہ موتیہ کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا وہ شہید ہو گئے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے لے لیا۔ وہ شہید ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھرا کیں۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنائے جھنڈا لے لیا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

(بخاری)

شہداء کی نمازِ جنازہ

عن ابن عباس قال اتی بهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یوم احمد فجعل يصلی علی عشرۃ عشرۃ و حمزة ہو کہا ہو
ویرفعون ہو کہا ہو موضوع۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے شہدائے احمد کی نماز جنازہ پڑھی اور دس دس آدمیوں کی نماز پڑھائی
اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے رکھ دیا گیا اور باقی جنازے اٹھائے
جاتے رہے۔ (ابن ماجہ)

عن عقبہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوما
فصلی علی اهل احمد صلوتوہ علی المیت ثم انصرف الى المنبر
فقال اني فرط لكم وانا شهید عليکم

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم مدینہ منورہ کے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے شہدائے احمد کی نماز
 جنازہ پڑھی جس طرح مردے کی پڑھی جاتی ہے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں قیامت میں سب سے
 پہلے انہی کر جت میں داخل ہوں گا اور تم پر گواہ ہوں گا۔ (ثانی تشریف)

عن الزہری عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مرب حمزة وقد مثل به ولم يصل علی احد من الشهداء غیرہ
 زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جن کا مثلہ کر
 دیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا اور کسی شہید کی نماز
 جنازہ نہ پڑھی۔ (ابو داود)

اس بارے میں علماء کا اختلاف

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ شہید کی نماز

جنازہ پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ علماء مدینہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں جبکہ بعض علماء کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ ان علماء نے حدیث شریف سے استدلال کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ (حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کا یہی قول ہے۔ امام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(ترمذی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے لئے غسل نہیں ہے اور اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے گی۔ غسل نہ دینا تو تحقیق علیہ مسئلہ ہے مگر نماز جنازہ نہ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ نہیں ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو قول ہیں ان کا مشہور دعویٰ رہہ ہے نماز نہ پڑھنا ہے اور ایک قول میں دونوں باتوں کا اختیار ہے کیونکہ اس بارے میں دلائل متعارض ہیں۔ موہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: شافعیہ کا آپس میں اختلاف ہے کہ شہید پر نماز پڑھنے کی ممانعت بمعنی حرمت ہے یا یہ کہ واجب و ضروری نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس باب میں ان ائمہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ کتاب میں مذکور ہے اور امام ابو حیین رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل بہت سی احادیث ہیں جو شہید پر نماز پڑھنے کے بارے میں آئی ہیں۔ خصوصاً قصہ احمد میں علماء فرماتے ہیں: یہ احادیث ایک مسئلے کو ثابت کرتی ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی فتحی کرتی ہے اور ثابت کرنے والی دلیل فتحی کرنے والی دلیل سے

مقدم ہے۔

علماء یہ بھی فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس دن مصروف تھے کیونکہ ان کے والد اور ماموں دونوں قتل ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے آپ مدینہ آپکے تھے تاکہ ان کی تدبیر کریں اور ان کو اٹھا کر آپ مدینہ طیبہ لے آئے تھے اور وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جو احمد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت القدس میں ہی رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل مبارک کا مشاہدہ کیا وہ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادے احمد کی نماز جنازہ پڑھی۔ علامہ شمسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سرہانے تشریف لائے اور ان کا حال جو دین کے دشمنوں نے کر رکھا تھا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ و فریاد کی اور روپڑے اور انصار میں سے ایک شخص نے جو اس وقت حاضر خدمت تھا۔ اپنا کپڑا ان کے چہرہ مبارک پر ڈالا اور نماز پڑھی۔ شیخ ابن الحمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ اس کے بعد آپ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر انہیں اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ ہی رہنے دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے تمام شہداء احمد پر نماز پڑھی۔ حاکم نے کہا: اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح الاستاذ ہے۔ مختصر یہ کہ شہداء پر نماز پڑھنے کی احادیث سند کے لحاظ سے قوی ہیں۔ (ابد المدعیات ج ۲)

جن لوگوں کو شہادت کا ثواب ملے گا

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الشہداء خمس المطعون والمبطون والغريق وصاحب الہدم والشهید فی سبیل اللہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہیں۔ طاعون سے سرنے والا پیٹ کے

ورد سے مرنے والا ذوب جانے والا (دیوار وغیرہ کے نیچے) دب کر
مرنے والا اور جو اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے۔ (اتمی)

عن جابر رضی اللہ عنہ قال رمی رجل بسمہ فی صدرہ او فی
خلقه فیات فادرج فی ثوابہ کہا ہو قال و نحن مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص کے بینے یا حلق میں تیر لگا
جس سے وہ جاں بحق ہو گیا تو اسے اس کے لباس میں ہی لپیٹ دیا گیا
جیسے وہ تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھے۔ (ابوداؤر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شہداء کی شرکت

عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ماتعدون الشہداء فیکم قالوا یا رسول اللہ من
قتل فی سبیل اللہ فهم شہید قال ان شہداء امتی اذا قتل
قالوا فمن یار رسول اللہ قال من قتل فی سبیل اللہ فهو شہید
ومن مات فی سبیل اللہ فهو شہید ومن مات فی طاعون
 فهو شہید ومن مات فی البطن فهو شہید والغريق شہید۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا: تم کن لوگوں کو شہید سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
 عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے
 وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لحاظ سے میری امت
 بہت کم لوگ شہید ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر کون شہید
 ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے جو

الله کی راہ میں مر جائے وہ شہید ہے۔ طاغون سے مرنے والا بھی شہید ہے۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے اور پانی میں ڈوب کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ (مسلم ثریف)

یہ بھی شہید ہے وہ بھی شہید ہے

عن ابی الاعور سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل احد العشرة المشهود لهم بالجنة رضي الله عنهم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد

ومن قتل دون اهله فهو شهيد.

حضرت ابو اعور سعید بن زید بن عمر و بن نفیل رضي الله عنهم جوان دس صحابہ کرام رضي الله عنهم میں سے ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ اپنے دین کی حفاظت میں قتل ہونے والا شہید ہے اور اپنے بچوں کی حفاظت میں قتل ہونے والا (بھی) شہید ہے۔ (ابوداؤتزہ مذکور)

جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہونے والا شہید ہے

عن ابی هریرۃ رضي الله عنہ قال جاء رجل الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال يا رسول الله ارأیت ان جاء رجل يرى اخذ مالی؟ قال فلا تعطه مالک قال ارأیت ان قاتلنی؟ قال قاتله. قال ارأیت ان تقتلني؟ قال فانت شہید قال ارأیت

ان قتلته قال هو في النار.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! بتائے اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے آئے (تو کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: اسے اپنا مال نہ دو۔ اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟ فرمایا: تم بھی اس سے لڑو۔ پوچھا اگر مجھے قتل کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو شہید ہو گا۔ اس نے عرض کیا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔ (سلم شریف)

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل دون ماله فهو شهيد

حضرت عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنہ سے مردی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ (بخاری)

ان احادیث میں چند حکمی شہیدوں کا ذکر کیا گیا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی شہید تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کی رہا میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ حکمی شہید حقیقی شہید تو نہیں ہوتے البتہ ان کی شدید تکلیف وہ موت پر ان کو شہادت جیسا ہی ثواب ملتا ہے۔

شہید کی موت اور عام انسان کی موت میں فرق

عن مسروق قال انا سالنا عبد الله بن مسعود عن هذه الاية،
(ولا تحسين الدين قتلوا في سبيل الله اهواها بل الحباء عند ربهم يرزقون) فقال امامانا قدسالنا عن ذلك رسول الله

فقال ارواحهم فی جوف طیر خضر تسرح فی ایہا شاءت ثم
تاوی الی قنادیل معلقة بالعرش (الیدا و انہایہ ۲۵ ص ۳۵)
مروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ولا تحسین الذین قتلوا
فی سبیل اللہ امو اتا بل احیاء عند ربهم یرزقون (آل عمران
(جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تم انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ
اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں) حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: (شہداء) کی رو حسین بزرگ کے
پرندوں کے قلب میں ہوتی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں، گھومتی
پھرتی ہیں (گھوم پھر کر) پھر عرش کے نیچے معلق قاویل میں آرام کرتی
ہیں۔

معلوم ہوا جو معاملہ شہید کی روح کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ ہر کسی کی روح کے
ساتھ نہیں کیا جاتا یہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے کی عزت افزائی ہے۔
سفر آخرت کے پانچ مراحل میں درود پاک کی برکات

سفر آخرت کو بزرگان دین نے پانچ مراحل میں تقسیم فرمایا ہے (۱) جانکنی
(۲) عالم بزرخ یعنی از�ن تا قیام قیامت (۳) حشو نشر (۴) حساب و کتاب
(۵) پل صراط۔ درود پاک ایسا وظیفہ ہے جو ان پانچوں مراحل میں آسانیاں پیدا
کرتا ہے اور جو لوگ عقیدت و احترام کے ساتھ اپنے آقا علیہ السلام کی پارگاہ میں
کثرت سے درود وسلام کا نذر راتہ محبت پیش کرتے رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ یہ مراحل
کس طرح آسان فرمادیتا ہے؟ پڑھئے اور اپنے آقا علیہ السلام کے قدموں پر قربان
ہو جائیے۔

روشن ہے نام انہی کا گلستان دہر میں
جو گلستان دہر میں کچھ کام کر گئے
پہلے درود وسلام کی فضیلت میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر دن بھر میں ایک ہزار مرتبہ درود پاک بڑھا وہ اس
وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھے لے۔ (الترغیب و
الترہیب حدیث ۲۲۸۳ ص ۳۹۹ دار ابن کثیر برہوت)

جانکنی کا مرحلہ

حقائق کی زندگی یہ معتر نہیں
میں ایقین کی موت سے ہرگز مفر نہیں
جب موت ناگزیر ہے تو فکر موت کر
ہے فکر موت تجھ کو تو کوئی فکر نہیں

جانکنی کا مرحلہ اتنا سخت ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ادنی جمادات
الموت بمنزلة مائۃ ضرب، سیف۔ (جامع صغیر) موت کے جھٹکوں میں سے ادنی
جھٹکا اس قدر تکلیف دہ ہے کہ جیسے سوتلوار یکدم مار دی جائے یعنی جیسا کہ حدیث
شریف میں گزرا۔ من صلی علی فی یوم الف هرہ لم یمت حتی یری
مقعدہ من الجنة (کشف الغمہ) جس نے روزانہ اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ
میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا نذرانہ پیش کیا اس کے لئے یہ مرحلہ آسان ہو گیا۔
امام بہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب سعادۃ الدارین میں سید احمد بن ثابت مغربی علیہ الرحمۃ
کا واقعہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ملک الموت سے دو خواست کی کہ جب میری جان
نکالیں تو ختنہ کریں۔ ملک الموت نے جواب دیا تھیک ہے اس شرط کے ساتھ کہ آپ
کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کریں گے (میں نے واقعہ کا خلاصہ لکھا ہے تفصیلی
واحد دیکھئے۔ سعادۃ الدارین ص ۱۰۹)

اجل ہے، قبر ہے محشر ہے رنج ہے غم ہے
یہ وہ ہیں مرحلے جن سے کہیں فرار نہیں

سید محمد کردی رحمۃ اللہ علیہ نے "باقیات صالحات" میں لکھا ہے کہ میری والدہ ماجده نے مجھے بتایا کہ تیرے نانا جان جن کا اسم شریف محمد تھا۔ انہوں نے مجھے وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں اور مجھے قبول دے دیا جائے تو چھٹ سے نیرے کفن پر ایک بزرگ کا کاغذ گرے گا اس میں لکھا ہو گا کہ یہ محمد کے لئے آگ سے برات نامہ ہے اس کا غذ کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ جب تیرے نانا جان فوت ہو گئے اور ان کو قبول دے دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو کفن پر ایک کاغذ بزرگ کا گرا اس پر لکھا ہوا تھا اسے براہ محبوب العامل بعلمه النار اور اس کا غذ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی یہ نشانی تھی کہ جس طرف سے پڑھو سیدھا ہی لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ میرے نانا جان کا عمل کیا تھا تو امی جان نے بتایا ان کا عمل دائمی ذکر اور درود شریف کی کثرت تھا۔ اللهم صل وسلم وبارك على حبیبک رحمة للعاليین وعلى الله واصحابه اجمعین۔

عالم برزخ کا مرحلہ اور درود و پاک

جب درود شریف کثرت سے پڑھنے والا قبر میں جاتا ہے تو اللہ اس سے راضی اور خوش ہو کر ملتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے من سره ان يلقى الله راضيا فليكثر الصلاة على (القول البدع، كشف المحرر، سعادة الدارين)
یعنی جس بندے کو یہ بات پسند ہے کہ جب وہ قبر میں جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو راضی ہو کر ملے وہ میری ذات پر کثرت سے درود شریف پڑھے اور ظاہر ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی پائے گا تو پھر عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایسے خوش نصیب کی قبر توجنت کا باعث ہی بنے گا۔

چنانچہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کثرت سے درود پاک

پڑھا کرتے تھے جب ان کو فن سے ستر ۰۷ سال بعد سوس سے مراکش منتقل کرنے کے لئے نکلا گیا تو جسم پاک بالکل صحیح و سالم تھا جیسے کہ آج ہی خط بنو اکر لیتے ہیں اور جسم پاک میں زندوں کی طرح خون بھی روائی دواں تھا حتیٰ کہ کسی نے آزمائش کے طور پر آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھ کر دبایا تو زندوں کی طرح پسلے وہ جگہ سفید ہو گئی بعد میں سرخ ہو گئی اور یہ ساری برکت درود شریف کی کثرت کی وجہ سے تھی۔ (مطالع امسرات) اللهم صل وسلم وبارك على من انحذته حبيبنا في الدنيا والآخرة وعلی الله واصحابه اجمعین۔

بِهِ رَمَ ازْ مَا صَدَ دُرُودَ وَ صَدَ سَلامَ

بِرَسُولِ وَ آلِ وَاصْحَابِشِ تَمَامَ

(خواجہ عطار علیہ الرحمۃ)

حشر و شر کا مرحلہ اور درود پاک کی برکت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرفتی ہے: ان انجاکم یوم القيامة من اهوالها و هؤا اظنها اکثر کم على صلوة الخ

(شاشریف، سعادۃ الدارین، القول البدیع)

قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات پانے والا وہ ہو گا جس نے دنیا میں مجھے چیزیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھا ہو گا۔

اس سخت ترین اور پریشان کن دن میں جبکہ سب اویسین و آخرین ہوں گے سورج آگ پھیلتا ہو گا کوئی سایہ وغیرہ نہ ہو گا پانی کی ایک بوند بھی نہ ہو گی لوگ اس دن کی سختی سے بدلنا تھے ہوں گے تو انہر رب العالمین جل جلالہ فرشتوں سے فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو! دیکھو دیکھو کتنی سختی ہے اور کتنی پریشانی ہے جلدی کرو جلدی کرو میرے حبیب! جن جس کو میں نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ان کی ذات پر درود پڑھنے والوں کو جلدی میرے عرش کے سخنڈے سامنے میں لے چلو اور

ان کو حوض کوثر سے مختنداً مختنداً میٹھا میٹھا پانی پلاوتا کر ان کو سکون و راحت مل جائے۔ اس وعدے کے مطابق جو کہ میرے حبیب نے اپنی امت کے ساتھ کر رکھا ہے۔ ثلاثة تحت ظل العرش یوم لا ظل الا ظله کہ تین بندے عرش الہی کے سامنے میں ہوں گے جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک وہ بندہ جس نے میرے کسی امتی کی پریشانی دور کی ہوگی دوم میری سنت زندہ کرنے والا۔ اور تمیرا میری ذات پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حساب و کتاب اور درود وسلام

ذہونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

درو در شریف کی کثرت کرنے والے کے حساب کے وقت امت کے والی رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بغیر نفس خود جلوہ افروز ہوں گے اور اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ فرمایا: رسول اکرم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اکثروا من الصلة على في يوم الجمعة وليلة الجمعة فبن

فعل ذلك كنت له شهيدا و شفيعا يوم القيمة (جامع صغير)

مجھ پر جurat اور جمع کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو جو ایسا کرے
کامیں اس (کے ایمان) کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

سعادة الدارین میں ہے: ان اقربکم ممن یوم القيمة فی کل مواطن اکثر کم علی صلوٰۃ. قیامت کے دن ہر مقام پر میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلی على عشر اصلی اللہ علیہ مائة ومن صلی على مائة

صلی اللہ علیہ الفا و مئون زاد صباۃ و شوقا کنت له شفیعا

وشهیداً يوم القيمة (القول البديع)

جس نے مجھ پر دس بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سورجتیں نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر سو بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار بار رحمت نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر شوق و ذوق سے زیادہ درود پڑھائیں قیامت کے دن اس کے ہاں خود موجو دہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (اللهم صل وسلم و بارک علی من اتخدته حبیباً فی الدنیا والآخرة وعلی الہ اصحابہ اجمعین)۔

درود پاک والا پڑھا بھاری ہو گیا

مواہب لدنیہ میں ہے قیامت کے دن اگر کسی امتی کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ جوانگی کے برابر ہو گا نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پڑھا بھاری ہو جائے گا وہ امتی عرض کریگا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کون ہیں اس مصیبت میں میرے کام آنے والے آپ کی صورت و سیرت کتنی اچھی ہے۔ آپ فرمائیں گے: میں تیرا نبی ہوں اور اس پر چیزیں وہ درود شریف ہے جو تو نے دنیا میں مجھ پر پڑھا تھا میں نے تیری آج کی ضرورت کے لئے سنپھال رکھا تھا۔

اللهم صل وسلم وبارک علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی
الله واصحابہ اجمعین۔

درود پاک کی کثرت کرنے والے کا تو قبر میں جاتے ہی حساب ختم ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک معترد اقعہ کتابوں میں مرقوم ہے کہ ابوالحسن کاغذی اپنے وصال کے بعد کسی کو خواب میں ملے اس نے پوچھا: کیا حال ہے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم و کرم کر دیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں بیٹھج دیا ہے۔ ملاقات کرنے والے نے پوچھا: کس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم فرمایا تو ابوالحسن کاغذی نے کہا جب میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اس بندے

کے گناہ بھی شمار کرو اور اس نے اپنی زندگی میں جتنا درود میرے جبیب پر پڑھا ہے وہ بھی شمار کرو اور جب فرشتوں نے شمار کیا تو میرا پڑھا ہوا درود شریف گناہوں سے زیادہ نکلا تو اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا: حسبکم یا ملانکتی ولا تحاسبوه واذهبوا به الی جنتی۔ (القول البدیع، سعادۃ الدارین)

پلصراط کام مرحلہ اور درود پاک کی برکت

بال سے باریک، تکوار سے تیز پل صراط جو کہ وزخ پر قائم کیا جائے گا۔

(والصراط حق وهو جسر ممدود على متن جهنم ادق من الشعر واحد من السيف۔ شرح عقائد نقشی) جہاں اس قدر سخت اندر حیرا ہو گا وہاں پر درود شریف کی برکتوں کا بھی ظہور ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: للبصلى علی نور علی الصراط ومن کان علی الصراط من اهل النور لم یکن من اهل النار (دلائل الخیرات) جو مجھ پر درود شریف پڑھتے ہیں ان کے لئے پلصراط پر نور ہو گا اور نور والے نار والے نہیں ہو سکتے۔

فرمایا: زینوا مجالسکم بالصلوة علی فان صلاتکم علی نور لکم یوم

القيامة (باقع سنیر)

یعنی اے میری امت تم اپنی مجلسوں کو درود سے مزین کرو (خوب بآواز بلند پڑھو) کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہو گا۔

چھوٹا ہو گا سرت سے کوئی روز جزا

شرم کے مارے کسی کا سر جھکا رہ جائے گا

حضرت عبدالرحمٰن بن سرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: میں نے رات کو ایک عجیب مظہر دیکھا ہے اور وہ یہ کہ لوگ پلصراط سے گزر رہے ہیں ان میں میرا ایک امتی بھی تھا جو کبھی گرتا ہے کبھی اٹھتا ہے تو

میں نے دیکھا: فجاء ته صلاتہ علی فاخذت بینہ فاقامته علی الصراط
حتی جاؤزہ۔ میرے اوپر پڑھا ہوا درود شریف (متسلسل ہو کر) آیا۔ اس کا باتھ کپڑا
اور پل صراط سے گزار دیا۔ (القول البدجع، سعادۃ الدارین)

ایک شبہ کا ازالہ

جن لوگوں کے دلوں میں زلٹنے ہے، بعض ہے وہ کہتے ہیں کہ درود پاک کے متعلق
جتنی حدیثیں ہیں ان میں سے بہت ساری ضعیف ہیں تو کیا اعتبار کیا جائے۔
ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت شیخ عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: با
اواقعات بعض کمزور ایمان والے درود پاک کے فضائل میں وارد شدہ احادیث مبارکہ
دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان کوئی نہ مانتے کیونکہ یہ حدیثیں صحاح ستے میں نہیں ہیں۔
ایسا کہنے والا بد عقیدہ ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں عیب لگا
رہا ہے۔ حدیث پاک کے صحیح ہونے کا معیار علماء و محدثین کا کسی حدیث پاک کو قبول کر
لینا ہی ہے۔ (سعادۃ الدارین)

قادہ یہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہے کیونکہ ضعیف کا معنی
جوئی نہیں بلکہ ضعیف حدیث بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ صرف
روایت کرنے والے میں ضعف کی وجہ سے ضعیف کہلاتی ہے۔ کاش کہ محدثین ضعیف
کی بجائے کوئی اور نام رکھتے تاکہ اہل زلٹنے کے نام کے موجودہ زمانہ کے عام
مسلمان علم دین تو پڑھے ہوئے نہیں ہوتے۔ عموماً سکولوں کا جگہوں کے ہی تعلیم یافتہ
ہوتے ہیں تو جن علماء کے دلوں میں بعض ہے وہ ضعیف کہہ کر ایمان لوٹتے ہیں حالانکہ
سیدنا امام ابن ہبام رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: الضعیف غیر الموضوع یعمل به
فی فضائل الاعمال (مسیح امین)

یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاسکتا ہے ہاں موضوع (من
گھرست) پر عمل جائز نہیں ہے۔

نیز حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقاً (ایضاً) یعنی سب کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف روایت پر عمل کرنا جائز ہے اور شیخ الحدیث شیخ شاہ عبدالحق محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحدیث محکومہ علیہ بالضعف و معقول بہ فی فضائل الاعمال (مقدمہ حضرت شیخ) یعنی حدیث پر ضعیف ہونے کا حکم ہو جائے تو فضائل اعمال میں اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے (منیر اعین) تفصیل کے لئے کتاب "حکم الفعل" کا مطالعہ کریں۔

کوئی ذلت اٹھائے گا کوئی انعام پائے گا

کوئی ذلت اٹھائے گا کوئی انعام پائے گا

کوئی دوزخ میں جائے گا کوئی جنت میں جائے گا

قال المفسرون ان نفس الیوم من تنشط فی الخروج للقاء ربہ
ونفس الكافر تکرہ ذلك فیشق علیه الخروج لا نها تصیر الى
أشد العذاب كما قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من
اراد لقاء الله اراد الله لقاءہ و من کرہ لقاء الله کرہ الله
لقاءہ

مفسرین کہتے ہیں موسیٰ کی روح اپنے رب سے مٹنے کے بدن سے
نکلنے میں خوش ہوتی ہے اور کافر کی روح ناخوش اس لیے کہ اس کا نکلنے سخت
عذاب کی طرف جانا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو
شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات چاہتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے
اور جو شخص اللہ پاک سے ملنے نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے پسند نہیں
کرتا۔ (تفسیر کبیر)

۔ اللہ کے باقی کو دم نزع فرستے
دہتے ہیں خبر تیرِ الحکاہ ہے جہنم

نافرمانوں کا عبرتاک انعام

ہمارے سامنے محفل میں خالی ہاتھ آئے ہو
بتاؤ محفل دنیا سے کیا ہمراہ لائے ہو

اللہ کے نافرمانوں کا خوفناک انعام ان کی موت کے وقت ہی انہیں بتا دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولو تری اذ الظالمون فی غدرات الموت والملائكة باسطوا آید
یهم اخرجووا انفسکم الیوم تجزون عذاب الہوں بما کنتم
تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایته تستکبرون

(الانعام۔ ۹۳)

کاش اس وقت آپ دیکھیں جب یہ ظالم موت کی ختیوں میں ہوں گے
اور فرستے اپنے ہاتھ ان کی طرف بڑھا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں جلد
نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس لیے کہم اللہ پر جھوٹ اور اللہ
کے ذمے ناقص باتیں جوڑا کرتے تھے اور تم اللہ کی نشانیوں کے مقابلہ میں
تکبر کیا کرتے تھے۔

ولقد جنتیونا فرادی کہا خلقنا کم اول مرہ و ترکتم
ماخولنا کم و راء ظہور کم و مانری معکم شفعاء کم الذین
زعمتم انہم فیکم شرکؤ لقد تقطم بینکم وضل عنکم
ما کنتم تزعیعون (الانعام۔ ۹۴)

اور اب تو تم ہمارے پاس تھا آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں اول بار پیدا کیا
تھا اور اپنے پیچھے چھوڑ آئے جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے

ساتھ ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں۔ اب تمہارا آپ کا تعلق ثوث کر رہا اور تم سے گئے گزرے وہ دعوے جو تم کرتے تھے وہ بھی سب ثوث گئے۔

ولو تری اذ يتو فی الدین كفروا الْمَلِئَكَةَ يضرِّبونَ وجوهَهُم

(الاتفاق: ۸۵) وادبارهم وذوقوا عذاب الحریق۔

اور کاش آپ دیکھیں جب فرشتے ان کافروں کی جان نکالتے ہیں مارتے جاتے ہیں ان کے منہوں پر اور ان کی پشتوں پر اور کہتے جاتے ہیں کہ اب آگ کی سزا کا مزہ چکھو۔

کافر کی روح کس طرح نکالی جاتی ہے؟

ان الكافر اذا احتضر بشرته الملائكة بالعذاب والنکال
والاغلال والسلال و الجحيم وغضب الرحمن الرحيم فتفرق
روحه في جسده و تعصي وتابى الخروج فتضربهم الملائكة

حتى تخرج ارواحهم من اجسادهم (ابن كثير)

جب کافروں کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے آ کر عذاب اور بیڑیوں اور زنجیروں اور جہنم اور حمل کے غصب کی خبر دیتے ہیں تو ان کی روح اس کے جسم میں بھاگتی پھرتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے تو فرشتے انہیں مارتے ہیں یہاں تک کہ ان کی روح میں ان کے جسموں سے نکل آتی ہیں۔

خروج روح کفار لعین کے وقت مل جل کر

فرشته مارتے ہیں ان کے چہروں اور پیٹھوں پر

حضرت عائش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَيْلٌ لِّاَهْلِ الْمَعَاصِي مِزَاهِلُ الْقُبُورِ تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ فِي قُبُورِهِمْ
حَبَّاتٌ سُودٌ اَدْهَمُ حَيَّةً عِنْدَ رَاسِهِ وَحَيَّةً عِنْدَ رَجْلِيهِ يَقْرَصَانِهِ
حَتَّىٰ يُلْتَقِيَا فِي وَسْطِهِ فَذَلِكَ الْعَذَابُ فِي الْبَرْزَخِ

(ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۵۶)

گنہگاروں پر ان کی قبریں بڑی مصیبت کی جگہ ہیں۔ ان کی قبروں میں
انہیں کالے ناگ ڈستے رہتے ہیں، جن میں سے ایک بہت بڑا اس کے
سر ہانے ہوتا ہے اور ایک بہت بڑا پاؤں کی طرف وہ سر کی طرف سے
ڈستا اور اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ درمیان میں پہنچ کر
دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پس یہ ہے برزخ کا عذاب!

خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آتا ہے:

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوٹ جانا ہے
بغچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سماٹا ہے
تیرا ناڑک بدن بھائی جو لینے سچ پھولوں پر
ہووے گا ایک دن مردار یہ کرموں نے کھانا ہے
اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
زمیں کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ اور ماں
کیا پھرتا ہے سودائی عمل بنے کام آتا ہے
جباں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
کریں دعوی کہ یہ دنیا مرا داعم نکانا ہے
غلط فہید ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا مٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نادان و دانا ہے
عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کو اکیلے تو نے جانا ہے
نظر کرد کیجھ خوبیوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کنوں پر
محلاں اچیاں والے تیرا گوریں ممکنا ہے
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پسرا ہے دغا بازی کا بانا ہے
غلام اکدم نہ کر غلط حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

زیارت قبور کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزو رواها فانها تزهد فی الدنیا و تذکر الآخرة (ابن ماجہ مختکرة باب زیارة القبور) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب قبروں کی زیارت کیا کرو یوں کہ اس سے دنیا میں زہد (تقوی) حاصل ہو گا اور آخرت کی یاد حاصل ہو گی۔

بڑا ابن ابی الدنيا کتاب القبور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن رجل یزور قبرا خیمه ویجلس عنده الا استأنس به و درد علیہ حتی یقوم۔ جب بھی کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی قبر کی زیارت کرتا

بے تو صاحب قبر کو راحت و سکون حاصل ہوتا ہے اور قبر والا اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ اس کے پاس بیٹھا رہے (شرح الصدور ۸۲)

ہے جیسے ظالم و ظلام اور ظلم بشر
غفور و غافر و غفار ہے خدا کی ذات

کیا قبروں والے دیکھتے بھی ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر جو گرد شریف میں حاضر ہوتی تو پردوے کا زیارتہ اہتمام نہ کرتی کہ ایک (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) میرے خاوند ہیں، دوسرے میرے باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں فلما دفن عمر معهم فو اللہ ما دخلته الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر۔ پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو حضرت عمر سے حیاء کرتے ہوئے میں پورے اہتمام سے پرده کر کے جایا کرتی۔ (مسند مکہۃ الہاب زیارتۃ القبر) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لمعات حاشیہ مکلوۃ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ کا فرمان حیاء من عمر میت کی حیات پر بڑی واضح دلیل ہے۔ باقی رہا یہ کہ اگر میت کی من میٹ کے باہر دیکھے گئے ہے تو کیا کپڑے اس کے لئے جا ب بن سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جتنی طاقت بندے میں ہے اس کے مطابق پردوے کا اہتمام ضروری فراز دیا گیا۔ یعنی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی نگاہ میں کچھ بھی چھپا ہوا نہیں جب بندہ خلوت میں ہو تو اس سے حیاء کرتے ہوئے پردوے کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو حضور علیہ السلام نے کھلی چکر بغیر پردوے کے غسل کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و شان بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان اللہ حصی سعیر يحب الحباء والستتر فاذا غسل احدكم ثم يستتر (رواہ ابو زرعة و داشرانی)

اللہ تعالیٰ شرم و حیاء والا ہے اور پردے کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے کے اندر کرے۔ مرقاۃ الفاتح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم گرچہ مستور وغیر مستور دونوں کو محیط ہے لیکن وہ شرم و حیاء والے مستور کو ایسی حالت میں دیکھتا ہے جس کا ادب تقاضا کرتا ہے بخلاف غیر مستور کے۔ اور دونوں کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ (بانہ تعالیٰ و ان احاطہ علیہ بھیما الانہ یربی المستور علی حالة تقتضي الادب وشتان ماينهها) اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث میں فرمایا گیا لعن زوارات القبور (منداحمد ترمذی ابن ماجہ مشکو باب زیارة القبور) کہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی نے خود ہی اس حدیث کی وضاحت ان الفاظ سے کر دی ہے۔ قدر ای بعض اهل العلم ان هدا کا ان قبل ان یز خص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارة القبور فلما رخص دخل فی رخصة الرجال والنساء وقال بعضهم کرہ زیارة القبور للنساء لقلة صبرهن و لشدة جزعهن۔ بعض اهل علم کا اس حدیث کے بارے میں موقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کی جو رخصت عطا فرمائی ہے یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے (کیونکہ پہلے مردوں عورتوں دونوں کو منع کیا گیا تھا) اور جب اجازت فرمائی تو سب کے لئے اجازت ہو گئی البتہ بعض نے عورتوں کے لئے زیارت قبور کو اس لیے مکروہ کہا ہے کہ ان میں صبر کی کمی ہوتی ہے اور جزع و فزع کرنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

ہزارہ ملانکہ کو ان کے سامنے صفت بستہ دیکھا:

عالم برزخ کتاب میں قاری طیب صاحب اشرف علی تھانوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حضرت تھانوی وفات سے تقریباً دو سال قبل وانت درست کرنے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں

کی زیارت کے لئے بھی نکلے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مسائیں کی قبریں بھی دیکھیں۔ فاتح پڑھی ایصال ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی چھوپری معروف بداتا چنگ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔

وصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ بھجو سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا چنگ بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ہزار ہالماں کو ان کے سامنے صفت دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سلاطین کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مسائیں کی صورت میں دیکھا کر جیسے کوئی پر سان حال نہ ہو اور مسائیں کو سلاطین کی صورت میں پایا وغیرہ۔“ ص ۲۶

مزید لکھتے ہیں کہ ”اسلاف کرام کے زمانہ کے ہزاروں واقعات اس قسم کے کتابوں میں موجود ہیں حضرت شیخ عبدالعزیز باغ نے اپنے ملفوظات موسوم بالابریز میں لکھتے ہی ایسے مکاشفات ظاہر فرمائے ہیں جن سے برزخ کے حالات اور مقامات عیاں ہو جاتے ہیں بہر حال کشف اکشاف ایک مستقل ذریعہ کشف قبور ہے جو سلف سے ظفہ تک پایا جا رہا ہے۔“

قبوں والے سنتے بھی ہیں

مسلمان تو مسلمان کافروں کا مرنے کے بعد سنتا بھی کئی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے کافروں کو قلیب بدر میں جھاک کر فرمایا: هل وجدتم ما وعد ربکم حقا۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا؟ عرض کیا گیا: حضور! آپ مردوں کو پکار رہے ہیں (کیا یہ سنتے ہیں۔ فرمایا: ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون۔ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہیں) یہ جواب نہیں۔ میں سنتے (جو تمہیں سنائی دے سکے) صحیح بخاری کی ایک اور

حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس لوئتے ہیں۔ اندہ لیسم قرع نعالہم تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے۔ ☆ ابن ابی الدنيا اور تیہنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے آپ نے فرمایا: اذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد علیہ السلام وعرفه اذا بقبر لا يعرفه فسلم عليه رد علیہ السلام ای و لم یعرفه (مرقات باب زیارتہ التبر) جب بھی کوئی شخص کسی جان پہچان والے کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر قبر والے کو نہ پہچانتا ہو پھر بھی اس کو سلام کہے تو وہ قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے لیکن پہچانے بغیر ہی۔

جب یہ حال عام شخص کا ہے تو پاکان امت کا حال آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔

الیصال ثواب کا مسئلہ

اس بارے میں اہل سنت کے تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ زندوں کی دعا والیصال ثواب سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا کی جس کو میں نے یاد کر لیا۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرم اور اس کو عافیت دے اور اس کی مہمانی باعزت فرم اور اس کی قبر کو وسیع فرمادے اور اس کو پائی اور برف اور الوں سے وحودے اور اس کو گناب ہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کر رکھا ہے اور اس کو اس کے گھر کے بدے میں اس سے بہتر گھر عطا فرم اور اس کے اہل سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرم اور اس کو جنت میں داخل فرم اور عذاب قبر و عذاب جہنم سے اس کو اپنی پناہ میں رکھ۔

اس دعا نبوی کوں کر حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تمنا ہو گئی کہ کاش

اس میت کی جگہ میری میت ہوتی۔ (مکتووہ جلد اس ۱۹۵)

اس مسئلہ میں پاکان امت کی آراء

☆ حضرت ابو امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آ کر اس طرح کھڑے ہوتے کہ میں سمجھتا تھا کہ نماز شروع کر دی ہے پھر وہ سلام عرض کرتے اور واپس لوٹ جاتے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۷۴)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: جو مسلمان کسی مسلمان کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو دنیا میں اس سے جان پہچان رہی ہو یا نہ رہی ہو ہر حال میں قبر والا اس کے سلام کوستتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۷۱)

☆ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابی بزرگ ہیں اور علم حدیث و فتن قرات کے ایک عظیم استاد ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ سے زیادہ دیکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روح القدس پر حاضر ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام کر کے گھر واپس جایا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۷۱)

☆ حضرت بشر بن منصور علیہ الرحمۃ بہت ہی عظیم المرتبت محدث اور عبادت و ریاضت اور زہد و تقوی میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ روزانہ پانچ سورکعت نوافل اور ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرنا ان کا معمول تھا۔ ۱۸۰ میں ان کا وصال ہوا۔ ان کا بیان ہے کہ طاعون (پلیگ) کے زمانے میں ایک آدمی روزانہ قبرستان جایا کرتا تھا اور جنائز و پر نمازوں پر نماز پڑھ کر گھر آتا تھا۔ پھر شام کو قبرستان جا کر یہ دعا مانگتا تھا: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وحشت کا ملوس بنائے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ اس آدمی کا بیان ہے کہ میں ایک شام کو قبرستان نہیں گیا تو رات

کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس آئی اور جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس ضرورت سے آپ لوگ میرے پاس آئے ہیں تو ان لوگوں نے بتایا کہ روزانہ تمہاری دعائیں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں لیکن ایک دن تمہاری دعاؤں کاہدیہ ہم لوگوں کے پاس نہیں آیا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس خواب کے بعد بھی میں نے قبرستان جا کر دعائیں مانگنا نہیں چھوڑا۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۷۸)

وفن کے بعد قبر پر سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا

علی بن موسیٰ حداد فرماتے ہیں: میں امام احمد بن حبیل علیہ الرحمۃ کے ساتھ ایک جنازہ میں گیا اور محمد بن قدامہ جو ہری بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جب میت وفن ہو گئی تو ایک ناپینا قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے لگا تو امام احمد بن حبیل نے اس سے کہا: اے فلاں: قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے پھر جب ہم لوگ قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ جو ہری نے امام احمد بن حبیل سے کہا: آپ مبشر بن اسماعیل حلی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمد بن حبیل نے کہا: وہ قابل بھروسہ اور ثقہ محدث ہیں۔ محمد بن قدامہ نے پوچھا: وہ حدیث میں آپ کے استاد بھی ہیں؟ امام احمد بن حبیل نے کہا: جی ہاں تو محمد بن قدامہ نے کہا: مجھے مبشر بن اسماعیل حلی نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن علاء بن لجاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ وفن کے بعد میرے سر ہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھی جائیں اور انہوں نے کہا: میں نے ابن عمر کو (ایسی) وصیت کرتے سن ہے۔ یہ سن کر امام احمد بن حبیل نے علی بن موسیٰ حداد کو بھیجا کہ جا کر اس ناپینا سے کہہ دو کہ وہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھا کرے۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۸)

☆ حضرت محمد بن احمد مروزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حبیل کو یہ فرماتے ہوئے سن ہے کہ جب تم لوگ قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ بر رب الفلق اور قل اعوذ بر رب الناس پڑھ کر اس کا ثواب تمام

قبرستان والوں کو پہنچا دو تو اس کا ثواب تمام قبر والوں کو پہنچ جائے گا۔

(احیاء اعلوم جلد ۳ ص ۳۸)

حضرت ابو قلاب علیہ الرحمۃ بہت ہی جلیل الشان محدث کبیر ہیں اور بڑے مشہور عابد بھی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں: میں شام سے بصرہ جاتے ہوئے "خندق" میں اتر پڑا اور وضو کر کے میں نے دور کعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ پھر میں جا گا تو صاحب قبر مجھ سے شکایت کرنے لگا کہ تم نے آج کی رات مجھے تکلیف پہنچائی پھر وہ کہنے لگا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو اور ہم عمل نہیں کرتے۔ سن لو تمہاری دور کعیتیں تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں۔ پھر یہ کہا کہ تم جا کر دنیا والوں سے ہمارا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہاری دعا میں پہاڑوں کے مثل عظیم بن کر ہم لوگوں کے پاس آیا کرتی ہیں۔ (احیاء اعلوم جلد ۳ ص ۳۸)

ہم تو نہیں بد لے تم کیوں بدل گئے

ابو بکر رشیدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد طوی معلم کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا: ابو سعید صفار سے کہہ دینا کہ ہمارا تمہارا تو معاهدہ تھا کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں بھولیں گے تو ہم تو نہیں بد لے گے تم بدل گئے۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں جے ابو سعید صفار سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: کیا ہتاوں میں ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا اور کچھ ایصال ثواب کیا کرتا تھا لیکن اس جمعہ کو میں نہیں جا سکا اسی کی ان کو مجھ سے شکایت ہو گئی ہے۔ (احیاء اعلوم جلد ۳ ص ۳۳)

☆ حضرت بشار بن غالب نجرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریہ عدو یہ کے لئے بکثرت دعا میں مانگا کرتا تھا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہی ہیں: اے بشار بن غالب! تمہاری دعا میں ہدیہ کی شکل میں فور کی تھالیوں میں ریشمی رومال سے چھپا کر ہمارے پاس آیا کرتی ہیں میں نے کہا: وہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا: یاد رکھو زندوں کی دعا میں اموات کے لیے مقبول ہو کر نور کے طبا۔

میں رکھ کر رسمی کپڑے کے سرپوش سے چھپا کر مردوں کے پاس لائی جاتی ہیں اور لانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر میں میت کی مثال یہ ہے کہ جیسے ذوبنے والا فریاد کرنے والا آدمی ہر وقت قبر میں مردوں کو انتظار رہتا ہے کہ اس کے باپ یا بیٹوں یا بھائیوں یا دوستوں کی طرف سے دعاوں اور ایصال ثواب (فاتحہ) کا کوئی ہدیہ اس کے پاس آئے گا اور جب ہدیہ آ جاتا ہے تو اس کو دنیا بھر کی نعمت پا جانے سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ (احیاء الحلوم ج ۲ ص ۲۷)

ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ثواب:

دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحدیر الناس میں لکھتے

ہیں:

”حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے کسی مرید کا رنگ یا کا یک متغیر ہو گیا، آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکافہ اس نے کہا: اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھاتا، یوں سمجھ کر کہ بعض روائتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشنے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بثاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔“

(تحذیر الناس ج ۸ ص ۲۸)

الغرض! فقہ حنفی کی مشہور کتاب کے حوالے پر اکتفا کر رہا ہوں۔ اس مسئلہ کے بارے میں اگر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری کتاب ”مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں“ کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

الاصل هذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره

صلوة او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعۃ

(بخاری نامہ باب الحج من المیر)

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے
غیر کو پہنچا دے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی بھی عمل
ہو۔ یہ اہل سنت و جماعت کا نہ ہب ہے۔

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے

ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے دیتے ہیں

اب آخر میں موت کی یاد اور فکر آخرت کے موضوع پر عربی زبان کے دو
قصیدے اعراب و ترجمہ کے ساتھ لکھے جا رہے ہے جو کہ آخرت کے فکرمندوں کے
لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ دنیا کی حقیقت کو اعلیٰ حضرت نے کیا خوب بیان فرمایا:

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانچھے ہے حرافہ

صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے زہر پلاۓ قاتل ڈائن شوہر کش

اس مردار پر کیا لچکایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت ستا سودا نیچ رہے ہیں جنت کا

ہم مغلس کیا مول چکا کیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے

ورنہ رضا سے چور پر تیری ڈگری تو اقبالی ہے

موت کی یاد میں قصیدہ (۱)

ضَيْقَتْ عُمَرَكَ يَا مَغْرُورُ فِي غَفَلٍ
فُمْ لِلَّاتِلَافِي فَانْتَ الْيَوْمَ فِي مَهَلٍ
اے فریب خورده! تو نے غفلت میں عمر بر باد کر دی، ائمہ کچھ تلافی کر کیوں
کہ آج بھی تجھے مہلت نصیب ہے۔

وَاسْتَفِرِي عَلَيْ الدَّمْعَ مِمَّا فَاتَ مِنْ زَمِنٍ
وَأَنْدَمْ بِتَوْبٍ عَلَى أَيَامِكَ الْأُولَى
جو وقت ہاتھ سے نکل گیا اس پر آنسو بہا اور اپنی گز شدہ زندگی پر شرم اکرتے ہے کہ
بَادِرْ إِلَى صَالِحِ الْأَعْمَالِ مُجْتَهِداً
فَالْجَحْدُ فِي الْجَهَدِ وَالْحِرْمَانُ فِي الْكَسْلِ
کہر ہمت باندھ کر اعمال صالح کی جانب سبقت کر کیونکہ محنت میں کامیابی
ہے اور کسلندی کا انعام حرومی ہے۔

كُنْ لَا مَحَالةَ فِي الدُّنْيَا كَمُغْرِبٍ
عَلَى رَجْبٍ دَنَا أَوْ عَابِرِ السُّبُلِ
دنیا میں ایسا رہ گویا تو سفر کے لئے پا بر کا ب ہے بلکہ راست سے گزر رہا ہے۔
دَارُ الْخُلُودِ مَقَاماً دَارُ آخِرَةٍ

إِنَّ الْإِقَامَةَ فِي الدُّنْيَا إِلَى آجِلٍ
بیش کی اقامت گاہ تو صرف آخرت ہے دنیا میں قیام تو صرف میعاد
مقررہ تک ہے

وَشُكُلُّ مَنْ حَلَّ فِي الدُّنْيَا فَمُرْتَجِلٌ
يَوْمًا لِيُنْزَلَهُ فِي إِثْرِ مُرْتَجِلٍ

دنیا میں جتنے لوگ آئے انہیں یکے بعد دیگرے اپنی منزل کی طرف کوچ کرتا ہے۔

هَلَّا إِغْتَبَرْتُ فَكُمْ حَلُوَا وَكُمْ رَحَلُوا

وَإِنَّمَا النَّاسُ فِي حِلٍّ وَمُرْتَجِلٍ

یہاں کتنے آئے اور کتنے چلے گے مگر تجھ کو کچھ بھی عبرت نہ ہوئی؟ اور
یہاں تو جو بھی آیا کوچ کرنے کو آیا

إِذَا تَجَهَّمَ أَمْرًا لَمْ رَدَّلَهُ

لَمْ يُغْنِ عَنْكَ إِفْتَاءُ الْمَالِ وَالْخَوَالِ

جب تجھے وہ حادثہ (موت) پیش آئے گا جس کو کوئی ثالثیں سکتا تو مال و
دولت اور حشم و خدم تجھے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

يَقُولُونَكَ الْأَطِبَّا وَالصَّدِيقُ إِذَا

وَقَدْ طَوَّا صُحْفَ التَّدِبِيرِ وَالْحِيلِ

اس وقت حکیم ڈاکٹر اور دوست احباب (تجھے بچانے کی) ساری تدبیریں
ثتم کر کے تیرے پاس سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

فَيَدْرِجُونَكَ فِي الْأَكْفَانِ مُنْتَزِعًا

عَنْكَ الْقِيَابَ مِنَ الْأَبْرَادِ وَالْحُلُلِ

تیرے جسم سے لباس فاخرہ اتار کر تجھے کفن کی چادروں میں لپیٹ دیں گے۔

وَيُؤْدِي عُونَكَ تَحْتَ الْأَرْضِ مُنْفِرِدًا

وَيَسْرُ كُونَكَ مَحْجُوبًا مِنَ الْمُقْلَ

تجھے زمین کی تہہ میں تباہ چھوڑ دیں گے اور نظروں سے اوچھل کر دیں گے۔

وَقَائِلٌ مِنْهُمْ قَذَ كَانَ خَيْرَ أَبِ

وَقَائِلٌ مِنْهُمْ قَذَ كَانَ خَيْرَ وَلِيٍّ

کوئی کہے گا، بڑا اچھا بات تھا، کوئی کہے گا بڑا اچھا دوست تھا۔

وَقَائِلٌ قَدْ حَبَاهُ اللَّهُ مَغْفِرَةً

وَقَائِلٌ طَابَ فِي الدُّنْيَا مِنَ الرَّجُلِ

کوئی کہے گا اللہ مغفرت فرمائے، کوئی کہے گا دنیا میں بڑی اچھی گزار گیا۔

فَعَدَ ذَلِكَ لَا يَذَرُونَ مَا فَقَدُوا

وَهُمْ مِنْ فِي أَفْسَامِ الْأَرْضِ بِالْجَدَلِ

اور اس (زبانی جمع خروج) کے بعد انہیں یہ بھی خبر نہ ہو گی کہ کون چلا گیا ان

کی ساری توجہ میراث کی تقسیم میں لڑنے مرنے پر گئی ہو گی۔

وَتَغْضُبُهُمْ مَعَ بَعْضٍ فِي مُخَاصِمَةٍ

وَإِنَّهُمْ لَيَّنَ مَنْصُورٍ وَمُنْخَذِلٍ

وہ ایک دوسرے سے خصومت اور مقدمہ بازی کریں گے اور پھر کوئی جیت

کیا، کوئی بار گیا ہو گا۔

وَيَا خَدُونَ قَرِيبًا فِي مَعَايِشِهِمْ

لَا يَذْكُرُونَكَ فِي بِحْلٍ وَمُخْفَلٍ

اور پھر بہت جلد پیٹ کے دھنے میں لگ جائیں گے وہ تجھے خلوت و

جلوت میں کبھی یاد نہیں کریں گے۔

تَائِهَا الْغَرْلَا تَغْرِرُكَ صُحْبَتُهُمْ

خَيْرُ الْمَصَاحِبِ عِنْدِنِي صَالِحُ الْعَمَلِ

ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے ان کی مصاحبত سے دھوکہ نہ کھا سب سے

اچھا مصاحب نیک عمل ہے۔

فِيمَا النَّفَافِلُ وَالآتَامُ دَالِرَةٌ

فِيمَا النَّكَاسُلُ وَالآخَوَالُ فِي حَوْلٍ

دن گزر رہے ہیں آخر یہ غفلت کیوں ہے؟ حالات بدل رہے ہیں تو پھر
ستی و سلماندی کیسی؟

فِيْمَ الْعَوِيلُ لَذِي دَارَ حَلْتَ وَعَفَ

فِيْمَ الْبَكَاءُ عَلَى الْأَقْارِبِ وَالظَّلَلِ

ایے گھر پر کیا روتا اور فریاد کرتا جو خالی ہو گیا اور جس کے نشان مٹ گئے
اور یاد گاروں اور کھنڈروں پر نوحہ دیکھا کیسا؟

فِيْمَ النَّصَابِيُّ وَأَيَامُ الْيَقْبَاغْبَرَ

فِيْمَ النَّسِيبُ وَلَا إِيَانَ لِلْغَزَلِ

بچپن کا دور گزر چکا پھر یہ بچپنا کیسا؟ غزل گوئی کا وقت بیت گیا پھر یہ شعرو
شاعری کیسی؟

وَكَيْفَ تَلْعَبُ وَالْخَمْسُونَ قَدْ كَحُلَتْ

وَكَيْفَ تَلْهُو وَنَارُ الشَّيْبِ فِي شُعْلِ

پچاس سال کی عمر ہو چکی پھر کھیل کو دکا کیا مطلب؟ سر سفید ہو چکا تو پھر
اس کھیل تماشے کے کیا معنی؟

فَدَعْ ذِكْرَ لَكَلِيٍّ وَلَبْنِيٍّ وَأَرْدِيَارِهِمَّا

ثُمَّ ارْتَحَالِيمَا مِنْ هَذِهِ الْجَلْلِ

لیلے و بیتی ان کے وصال اور بھروسہ فراق کے تذکروں کو اب جانے دے۔

إِلْكَ الْغَوَائِيٍّ وَإِنَّ أَخْلَضَنَ خُلْبَهَا

وَاللَّهُ لَنْسَ بِرِينَاتٍ مِنَ الدَّخَلِ

یہ بتان بے وفا خواہ کتنا ہی خلوص و محبت جتا میں مگر واللہ یہ کھوٹ سے خالی نہیں۔

حُبُّ الْحَبَابِ حِرْمَانٌ وَمَنْدَعَةٌ

فَالْقَوْلُ عَاقِبَةٌ لِلشَّارِبِ الْفَيْلِ

ان ناز نینوں کی محبت سر پا بِ نصیبی و ندامت ہے، نش شراب کا انجام بدستی و
مد ہوشی کے سوا اور کیا ہے؟

إِنَّ رَأْيَ الْمُكَلِّفِ حِلٌّ مِّنْ مَّحَثَّهِ

وَقُلْقَلٌ بِحُسْنَتِ رَسُولِ اللَّهِ وَاتَّكِلْ

ہر محبوب کی محبت سے و تبردار ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
رخصۃ الفت استوار کرو اور اسی پر بھروسہ کر۔

مُوَالَّدِيْ حُجَّةُ قُوَّةٍ وَ مَكْرُمةً

وَ حُجَّةُ آيَةِ الْإِيمَانِ فَاقْتَمِلْ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا میابی عزت و کرامت اور علامت
ایمان ہے اس کی تکمیل کر۔

وَ حُجَّةُ الْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِضَامَ لَهَا

وَ لَا انْفِضَامَ لَحَبْلِ مِنْهُ مُتَّصلٌ

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت وہ مضبوط حلقہ ہے جو ثبوت نہیں ملتا
اور جو رشتہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستہ ہو وہ پٹکا ہے۔

يَا حَبَّادًا حُجَّةُ أَنْسٍ لِمُنْفَرِدٍ

ذُخْرٌ لِمَدَّ خِرِّزٌ اذْلِمَتَّقِلٌ

سبحان اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت انسان کے لئے سامان
انیس ہے ذخیرہ انداز کے لئے بہترین ذخیرہ اور رعام سفر کے لئے
تو شہ ہے۔

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ الشُّكْرُ لِقَائِلِهِ

وَذَلِكَ وَغَدَّ بِلَا خُلْفٍ وَلَا خَطْلٍ

اس ذات عالی کا احسان سمجھو جس نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس

سے محبت کی، یہ قطعی و مدد ہے جس میں کوئی دغدغہ نہیں۔

أَحِبَّهُ وَلَذَا أَرْجُو شَفَاعَةً

إِنَّ الْمُحِبَّ مِنَ الْمَحْبُوبِ فِي أَمْلَى

مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہوں، محبت کو محبوب سے امید ہوتی ہے۔

سَيِّنُ السَّلَامُ لَهَا الْأَسْنَانُ بِاسِمَةٍ

فَاضْحَكِ اللَّهُ مِنَ التَّيْبِينِ لِلْقَبْلِ

سین، سلام کے دانت کھل رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سین کے دانتوں کو ہمیشہ مکرا تارکے۔

شُغْلُ الصَّلُوةِ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ كَفَى

فَبَارَكَ اللَّهُ لِي فِي ذَلِكَ الشُّغْلِ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام پھیلنے کا شغل کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے اس شغل میں برکت دے۔

يَارَاتِ صَلَّى وَسَلَّمَ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى نَبِيِّكَ طَهَ سَيِّدِ الرُّسُلِ

اے اللہ! ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ و سلام نازل فرمائپے نبی طسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر

موت کی یاد میں قصیدہ (۲)

لَيْسَ الْغَرِيبُ غَرِيبُ الشَّامِ وَالْيَمَنِ
إِنَّ الْغَرِيبَ غَرِيبُ اللَّهِ دُوَّالَ الْكَفَنِ
شام و یمن کا مسافر درحقیقت مسافرنہیں؛ البتہ گور و کفن کا مسافر واقعہ
مسافر ہے۔

لَا تَنْهَرَنَّ غَرِيبًا حَالَ غُرِيبِهِ
الدَّهْرُ يَنْهَرُ بِالدَّلِيلِ وَالْمِحْنِ
کسی اجنبی مسافر کو بمحالت غربت ہرگز نہ جھپڑ کر زمانہ نے اسے ذلت و
مشقت کے ساتھ خود ہی جھر کر رکھا ہے۔

إِنَّ الْغَرِيبَ لَهُ حَقٌّ لِغُرِيبِهِ
عَلَى الْمُقْبِيْمِينَ فِي الْأَوْطَانِ وَالسَّكَنِ
اجنبی مسافر کا حق ہے ان لوگوں پر جو اپنے گھر اور وطن میں اقامت پذیر
ہیں۔

سَفَرِيْ غَرِيبٌ وَرَادِيْ لَنْ يُلْعَنِي
وَقُوَّتِيْ ضَعْفَتْ وَالْمَوْتُ يَطْلُبُنِي
میرا سفر ان دیکھے راستوں کا ہے میرا زاد سفر منزل تک پہنچنے کے لئے
ناکافی ہے میری قوت کمزور ہو چکی اور موت میری تلاش میں ہے۔

وَلِيْ بَقَائِيَا ذُنُوبِ لَسْتُ أَغْلَمُهَا
اللَّهُ يَعْلَمُهَا فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ
اور میرے پاس گناہوں کا انبار ہے جو خود میرے علم میں بھی نہیں مگر اللہ
تعالیٰ ان کے پوشیدہ و ظاہر کو خوب ہے بتا ہے۔

مَا أَخْلَمُ اللَّهُ عَنِّي حَيْثُ أَمْهَلَنِي

وَقَدْ تَمَادَيْتُ فِي ذَبْنِي وَيَسْتُرُنِي

اللہ تعالیٰ کس قدر حلیم ہے کہ ان گناہوں کے باوجود مجھے مہلت دے رہا ہے اور میں مسلسل گناہ کئے جا رہا ہوں اور وہ میری پرده پوشی فرم رہا ہے۔

تَمُرُّسَاعَاتُ أَيَّامِي بِلَا نَدَمٍ

وَلَا بُكَاءً وَلَا خُوفٍ وَلَا حَزَنَ

میری زندگی کے لمحات نہامت و گریہ اور خوف و حزن کے بغیر گزر رہے ہیں۔

آَأَلَذِي يُغْلِقُ الْأَبْوَابَ مُجْهِدًا

عَلَى الْمَعَاصِي وَعِنْ اللَّهِ تَنْتَرُنِي

میں وہی ہوں کہ گناہ کرتے ہوئے مکان کے دروازے اچھی طرح بند کر لیتا ہوں حالانکہ اللہ کی آنکھ مجھے تباہی دیکھ رہی ہوتی ہے۔

يَا زَلَّةَ كُبَيْثٍ فِي غَفْلَةِ ذَهَبٍ

يَا حَسْرَةَ بَقِيَّتِ فِي الْقُلْبِ تُخْرِقُنِي

آہ! کتنی لختیں غفلت میں سرزد ہو کر داستان ماضی بن گئیں اور کتنی حرمتیں دل میں انک کر میرے لئے آتش سوزائیں گئیں۔

دَغِيْنِي أَنْوَحُ عَلَى نَفِيْسِي وَانْدُبِها

وَأَقْطَعُ الدَّهْرَ بِالْتَّفْكِيرِ وَالْحَزَنِ

مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے نفس پر توحید کروں اور زندگی فکر و غم میں بسر کروں۔

كَائِنِي بَيْنَ يَلْكَ الْأَهْلِ مُنْظَرٌ

عَلَى الْفِرَاشِ وَأَيْدِيهِمْ تُقْلِبُنِي

وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں بست مرگ پر اہل دعیال

کے درمیان بیجان پر اور ان کے ہاتھ مجھے کروٹیں دلاتے ہیں۔

كَانَيْتُ وَخَوْلِي مَنْ يَنْجُوحُ وَمَنْ
يَكُنْ عَلَىٰ وَيَنْعَانِي وَيَدْعُونِي

ہاں وہ منظر بھی گویا سامنے ہے کہ میرے گردنوج گروں کی بھیڑ ہے میری
موت کا اعلان ہو رہا ہے اور مجھے مردہ حالت میں پکارا جا رہا ہے۔

وَقَدْ آتُوا بِالطَّيِّبِ كَمْ يُعَالِجُنِي
وَلَمْ أَرَ الطَّيِّبَ الْيَوْمَ يَنْفَعُنِي

میرے علاج معالج کے لئے طبیب کو بیان گیا لیکن آج طبیب کی چارہ
گری میرے کس کام آئیگی؟

سَخْرُجُ الرُّؤْحُ مِنِي فِي تَغْرِيرِهَا

وَصَارَ رِيقِي مُرَأْجِينَ غَرْغَرِي

نزع کے وقت میری روح نکل جائے گی اور غرگرہ کے وقت لعاب دہن
تلخ ہو جائے گا۔

وَاشْتَدَ نَزْعُنِي وَصَارَ الْمَوْتُ يَجْذِبُهَا

مِنْ كُلِّ عِرْقٍ بِلَا رِفْقٍ وَلَا هَوَانَ

یوقت نزع مجھ پر شدت کے پہاڑٹوٹ پڑے اور موت بغیر کسی رو رعايت
کے رگ دریش سے روح کو کھینچنے لگی۔

وَسُلَّ رُؤْحِي وَظَلَّ الْجِسْمُ مُنْطَرِحًا

بَيْنَ الْأَهَالِي وَآيَدِيهِمْ تُفَلَّيْنِي

لنجھے روح نکال لی گئی اور میرا جسم اہل و عیال کے درمیان بے حس و حرکت
پڑا ہے اور ان کے ہاتھ مجھے الٹ پلت رہے ہیں۔

وَغَمَضُونِي وَشَدُّوا الْحَلْقَ وَانْصَرَفُوا

بَعْدَ الْإِيَاسِ وَجَدُوا فِي شَرَى الْكَفَنِ

گھر کے لوگوں نے میری آنکھیں بند کر دیں، جبڑوں پر کپڑا باندھ دیا اور
مایوسی کے بعد جا کر فوراً کفن خریدنے لگے۔

وَصَارَ مِنْ كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ فِي عَجَلٍ
نَخْوَالُ الْمُغَتَلِ يَا تِينِي لِيغْسِلَنِي
جو شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا وہ بڑی جلدی سے قتل دینے والے
کی طرف پلاکتا کروہ مجھے آ کر غسل دے۔

وَأَضْجَعُونِي عَلَى الْأَلْوَاحِ مُنْطَرِحًا
وَقَامَ فِي الْحَالِ مِنْهُمْ مَنْ يُغَسِّلُنِي
مجھے تختہ میت پر لانا کر کچھ لوگ مجھے فوراً غسل دینے لگے۔
وَأَسْكَبَ الْهَاءَ مِنْ فَوْقِي وَعَسَلَنِي
غُسْلًا لَلَّاتِي وَنَادَى الْقَوْمَ بِالْكَفَنِ
میرے اوپر پانی ڈالا تین بار غسل دیا اور لوگوں کو آواز دی، کفن لاوے۔

وَالْبُشُونِي ثَيَابًا لَا كِمَامَ لَهَا
وَصَارَ زَادِي حُنُوطِي حِينَ حَنَطِي
اور مجھے بغیر آستینوں کے چند کپڑے پہنادیے اور کافر لگا دیا، لبھے بھی
کافور میر او شرخ بھرا۔

وَآخِرَ جُونِي مِنَ الدُّنْيَا فَوَّا أَسْفَا
عَلَى رَحِيلِ بِلَرَادِ يُتَلَغَّيْنِي
اور اب انہوں نے مجھے دنیا سے نکال دیا، ہائے افسوس! اسٹر پر جا رہا ہوں
مگر ن تو شہ ہے نہ زاد را۔

وَحَمَلُونِي عَلَى الْأَكْفَافِ أَرْبَعَةً
مِنَ الرِّجَالِ وَخَلَفِي مَنْ يُشَيْعِنِي

اور چار آدمیوں نے مجھے کندھوں پر اٹھایا، باقی لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے پیچھے ہوئے۔

وَقَدْمُونِي إِلَى الْمِحْرَابِ وَانْصَرَفُوا

خَلْفَ الْإِمَامِ وَصَلَّى ثُمَّ وَدَعَ عَنِي

مجھے جنازہ گاہ میں لائے لوگ امام کے پیچھے صاف آراء ہوئے اور اس نے جنازہ پڑھ کر مجھے رخصت کر دیا۔

صَلَّوْا عَلَيَّ صَلَاةً لَا رَكْوَعَ لَهَا

وَلَا سُجُودًا لَعَلَّ اللَّهَ يَرْحَمُنِي

مجھ پر ایسی نماز پڑھی جس میں نہ رکوع ہے نہ سجود شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمت

فرمائے۔

وَأَنْزَلُونِي إِلَى قَبْرِنِي عَلَى مَهَلٍ

وَقَدَمُوا وَاحِدًا مِنْهُمْ لِيُسْلِحَنِي

اور آہستہ سے مجھے قبر میں اتا رہا اور ایک شخص کو آگے بڑھایا کہ مجھے لحد
میں رکھو دے۔

وَكَشَفَ الشَّرْبَ عَنْ وَجْهِي لِيَنْظَرَنِي

وَأَسْبَلَ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنِي وَقَبَلَنِي

اس نے آخری دیدار کے لئے میرا منہ کھولا، آنکھوں سے آنسو بھائے اور
مجھے چوما۔

وَفِي طَلَامَاتِ قَبْرِنِي لَا أُمِيْ وَلَا أَحَدٌ

وَلَا أَبِي وَلَا أَخَّ مَنْ يُؤْتَنِي

اور میری تاریک قبر میں نہ میری ماں ہے نہ باپ نہ بھائی نہ کوئی اور جو
میرا اول بھائے۔

وَهَالِئِيْ اِذْرَأَتْ عَيْنَائِيْ اِذْ نَظَرَتْ
مِنْ هَوْلِ مُطَلِّعِ اِذْ كَانَ اَغْفَلَيْنِي
یہ تباہی یہ تاریکی اور یہ وحشت ہی کیا کم آفت تھی کہ اچانک میری
آنکھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔

مِنْ مُنْكِرٍ وَنَكِيرٍ مَا اقُولُ لَهُمْ؟
فَذَهَالِيْ اَمْرُهُمْ جَدًّا فَافَرَغْتُ عَيْنِي
منکر نکیر شمودار ہوئے ہائے اللہ! میں ان کو کیا کہوں ان کی ہولناکی نے تو
میرے ہوش و حواس گم کر دیئے۔

وَاقْعَدُوْنِيْ وَجَذُوْا فِيْ سُوَالِهِمْ
مَالِيْ مِسَاكَ إِلَهِيْ مَنْ يُخَلِّصِنِي
انہوں نے مجھے بھالیا اور ختنی سے جواب طلبی کرنے لگے بار بار! تیرے سوا
میرا کوئی نہیں جو مجھے اس مخصوص سے نجات دلاتے۔

فَامْنُنْ عَلَىٰ بِعَضِيْوْ مِنْكِ يَا اَمْلِيْ
أُمْنُنْ عَلَىٰ تَارِكِ الْأَوْلَادِ وَالْوَطَنِ
اے میری امید! عنووود رگز کے ساتھ مجھ پر احسان کر لیعنی اس غریب
مسافر پر احسان کر جو اہل و عیال اور وطن سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا۔

تَقَاسِمُوا اَهْلِيَ الْمِيرَاثَ وَانْصَرُفُوا
وَصَارَ وَزِرِيْ عَلَىٰ ظَهِيرِيْ يُبَقِّلِيْ
گھر کے لوگ واپس جا کر میری میراث بانٹنے لگے اور گناہوں کے بوجھ
کی گرانیاڑی میری پشت پر آپڑی۔

وَاسْتَبَدَّلَتْ زَوْجِيْ بَعْلًا لَهَا بَدَلِيْ
وَحَكَمَتْهُ فِي الْاَمْوَالِ وَالسَّكِنِ

میری بیوی نے نیا شہر کر لیا اور گھر یار کا حکمراں اسے بنادیا۔

وَصَيَّرَتِ إِنْهَا عَبْدًا لِّيَخْدُمَة
وَصَارَ مَالِيٌّ لَّهُمْ حِلًّا بِلَا ثَمَنٍ

اس نے اپنے بیٹے کو نئے شہر کا غلام اور خادم بنادیا اور میرے مال پر مال
مفت دل بے رحم کے انداز میں تصرف کیا۔

فَلَا تَغْرِيَنَكَ الدُّنْيَا وَرُخْرُفَهَا
أَنْظُرْ لِأَفْعَالِهَا بِالْأَهْلِ وَالْوَطَنِ

دنیا والو! دنیا کی زیب و زیست سے دھوکا نکھاڑا اس نے بیوی بچوں اور
طن کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر نظر رکھو۔

وَانْظُرْ إِلَى مَنْ حَوَى الدُّنْيَا يَاجْمِعُهَا
هَلْ رَاحَ مِنْهَا بِغَيْرِ الْحَنْطِ وَالْكَفَنِ

دیکھو! جن لوگوں نے دنیا بھر کی دولت سمیٹ رکھی تھی وہ یہاں سے کافور
اور کفن کے علاوہ بھی کچھ لے کر گئے؟

خُذِ الْقَنَاعَةَ مِنْ دُنْيَاكَ وَارْضَ لَهَا
لَوْلَمْ يَكُنْ لَّكَ فِيهَا إِلَّا رَاحَةُ الْبَدَنِ

اپنی دنیا سے زہر و قاتعات لو اسی پر راضی رہو خواہ راحت بدن کے ساتھیں
کچھ بھی میرنا آئے۔

يَا نَفْسُ كُفْيَ عنِ الْعِصَمَانِ وَأَكْسَمَيْ
فَضَلَّاجَمِيلًا لَّعَلَّ اللَّهَ يَرْحُمُنِي

اے میرے نفس تاقرمانی سے بازا آ اور (اللہ کا) فضل جیل حاصل کر امید
ہے کہ اللہ تھوڑ پر رحم فرمائے گا۔

يَا نَفْسُ وَيَحْكِ تُؤْبِي وَأَعْمَلِي حَسَنًا

عَسَى تُجَازِيْنَ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالْحَسَنِ

اے میرے نفس تجھے خدا سنوارے تو (اپنے گناہوں سے) تو بکرا اور کوئی نیک کام کرامید ہے تجھے نیک کام کی جزا ضروری جائے گی۔

ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ سَيِّدِنَا

مَا صَاصَّاً الْبَرْقُ فِي شَامٍ وَفِي يَمَنٍ

پھر ہمارے آقا سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج جب تک بخلیاں شام و یمن میں چکتی رہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مُمْسِنَا وَمُضْبِحِنَا

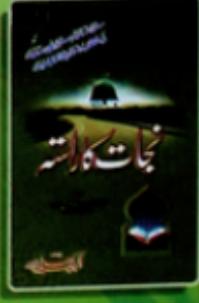
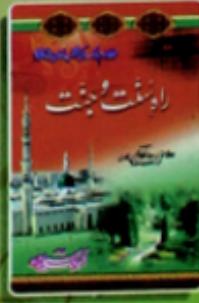
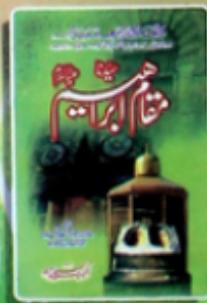
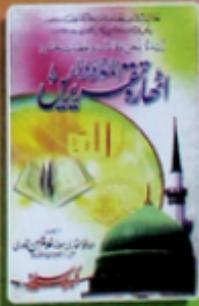
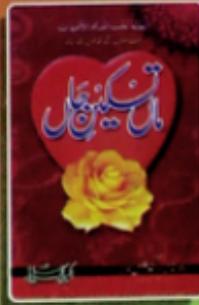
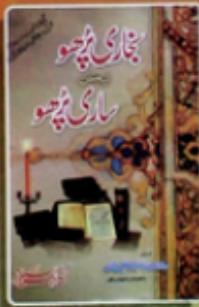
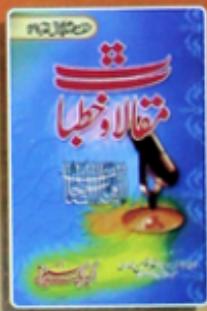
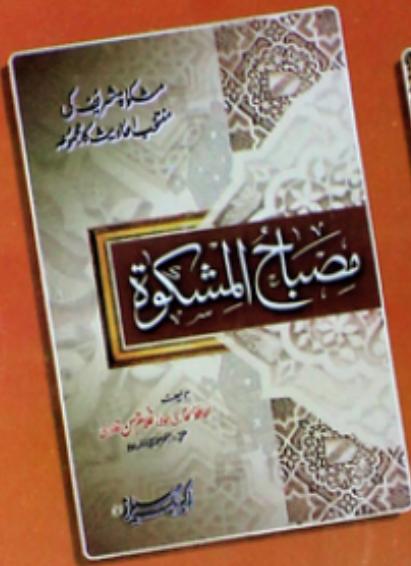
بِالْخَيْرِ وَالْعَفْوِ وَالْإِحْسَانِ وَالْيَمَنِ

اور تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ہماری صبح و شام گزارتا ہے خیر اور درگز را اور احسان کے ساتھ اور نعمتوں کے ساتھ۔

گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی

گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی نبڑی عادتیں بھی چھڑا یا الہی
 خطاؤں کو میری مٹا یا الہی مجھے نیک خصلت بنا یا الہی
 تجھے واسطہ سارے نبیوں کا مولی مری بخش دے ہر خطا یا الہی
 میں عشق نبی ﷺ میں رہوں گم ہمیشہ تو دیوانہ ایسا بنا یا الہی
 دکھا ہر برس تو حرم کی فضائیں تو مکہ مدینہ دکھا یا الہی
 جو روتے ہیں بھر مدینہ میں ان کو مدینے کی گلیاں دکھا یا الہی
 بنا دے مجھے ایک در کا بنا دے میں ہر دم رہوں باوفا یا الہی
 مجھے مال و دولت کی آفت نے گھبرا بچا یا الہی بچا یا الہی
 نہ دے جاہ و حشمت نہ دولت کی کثرت گدائے مدینہ بنا یا الہی
 یہ دل گور تیرہ سے گھبرا رہا ہے پئے مصطفیٰ ﷺ جنم گایا الہی
 عطار کو چشم غم دے کے ہر دم
 مدینے کے غم میں رلا یا الہی





ابنکاش بیز

Ph: 042 - 37352022

Marfat.com